



## OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. *A915d710*

Accession No. 4716

Author: James M. Smith

Title Open Office

This book should be returned on or before the date last marked below.



قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدَرًا

درین آوازه نیست از قوت این کلام صاحب مولانا علی قلی خان

۸۰۳  
کلمات قدر  
۶۱۸۹۱

مصحف مخمور لایق از یک مرد و سنی خاتانی سید ارم حسین قهر بکار می نمود

مطبع و عام اگر زیور طبع شود  
درین مفید اگر زیور طبع شود

در این کتاب



❦

[illegible]

پھر دفعہ ۱۵۰۰ عیسوی میں فوج انگریزی سرکار نے پھر بھی دلی لٹی مکنتوں پر غلبہ ہوا۔ الفصلا بطولھا  
 آپ بھی لکھتے ہیں بلگرام چلے آئے۔ اتفاقات وقت سے میرزا غالب کے بھائی میرزا عباس بیگ بلوچی  
 اور نواب غلام حسن خان حسین تخلص شاہجہانپوری اور مرزا قاضی بخش جبار بلوچی شاہزادہ خاندان قیومی  
 وغیرہم صاحب غداروٹھاتے ہوئے وارد بلگرام ہوئے اور میر قمر کی صحبت کو مغتزو کیا کرتا یا مرشد زمین  
 ہے اس وقت انھوں نے بلگرام کے کبیر شردن سے بھائی نامین ہمارت پیدا کی تھی بعد ازاں دراصلہ کل  
 انکاش آپ تبارش معاش خیا کی چلے گئے اور چند سے فوج سرکاری میں شمشیر بنے بلوچانہ زبان  
 انکو دیکھ کر پند آتی مستغنی ہو کر دہلی میں آئے وہاں نواب نجم الدولہ دیر الملک مرزا اسد خان بہادر غالب  
 کی شاگردی نظم و شعر میں اختیار کی جب کہ میان نجر اور غالب اندہ سے دونوں سے شعر و سخن میں شوق رہا  
 چنانچہ دہلی کی سادگی لکھنؤ کی آوازیں کے ہم سے مترشح ہوئے میر صاحب نے ایک باغی میں چاروں استاد  
 اور کیا برباعی

سبکے شعر و جوق سے بندش کر دیند	سبھ قلوب سخن نے بتائے چویند
موسا بھی زمانے میں ہو گا لے قدر	بزم نام کو نہ ہو لکھنؤ نامی چنہ

پھر جب دلی سے دہلی میں پہونچے اور صوبہ اودھ کی ضلع بندی ہوئی اور بلگرام وغیرہ کا ہر دلی ضلع ٹھہرا  
 اور باجمادرس قرار پانے لگے تو میرزا عباس بیگ بلوچی اگر اس ضلع ہر دلی نے اکی سفار  
 صاحب ضلع سے کی اور سنے انکو بائی اسکول ہر دلی کا درس فارسی کوڑا لکھائی کی شاعری نے اکثر  
 تلامذہ کو فنی طوطی کر لیا اور خود تو ماثار اودھ بہ تن سیمین مصروف تھے یہ حالت بدینہ ستر سے  
 دیکھ کر انکو پھر صلہ لکھی بارغماش کی گیشا عزانہ و راستگی سے یہ سیکلی کب سنتے تھے غریب یا شہر نے اکی  
 رپوت صدر میں اس بنا پر کردی کہ نفشی قدر علم ریاضی سے ناواقف ہیں اس پر صاحب کے اکیڑا  
 سید صاحب کو بغرض تحصیل ریاضی لکھنؤ کے نابل کو مل میں جانا لایہ جو اودھان بلوچوں کی ریاضی میں تلبہ

واقفیت پیدا کی بعد ازان موافقت حاصل ہو گئی وہاں ۱۵۰۰ عیسوی میں  
کالن برلینگ صاحب لکڑ کٹر اودہ نے ازراہ قدر دانی آپ کو ہر ضلع ہر دینی کا مدرس فارسی مقرر کیا۔ ع  
آپ فتنہ گرد بنوا آمد۔ اس رباعی میں اسی خدمت کا شمار ہر رباعی

دور جے میں بڑا ہوا جس تہ سے قدر	دونا ہوا تہ یہ کہہ کس سے قدر
اول تو مدرس بھی ہے ہر دینی کا	پھر اوس ہی مجدد مدرس سے قدر

لطیفہ قدر تخلص مدرس سے پہلے رکھا تھا امد بھی پایا تو تخلص کے بعد سبحان امدہ شعر فہمی عالم بالا  
معلوم شد میر قدر کو بلا بسالہ کئی ہزار شعر اساتذہ کے یاد تھے اکثر شعرا نے جبل کو ملو کا جواب ندان شکن پایا  
افسوس کہ راقم الحروف کو وہ سب مع کے یاد نہیں در نہ بیان اونکا ذکر کرنا خالی فائدہ سے ہوتا کہ بہرین بقول  
مالا یدرک کل لایرک کلمہ بعض سوال وجواب اللہ قلم ہیں۔

(۱) قدر دل شریعتا سوزش غم سے اوجھل کر گیا + میں جہان بیٹھا بزمک شمع جل کر گیا + نواب  
غلام حسین خان حسین تخلص نے فرمایا کہ شمع کو واسطے بیٹھنا نہیں آیا اوٹھنا البتہ سمیع ہو قدر نے مصحفی کا مطلع  
سنڈ پڑھ دیا شمع کی طرح سے چپ بیٹھے ہیں آسن مائے + گر ملاتے ہیں زبان جلتے ہیں گردن مائے +  
(۲) قدر قاصد یہ کہنا پا کے میرے یا کا مزاج + پوچھا ہوا کہ غریب نے کلر کا مزاج + سر شاعر خواجہ  
وزیر کے ایک شاگرد نے عرض کیا کہ محبوب کو سرکار کنا کما دن کی بولی ہو قدر نے کہا تو یہ کیجیے دیکھیے آپ کے  
اُستاد کیا کہتے ہیں۔ وزیر باغ کو جایگا ابر سیست اوٹھا + پیش خیمہ توراندہ ہوا سرکار کا آج + اور بیان  
معروف دہلوی بھی فرماتے ہیں اُن دنوں سرکار پر معروف نے کھائے تھوگل + جن دنوں صاحب نے  
پھرتے تھے بل ہاتھ پر + معترض نے گردن جھکا لی اور اہل مشاعرہ نے قہقہہ لگایا۔

(۳) قدر کالی نگین میں غن غن لہریں بلا خال آفت + ایک سے ایک میں کجا کے زمانے والے + کلا پر شا  
موجود لکھنوی بوسے کہ جب خود معنی زمانہ ہو پھر زمانہ کیسا قدر نے کہا کہ کال + درج ملکا ایک سم ترکیبی ہو کر

علم ہو گیا جب یہ علم ٹھہرا تو احوال لفظ زمانہ جائز نہ ہو چلا نہ سہجہ فرماتے ہیں ۵ تین تین ہیں رد مکملین  
مری ۱۰ اسلہ آبا بھی پنجاب ہو تین تین بی گنگا جمناسر سوتی ہیں پس احوال لفظ تین لفظ تری پوریا  
ہی جیسا لفظ زمانہ - جگ - پر موجود نہایت ہی خوش ہوئے اور زمانہ لکے کہ شاعری دہا کرے جو تمارا مثل شالین یاد رکھے  
(۴) شمنوی قضا و قدر کی تاریخ میان تھرنے یوں کہی ہے ۵ یہ سنہ شمنوی قدر ہے ۱۰ شمنوی قدر مرہ قدر ہے ۱۰  
ذکی بکار می شکار گذر دمر زاد میر نے اعتراض کیا کہ مرہ قدر کے معنی اگر قدر کا چاند ہی تو قافیہ مکر ہوتا ہی اگر اور گجاسے ماہ  
شب قدر ہی تو لفظ شب اس میں نہیں قدر نے جواب کیا کہ فقط قدر بجائے شب قدر آیا ہی سعدی ۵ دل زن کو  
دونوبت دہ بشارت ۱۰ کہ دو شمع قدر بودا و دوز نور -

(۵) ایک ن عارت علی شاہ عارف خراسانی نے کہا کہ خواجہ حافظ شیرازی نے اس مطلع میں ایسا پہنچ کھایا  
کہ معاذ اللہ ۵ صلاح کار کجا و من خراب کجا ۱۰ بین تفاوت رہا کجا بست تا کجا ۱۰ قدر نے کہا کہ ہاں ایک جگہ  
روی ساکن ہوا اور دوسری جگہ متحرک اس عیب کو غلو کہتے ہیں مگر میان سیر ذہن میں ایک بات گزرتی ہے کہ جب عارفوں کی  
عیب کر کے اوس پر اعلان کر دے تو وہ اوس پر ہی الذمہ ہو جاتا ہے اور یہ نکتہ کتب فن قافیہ میں مہین ہی حافظ نے  
اس شعر میں دوم تہ عذ کیا اور خبر دی اول صلاح کار یعنی صحت کجا اور من خراب کجا ۱۰ دوسرے کجا سے کجا  
تک راہ میں فرق پڑ گیا ہے یعنی روی متحرک ہو گئی ہے عارت یہ سنکر بڑکل دھڑا اور قدر نے اس قافیہ کو ایک تعلیمین نظم  
کیا - قطعہ نوشت مطلع پر نور خواجہ شمس الدین ۱۰ بدین فروغ گہ بار داز سحاب کجا ۱۰ صلاح کار کجا و من خراب کجا  
۱۰ <sup>نقشب حانقہ</sup> بین تفاوت رہا کجا است تا کجا ۱۰ فتا و عقدہ در اندیشہ خرد گہ ان را ۱۰ زلفظ تا کجا ۱۰ و در خراب کجا ۱۰ کہ کیے روی  
متحرک کر روی ساکن ۱۰ خطاست بہر خطا حکم از کتاب کجا ۱۰ غلو اگر کہ جو عیب مرتوفی را ۱۰ تراست پایا بن مایہ  
احتساب کجا ۱۰ مباح غرہ بدین یک دو نکتہ ذہن ۱۰ نظر بود ہمہ کس بہر کتاب کجا ۱۰ غمت گفت کرے صاحبان  
دانش دوداد ۱۰ صلاح کار کجا ۱۰ من خراب کجا ۱۰ پس ز نفس خطا آوازہ کرد عذہ خطا ۱۰ بین تفاوت رہا کجا است تا کجا  
۱۰ اشارہ چست و عبارت بلیغ و عذ لطیف ۱۰ اگر خطا بود اینہا در صواب کجا ۱۰ مباح رہے غرہ غناست مدعی الحقہ

سخن کی است جواب ترا جواب کجا دراز نفسی معات آدم بہ مطلب بعد ایک سال کے اوٹیل ڈپارٹمنٹ کے مدرس فابری شمش محمد ظہیر الدین بلگرامی ملازم کینیکل کالج نے انتقال کیا اس وقت مرزا عباس بیگ ہوی پٹنن پارک لکھنؤ میں کالج مزبور کے ممبر ہو گئے تھے مرزا صاحب نے میر قدر کیواسطے وہ جگہ تجویز کی اور ہر دہائی سے بلایا اور منظور ہوئی صاحب کشتہ بہادری ندرت پر آپکا تقرر ہوا جہاں کہ سات برس چھپے بیٹھے تک وہ اپنے عہد کا کام بڑی سرگرمی اور جانفشانی کے ساتھ کمال لیاقت انجام دیتے رہے اور فی الحقیقت ایسی سوزی اور توجہ کی کہ انڈیل کے طلبہ آپ کے فیض تعلیم کے باعث اعلیٰ درجے کی لیاقت حاصل کر کے امتحانوں میں کامیاب ہوتے رہے اسی زمانہ میں آپ نے کچل یعنی ہندی کا عروض پڑت جٹا شکریائے جٹا چارج بناری سے جو کہ انڈیل ڈپارٹمنٹ میں سنسکرت کے پروفیسر تھے استفادہ کیا اور ماہرہ اور قواعد العروض میں ترجمہ کر کے نئی بات <sup>۱۸۸۲</sup> <sup>۱۸۸۳</sup> کو بتائی۔ انوس کوادونم جو کم عمر نے وفات کی ورنہ ارادہ تھا کہ مثل قواعد عروض کے ایک سوا کتاب فرقیہ میں بھی لکھیں۔ ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ <sup>۱۸۸۳</sup> <sup>۱۸۸۴</sup> دسمبر ۱۸۸۳ء تک یہ کالج میں کام کرتے رہے من بعد چوری <sup>۱۸۸۴</sup> میں منہ مرزا غالب نواب غامزایک خان بہادر سرد جنگ استاد حضور پور کی تحریک سے تقریب نشینی اقدس اعلیٰ میر محبوب علی خان بہادر نظام الملک صفت جاہ والی دکن اٹلے سفر کلکتہ میں مقام بندس شرف یاب حضوری علی حضرت ہو کر قصیدہ غنیمت نظر نور سے گزرا تا جبکہ صلہ میں طوس خاص عطا ہوا اور امیدار ملازمت ہو کر ہم کاب بندگان عالی کلکتہ جا کر بدہ فخرہ بنیاد حیدر آباد میں تشریف لائے اور چار سو روپیہ ماہوار کے ملازم سرکار آصفیہ ہوئے دیکھئے کمال فن کس قدر انسان کو معزز کر دیتا ہے زانے کے ہاتھوں شاعر کی رنگ و لگا ہی جہر دیکھئے انگریزی کا چرچا ہی میر قدر انگریزی ایک حرف نہ جانتے تھے اور عربیت بھی رسمی تھی مگر شاعر یمن چونکہ عمر بسر کر دی تھی اور استادوں کا فیض صحبت پایا تھا کمان سے کمان پہنچ گئے۔

۵ ہنوز آن ابرحت و نشان است و خم و خمناہ باہر و نشان است و قدم حرم نہایت فیعت البعثہ تھے اس پر مرض ضیق انفس اور ضعف معہ جو اکثر لاحق حال رہا کرتا تھا اختلافات آج ہوا سے اور بھی مستولی

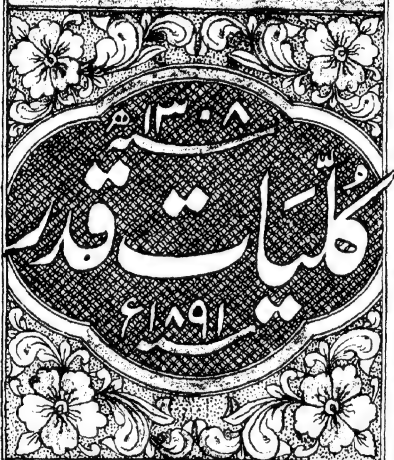


<p>کرد چنین مویه ها کاب گزشت از سرم این دل بشنوده ام شبنمش نژد زند غفلت پارسیش چون بزبان اوستاد حمله کلاش بود در غور بشرد منت بر حسن سخنی صیت مدحش دلیل بین که بدیر سنج کیست اثر چنین یملی آورده ام آب ز آتش برون مصرع اولای اودر سینه جوی است آه که شد رنگ و بواز چمن شاعری</p>	<p>هان گو سبقت ربود دیده ام از اگریا دین سرشوریده ام شده الم آشنای رو همه ما ساختند اهل عجم حبا بر سخن لغز زلفی بوشه کستن روا و غیره همه جامه هاش بر صفت ادگو گو که بجای اندیشش بود نظیرش کجا سال رحلتش نهی حمد نوشتم دو تا مصرع اخراے اوسال سیحی نسا مویه که استاد قدر رفته ز دارنسا</p>
<p>وله این تایخ بر لوح مرار شریف کنده شد</p>	
<p>روزی که شب بیدوست و سوم زینقدر آو رخ از دانه ونی چرخ در آهنگ زند زور قلم سال و فاش حمد صوری معنوی</p>	<p>بر دو پیکر روز ساعت چنان زیاب شد کان علم از دهر میخیزد اوستاد باشد در هزار و صد و یک قدر از دنیا باشد</p>
<p>در سینه کلاک رسالت شیخ غلام احمد ارشد بلگرامی شاکر و میر قد</p>	
<p>حضرت قدر غلام حسین آثم شریف روزی که شب بیدوست و سوم ذی القعدة سنة صلت اود ارشد مغموم نوشت</p>	<p>بلگرامش وطن رسیدی رتبه حباه فوت کرد آن شه اقلیم سخن داویداه شدر و ان دست بر بسوس ارم الله</p>
<p>وله اندرین دنیا غامد از دست پیدا و اهل هجره می و هم عیسی ارشد بلگرامی سال</p>	<p>نکت بر دوازده سخن دان سخن گاه قدر در هزار و صد و یک فیت زین هر آه قدر</p>

مویه گریه از دانه و نی چرخ  
بلگرامش وطن رسیدی رتبه حباه  
فوت کرد آن شه اقلیم سخن داویداه  
شدر و ان دست بر بسوس ارم الله  
نکت بر دوازده سخن دان سخن گاه قدر  
در هزار و صد و یک فیت زین هر آه قدر  
بلگرامش وطن رسیدی رتبه حباه  
فوت کرد آن شه اقلیم سخن داویداه  
شدر و ان دست بر بسوس ارم الله  
نکت بر دوازده سخن دان سخن گاه قدر  
در هزار و صد و یک فیت زین هر آه قدر

قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدَرًا

درین آوان مهینت اقتران تحفه فصاحت عنوان بلاغت بایان اعنی



مصنفه محسنه لائانی رشک نودی غاتانی سیدام حسین قنبر بکرمی محم

مطبع و عام اگر زیور طبع ک شد  
درج مفید اگر زیور طبع ک شد





بسم الله الرحمن الرحيم

در منقبت جناب امام متقین امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام

<p>۱ وصی مصطفیٰ احقا علی بن ابیطالب پدر شریف و شایسته علی بن ابیطالب</p>	<p>۲ علی کا بندہ کیسا علی بن ابیطالب افس و شوهر و ہر اعلیٰ بن ابیطالب</p>
<p>شجاع الافغانی الاعملى بن ابیطالب</p>	
<p>۳ نسب دار علی با بہا و کنت مولائی امین سرتی گنجینه داعلت غائی</p>	<p>شفیع رزیزینان پرکہ بازار رسوائی وصی و مہر دار مصطفیٰ امیر یکتائی</p>
<p>کلید کنز مخفی تھا علی بن ابیطالب</p>	
<p>۴ خدا کا بندہ ہی لیکن نصیر کا خدا ہر وہ کہ اکملت لکم دینکم و اتممت علیہ</p>	<p>ہمارا نفس مطلب بلکہ نفس مصطفیٰ ہر وہ و اتممت علیکم نعمتی کا مدد ہر وہ</p>

مسریر اعلیٰ طہیر اعلیٰ بن ابیطالب	
گئے معراج کو جس پر سب کے ہمراہ پیغمبرؐ	۴ وہاں پونہچے رشتہ کو بھی چلتے تھے سب جا رہے تھے
مگر پر دیتے آتی تھی یاد اللہ کی صدا باہر	عظا و عصمت و عظمت میں سرور کشف ہو
لما از دوست یقیناً تھا علی بن ابیطالب	
ہی سوہ نور کا یار بکہ او کی نور کیہ ہوت	۵ مداروے مبارک لکھتے ہیں قرآن کی آیت
وہ سب طلب بدن ہی جلد قرآن حل ہوتا	حدیثوں سے بھی ثابت ہے کتاب مدو العتر
کتاب عالم بالا علی بن ابیطالب	
نبی کا گوشت یا راغون سب حید کا فانی	۶ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث لکھی
پہر او سپر فنک نفسی جو دم مارا ہو فانی	اگر محبت کوئی چھو تو بین بیشک یہی معنی
علی احمد نبی گویا علی بن ابیطالب	
امیر المؤمنین حیدر امام المتقین حیدر	۷ ہی سر فوق ایدیم سر عرش برین حیدر
امام الانس والجنہ بنا بریز زمین حیدر	فروغ شرع و دین حیدر ظہور و باطن حیدر
طہیر آدم و حوا علی بن ابیطالب	
ہوئی دنیا میں جب ات جناب مصطفیٰؐ پیدا	۸ سنا ہوا طاق کسری شوق ہوا یہ حجاب الہا
خدا کے گھر میں حیدر نے وہ اپنا سکہ بٹھلایا	یرمان دیوا کہ عہد شوق ہوئی یہ عجب او کا
ہوا کیسے میں جب پیدا علی بن ابیطالب	
دوبالا ہو گیا رتبہ رسولؐ اس کی فائز کا	۹ خدا کی میت میں باندھ گیا سفنوں قیاس کا
اذان سکر دیا ہو یا خدا نے صول فائز کا	نبوت کے شجر میں یا ہوا پیوند امامت کا
چڑھا دوش نبی پر کیا علی بن ابیطالب	


۱۰	امام مالک ضوان شریک بنج و راحت ہے بشر صورت ملک میرے بنج خود صالح کی ہے	وہ قفل ہفت و نفع ہی کلید ہفت جنس ہے فلک مدت قرطعت خدا کا اجر ہے
خدا کے نور کا بیجا علی بن ابیطالب		
۱۱	لکھ میں سب نور لوح محفوظ اوستے ناخپ سحاب آبروے نہر تسنیم و لبین کوثر	در گلزار جنّت زردبان نہ فلک حیدر خط پیشانی نور و تصور کرسی و محشر
بھار سدرہ و طوبی علی بن ابیطالب		
۱۲	ضیاء آفتاب آفتاب ہفت کشور ہے رکین کنج کنج مسجد و محراب منبر ہے	وہ قطب سمان آسمان ہفت اختر ہے سحاب ہفت قلزم قلزم تسنیم و کوثر ہے
خدا کا بزرگ کبری علی بن ابیطالب		
۱۳	غریب و نکوٹا یا صبح کو چہ رکھ لیا روزہ اسیر و نکوٹا یا صبح کو چہ رکھ لیا روزہ	دیا خوشبو پایا صبح کو سپر رکھ لیا روزہ تیم و نکوٹا یا صبح کو چہ رکھ لیا روزہ
سخی جبریل نے پایا علی بن ابیطالب		
۱۴	خلیل و نوح پر ساکت کیا آتش کو طوفان کو بچایا یونس دیوب کو جبریں حیان کو	چھڑا دیو و دوسے کیا سلیمان او بلان کو خسوف چاہ بخشی خلاصی ماہ کنعان کو
غرض ہر ایک کے کام آیا علی بن ابیطالب		
۱۵	حصار با لکھینچا پیرہ اوکی ہو گئی نوبت جلالی اسم تعالیٰ تو ہوئی خورشید کو حبت	پڑ ما سوج کے عامل فرج ہم شہر حضرت کرن تارگر زبان بگئی اللہ ری و حبت
خدا کا اسم اعظم تھا علی بن ابیطالب		
۱۶	کنوئین میں جب لاکا اگر وہ منیان لگا	کسے ہو جنگ کا یا لمرے پر ترہ کو مارا

ہوا جب اس سے صف آرا و لشکر و دہرہ لارا	بنی ہاشم کا مد پار بنی کول سی تھا بیارا
خدا کے عرش کا تدار علی بن ابیطالب	
جہاد و سب نبی کو کقدر خوشنود کرتا تھا	عجب انصاف لڑنے میں وہ جرجو کرتا تھا
جو اس کا سامنا کر کوئی مرد د کرتا تھا	سرا پا کو برا بنیست و نابود کرتا تھا
بنادیتا تھا شکل لای علی بن ابیطالب	
دخیر کی بھی کچھ اصل تھی جو اک شارا ہو	۱۸ اشارہ ہوتے ہی جھوٹا لڑ کر حشر پڑا ہو
قیامت تلخو اور ابھی دنیا کی دنیا ہو	زمین و آسمان چکر میں لگا کر اک ہنڈولا ہو
اگر کر دے تو بالاعلیٰ بن ابیطالب	
علی کے نام پر عین دیکھو صنعت او	۱۹ عدد دہین کرن کے شتر اور حرف صین کج شتر
ہوئی ہجرت کے کتنے کائنات کبار تار	مگر یہ بار اوٹھا لینا گران تھا ایک عالم پر
وہ اپنے سر پر رکھ لایا علی بن ابیطالب	
علامہ اسپتج وزن فاوایہ بن سیکان	۲۰ غلام ایسا کہ جو ستراج خان تھے غنائان
وہ اسپتج جن تھے مہ صرخ سرگردان	زن ایسی زن کہ جس کا مالک وراثت نہ ملا
وفا کے تاج کا تمغا علی بن ابیطالب	
خدا کی راہ میں سر دینے والا مولا	۲۱ نکالائے سب عین او سے صد بچہ کچھ بچا
نماز عاشقان ترک وجودت او گویا تھا	حضور قلب الاعمال بالذیہ کا دیا جا
مرا دربی الاعلیٰ علی بن ابیطالب	
سر سب بن بلعم نے کعبہ دین کا ڈبایا	۲۲ خدا کے گہر میں جا کر میرا مولا سرخو آیا
تہ محراب تیغ انعام و اسجد و اقرب پایا	زمین لرزی علی سب عین تڑپ عرش پایا

فوا مولود اولیٰ علی بن ابیطالب	
علی نے جام شربت ایسا بھیجا بن مجرم کو	۲۳ کہ اسکا ایک قطرہ سر کر دیتا جہنم کو
وہ کیوں بیتا کہ مینا آئینہ ان تھا اولیٰ علی کو	جو یہ ہو تو کب تر جھلا ہو لگا کیوں ہم کو
سخا و فیض کا دریائے علی بن ابیطالب	
علی نفس نبی تھا اس کے کیا بت کر کوئی ہوتا	۲۴ یہ ناممکن تھا احمد کا برادر ہر کوئی ہوتا
نبوت گہر میں تھی آخر امت پر کوئی ہوتا	پیغمبر بعد ختم المرسلین کیونکر کوئی ہوتا
اگر ہوتا تو پھر ہوتا علی بن ابیطالب	
علی کی ذات کے کامل ہوا اسلام میں	۲۵ ہر اک ساعت ہر اک خطہ ہر اک دم جو حسین
معاذ اللہ جو وہ جھوٹھا کانہی کہیں میرا	پڑے ہوں بکرو زید و عمر و پر کوئی نہیں میرا
مرامو لا مرا آقا علی بن ابیطالب	
تو لائے علی کو لوٹے مہین جوش ستانہ	۲۶ نفس کی دم کشی جبر میں نقد جان ہر بیانا
رگین بن گلیں جن لہو قرابہ نگہ چمانہ	مرا سینہ خم سے ہے غدیر خم ہی میخانہ
وہ ان پیر یغسان میرا علی بن ابیطالب	
سلام سے قبلہ بن اسلام کے کعبہ عالم	۲۷ سلام لے نور اسو السلام و چشمہ زفر
سلام و ارشاد نوح السلام و ارشاد آدم	سلام لے حجۃ اللہ السلام لے آیت اعظم
سلام لے مصحف گو یا علی بن ابیطالب	
سفینہ نوح کا ہر المیہ سیر و ظاہر	۲۸ مگر نوح اس سفینہ پر تھاری ذات سے ہٹا
وہ ناجی ہو گیا جسے بدل سی تہیں چاہا	دل لگندیم بسم اللہ مجربا و مبرا
لگا دو پار بیڑا علی بن ابیطالب	

<p>۲۶) نہ چھپکتا ہی در دل نہ اوتھ سکتا ہی در الایا ایسا اساقی کو تر دم ہی نہ ٹھون پر</p>	<p>نہار نشاہ دنیا سے مولا سال ہی اتر قیامت میں ہی کتا ہوا پنچون لب کٹو</p>	
<p>ادب کا ساؤ دنا دلاہا علی بن ابیطالب</p>		
<p>۲۷) غم دنیا و دین شہین بن کر مجھے گھیرا سوائے نہیں کوئی کہیں فریاد رس</p>	<p>۲۸) زمانہ چھ گیا تقدیر مٹی سب نے بھیرا یہاں بھی آسیر تیرا وہاں بھی آسیر</p>	
<p>اغثنی انت مولانا علی بن ابیطالب</p>		
<p>۲۹) مگر بندہ تر آفت میں ہر دو سال ہی مولا چہر غم میں چلا ہر شیا میرے حال سے بولا</p>	<p>۳۰) بسر چھی ہوئی اتنا کتے اقبال ہی مولا چھٹرا مجھ کو خدا کیواسطے جنجال ہی مولا</p>	
<p>سنبھال اے عروۃ الوثقی علی بن ابیطالب</p>		
<p>۳۱) در قصود دنیا میں نوج ای جز خان دک خلاصی مجھ کو فیہ فق سے اسی شاہ زمان</p>	<p>۳۲) مے دل کو سرور لکھو تو نور اے نور ایمان دک رہائی پنچہ ادا بار سے اسی شیر زدان دک</p>	
<p>اشیاءم کا صدقہ اعلیٰ بن ابیطالب</p>		
<p>۳۳) علی قاسم کا صدقہ عابد مغوم کا صدقہ علی اکبر کا صدقہ صفت معصوم کا صدقہ</p>	<p>۳۴) علمبردار شاہ یکس و مظلوم کا صدقہ سکینہ شہر بانو زینب و کلثوم کا صدقہ</p>	
<p>مجھے ادنیٰ سے کرا علی بن ابیطالب</p>		
<p>۳۵) حسین پاک کا صدقہ رہون میں سرخو چرا ابھی ہو خط پیشانی کا میری کچھ کی کشتا</p>	<p>۳۶) حسن کا واسطہ مجھ کو مجھے سر سبز کر مولا پے سجاو چمکاتے مری تقدیر کا لکھا</p>	
<p>جو پھر جائے قلم تیرا علی بن ابیطالب</p>		
<p>۳۷) پے کاظم مجھے کہ کاظمین الغیظین شامل</p>	<p>۳۸) تصدق باؤ صدق کا صدق اقل ہو جا</p>	

رضا کے فیض سے حکم مضارب دل سے ہائے	تقی کا واسطہ توجہ کو جو تو چاہے تو کیا مشکل
نہ ٹوٹے اب مرا تقویٰ علی بن ابیطالب	
تصدق میں نقی کو خاک سے مین پاک ہو جاؤ	منقی کر گناہوں سے نجف کی خاک ہو جاؤ
نہ فوج غم میں گھر کر ہند میں غنا کہ ہو جاؤ	نہ پامال سپاہ گردشِ فلاک ہو جاؤ
تصدق عسکری کا یا علی بن ابیطالب	
ترا سے تازہ آنکھوں کے نیچے اندر سے	فلاک نے گلے پر خنجر بے آب پھیرا ہے
غمِ فلاس نے دجال بنکر مچھو گھیرا ہے	سجبت قائم آلِ عباسیہ حال میں ہے
مجھے دے اس سے چھٹکارا علی بن ابیطالب	
بٹھایا بیچ کے کسار نے تیری دہائی ہو	ستایا چرخ کو خنجر نے تیری دہائی ہو
رو لایا تہ قہمہ دیوار نے تیری دہائی ہو	دبایا گنبد دوار نے تیری دہائی ہو
مے حیرت شکن آقا علی بن ابیطالب	
مرا بخت یہاں سے یہاں سے مولا	یہ لاگن سناں پہنچے بڑ گیا آٹھوں مولا
امان دے الامان دے الحفیظ دے الحمد مولا	کہ گموا یہ میں اثر دے تو نے پھینکا چیر مولا
دہائی ہے دہائی یا علی بن ابیطالب	
غضب سے گردنِ یام یہ بھی لکھا میرا ہے	ستم کا سناں ہی آسمان ٹوٹا بلکا ہے
مے مولا مے حق میں ترا کافی اشارا ہے	ہوئی ہی حجتِ غریشہ بوج تو کی پھیرا ہے
مے دن پھیر دینا کیا علی بن ابیطالب	
تہنیک کشتا ہوا بزم مشک کشتائی ہو	تہنیک نے جانِ سلمان شیر مولا پائی ہے
مدد کو دے لکھ میری باری آئی ہو	اکیلا پا کے شیر غم نے گھیر دہائی ہے

مرے شیر خد امولاعلیٰ بن ابیطالب	
پئے قرآن مجھے بھی علم سے ہو ہوا نور کا	ہما دو کا تصدیق ہو عدد پر چمکنا نور کی
پئے آل نبی اولاد سے ہو خانہ افروز کی	برائے فائدہ آل بجا ہو دستِ روز کی
مجھے دے میرا منہ مانگا علی بن ابیطالب	
ہوا ہر قدر بقدر راج کل مراج حضرت کا	علی بن اسم رکھا باند بکر کلرتہ جیت کا
یہ برگ سبز لے آیا ہر تحفہ کس لیاقت کا	میری اسکا صلہ ہی بس فقط چشمِ اجابت کا
تم اس پر صا د کرو نیا علی بن ابیطالب	
د م م د	
	



# ایک نہ محبوب

در مدح بندگان عالی حضور پر نور آصفیاء نظام الملک  
میر محبوب علی شاہ فتح جنگ فرما نصیر مای ملک و کرب خلد اللہ ملکہ

خسرو باد بہاری کا کھنچا دل بادل  
چوب خیمہ ہے دھنک بنہ ہر خوش گل  
سبکو ہر سحر کے دکھا جاتی ہر بجلی شعل  
سبز جہاڑوں پہ گلستانیں چڑی لال کنول  
لن ترانی کی نہ لے قدرت صنّاع ازل  
دست صنّاع ازل میں ہر بخارا کی گل  
کہ رنگی کا عمل ہر کبھی رنگی کا عمل  
کہ گل لالہ پرداغ سے تاباں جہاں  
کہ تمام ابر کا کالا ہوا احب کا نعل

باغ پر آج گھٹا ٹوپ ڈھسا ہے بادل  
ابر خیمہ ہے تو بوندین میں طناب خیمہ  
جھک پڑی کالی گھٹا دن ہوا پر ساگی رتا  
باغ میں چارو نظرت آگ لگا ئی گل نے  
شجر الاخضر ہزار اکا تاشا دیکھا  
ابر باد و مہ و غور شید فلک کا راند  
کبھی چھایا ہی سفید ابر کبھی ابر سیاہ  
تحت و فوق ایسی بہاری فر لگا ئی ہو گل  
اکہ سال دیکھتے ہیں اسد رجب بخارات سیاہ

آتش نالہ طاموس سے اٹھا جو وہاں  
یہ وہ اثر دہین کہ جیواں کو گل جاتے ہیں  
در و سراو سکے ہوا سنکے صدای طاموس  
اک برس بعد ہم آغوش ہوئے ہیں دلون  
اگنی ابر میں پانی سے غضب کی بھسلن  
جا بجا لالہ و صبر گہرین یہ عکس فگن  
کا نظریہ توں کی زبانوں میں پڑتے شاہ  
وہ اوٹھیں کالی گٹائیں کہ خدا تیرے  
بیچ میں پڑ کے ہوائے اوٹھیں بھگایا ہر  
ایندو با لہ محتاب بنا لاتا ہے  
ورزشین کرنے لگیں نہر حرمین کی جھون  
بدیاسے چنپستان میں اکھاڑا کہ ہے  
گل کے ماتھے پر ہار کا پیا لہ اس فضل  
رعد چلا کہ یہ ہر ایک سے کہ جاتا ہے  
تمتہ مار کے گل کہتے ہیں سبحان اللہ  
یون شرابوہین باران بہاری سرور  
ابر پر یون نظر آتا ہے خم قوس قزح

ہو کے کیجا وہ بخارات گہرا بادل  
ابھی اوٹھیں جو گٹائیں تو گھری جرجل  
برق نے ابر کے ماتھے پہ لگایا صندل  
ہر دم برق دمان ابر سیہ را جائل  
برق کا پاؤں ہر اک مرتبہ جاتا بھیل  
لال پیلے نظر آتے ہیں فلک پر بادل  
لیچلے ابر جو بھر بھر کے کھالیں جھانگل  
انہیں شیدی نظر آتا ہے مجھ ہر کیل  
ایک تادیوڈ الاسے غضب کا بل چل  
ٹوڈ پر خاک چڑھا دیتی ہر آندہ پاؤں  
انکو شمشاد کے طرے کو پڑھانے پہر بل  
دونوں جانب سے دھرم ٹھوک کر آؤ بادل  
سرور کے سے جو انان چین کا دگل  
ہاں خبردار خبردار سنبھل دیکھ سنبھل  
باک اسد ہے بتوں کی زبان پر ہر بل  
جیسے چوٹی کے شوالے میں چڑی لگا بل  
جس طرح سینہ معشوق پر آڑی سیکل

مطلع

یون اوڑائے لئے جاتی ہیں ہولیں بال  
جس طرح کا نور تھی لیکے چلین لنگا بل

پروے میں باد بہاری پہ جوان چین  
 گری پڑتی ہے درخون پہ صباستان  
 مسکراتا ہے کوئی کوئی ہنس پڑتا ہے  
 کوئی گل پہ لیگا خوشہ کوئی پسیدہ ہوگا  
 لہلہاتا ہے وہ سبز کہ ٹھہرتی نہیں لگے  
 زخم گل باغین یک لخت ہے ہر بو جان  
 کیا یہ نوباد و گلشن ہر مرد کو درخت  
 کچھ نظر کام نہیں کرتی ہے ہریالی میں  
 کیا اگر خاک پہ یارب فلک مینائی  
 ڈالیاں میں دم طاؤس گھنے پتوں سے  
 منہ کدود ہودہ کے وہ رمی فی اٹھایا پڑ ق  
 ماہ تابان نے ہر اک نہر کی قلعی کھولی  
 گرد مالہ ہے کہ کھینچا ہی کوئی خط حصا ق  
 قاف سے اڑتی چلی آتی ہیں پریان بینی  
 یوں گھرا کر سورج نظر آتا ہی نہیں  
 مہر یون ابر کے لگو نہیں چھپا رہتا ہے  
 ابر میں ڈوب گیا مہر تب سے کہاں  
 قرص خورشید تیرا نظر آتا ہے  
 چرخ اول ہر ستاروں سے زیر گلشن

شائین ملتی ہیں کہ شادی کی جا میں نعل  
 غنچے کتے ہیں جنگ کر کہ سنبل و کیہ سنبل  
 غنچہ و گل میں صبح سی ہوتی ہے چھل  
 راستے حاملہ غنچہ بہن سے نے کل  
 محل سبز پہ صطرح ہو خواب محل  
 چمن تیغ ہوا ہے جو چمن ہو قتل  
 ہری کوئل ہر شاخین ہے پتے ہر پھل  
 پاس سے بھی نظر آتے نہیں تو تے ہر بل  
 سبز دامن ہے چوٹی تنک ایک ایک جیل  
 ابھی طاؤس کی چوٹی ہو جو چوٹی کوئل  
 چاند شفاف ہوا اوکھلا جب بادل  
 ہو گیا آئینہ آب روان چھیل  
 ماہ شب تیر نے چلے میں پڑا کوئی غل  
 وہ بخارا دٹھے پہاڑوں سے وہ آئے بادل  
 ایک سو نیکادرق ہو گیا کیوڑ میں جل  
 جیسے اکثر گھنے پتوں میں چھپ چکا پھل  
 کہ دے روئی کے گالے میں چل چیل  
 جیسے ندی میں بھنور یا کسی بان میں کنو  
 ہر زمین سبزہ نوخیز سے چرخ اول

گولیاں نالہ بلبیل کی چلین سو فلک  
 چرخ نیلی نظر آتا ہے گل نیلوسہ  
 شور سرخاسب سے دروازے اٹھاتا میں  
 باغ نگین پہ جو ہر وقت جھکار ہتا ہر  
 کوئے ہین باغ نے اپنے ورق نگارنگ  
 قابل سجدہ شکار ہے گلشن کی زمین  
 سرو نے انگلی دھائی ہوشاد کے لئے  
 یہ چمن زار کجا گلشن فرخار کجا  
 گل کی شاخوں پہ عنادل کا چمکانا کھو  
 زربہ گل بولہ ہین بلبیل کی فغان حق جو  
 سرو نے نالہ قمری کا اثر دیکھ لیا  
 کیسیا کی کوئی بوٹی نکل آئی شاید  
 ہو سی آتش گل تیر تو اکدن سننا  
 ناف آہوی زمین ہین گل خود شاید  
 عارض گل مریجہ شفاف کہ لگتا نین باغ  
 گل وہ بھولہ ہین کہ چھپا لیں عنادل زمین  
 گل ہوسن کو جو توڑ تو مہر بخت سیاہ  
 سونگھولالے کو تو یک لخت مرا خون جگر  
 کیا ہی شاداب ہین گل نگ چڑا پتا ہر

ق

خوف ہے ٹوٹ بجائے کہ میں شیش محل  
 حوض تالاب باب ہین سہر جی جل قتل  
 ملن یا چرخ کے ماتھے پہ سحر نے صندل  
 کمین گلدستہ شیشہ نو چرخ اول  
 اوس پہ سینے کی بنائی ہر دھنک لجدول  
 جو چلا برستہ قطرہ وہ گرا کر کھل  
 بید ہے ساجد درگاہ خدا عزوجل  
 نقش ثانی کو پونچتا نہیں نقش اول  
 روضہ خوانی کے لئے بیٹھے ہین ہنبر مغفل  
 کسی نادار کی سنتے ہین کمین بل دول  
 جو ستاتا ہے کسی کو وہ نہیں پاتا پھل  
 آتش گل سے جو گزرا بنا ہے نقل  
 نخل ہوسن کی طرح جا گیا نخل کھل  
 مشک کی بو ہر مکھ وٹھا ہر سار جنگل  
 ہاتھ تو ہاتھ نظر جاتی ہے گلچین کی کھل  
 جیسے بھونز کو چھپا لیتا ہر پانی کین ل  
 سرو و شمشاد کو چھپا تو مہر اطول اہل  
 دیکھو سنبل کو تو بالکل مری قسمت کابل  
 شاخ گل کتنی ہر بلبیل سے کہ ہر مندی

شہد چھٹے تو معطر بود ماغ لذت

بیٹہ جاتے جو کسی پھول پر زنبور عمل

## مطلع

شاہد فصل بہاری جو غضب کی چنچل  
سہونوں نے لب غنچہ پہ ملی ہے سسی  
شادین جھک جھک پڑیں یا شاہد فصل گل  
سوسنوں سے رخ لیلی کا بھی مدہم ہر رنگ  
شیشیان عطر کی کوئی ہرین گل شبونے  
سرو کے سامنے آنکھیں بند کرتی جو بابا  
خسرو گل کو کی کیا گھر شبنم کی  
ایسی برسات کے پانی ہو لبالب ہر چین  
چوب چینی ہر گل سرخ نے کمائی شاید  
ہر جو خدمت میں جو انان چین کی سرگرم  
قابل دید ہر گلشن میں ریاضی کی بہار  
سطح گلشن پہ پرین ہیچ چمنوں کی شکلیں  
روشنی قاعدی میں سرو چین اون پچھو  
قائمہ زاویہ ہر کنج گلستان ہر ایک  
بیلچہ ہاتھ میں پرکار ہے تھمتہ گلزار  
کیا ہی موقع سے لگائیں ہرین گلاب و زو  
کیا ملائے ہرین درختوں سے قد گلشن ہرین

ق

کبھی پھولوں سے ہنسی کر غنچہ چونچل  
چشم ز گرس میں ختائق نے لگایا کاجل  
ناز سے ڈال لیا سر پہ او لگا کر چل  
زلت لیلی سے سوا ہے کہیں سنبل کا بل  
تا دماغ گل زنبق سے بکھجائے غل  
جس طرح سانسے دو لہا کر دلوں پہ پھل  
راجا گہر موتیوں کا کال نہیں ہر دہشل  
پھول جو اوس ہوا دہرے ہرین ہوتی ہرین  
نرگسوں کے لئے طیار ہوا اطر فیض  
باغبان تجھ کو ملیگا تری خدمت کا پھل  
ہر عجب ہندسہ قدرت متراض ازل  
گول ہرین کوئی تکونی ہرین کوئی ہشت پیل  
آبشاروں کے محیطوں نے کیا اپنا عمل  
دیکھ لی مہندی کی ٹہنی نے بنا کر جدول  
باغبان روز کیا کرتا ہے سب شکلیں جل  
جس جگہ جگہ کا قدینہ ہے جہان جہاں عمل  
گل شبو بھی لگائے ہر کھڑ سنہ سہو گل

لال کرتی کی پٹالں ہر شقایق کا ہجوم      سرو کی پٹان تو تمشاد بنا ہے کرنل

## مطلع

قوتِ نامیہ ہر اوٹھتی جوانی ہریل  
کیا عجب سرو پہ چھو بہ گردن ملکبائے  
کیا عجب لوگ تھیلی بہ جمالین ہرسون  
کیا عجب پیکر عشاق بنین خاک چمن  
کیا عجب شتہ زار سے بلیں بھلیں  
کیا عجب بچ شیدان بھی پے دید بہا  
کیا تعجب ہے کہ پتھر سے اوگے سبز تر  
کیا تعجب ہے کہ شیشے کی بھی چھو جو زبان  
باغ میں جا میں جو گلہوئے جون اکھریں  
لعلخندہ سونگھ کے معشوق تماشا ہونگے  
قلبہ رانی میں کشتا و زریہ چلاتے ہیں  
شاخ و رشاخ ہوئے گا دزمین ٹوٹلک  
کھچے سنبل یہ بڑا کاکشان ہی اوکھا  
صورت گلشن شداد نہ اوٹھجائے کسین  
گھانسی ہی گھانسی، اسغنی فیض بنو ق  
شام تک خاک بھی چھلجاتی ہو دود بابت  
باغبان چمنستان کا ہی گردون پڑ باغ

کہ جوانان چمن آج ہیں کچھ اور مین کل  
کیا عجب گردشِ افلاک میں آجانی خلل  
کیا عجب ہاتھ کے تل کی کوئی چھو کوئل  
کیا عجب نئے جاوڑ جائیں نکل آئیں چل  
کیا عجب نازِ مسجھ سے اوگے نخل امل  
خاک سے یہ بہوٹی کی طرح آئے نکل  
کیجئے ڈالکے پانی میں جو زنگار کھل  
باتیں کرنے لگے تو تے کی طرح ہر توئل  
شجر قد میں قدم رکھتے ہی چھوٹی کوئل  
مانگ کے بدلے نکل آئی شاخ صندل  
شاخ میں گا دزمین کے وہ لگا ہلکے پل  
قوتِ نامیہ سے کیا ہی پڑا ہر بل چل  
واہ وار زور کو کیا ہی نکالا ہے بل  
نامیہ سے بڑے زور وں پہ ہر سارا بل  
چھیلے چھیلے مالی چوک جاتے ہیں شل  
صبح تک سبزہ او بھرتا ہے دود و او گل  
مجھ کو ڈر ہے کہ میں ضیوان ہو نو دود

سبزہ شمشاد سے شمشاد ہی طوبی سے بندہ  
 جو یونین بھولتی پھرتی ہی گلشن میں بہار  
 کیا تعجب ہے جو گول میں نکلے پہول  
 کیا تعجب ہے کہ تیر میں منو پیدا ہو  
 دامن نیلگیری اوٹھکے ہو چرخ نیلی  
 ہنر والو کو نظر آنے لگے ملک کن  
 کہکشان ہی کہ نظر آتی ہے ہوسنی ندی  
 مکہ مسجد نظر آتی ہے کہ بیت المعمور  
 حیدر آباد ہے اونچا فلک چارم سے  
 ہر وہ خورشید علم اس فلک چارم پر  
 مہر گستر فلک ملک کا شاہ خاور  
 شاہ محبوب علی بادشاہ ملک کن  
 عمر وہ جس سے ہوا بستہ ہلال گردن  
 سر سرتاج جہان وہ کہ دبے قبہ عرش  
 چہرہ وہ ماہ شب چارم ہم جس سے نخل  
 وہ جبین جس سے کہ اقبال کا تارا جھکے  
 آنکھ وہ جبین مروت ہے بھری مثل نگاہ  
 وہ زبان نقطہ مہموم مفصل جس سے  
 لب وہ جان بخش کہ امت رہی پانی پانی

ق

ق

جلے طوبی نہ کمین غرش کی اس بار نکل  
 جو یونین نامید کرتا۔ باغ عرق و گل  
 کیا تعجب ہے اگر سرو میں آجائے پل  
 خاک سے چرخ کی جانب کو چلے بندھیال  
 اس قدر خاک سے اونچا ہو ہر اک کوہ حیل  
 پر یہ ہی شرط لگانے یونین نہ کوئی غل  
 وہ ہی مولا کا پہاڑ اور یہ سپنج اول  
 چارمینار میں یا عرش کی ساقوں کی پھل  
 جبذا قدرت و صناعتی صناعت ازل  
 جسکا ہر خاک پہ ہر دھوپ کے مانند گل  
 ذرہ پرور کر موم و مہر میں اک ضرب مثل  
 خود اولی الامر جہان نخل خضر و جل  
 عقل وہ جس سے عقود فلک پر یونین حل  
 زلف ایسی شب معراج جو ہمیں اوچھل  
 جلوہ وہ جسکے شب ماہ رہے زیر نخل  
 وہ بھوین جس سے کھلے عقدہ مالای نخل  
 مرد مک وہ کہ کبھے مودی اس میں ہر پل  
 وہ دہن نقطہ مہموم بھی جس سے محل  
 وہ ذوق جسکی لطافت پہ کھلے امت پھل

دل وہ دل حسین سہائے نہ کہ بی طحال	سینہ وہ سینہ کہ نکلے نہ کہ بی یاد خدا
پاؤں وہ پاؤں کہ ثابت قدمی پر ہو چل	ہاتھ وہ ہاتھ کہ دل خلوت کریں بلاتوں ہاتھ
پاؤں کو چوم کے اسے طبع روان چل	ہاتھ نکھون جو لگا دی دل جان ہاتھ بڑا
انہیں قدموں کے نشان سے یہ ماہر چل	ساری دنیا کو سمجھا دی ہوئے ہر فن و فنم
دوسرا قطب شمالی ہے کہ عالم ہے آچل	ایک تو قطب جنوبی ہے کہ قائم ہے جہان
انہیں قدموں سے رہوں تاکہ لگا ہر اک چل	یا آہی مین جوان خط کف پاسے حضور
کہ جدا ہو کے کہیں مجھے قدم ہاتھ کو مل	نہ کہیں نقش قدم مجھ کو بنانا یارب
نہ یہ منشی کہیں کا نور ہو یہ چل وہ چل	ہاتھ ملتا رہوں رہواری کی تیزی سے بڑا

### مطلع

بے سر پاہی یہ بنتا ہے ہوا کی سہل	کیسا رہواری سراپا یہ ہو کی ہے کل
تھوئی غنچہ سوسن سبد گل ہوں کفل	گنڈا کرنے میں بنے شاخ خمیدہ گردن
شب شود نیم رخ و روز شود مستقبل	یہ اگر ابلق ایام کو ٹاپین مارے
راہ یک سالہ پہ ہر تین طرارون میں عمل	چاند نعل سکے ہین یا چار ہلال گردن
چاند ٹیکا ہو تو خورشید بنے داغ کفل	کبھی مشرق سے اگر جہت کرے بغرب
اسکا ٹھہراؤ بھی چلنے پہ تپا ہے ہر چل	تیر جہ طرح کمان پر کوئی جوڑے ہو کھڑا
قدم اوٹھنے میں نظر آتے ہیں اٹھتی کو چل	کون سی حکمت کا سبزہ ہے یہ ماشاء اللہ
شیر گردن سے لڑے پھانڈ کے گرد و کھال	اکل شاہ جو کرین اسکو حضور پر نور
کہ ڈھلکتا ہوا توجانہ کے مطلع سے نکل	اوسکے سوچ کو وہ یون ٹاپے ہمارے کھلے
اسمیں ہے ابلق ایام سے بڑا بڑا جھل	دیکھ لے تاکہ خلائق کو قیامت کی ہر چال



واہ کیا میرے سلیمان کی سواری کی جو دھوم آگے ان پر یون کے دیکھو تو کئی دیو سیاہ	سب یہ پر یون کا چملاوا ہے کہ گھوڑے کو سب ہاتھی ہیں کہ تھیا کا اوٹھا ہوا دل
<b>مطلع</b>	
ہر جگہ سنگ و گھٹا ہاتھوں کا دل کا دل پاؤں سے گا د زمین کو یہ ابھی مل ڈالین دیکھئے دور سے آنکس ہے نکلا ہے ہلال نظر ہو جو کوئی اسکی سبک چالون کا کالے بادل جو دے پاؤں چلے جائزین کمین بادل کی گرج بھی زمین ہتی ہے بڑھکے ہاتھی نے اگر عرش سے ٹکری ہے طور پر ہی شب معراج کداس قد یہ رنگ پہلے ہم عرش کی زنجیر بنا کرتے تھے لیکے یہ سوڈمین پانی کو اوڑائے جھپٹا کالے بادل میں نظر آنے لگے لالانہک ہین عاری میں مرے قبلہ عالم جو آ تیغ در دست ہین ہاتھی پہ حضور پڑ	کبلی بن دھوم سے جنگل میں مناسنگل فیلان بٹھکے کے مستک جو کہ دین مل دیکھئے پاس سے ہاتھی ہر کچرچ اول یہ سیر رنگ پھرے آنکھوں میں بنکر کاہل بے صدا پاؤں یہ دہتر تازہ زمین پر ہر مل اسکی جنگھاڑ سے ہوتی ہو فلک کو ہل چل سایہ دیرانی اعدا کو بنا گھٹ کر جل دانت ہین وادی موسیٰ کی دہتی شعل دیکھ کر سوڈمین زنجیر وہ عقد ہو مل سارے عالم کو نظر آئے برستا بادل یہ رنگی سوڈ سے دکھلاے جو کالی اسکی پوشش کعبہ سیہ ہنین ہاتھی کا محل کالے بادل میں چمک جاتی ہے کبلی ہر مل
<b>مطلع</b>	
ہر سر پا جو لوافتح کا تلوار کا پھل جس جو ہر نے دکھائی ملک الموت کو گھم	بے سرا پا بھی لواہی یہ میان مقتل پہر کبھی موت اس سے نہ ہوتی دو بدل

<p>یہ ہزاروں مین نکلتی ہو پڑی ہو چنیل          کام موقع پر کرے تیغ ہے یا ضرب شل          لال چھو لو نہیں لدی جاتی ہے اوتھی کوئل          جسطرح ایک کو دو دیکھ لے چشم حول          جو گیا سانے اسکے وہ گراسر کے بھل          مین کمون قمر کی نابین کہ ستم کا کس بل          آنچ اک برق ہو کیا ابر مین ڈبا ہو چھل          کام تلوار کا کرتا ہے اسی کا قصقل          عید قربان کا کیا کام میان مقتل          توپ وہ توپ کہ ہو چرخ کو جس سے بلچل</p>	<p>اُن رس جو ہر ترے دید کی صفائی دیکھو          کھنچے چلنے ہی لگے تیغ ہو یا موج خراب          نیچو سبز ہے پر خون مین بہر اجاتا ہے          اسکے جو ہر کو عدد وہی نظر آتا ہے          کسی مسجد کی ہو محراب یہ محرابی تیغ          چشم معشوق مین ڈورے مین کا بروبتان          اب تک خشک ہو کیا قمر ہے تلوار کی آنچ          لوگ پس کتے مین صحبت کا اثر ہوتا ہر          چرخ پر چڑھ کے جو اوتری تو بنی عید کا پاند          چرخ خالی جو ہو توپ نے لی اسکی جگہ</p>
---	--

## مطلع

<p>ساتون افلاک کو گولی کی طرح جاگل          خوب باروت ہوتا ہی دھوان دھار گل          توپ جسوقت دغی دغے ہی گرے بال          اسکی متا ہے یا ماہ سپر اول          پھر کی کیلین مین کسب عقدہ لایا نخل          گرہ نارسے یا توپ کی ساری ہیکل          گولادہ گولادہ قلعون کو کرے مستاصل          سانپ کے کاٹنے سے کالے ہوئے اجال</p>	<p>اثر دہا توپ سے ہر دم اسکا ہو وہ ضرب شل          مورکھا جاتی ہو پر مارا گل دیتی ہے          اسکی رنجک جو اڑی دھڑی ہو جلی چمکی          جرخ پر توپ سے یا کا کھشان جرخ پر ہی          اسکا پھر دیکھتے ہے خرم فلاطون اب آب          پھر کے پیچے مین کہ قطبین ہرن دنون جانب          توپ وہ توپ کہ دب جاسی حصار گردون          یہ پیالے کے فیتلے سے ہوئی ہو کال</p>
--	---

<p>میں یہ سمجھوں کسی جیوٹی نے کھسٹاؤ گھر چڑھ ہی تو میں ہر سرکار کی کیا ٹوپی یہ دعا کرتی نہیں اور دعا کرتی میں گولہ انداز ہی مشاق ہیں سب جان صبح کو جو رہنے عدل کا جامہ پہنے</p>	<p>زیریں سے پیلو مان اسکو اگر سر کھیل تو چون گھوڑے میں پر گھوڑوں پہ تو پو کا محل اپنی گھوڑوں سے ہی تیر چلیں وقت بدل شب کو یوں چڑ کے نقطہ کو اور امین دہل پہ تو سوناز سے دربار کو دور پیدل</p>
---	---

### مطلع

<p>دیکھو میں ایک ہی پکے نیل سدا محل ایک نبوہ رہا کرتا ہے ہر دم ہر پل فوج کی فوج سما جائے وہ ہر گوشہ محل اوس سے آنکھیں جو ملائے کوئی بلین مل متحرک نہ رہ گئی کی طرح ہوا کھس رم کرے سامنے سے بکدہ رم کی پھل نیزہ دگر ز سے لے کام اگر وقت بدل گر ز مارے تو سوار نکو بنا لے پیدل جستہ میاں سے ہیں شمع کے تانے کو محل سپہیں گہرے بھری بیٹھی ہیں اپنی پھل بہر دیا دسنے زرویم سے گرد کا محل سامنا ہوتے ہی سیلی چر گھٹے کی پھل کہ جوانی سے بڑا پے کو دیا دسنے بدل</p>	<p>شیر کبریٰ ہرین ترین پہر نہیں کھلی سب کو کا عالم اجازت ہے غمی ہو کر دنی اوسکی خلوت کو جو پوچھو تو بہ انجلاوت سے پہر شجاعت میں جو دیکھو تو وہ بے مثل نظیر نہ رہے تن میں روان خون بنگلہ لالہ سامنے آتے ہی ستم کا بھی قالب ہوتی گیو و رستم سے بھی بڑھکے پا ہی دسکا دکڑے نیزہ کو تکان جنگ میں پیدل ہوں سب عبا کہتے ہیں تیری مین قمر کی تاثیر اوسکی خیران سخاوت کا نہ پوچھو نہ کور سوئے چاندی کی اینٹیں ہیں کہ نہیں دقیر کردیا کشتی درویش کو زکری کشتی قوت ز سے ہوئے نال بھی سب نال نہ</p>
---	---

ملک دسکا ہے خدایا کوئی جنت ہے جس جگہ دیکھیے سب عیش برکتی ہر جہاں

## مطلع

ہاں مے ساقی بدست سجا اپنی بھل  
دیکھنا آج وہ ہن برسیگا انشا اللہ  
بیٹھے ہیں تخت سخاوت پہ حضور پر نور  
شاہ حجابہ جو کھولے گا خزانہ پنا  
ہم تو مداح حضوری ہیں کیا ہو ہمیں  
گئی پشتوں سے گمخوار ہیں اس گدھی کے  
پشتہا پشت سے اس در کے زمین گیر ہیں ہم  
صاف باطن تو کہ سرکار پہ کی جان فدا  
اک نظر اپنے قدیموں پہ ہی کار بر سخا  
لاکھ مید و ن کی مید یہی ہے اپنی  
دوسرے نہ کہیں جا کے صلاہ کو قدر  
جو پونہیں مانگنے کی اوکوٹ پری ہو عادت  
تخت طاؤسی کر رہی ہے جب تک قائم  
یا خدا عرش پہ پونچے تری کرسی جلال  
زرفشان تاج ہو خورشید کے سر چہرے تک  
یا خدا ملک کا ستارچ رہے تیرا تاج  
ماہ خورشید یہی جو جب تک کہ کرے کسبیا

دیکھ دھن سے برستا ہوا آیا بادل  
غبا ہند کے سونے کے اڑھائی گنگے گل  
قلعہ افلاس کا کیوں جڑ سے نہو متسل  
زرا مید سے بھر جائیگے بکے پتھل  
نہ فلک سے کوئی ڈر ہے نہ زمانے سے غفل  
شکر ہے سابق الایمان میں ہمیں پناہیں  
باپ دا بھی ہوئے دفن میاں نزل  
یہ صفائی تھی کہ آئی اونہیں نمل میں جل  
سب کہیں سوکھے ہو گھیت پہ پربال  
ابن جاؤں کہیں میں جو پڑے یہ رنگ محل  
بس یہی سکے قصیدے کا صلہ ہو محل  
اپنے سرکار کی مانگے وہ دعا ہر کیل  
جب تک اس تخت کا پایہ رہے چرخ اول  
پایہ عرش کے اوس پار رہے تیرا محل  
جب تک تیغ ہلالی ہو رگے میں میل  
تیری تلوار کا بیٹھا رہے دنیا میں عمل  
جب تک صوف سے ہو یہ بام فلک کی شعل

یا خدا شاد رہے تیرا وزیر لایق  
 فوجین میں ثابت و تیار کی جب تک قائم  
 یا خدا خلق میں سب نظم و نسق تیرا ہو  
 حوت جب تک سرخ افلاک میں برج آخر  
 یا خدا زیر سمک سے تیرا قبضہ پھیلے  
 کہ کشان رات کو جب تک سے فلک پر لپکا  
 یا خدا عرش پر گولہ جاسے حضوری جہنما  
 مشتری سات ستارہ میں ہو جب تک نامی  
 یا خدا تیرے محبوب کا چمک جائے نام  
 کہ رین گردن کشیان تو دہین گردن کججا  
 ہفت قلم زمین زمانے میں جہان نگاری  
 یا خدا تیرے عدد کا نہ لگے تہل بیڑا  
 کچھ جواہرین تو گرسے برق غضب کے دوس  
 قدر بان بان کین غصہ نہ تمہیں آجائے  
 ہی جو سرکار کا دشمن تو مرے گاہے موت  
 فاحشہ روح دلی تمہیں پڑ بننا ہے ضرور  
 گو کہ اس بات پہ دونوں کی سخن میں شاہد  
 پراد سے ہند کا تحفہ یہ قصبہ دہلیجاؤ  
 گور سے اوٹھکے کے صل حاصل علی

خوش رہیں او کی لیاقت سب اعلیٰ افضل  
 جب تک اس نظم سے آئندہ دنیا میں خل  
 ساری دنیا میں بند ہو فوج حضوری کا  
 رہے جب تک کہ حمل چرخ کا برج اول  
 شاخ در شاخ رہے تیرا عمل تا پیر چل  
 دن کو جب تک سے کرن پاؤ فلک کی چپا  
 تیری نصرت کے لوا میں کہی آئے نہ خل  
 سبع سیارہ میں جب تک کہ ہی بنام چل  
 تیرے دشمن رہیں دنیا کے دلیلوں میں ازل  
 سر اوٹھائیں تو گرین خاک پڑے کہ بہل  
 برن جہوت تک مہر سے جاتا ہی چیل  
 دست دباؤ نکلے گلین پیر میں ہو کر چل  
 کچھ جو ڈوبیں تو اونید تیاہ میں آجی چل  
 ہستین نہ پڑاؤ کہ ہو سب میں لچل  
 مے کو مارنے سے ٹکوا ملے گا کیا پھیل  
 کہ دکن میں وہی شاعر ہوا سب سے افضل  
 نقش ثانی ہو سے تم اور وہ نقش اول  
 کہ ہر اک شعہ ہر اک عقدہ مالاہی خل  
 مردے جلی دٹھے دکن میں ہو ہی ضل

اس قصیدہ کا جائزہ مجھ کو ہے نام  
نذر وید وہی سہ کار کو تم پہلے پیل

شعر گئے ہوں جو منظور تو کیا مشکل ہے  
حیدر آباد کے اعداد گنیں اہل حبس  
۲۳۰

قصیدہ مہر منیر درج نواب سالار جنگ میرالدولہ مختار الملک  
میر لایق علی خان بہادر عماد السلطنۃ مدر المہام سرکار عالی دامت قبالہ

نرم و محنت و قاضی و مفتی کا خطہ  
کہیں زابہ کی کہیں شیخ کہیں اعظامت  
پھسلا پڑتا ہے کوئی ٹھوکرین کھاتا ہے کوئی  
دریخانہ سے میلہ ہے درباغ تلک  
کہیں ٹھٹھوکی سبیلین ہیں کہیں پھولو کی  
کان اوڑتے ہیں کٹورون ہی کی جھنکاروں  
دیتے پرتے ہیں صد اکوئی نہ پیاسا جائے  
دھوم ہے آئی بہار آئی بہار ان روز دن  
ذکر ہے مے پیو اسباب پہ چٹھی ڈالو  
ہاے کیا فضل بہاری ہے عجب موسم ہے  
کہیں بائین کی گنگ سے کہیں سجا ہوتا  
جلت رنگوں کی صدائے کوئی موج میں ہے

ہے برائٹی کہیں شیر کی کہیں بول میں ہیر  
خانقہ سونی ہے محراب تہی خم منبر  
مے لڑ ہی ایسے چھلکتے ہیں سبہ و ساغر  
پھول سے پھول کی بوکاتی ہی باہم ٹکڑ  
دورہ شاہین ہے کہیں تادقت سے  
مشکوئین سقون نے بہری ہے شرابِ حمر  
لو پیو آؤ اودھر آؤ اودھر  
شور ہے ست رہو ست رہو اٹھ پیر  
فکر ہے مے پیو نیلام کرو سارا گھر  
منکر گوئیں پھلکتی نہیں اگر دم بھر  
ناچیں کہتا ہی جادو کوئی زہرہ پیکر  
شور قفل کا اڑاتا ہے کہیں ہوش بشر

میر کی غزلین کوئی گاتا ہے بہت بہتر  
 کہیں لیلی کہیں شیرین کی حکایت ازبہر  
 جنگ دارا ہے کہیں واقعہ اسکندر  
 سام کا حال کہیں واقعہ زال زہر  
 کہیں حسان کی فصاحت کہیں سجا کا نہر  
 جبکہ منہ میں جو کچھ آئی وہ اڑائی بے پر  
 غر غلط کرتے ہیں بیٹھے ہوئے یوں ہی اکثر  
 اودن ہنگون کی کہیا میں نے فراد ہیان ادا  
 گور کے مردے اوکھیرا نکر داتھ پیر

کوئی پڑھتا ہے کہیں شنوی میر حسن  
 برزبان ہے کہیں مجنون کہیں فرہاد کا  
 جنگ ننگی ہے کہیں واقعہ رومی ہے  
 کہیں رستم کی لڑائی کہیں سہراب کی زہر  
 کہیں کسریٰ کی عدالت کہیں حاتم کی سخا  
 جو ترنگ آئی جسے باندھ دیا جھاڑ پہاڑ  
 رند و آزاد و مفکر ہیں میخانے میں جمع  
 یہ زل قافیہ سن سکے نہ تاب آئی مجھے  
 چشم دیدہ سنو مجھے نہ شنیدہ مانو

## مطلع

وہ لکھنؤ نور کے اشعار کہ میر کی نظر  
 کھینچ لوں تیغ زبان کیلے اگر یا حیدر  
 عرش سے جھولتی سجامری تیغ دوسر  
 ہان مری فکر بلبست آج پہنچ کر سی  
 ہان مرے پائی شاعرش کو اوس پار ٹھہر  
 ہان مرے زور خیالات جہادے لشکر  
 ہان مری فہم جوان بڑھکے چہا دی زہر  
 سنکے سودا بھی کیسے مسل علی چلا کر  
 ہند سے تاعرب تک ہوم رجب تھہر

دیکھنا خط شاعری کی بنا کر مسطر  
 علم خامہ میں لون کیلے اگر یا عباس  
 کار دون معرکہ دج میں جھبٹ ڈالینا  
 ہان مری طبع رسا خاک سیا فلک پہ چڑھ  
 ہان مرے دست بیان عرش کی زنجیر ملا  
 ہان مرے شور مقامات جہادے ڈنکا  
 ہان مرے ہم روان اوٹھکے بٹھا دی سنگہ  
 ہان بلاغت وہ فصاحت سے سنا و خطبہ  
 اوکی آواز سے گور تیشی لہجاس

تیغ ہندی جو کھینچے نوکر کے جوہر حکمین  
 جیسے پر یان لکھی ہوتی تھیں سید کا تخت  
 لیکے تخت ہنر جاؤں مثال آصف  
 وہ سلیمان ہے نواب منیر الدولہ  
 خود بخنی ابن بخنی باپ وزیر آپ زیر  
 جدا علی کی وہ شہرت تھی کہ ہو عالمگیر  
 باپ کے مثل ہوا ملک میں مختار الملک  
 میرے محبوب علی شاہ کا محبوب ہے وہ  
 عقل وہ جس سے کہ پشت فلک پر خیم  
 بادشاہ نے سواری کو منگایا جدم

جو ہر خنجر رومی کے بچھا دون تیر  
 یوں مضامین سی ہوا پر ہومرا تخت ہنر  
 اوسکا مداح بنون ہے جو سلیمان منظر  
 میر لائق علی لائق دزدی خیم و ہنر  
 میر عالم کے گہرانے میں بڑا نام آور  
 دہوم ہوم کہ تھی باپ نیشاں لکبر  
 اوسکے قاسم کی تبا ٹھیک ہے اسکو قدر  
 جیسے اللہ کا پیا رہے مرا عجیبہ  
 راے وہ کا پنتا ہے صبح کو سوج تھہر  
 آگیا حکم روان اسکا مجسم ہو کر

### مطلع

اوسکا شبید چھلاوا ہے کہ اک تیر نظر  
 اک دہور ایک صبا ایک شمال یک جنوب  
 باد پانے یہ بکاسیر کہ چو بانے ہے  
 اپنے سائے سے ٹھکرات کالیلین دیکو  
 رات قطبین یہ یا کانون پر اندھیری ہے  
 وہ سبک خیز کہ پانی کا کٹور اکھو  
 دونوں باگون پر غضب جو متار تہا جو وہ  
 جب صفت رزم میں نیم کو چنور کر کے چلے

چاند ہے برق جندہ ہے کہ اک بادحہ  
 دست دیا چارون ہین یہ پیار ہوا میں ملکر  
 اوسکی رفتار کی تیزی ہے کہ باد تھہر  
 چال میں چو زمین پاتا دست سایہ دم ہر  
 تھو تھی ابر کا کلبہ ہے تو دندان خستہ  
 چال وہ استندی چلی آتی ہے موج کوثر  
 کتا ہے دونوں جہانین زمین میرا ہوسر  
 صفت توصف جو نکونست دنیا جلی دہر کی ہوندر



تیغ در دست جو نواب سوار او سپر ہوں  
 تیغ وہ تیز سائے جو کہیں آنکھوں میں نہ  
 جھک کے اعدائے وہ ملتی ہے تواضع ایسی  
 او سکے ساغر کی ہے اگر کشتی ساغر خورشید  
 مثل شمشیر ہے قبضے میں دلیل قاطع  
 گنجیان نور کی رکھی ہیں سواری کے لئے  
 ریل گاڑی کی اوڑھتی ہیں دھڑکن چلتے ہیں  
 ہاں کسی عمدہ میں نہ تانت سلیمان مشہور  
 دامن دولت جاوید ہے او سکادامن  
 وہ سہارا ہے غریبوں کے لئے صبح و سہا  
 وہ خطا پوش ہے مجرم کے لئے ستر پاپا  
 وہ ارادوں کے لئے جائے نماز حاجت  
 وہ بلاؤں کے لئے پردہ دُخس  
 وہ یہ شے ہے کہ دے او کو تے گرد فساد  
 وہ سحاب گہرا نشان ہے طہین اہل نیاز  
 وہ جھکا رہا ہے کیا سوچیئے اخلاق کا حال  
 وہ مرے ذہن میں اک بے قیود نصرت  
 وہ مرے دید میں اک پردہ چشم مغفور  
 وہ مرے عقل میں اک سلسلہ و عنقبر

کر رہا باد پر اک برق پڑے سیکو نظر  
 کا جل آنکھوں کا اوڑھے پر نہ پتلی کو خبر  
 سچ ہے دشمن سچی جہک جاتے ہیں سبئی جہاں  
 او سکے خنجر کا ہے میخ نیام خنجر  
 ہے دعائے غزائش پر ماند سپر  
 عقل چکر میں پڑے دیکھکے جنکا چکر  
 اس زمانے میں تو ممکن نہیں اون کا ٹکر  
 پر وہ کانوں سے سنا اور یہ میں پیش نظر  
 درامید و در فیض ابد او سکاد  
 یہ گزارا ہے فقیر دن کے لئے شام و سحر  
 یہ عطا پاش ہے سائل کے لئے ستر سمر  
 یہ مرادوں کے لئے سبب گد اہل نظر  
 یہ دعاؤں کے لئے راہبر راہ اثر  
 یہ وہ جا ہے کہ جہان پہنکدین سرکش فسر  
 یہ جناب ہنر آرا ہے بڑھین اہل مہر  
 یہ کھلا رہا ہے کیا پوچھیے باطن کی خبر  
 یہ مری یاد میں چارائیں فتح و ظفر  
 یہ مری چشم میں اک حلقہ چشم قصہ  
 یہ مرے علم میں اک آئینہ اسکنہ

یہ مرے درک میں کشتی شرافت کا گزر  
یہ مرے وہم میں آغوش حیاتِ دلبر  
یہ مرے سوح میں ہے بیتِ مقدس کا در

وہ مری فکر میں اک دامنِ دیاسے جلال  
وہ مری فہم میں دستِ ہوس طالب یار  
وہ مرے دہیان میں برگِ شجر طوبی ہے

### مطلع

جنہا وارثِ بر جین مہ زاد و گھر  
میری عزت کے دفاتر کا ہر صندوق پر  
روحِ محفوظ یہ چو کھٹ ہے مجھے ستراسر  
در زمینِ میرے سفینے کا یہی ہر لنگر  
میرا خود قسمت ہے ترا حلقہ در  
اب نہ اوٹھو گناہ اوٹھو گناہ چو کھٹ یہ  
میں مسافرِ دن تو ہیں آپ مسافرِ پرور  
بحرِ کونے میں سماتے کہیں دیکھا ہوا گھر  
گلی تہو کے تو بنے کرتے ہوئی آب گھر  
وقتِ خواب و سکو سمجھتی تھی ہسونا کا گھر  
نسن گئے تیری عدالت کی خبر اہلِ نہر  
ہاتھ پر سونا اچھا لاکر سے شاہِ خاؤ  
بنگیا گریہ مسکین یہ وہ با ضیغِ نر  
نام ہی میرے سعادت علیٰ ذی جوار  
یہ ہلالِ فلک ابج ہے بدرِ اٹھ پہر

مہربا حامیِ سحر میں در علم و ہنر  
تیرا دامن مجھے جز دان کتابِ ہمت  
خطِ تقدیر ہے میرا اسی دامنِ ہلکھا  
بادبانِ ہر مری کشتی کا نہیں یہ دامن  
ہر مرے ہاتھ کا دستانہ تیرا دامن  
اب چھوڑو گنا چھوڑو گناہ دامنِ ہمت  
میں جو بندہ ہوں تو ہیں آپ مگر بندہ نوا  
تیری دریا سخاوت کا بیان میں بھی کرنا  
دردندان کا کوئی فیض و اثر دیکھے تو  
سہر دیا خانہ درویش میں زر تو نے نام  
میرے مضمون کسی ہی نہیں اڑنے پاتے  
ٹوک سکنا نہیں مشرق کی کوئی مغرب تک  
خلق میں دہاک تو تیر کی بند ہی ہر ہی  
وہ شجاعت کہ ہر سال ہی شجاع الہیہ  
خرد ہی ہر پہی ہر خردی میں بزرگی پیدا

عقل نہ ہے کلا رطوبے زمانہ کیلئے  
یوں ہر وہ قوت بازو سے جفا طلالا  
حبذا رستم میدان نتجاعت سے وہ  
مرحبا حاتم شیلان سخاوت سے وہ  
واہ کسرے شبستان عدالت سے وہ  
یہ صفات او کی ہے ذاتی عجب کی ہر ذات  
قدر تم آئے تھے کلام کو کرنے لگے کیا  
ہوش میں آؤ زرا چشم خرد مل ڈوا

طالع ایسے ہیں کہ تصویر بنے اکندر  
جس طرح قوت بازو سے پیمبر حیدر  
بلکہ رستم ہی سے نام تو کا پنے تہتر  
بلکہ حاتم کو یہ قدرت تھی نہ یہ نوزندہ  
بلکہ کسری شہ سیدین تھا وہ دیندار  
ذات قلام رہے جب تک ہے صفات ذات  
چڑھے کرسی پہ تو پیر عرش کو چولو بڑھ کر  
لو اوٹھو صبح ہوئی مانگو دعا وقت سحر

### مطلع

میرے ساتی نے مرے منہ سے لگایا غنا  
منہ بچو ہاتھ مرا تھام لو دوڑو دوڑو  
میکشورہ سے اٹھو اونچو و جام و سب  
نشہ لگایا چہا کہ آنکھیں میں اندھیر چلایا  
نشہ میں چور ہوں چھپتے نہیں ہر ادلی  
اپنے آقا کو نہ میں جاگتے سوتے بھولا  
جب تلک ہے یہ زمین اور زمین پر فلک  
اون ستارہ نہیں ہی جب تک کہ نظام سہمی  
رہے زہرہ تری محفل میں ہمیشہ نقصان  
شمس ہر صبح رہے آئینہ بردار ترا

مطر بوجھ کو سبنا لو میں گرا بر لب پر  
غلامیت پیر میخان میں مجھے پونچا و مگر  
مست ہوں مست ہوں لگتا کیلی میری ٹوکر  
اب سید مست نظر آتا ہے نیخانہ بھر  
دل میں جوتا ہے آتا ہے زبان پر زفر  
رونگٹار و رنگٹا دیتا ہے دعا آٹھ بہر  
اور افناک پہ ثابت ہیں جہان تک اختر  
سبعہ سیارہ کا جب تک ہے فلک پر میگہ  
خود عطار درتے دفتر کا رہے سر دفتر  
انجمن کا تری اکا کا بنے ہر شام

<p>بڑھ کے ہے حکم قضا و ترا حکم محکم تیرے اعدا کو زحل چین لینے دیکھیں پہرے پہرے جو عدوت تک کہ گین منہ کر ختم کر دیجئے اے قدر دعائے شری مہوش ڈرا دیجئے بلبل کو رنگ بلبل</p>	<p>تیرے دربار کا قاضی رہے سعد اکبر کہ سیہ بخت کرے اور پہر آئے درد کھینچ کر پیر دے مریخ قضا پر خنجر کیئے اک تازہ غزل خاتمہ دعوت پر وہ نئے طائر ایجاد کے نکلیں شہر</p>
---	--

## غزل

<p>چشمہ خضر سے لب پہ کہیں بہتر انکا تھی فقط جام بنانے سے ہی جو کجی تھی بے وسیلے تو خدا تک بھی رسائی ہو حال اک شاہ ہو جو ابرو کا تو میں جی جان ہیں یہ مخدوم میں سو جان ہوا کا خادم بے تکلف ہوں مگر دل کا نہ پوچھو حال رکھ دیا نام مقصد سے کام ہی مہر منیر قدر کو آپ کے دربار میں لایا ہوں میں</p>	<p>کیون نہ منہ دیکھنے کے جہاں سکندر انکا تا کہ وہ دیکھ لے اوس میں رخ انوار ان کا سلسلہ ہے مجھے گیسو سے معنیر ان کا آب حیوان میں بھجا کھا ہے خنجر ان کا یہ خداوند میں میں بندہ بے زرا انکا اوس میں جب چاہیں چلے آئیں وہ ہر گہراں کا دل یہ ہی مرد و محبت میں ثنا گراں کا رہے انہر بھی نظر آگے مقدر ان کا</p>
--	--



# دارالامانہ

درمچ جناب امیر الدولہ سعید الملک راجا محمد امیر حسن خان جہاورد  
ممتاز جنگ سحر تخلص والی ریاست محض آباد ملک اودھ

چمن کا بیاہ ہے کلیون کا ہو گیا انبار بدل کر آئی ہے مشاطہ صبا جوڑا دھڑی جما ہے ہوئے سوسن آہو پو پو اوگی ہوئی ہو لب نہر باغ میں لنگھی گلون کے چہرے پر افشان چنی شبنم نے مثال سینہ معشوق پٹریاں ہین صاف بتائی مایون نے سر کو تراش خراش گئی چمن سے اودھر خوابنا زین گرس اودھر ہوا سے ہوئے لکھاے ابرود اودھر دہنکے بھر اپنی مانگ میں ہینڈ اودھر جو نہر چمن کو ہوانے لہرایا	بند ہاے دوس بہاری کے در پہ بندھنوا سفید ابر ہی چپایا تو ہو گیا گلنار خنا لگا ہے ہوئے پنجے میں جڑو چنار بڑ ہا ہے جو شمشاد طرہ طرار جو غارہ ملتی ہے رخ پر ہوا فیصل بہا جو داغ بیل لگائی وہ ہو گئی زنار سکھا یا موج نے ہر نہر کو نکھار نکھار اودھر کو سبزہ خواہید ہو گیا بیدار اودھر چمن دم طا دس بنگیا اکبار اودھر ہوا لب لالہ بھی پان سے گلنار اودھر بھی کوند کے بجلی دکھا گئی دیدار
---	---

ادھر گلون نے کمال اطلالے دست افشا ادھر بھی جو دم کر آیا سحاب گویا ادھر گلون نے سرون پر سچی نئی دستار ادھر لٹکے گئے سبیل کے شعلے تابہ کنار ادھر جھپک گئی زگس کہ سیخطف الصبار ادھر سحر کو کھلی چشم زگس بیمار	ادھر قصیدے پڑھے بلبلون نے مالون کے ادھر کھلے صدف برگ کے لب تشنه ادھر چمن نے کالی قباے استبرق ادھر جو طرہ شمشاد تر گئے مادوش ادھر گھٹاسے ہوئی چٹنک یکا دالبرق ادھر چلی جو چمن مین ہوا سے روح افزا
---	---

## مطلع

عجب نہیں جی اگر کہو لیدین لب گفتار عجب نہیں جی زبان ہو دہان غنچہ مین عجب نہیں جی سیمافض ہو باد بار کرین چمن مین گو لے کی طرح خود رفتار عجب نہیں جی کہ بول و ٹٹے طوطی زنگار چمن سے چین تلک ملک چمن سے ناگلزار اگر مینوک فلم صورتے کف نہ نگار تو نکلیں نہ مین مرغایان قسطا قسطا عجب نہیں جی کہ بادل ہو مرغ آتشخوار عجب نہیں کہ ہزار سے سنگی صورت ہزار ہو امین نہیں بنے مہنس سے ہو مویقار	چمن مین برگ گل تر بصورت لب یار عجب نہیں جی زبان ہو دہان غنچہ مین چنگ چنگ کے کہین غنچہ قم باذن اللہ عجب نہیں جی جو یہ سکے سوز جل نکلیں عجب نہیں جی کہ آئینہ آب حیوان ہو عجب نہیں جی بقول نظمیں فارابی زاعتدال ہو حکم جانور گیر عجب نہیں جی جو پھوٹیں جا کے بیضے عجب نہیں جی کہ بجلی ہو مرغ آتشخوار عجب نہیں گل لالہ پڑھے جلال کی طرح صدائے رعد سے ملکر ہر ایک قطرہ آب
--	--

## مطلع

بنی ہر نعمت ہر اک عند سب کی مقدار  
 گرج ہے بادلوں کی یا لگک ہر طبلے کی  
 سمان بند ہا ہے جو گاتے ہیں کیلیان ہا  
 لگائی ہے گل شبونے سنو یہی شہنائی  
 ادھر جو طبلے بجاتے ہیں تالیان پتے  
 گرے جو برگ ہوا میں دھڑے وہ قنکار  
 ہرے ہوئے ہیں پیالوں کے شبنم سے  
 جو اس بہا میں لیا جنون کا چون خرو  
 یہ حال دیکھکے صوفی ہی دھڑکتے ہیں  
 لگا رہی ہے وہ بالاسر و قریضہ  
 زمین کرنے لگی آسمان سے باتیں  
 ادھر تو فاختہ سے غل مچا کر کو کو کا  
 ادھر ہے سر پہ حق سرہ کا ہنگامہ  
 وہ بجلیوں کی چمک اوسپہ بادلوں کی گرج  
 وہ آبشار کے لٹے وہ موج باد صبا  
 وہ آمد نہیوں کی وہ ہوا کا سننا  
 وہ ساؤنی کی بہار میں وہ رگساؤن کی  
 مچی ہی حیا و نظن ایک رنگ کی دہم

جہان پڑی رگ گل پچا چمن میں شمار  
 جو موزا پتے ہیں ہل رہا ہے سب گلزار  
 کہ بل ہے کاسہ طنبور سیمان میں تار  
 جو پتے پتے ہیں جہاں جنھیں جیائے تیرا شجا  
 ادھر ہوا سے بہا رہی الاپتی ہر بہار  
 لئے یہ نایج میں تو لے جہاں ہر اک بار  
 پڑی جو شاخ اٹھی جاترنگ کی جھنکار  
 مثال سلسلہ پچتا اٹھسا چمن کا جنا  
 ہوئی میں حال سے بیجاں قیران نزار  
 کہ جیسے کوئی اذان دے ہر بلند منار  
 جگور مور ادھر او طرف کلنک دسا  
 ادھر بند ہا ہے پیسیوں کی کمان کا تار  
 ادھر ہے آنک کے اوپر کو کو کی پکار  
 وہ خندہ گل تر اوسپہ نالما سے ہزار  
 وہ قرقر دن کی صدائیں وہ سار سونکی پکا  
 وہ سیہ کا زور وہ پانی کی ہر طرف بوجھا  
 وہ کو ملیوئی صدائیں وہ پیگٹا رمار  
 ہوا ہے سارا سمان بندہ کے باغ کی دیوا

یہی جو دہوم رہی طفل غنچہ دہین گئے  
یہی جو دہوم رہی کان اوڑنی گئے چھوڑ گئے  
یہی جو دہوم رہی نیند اوڑنی گئے گرس کی  
یہی جو دہوم رہی سرد اوچھل پڑ گئے تھام  
یہی جو دہوم رہی کانپ اوٹھ گئے شت بیل  
یہی جو دہوم رہی **قدر** سر اوٹھا گیا  
یہی جو دہوم رہی اوسکی منج خوانی کی  
یہی جو دہوم رہی چھت اوڑنی گئے گردنی

کھینکے پھول تو میکہ کا تختہ کھلا  
سینکا کون پہراک آہ بامبل نادار  
نظر لگائی صحنِ حمن کو لیس و نہار  
کر گیا سڑکی چوٹی پہ چرخ کج رفتار  
چمن میں آئینے اڑا وڑ کے لالہ کسا  
مہو این باندہ بکا پڑہ پڑہ کے مدح کو اشعار  
اوٹھ گئے چار و نظرت ایک واہ واک پکا  
حجاب اوٹھ گیا نظرتیر جائیگی اوس پار

### مطلع

و کمانی دیکھا وہ طفل خدا وہ عرش ہوا  
کہ بندگی ہے جسے رہتہ خداوندی  
امیر دولہ و نیا و دین سعید الملک  
ہزار جان سے قربان اہلبیت کرام  
وہ شعر فہم کہ قربان جب پہ ہوشمیری  
ہوا سے شتر نگاری جو آگئی دل میں  
وہ صاف صاف عبارت کہ عافیت شفا  
ہوا ہے اوس کا قلم میں چشم مینائی  
مری طرح قلم اوس کا ہے واسطی الآمل  
قلم نے سحر نگاری کا رتبہ یوں پایا

وہ عرش پایہ وہ عرش آستان وہ عرش قفا  
خدا گمان و خداوند نعمت ابرار  
جناب امیر حسن خان بھادرجار  
ہزار دل سے غلام ائمہ اطہار  
وہ شردان کہ رہے شرا و سکے سے پٹا  
بنایا تختہ کاغذ کو اوس نے سنبل زار  
وہ چپ دار مضامین کہ طے ہو طرار  
دوات اوسکی ہوئی عینک اولی البصا  
مری طرح قلم اوس کا ہے ایک سحر نگار  
تخلص و کلمے جو سحر و دکھا سوا



قلم یہ کہ ہے کیون لکھے نہ صد ہا سطر  
 قلم نہیں ہے مگر صنع نطق کا آلہ +  
 کیا ہے صنعت کا غز کو شک کی پڑیا  
 قلم ہے یا کوئی مجنون سلسلہ بریا  
 عبارت او سکے قلم کی ہے بادشاہ پند  
 ہمارے اوج سعادت سے خامہ عالی  
 قلم کے تحت میں ہے سب سیاہی کا غز  
 حروف ہیں کہ مٹھائی پہ چوئیٹیاں ڈرین  
 عطار دوز حل لئے ہیں ایک مرکز پر  
 سیہ زبان ہر خامہ بچم کا کب دشمن  
 صریخا نہیں ہے صغیف بلبل ہر  
 قلم ہے سدرہ وہ بین السطور ہر بین  
 اسی طرح ہوئی معجز بیان زبان قلم  
 قلم کو توکے مضمون کا تاج پہ وہ یون  
 روار وی ہے قلم کو وہی فکر عالی مین  
 یہ دوز بانوں سے لکھتے کو ہر گھڑی ہو  
 قلم سے کرا ہے معنی سنگلاخ وہ حل  
 قلم ہی خوب ہے خود لکھے اور خود کاٹے  
 جو باغبان کبھی ریحان کبھی لگاؤ گل

معصا قلم کا ہے کیون نہ ادگلے کیرون  
 قلم نہیں ہے مگر مرغ فکر کی منقار  
 قلم کی نال ہے یا مات آہو تار  
 حروف کیا ہیں کہ لیلی کے شمع کے نقش و نگار  
 صدف او کی نکلتے ہیں گوہر شہوار  
 رقم ہے ظل بہا جب تو ہر سیاہی دار  
 اوسیکے ہاتھ میں ہے انتظام ملین نہا  
 قلم ہے یا کوئی طوطی شکرین گفتار  
 قلم کے نیچے سیاہی کے کب نہیں نقیشتن نگار  
 دعائے بد سے نکالا ہے اوسنے دل کا غبار  
 یہ او سکے ہاتھ کی قدرت سے وزرہ کوکبا  
 سطور او سکے ہیں جنات تھما الانبار  
 کہ جیسے حضرت عیسیٰ اچڑے تہی بر سر جہا  
 کہ نردبان سے اترتے ہر چہ طعما  
 جو مین خرام مین کبک درمی سر کسار  
 وہ دوز بانوں سے ہیں اور نیلو گھبٹیا  
 یہ ایک پاؤں سے چلتا ہے راہخت  
 یہ خود سمن ہے خود تازیانہ رفتار  
 تو یہ لکھے خطر ریحان کبھی خط گلزار

گیا ہے سانپ پراونکی لکیر پاتی ہر جو شمع کا کوئی گل لے تو اور روشن ہو ہمیشہ سامنے مالک کے اپنے ناصیہ سا	ہے یادگار قلم سطح کا چڑھا دواتار جو اس پہ قحط کوئی رکھے تو اور ہو طرار یہ سر جھکائے ہر جیسے حضور کی تلوار
--	---

## مطلع

ہن آسمان دزمین پر برابر او سکے وا گری وہ جھوم کے توڑی صراحی گردن وہ کہولتی ہے اعدا کے بند بند تفل جو جلیون کی لپک سے توباد لوئی گرج وہ جھکو دوستی ہی پانی بھی مانگتا نہیں وہ وہ پیلا نہیں دوزخ کا اکے بانہ جو عدو کو بھاگتے ملتی نہیں عزم تک راد کبھی فلک پہ وہ کرتی ہر جوت کو چو رنگ جدہر کسوا سے دہتی ہر اک شارے مین چمن پراو سکے گلے گت گئے ہن لکھنؤ کو جو دام او مین ہن جوہر تو پیلا کنبہ جو کل دیکھے محراب عید کاہ قتال یہ ملے مارے حریفوں کو اس قدر تران چلی قضای معلق پڑی تو مہر مہر ہے جواہر کا میان ہے زلیل زنگ حیاں	اٹھی توجوت گری تو تمک کے وارے پا ہمیشہ فتح کے نشانی مین رہتی شہر کلید فتح نمایان ہے خود دم پیکار غضب کا او مین ہے کس بل تو تھر کی جھکا ہے سانپ کی پل مین او کی تنج جوہر در جواو سکے نہ چڑھا کر دیا او سے نی انا وہ ایک پاؤں سے چلتی ہی کیا ہی رما کبھی ہن بانو کی چھلیون پراو کو دار کہ جیسے ایک شارے مین برو خدار پٹ کے پھونکی چادر مین گلے کا ہا جو صید گاہ ہے قتل تو مرغ و شکار جو کار پو چھئے اسکا تو عید قربان کا یہ آپ مار کے خون روئے اس قدر نکا جو اپنے میان مین آئی تو بہر وہی تلوار تو ادسکی آبے ہمیشہ روغن عیار
---	--

گلے میں اے ہوئے شاہ قضا کی ہاتھ	یہ کرتی ہے دم و خم سے ہمیشہ بون کنار
جو او کی چوٹیں میں اعدا کا دل چلی تازی	کہ جیسے گھاؤ کرے دل میں ابرو دلدار
ہمیشہ رہتی ہے رنگین رنگے قس قرح	لہو برس گیا نکلی جہان دم پیکار
یہ ایک وار میں اعدا کو چاکر کرتی ہے	کہ جیسے نعل سمند حضور پڑتے تہین چا

### مطلع

عجب سمند گلا میں جو نعل اسکے لہار	وہ تیر کام کہ ہوتا رہتی اک طیار
عجب سمند جو ہال پری ہین جیکے مال	عجب سمند ہے جو پایہ ہو گیا پر وار
عجب سمند جو پانی پہ جاے مثل ہوا	عجب سمند ہوا پر چڑھے جو مثل بخار
عجب سمند جو پتلی پہ جو ہرے کا دا	عجب سمند ہے نقطہ پہ جو بنے پر کار
عجب سمند جو کھینے میں نور کی گردن	عجب سمند جو چلے میں کبک کی قنار
عجب سمند ہے دونوں کنوئیاں میں تیر	عجب سمند ہے کٹھا کمان ہے ہر بار
عجب سمند رے کہ جب ہی بادیا کلائی	عجب سمند بند ہے جب ہی نام ہو رہا
بھرے طارہ تو بجلی کی چوڑی ہوئے	جو مارے ٹاپ تو سیدھا ہو چرخ خفتا
جو بے لگام ہی پیر دولہان ہو پیر جا	غریب ایسا کہ بچہ ہی اوس پہ ہو لیا
ہر صورت دل بیتاب نعل درتش	کسی جگہ کسی پہلو نہیں ہے او کو قرار
وہ منہ میں لیکے دہلیکویں جاتا ہے	کہ جیسے ہونٹہ چباتے میں غصے میں جرا
زمین چڑھا ہوا گہوڑا اسی کو کہتے ہیں	فلک کی طرح زمین گرد ہے اسکا غبار
سوار ہو جو اسی پر کوئی تو پاسے اسے	غرض ثبوت ہوا لاجواب ہے، رہوار
وہ لہو اوجہ کا دے میں گردش تقدیر	سوار وہ مری قسمت کا جیہ در مدار

# مطلع

وہ زلف و رخ کہ جو وہ رخ کرے اور کربار  
کیا ہے اوسنے بڑے کیش و نگویں سید  
کل دسے ہاتھ میں ہی پھیر دے جہم چاکر  
ملائے آنکھ کہ طاری ہو خواب مغل  
رموز خلق کھلے دفتر اوسنے جب کہولا  
ہوا عروج تو اور اوسکو انکار ہوا  
کبھی جو خواب بھی دیکھے تو ہوا دوسرا  
جو بارگاہ میں بیٹھے وہ آفتاب عروج  
جو اوسکے باغ کے انگور کی بنائیں شراب  
قمر کو روز پہنچتی ہے کہیر کی قفسلی  
مگر یہ کیا کہ مجھے اب تلک نہ آیا  
کھٹکتے رہتے ہیں مجھے حضور کے خادم  
مری جبین ترا آستان یا قسمت  
فلک پہ مہر منور زمین پر ذرات  
قمر کجا و کجا خوشہا ہے بے دانہ  
حضور قبلہ عالم میں مرغ قبلہ نما  
غرض کہ آپ سے میں آپ ہی کو چاہتا ہوں  
نگاہ رہدبر داسے تقدیر ان اہل کمال

ابھی تو لیتا ہے کروٹ ہمارا لیلین نما  
کہ جنتی سے کوئی جسطرح نکالے مار  
ہے اختیار میں اوسکے ہر ایک خود مختار  
دکھائے آنکھ کہ اوسکے عہد ولی اسلام  
بنائے اوس سے سکندر کا ائینہ دریا  
چڑھا جوشا کہ تو وہ اور ہو گیا ہشیار  
کبھی جو نیند بھی آئے تو بخت ہوں بیدار  
تو سایہ تک بھی نہ اترے کہی تر دیوار  
عروج غمت سے نشاے کا ہو کہی آیتا  
جو سر پہ خوان اوٹھاتے ہیں اسکی خنسا لار  
غضب ہے نام تو قدر اور یہ ذلیل خواہ  
وہ جانتے ہیں یہ ہی ہوشیار خدائے نگار  
مثل ہے خاک ہم از تو دہ کالان بڑا  
اودہر طلوع ہوا اس طرف پڑے انوار  
اودہر جو کھیت کیا میں اودہر بے دانہ دار  
جدہر حضور اودہر میں ہزار دل سے نیاز  
یہی ہے حسن طلب ہے مجھے حسن درکار  
دعا وہ دون کہ ہرک جائیں بل و لی انوار

<p>             وہ خاک ہوں جو اڑا لے ہوا اُردھر مجھے              غبار چہ گوگرد و ن دلیل باران است              تو اوس سے خلق ہو سبزہ زبان کی صورت              دعا میں دیتا ہوا خاک سے اٹھائے سر              جہان تلک ہے زینت فلک کی انجم سے              رہے وہ انجم سعادت ہمیشہ روز افزون              جہان تلک ہے جس المہا و مہد آرا              ہمیشہ مدد خرابی میں تکیہ نہ ہوں مدد              جہان تلک ہے گردون کا تخت طاووسی              جہان تلک ہے اس فوج میں قمر سلطان              خدا کرے کہ رہیں شادا و سکے درباری              جہان تلک رہے دار القصاص سلطان              جو سر اٹھائیں عدا و سکے خاک میں مٹی              اوٹھیں تو گردن فلک پیس ہی ڈالے              جہان تلک شہ خاور سے نصیذ صبح              جہان تلک ہے گردون کے سر پرستی مہر              خدا کرے یہ نصیذ رہے امیر پسند           </p>	<p>             مین آسمان پہ پڑے جہاؤں وٹھکے نسل غبار              برس پڑوں ترے گلشن پہ بنکا بہار              خضر کا رنگ ہو پیدا مسیح کی گفتار              کما ہے بہار و خزان ان میں ہر گلزار              جہان تلک یہ صبا ج دینوی ہوں بکا              رہے وہ شمع عبادت تمام شب سید              جہان تلک رہے ہل من مزید کی نکلار              ہمیشہ ہمیشہ نار غضب رہیں اشترا              جہان تلک ہے فوج ثوابت و سیار              جہان تلک شہ خاور ہوا کلا با جگزار              خدا کرے کہ رہے اوس سرخورد بار              جہان تلک رہے دار القصاص درہ و دار              ہر ایک حال میں پائیں وہ کیفر کردار              گرین تو خاک میں ملے ہی دزین فشار              جہان تلک گہرا انجم کے ہوں صمدین شار              جہان تلک رہے اس جایزے کا داؤد              کہ نام دارالامارہ ہوا ہے ہکا           </p>
---	--

# نقشِ فنک

درمچ ولیم ہند فورڈ صاحب بہادر ڈاکٹر شریتر تعلیم اودہ

المعنیٰ روبہ گلدستہ اول

یہ ہوا میں ہے برودت کا اثر ایسی ٹہنڈی ہو گئی لالے کی آگ جو بخارا اٹھا زمین باغ سے سومنون کے ہونٹھ نیلے ہو گئے رونگٹے سردی سے بہل دیکر کھڑے عندلیبون کے گلے پڑ پڑ گئے اُن سے سردی کا بیتی ہونٹھ قمر لوان میں جاڑی سے ہوتی جچی اس قدر سردی سے دم رکنے لگا خون سردی سے چھپے ہیں پل میں اس قدر بار دہے گلشن کی ہوا	باد لون کو ہے زکام آنٹھوں بہر کو لکلا بھج کر ہوا داغ جگر ہو گیا سنبل وہ ٹھٹھ اس قدر سروا کرے کھا کے جاڑا رات بہر کب زمین سے سبزہ آیا ہوا بھر ٹہنڈی ہی ٹہنڈی جو چلی باد بھر کرتی ہے کس درجہ ہو ہو سردی گو تبا سنجاب کی ہے زیب پتھر دن میں چھپتے بہتے ہیں شر آڑ میں پتوں کے چھپتے ہیں شر پیر ہو کوئی جوان جائے اگر
--	--

باغ میں سردی سے کلیان کیا کہلین  
 شمع انگشت حسانی ہو گئی  
 ہے برداشت سے زر گل زعفران  
 بلبلوں کا آشیانِ سخنانہ ہے  
 اس کنول کا پھول ہر سوں کبھی  
 بھیجی بھیجی بوسے کیا بیگی حیرت  
 لاکھ گل بوٹے جمائیں باغبان  
 قلعیان میں برف کی غنچہ تمام  
 زخم گل پر بگیا پالا تمام  
 جھکے سب پتے زرد بن گئے  
 باغ میں جگر بنے گندے کا پل  
 آتے آتے ہونٹہ تک ایسی جی  
 برق گر کر تار برقی بس گئی  
 برف سے انگور اداے بس گئے  
 جھمکی منتظرِ بسل کیا کھلے  
 ہو گئی ہے سنگ مرمر کی روش  
 ہو گیا سردی سے بحرِ منجمد  
 سخت ہو کر نخلِ مرجان ہو گئے  
 پل کے چرسے میں پٹاری برف کے

گل کو پیدا ہو گیا القوب کا ڈر  
 بزم تک پھیلی ہے سردی اس قدر  
 خطہ کشمیر گلشن ہے مگر  
 کر دیا ہے اس قدر شبنم نے تر  
 باغ میں پالا پڑا وہ رات بہر  
 عطر میں ڈوبی ہے لیے سر بہر  
 برف جم جائیگی ناندون میں مگر  
 ہین پیاسے برف کے کھامے تر  
 مرہم کا فور ہو کر سر بہر  
 قطرہ شبنم بنے جگر گھر  
 ہو گیا فصلِ خزان کا جب گذر  
 بات دانوں سے بھی کچھ ہر سخت  
 اچھی لینے آئی سردی کی خبر  
 ابر کی رگ بیل آتی ہے نظر  
 ٹھنڈی سانسین کیوں بہرِ دُور  
 نہر گلشن بگئی جگر حجب  
 اس قدر پالا پڑا ہے حوض پر  
 جم جا کر ساوئی کی سب شجر  
 برف کے کھتے کنوئیں ہین سے

برف سے بیا باغ پور سا ہے نور  
 مٹیاں مہندی کی سچ بستہ ہوئیں  
 کر دیا ہے برف نے ایسا سفید  
 نخل گل مین برف سے گویا کپاس  
 مالیون کے پیلچے سیمین ہوئے  
 باغ بہر جاڑے مین سچ بستہ چوتھا  
 پاگل تھے سب جو انان چمن  
 نہر نے چھینے دئے ہر د کو  
 نرگسون نے باد کو پہر اکھ دی  
 ابر نے شانہ لگایا مہر کو  
 اور پھیلا کر کرن کے ہاتھ کو  
 بہتجہ سے گلشن مین ایسا آفتاب  
 برق کانپ اوٹھی رخ شفاف سے  
 فیض وہ ہوا اوس شبنم پر پڑے  
 کون وہ خورشید برج برتری  
 دستگیر خلق ولیم مین غور  
 عاقل و صاحب تمیز و ہوشیار  
 مین اوسے کیونکر ستارہ کمون  
 ہند سے مین اسقدر باریک مین

جھاڑ شیشے کا ہوا ہے شجر بہر  
 مٹیاں ابرک کی آتی مین نظر  
 آئینہ مین باغ کی دیوار دور  
 غور زہ پنبہ مین غنچے سرسبز  
 برن تھا لون مین جمی تھی تاکر  
 تھے بہت اطفال غنچہ تنگ تر  
 دل بہر آیا نہر کا یہ کھیکر  
 نہر نے نرگس کو رکھا بازہ پر  
 باد نے بادل کو سنکایا دور  
 مہر نے سکر اقدار تاج زر  
 کی دعا سے خالق ہر خشک تر  
 سدر مہری جس سکر جاسے سفر  
 اور کے سب بالا پکارے الحمد  
 نام وہ بلبل رٹے آٹھون بہر  
 کون وہ درج شرافت کا گھر  
 ڈار کٹر علم و فن کا راہبر  
 عالم و دانا سخی و نامور  
 دور سے مین رہتا ہی وہ رشک قمر  
 مرد مک نقطہ ہے خطا نظر



<p>سہ پہر با قسمت خلد در          رمزدان علم ہیئت استدر          ہو گیا نخل ریاضی بارور          پتی پتی بوٹی بوٹی سے خبر          خاک کو چاندی کرے چاندی کوز          جب ہے لب کھل گیا حکمت کا در          گوہر دندان پہ صدقے میں گہر          جس سے مالا مال ہوں اہل نہر</p>	<p>ہے خفیف اوس سے بہت ثقیل          گردش قسمت سے میری اوسکے ہاتھ          اوسنے بویا جس جگہ تھم ریاض          واقف اسرار علم کیسیا          خاکسار دن کو ترقی بخشہ سے          چپک گیا تھم میں غلا طون شرم سے          لعل دیا قوت اوسکے ہونٹھوں پر          مطلع اک وصف سخاوت میں ڈیوڑھی</p>
--	---

### مطلع

<p>کاسے بہر لگیے شمشیر          بانٹ دی قارون کے چالیں گھر          وہ اوڑا دے چکیوں میں بات پر          کشتی درویش ڈوبے سر بسر          لیگیا موتی فلک بھر کر سپر          ہاتھ پر سونا اوچھالے غیظہ          موج ہیمان اور بدر سے ہوں جھنڈ          عدل و سکا سنگے اہل ہنہ          ایک ہی پٹکے میں باندھی ہو کر          مرغ آتش زن بنے مرغ سحر</p>	<p>استدر اوسنے لٹایا سیم دزر          جب چپل بدال دس سوانک ڈھین          گنج باداؤر دھبی کچھ ٹال ہے          جوش زن اوسکا ہو جب دیلے فیض          کیسے تارے اوسکے بحر فیض سے          محسوس کھدو کہ اوسکے دوزین          وہ سمندر میں جو ہوئے اپنے ہاتھ          کیا مرے مضمون سے وہ مضمون اڑائیں          منطقی میں شیر بکری ایک میں          ہو خدا ناکر وہ غصے میں آگ</p>
--	--

سُرو دیک کا صنفِ غنایلیب : یہ مرا مطلع رٹے آٹھوں بھپ

### مطلع

آتش گل میں ہے گرمیِ اعتدال  
باغِ بھر گلزارِ ابراہیم ہو  
شاخِ گلِ بنجائے اک سیخ کباب  
ہر شجر گلشنِ مینِ خسل طور ہو  
دیکھلے دم بھر جو چشمِ قمر  
گو نہ بھی پیڑوں کا سکہ مثلِ عود  
جلکے ہو سر و چراغانِ نخلِ سرو  
شعلہ اُتر دے ہر ایک شاخ  
لالِ بنجائے ٹنگے طوطے باغِ مین  
لوکی صورتِ گرم ہو بادِ صبا  
قمریوں کی ہے قباخانِ کسری  
جب کئی چکی تو کھلی یہ صدا  
جب صدا صدا ب کے کاؤنہنِ ٹپی  
باغبانِ گلشن سے ڈالی کے عوض

پھول میں زیرہ ہے یا گہ یا مین زر  
دیکھے چشمِ گرم سے جب اک نظر  
دم میں سلونی بھٹکے ہو ہر جانور  
پھول شمعِ طور کے گلہائے تر  
شعلہ جو آلہ حوض آئے نظر  
پھول کی رگ جلکے بنجائے اگر  
سرور دشتِ او کو سمجھیں سب بشر  
مہوہ گرمیِ صحنِ گلشنِ ہفت  
آتشِ تہِ او کی دیکھینگے اگر  
اوسکے غصے کی اوڑا لے جب خبر  
ہے یہ تھوڑا بچکے جو بال و پر  
الحفیظ والامان والحمد  
ہو گیا رحمِ اوس سے دونا جاوگر  
نذر لایا یہ چار شمعِ سر تر

### مطلع

ابر بجلی سے کہیں ہے بیشتر  
دھوپ میں جیسے دختِ سایہ

چو گنا ہے رحمِ غصہ جہِ بقدر  
وقتِ نیکل پر غمِ یونکی سب

آنکھ مجرم پر کہی اٹھتی نہیں  
 جب کلی چٹکی تو دل اوسکا دکھا  
 پاؤں میں ہالی کے جب کانٹا جھسا  
 پچھڑ پچھڑا کر طائر دل رہ گیا  
 بو۔ بگل کو کیوں پریشانی ہوئی  
 فیض سے اوسکے چمن سیرا ہے  
 ابرنیشان باغ پر گھس گیا ہے  
 رات دن بادل ذرا کھلتا نہیں  
 رستے ہتھیلی کی کہ بجلی بن ہو باغ  
 بادلوں کی وہ گرج وہ زور شور  
 کوکتے ہیں مورسین پڑا نہیں  
 ہیں یہی دھوین تو سن لینا کہی  
 بادل اکثر اس قدر جبک جبک  
 لاکھ پتوں نے سنبھالیں چتر بان  
 سجلیان کوندین تو انکھیں بند کین  
 لگاڑی مالی کی سنبھلتی ہی نہیں  
 جب ببا کا پاؤں پھلا باغ میں  
 سجلیان کوندین تو دکھائی دیا  
 موج شاخیں گل ہوئے ہیں بلبلے

ہے مروت آنکھ میں مثل نظر  
 رنگ اور اکمل ہے جب گھلایا تر  
 لگ گئی پھانس اوسکے دھیرن میکہ  
 دام میں دیکھا جو کوئی جانور  
 ہے دماغ اوسکا پریشان سہیر  
 جو بخارا اٹھا بنا وہ ابر تر  
 بوند کے بدلے برستے ہیں گہر  
 باغ میں کیساں ہیں آب ٹھون پیر  
 پیل مست آئے کہ بادل جو دم کر  
 شوق ہوا ہے طفل غنچہ کا جگر  
 کان اوڑے جاتے ہیں ہونو کوگر  
 گر پڑے گا محل نخل بارور  
 سرو سے ٹکرا گئے ہیں بیشتر  
 پر ہوا رخت نہال باغ تر  
 ہو گئی خیرہ یہ نرگس کی نظر  
 زور سے پڑتی ہے بوجہ اس قدر  
 مایاں دینے لگے برگِ تجر  
 طفل غنچہ کے ہی ہر مٹھی میں زر  
 ہو گیا اب تو سمن در باغ بھر

بیچہ مالی کا ہے کشتی کی ڈانڈ  
 خندا اسے جوش دریا کے کرم  
 شمع کی صورت سے میرا حال زار  
 شمع سے بازار میرا گرم تھا  
 شمع سے تھا غرش پر میرا داغ  
 شمع سے کے تھے میرے ہر جگہ  
 شمع سے میرے منور تھا جہان  
 شمع سے آنکھوں پہ تھی میری جگہ  
 شمع سے مشہور تھا امین دوزخ  
 باد رہو کر ہوا میں سب پہ بار  
 تجھے سامدوح اور مجھے سامح گو  
 چاک کی صورت نہیں دم بہ قرار  
 ہوں بیان بے خانمان و بی یار  
 دیکھ لے تلوار چلتی ہے تو کیا  
 باڑہ کاٹے نام ہو تلوار کا  
 مانگتا ہوں یہ نصیب کا صلہ  
 نام سکا کہ دیا نقش **فرنگ**  
 ہاں ادبے قدر یہ گستاخان  
 ہاتھ پھیلائے تو مانگو یہ دعا

ناؤ کا تختہ ہے ہر تختہ مگر  
 مرجا اسے بحر بخش کے گھر  
 چُپ جو رہتا ہوں تو پھنکتا ہو جگہ  
 کھوٹے داموں اب بکا میرا نہر  
 سخت دائروں نے بٹھایا خاک پر  
 اب دہی کے ہوئے داغ جگر  
 اب یہ سخت اور میں آٹھون پہر  
 اب گرا آنکھوں سے ہو کر در بدر  
 دور دور اب مجھے رہتے ہیں شہر  
 کیا یہی تھا اس ریاضت کا ثمر  
 قہر سے جس پر پریشان اقتدار  
 گردشیں ہی گردشیں ہیں اللہ  
 تیرے در کو چھوڑ کر جاؤں کدھر  
 قبضہ مالک میں رہتی ہی کدھر  
 تو ہی تو ہے سرخرو میں ہوں  
 دوسرے کچھ نہ مانگوں عمر  
 تاجے نقش مراد آٹھون پہر  
 دیکھ کر فیاض پھیلے کف در  
 یا الہی یا خدا سے عجب رو بر

جبتلک پانی پہ قایم ہر زمین باغ میں جبتک ہی بھیو لون کی بہار بوئے گل جبتک صبا کر ساتھ ہے شاد ہوا باد ہو سرسبز ہو یا آہی جبتک گل میں ہو خار	ہے زمین پر باغ جبتک جلو گر بھول سے ہر جبتک بوگا گزر ہے صبا جبتک جہا نہیں شتر جس سے ہیں سبز سبیل نہر خاک کی ہے نوک جبتک نیشتر
---	--

اوسکے حاسد کی رگ جان بہن چھپے  
نوک خار رنج و غم آٹھون پہرے

## شام اودہ

درج بہار اجا مان سنگہ صاحب بہادر قایم جنگ

اسٹار آف انڈیا المعروف بہ گلستہ دوم

آئی بہار سبز ہوا چرخ اخضر کیا لالہ زار ہے شفق چرخ چربی	ہے لکھنجان ہی صورت شاخ چین ہری سورج مکھی ہوا گل خورشید خاوری
---	---

ایکی بہار آئی ہے کیسی ہری ہری

ہر سمت دھوم دھام ہے فصل بہار ساتی کا اہتمام ہے فصل بہار ہے	رند نکا از دام ہے فصل بہار ہے خسکم سب ہے جام ہے فصل بہار ہے
---	--


کرتا ہے ابر تک عجب فیض گستری	
طاؤس پیر ہے ہین خرمان چمن چمن	ہین یاسمین سنبل ریحان چمن چمن
کیسا کملا ہوا ہے گلستان چمن چمن	ابو ہوا ہے تخت سلیمان چمن چمن
بوٹے اوگے ہین باغ میں سال کیا پری	
گل ڈال ڈال ہے تو صبا پات پات	یہ باغ بہر کی روح ہو کیا اسکی بات
سبز اودگا ہے وہ کہ خضر جس سے مات	گلزار میں ہے حوض کہ آب حیات
دیوار بوستان ہے کہ سد سکندری	
باند ہے ہو ہے چرائی ہو کیا گلگوں بو	اک خور قرقر کا ہے بالائے آج
مدہ میں پیپے کو کلین ہین کسی جاہ	آفت وہ پل کمان وہ قیامت کہو کہو
طوے چمن کا بوتلا ہے وہ ہوا بہری	
موندی کا رنگ وڑا تو یہ نقش دکھادیا	بن بنکے لال آیہ حشم سنا دیا
گل منہس پڑا کلی نے الگ مسکرا دیا	لیکن صبا نے دولون کو بتا دیا
گل سے صبا سے ہونے لگی جنگ نگری	
سب صحن باغ ہو گیا میدان کا زار	لالے کی پٹنوں نے جمائی الگ قطار
ہر شاخ گل کمان ہوئی خم کما کے لکیر	پتون کی نوکین ہو گئیں پیکان آبدار
بن بنگئی ہر اک رگ گل تیر کی سری	
ہے آبرو بہار کی ابو خدا کے ہاتھ	پھیرے ہین باغیان نے کس کس کے ہاتھ
رہ رہ گیا چنا بھی اپنے بڑے ہاکے ہاتھ	پھیلے ہوئے ہین باغ میں ہج صبا ہاتھ
بیٹرون کے تھالے ہو گئی ہو کوئی ٹوکری	

طارم کہنچا تو عرش معلیٰ سے بڑھ گیا	شمنشا داوٹھا تہ سدرہ وطوبی سی بڑھ گیا
سبزہ چلا تو خضر و سیماس بڑھ گیا	سنبل بڑھا تو زلف چلیپاس بڑھ گیا
ایک اک کو صحن بلخ میں سجھ سکد چری	
اللہ کیا ہوائے گلستان ہی دلہند	ایسی خنک کہ ہوتی ہے نرگس کی کانہ بند
کشمیر پر زمین چین کو ہے ریشخند	موج صبا سے ابر ہی رہتا ہی ہر ہند
اللہ اکبر ایسی ہے گلزار میں تری	
پہرے پر سرد ہی درگلشن سے ہوشیار	سقامی ابر چوڑا ہے ہر طرف پھمار
سبزہ اگر ہی فرش تو فزاش ہے بہار	بلبل جو ہے نقیب تو شمنشا دچوہار
اکا صبا کا بانٹا پیرتا ہے نوکری	
دیکھو تو منتظر گل و نرگس ہیں کس قدر	آہٹ پہ کان ہیں تو در باغ پر نظر
مجرے کو جھک رہے ہیں درختان باؤ	لاتا ہے ایلچی صبا ہر گھڑی خبر
آتا ہے نو ہمال گلستان برتری	
کیا مرقا تو دم سعادست لازم ہی	ہر چار سمت مجمع اہل علوم ہی
دہو دین ہٹو سچو کی ہیں ادس پر جو دم ہی	مہراج مان سنگھ بہادر کنی ہوم ہی
اسد رے عادلی سخی و عاقل و جری	
شب بیزاد کا برق جندہ ہے یا ہوا	دوڑ گیا اس کے آگے گمنہ خیال کیا
چلنے میں دیکھتے تو ابھی تھا ابھی نہ تھا	پوچھے صبا نے پاؤں وہ جادو کا بادیا
گوڑا ہے یا چملا واس ہے یا سحر سامری	
سرعت میں ماہ سے ہر شمس و سکارا ہوا	کرتا ہی چارون نعلون سے پیدا ہلال چار

بارہ ہلال تین طارون میں ہین شمار	یک سالہ راہ ہمارے جاؤڑ جائے تین بار
پونچھے اوسے خیال ہلالی نہ انوری	
بجلی ہے بوسے گل ہی عجب ہوا ہے	سب تیلون پرانکھ کی پتی نثار ہے
گاہے زمین پہ گاہے فلک پر مدار ہے	گو یا ہوا کے گھوڑے پہ گھوڑا سوار ہے
اوسکی کنوٹیوں میں ہے ہر ترقی غضب بری	
تعریف پیل ست جو تحریر ہو ابھی	فکر بلند عرش پہ شبگیر ہو ابھی
آہ قلم میں کچھ ہی جو تاثیر ہو ابھی	خبط مفل عرش کی زنجیر ہو ابھی
چلنے سے اوسکے گاؤ زمین کو تو تھری	
رنگ سیاہ اور وہ قد بلند تر	پیلے فلک پہ خود شبیلدا ہے جاوگر
وہ لائے دانت عرش کی ساقین میں	ہو ج نہیں ہے تخت سلیمان ہر پٹیا
بیشک لباس دیو میں آئی سیہ پری	
حلقہ میں پیل ست بین یون جو تکی کنڑ	جیسے گھاسٹیں آتی ہوں دھن جو م کے
چنگھاڑین ہاتھوں کی وہ سستی وہ دلولے	بادل گرج رہے بین بڑے زور شور سے
اندھ سے رعب کا پنا ہے چرخ چنبری	
رکتا ہی تیغ کو وہ جبری اپنے جی کے ساتھ	دم ہر جی ہی تیغ ہی اوسکا خوشی کے ساتھ
رکتی نہیں ہر لگی لٹی کسی کے ساتھ	دو ٹکڑے بات کہتی ہیں کس منصفی کے ساتھ
رستم بھی ہو تو کہتی ہی ستم پر کھری کھری	
تلوار وہ کٹا نکرے پر کٹا کرے	بندوق وہ دغا نکرے پر دغا کرے
وہ پیش قبض قبض جو رو صین کیا کرے	دشمن کو ڈال نیل کا ٹیکا دیا کرے



ساری سپر مردم چشم دلاوری	
سر کا تکر یکا کیا خاک سر بسر	دو کر دیا کیلو کمر سے ادھر ادھر
طوفان آب تیغ یہ رہتا ہے بارہ پر	دم بہر گلے گلے ہے جو دم بہر کمر کمر
کیا جزر و مد کو ماتی جو اوسکی سپہکری	
بخشی گری فوج عطار کو بخش ری	مریخ نے سپاہ مین کی اوسکی نوکری
خدرت ملی ہے شمس کو آئینہ دار کی	زہرہ رہی وہ بزم طرب کی پہچرئی
دو ایکے اوسکی بزم مین ہین وہ مشتری	
یہ مہر کی نگاہ کمان یہ ادا کمان	یہ خوش مزاجیان یہ نفاست ہلا کمان
وہ اسطرح جان کا حاجت روا کمان	باتین کمان یہ رمز کمان تمنا کمان
آئینہ کر سکے گا نہ اوسکی برابری	
سب نظر سے بعین عنایت ہانکھ مین	سر سے کے بدلے کل مروت ہانکھ مین
پیشی سیاہ مہر محبت ہانکھ مین	تارنگاہ مرشد الفیت ہانکھ مین
مد نظر سے مردم دنیا کی بہتری	
نظرون مین گردن یہ مجھے کب ہر اس ہے	ہر آنکھ اوسکی پتہ سنگ قیاس ہے
کیا مردم سیہ کی محمل دے پاس ہے	نظرون مین جانچ لیتا ہے مردم شان ہے
جس طرح سے پر کھلے جواہر کو جوہری	
گو لاکھ فکر لاکھ ہے غور قدر کو	ایسا نظرنہ آئیگا اب اور قدر کو
کردیگا کامیاب وہ فی الفور قدر کو	عادت ہے بندگی کی سیلہ قدر کو
جس طور اوسکی ذات مین ہے بندہ پوری	

مرد خدا جہان میں جب تک صبر ہو	جب تک رخ عبادت نہ اہد یہ نور ہو
شہرہ خدا کرے کہ بہت دور دور ہو	نیکی کا اد سے ہاتھ سے ہو جب ظہور ہو
بخت معید کے لئے جب تک ہے ہشتی	
کالی بلا جہان میں جب تک ہے یا خدا	جب تک جہان میں ہے شب یلدا کا سنا
جب تک سیاہ کار میں بدنام جا بجا	مشہور جب تک ہے ٹیکا کلنک کا
او سکے حد و کجنت ہو کا جل کی کوٹھری	
عیدی کے معجز دل کیان کیا شمار ہے	میرا قصیدہ قدرت پر درگاہ ہے
رکھا جو نام شام اودہ یاد گار ہے	شام اودہ پہ صبح بنارس شمار ہے
آنکھیں کھلیں جو ایک نظر دیکھے انوری	
<div style="text-align: center;">  </div>	

# گل عجماس

در مدح ڈپٹی میئر محمد عباس بیگ خان بہادر کٹر اسٹنٹ

اکمشر لکھنؤ المعروف بہ گلستہ سوم

بنا جوا شک کا قطرہ ہوا عسل بختانی  
کسی نے گرتے گرتے آنکھ سے صورت نہ بچانی  
سود بکر خاک میں اب بنگیا وہ جو ہر کانی  
کبھی جب خاک پر بادل کرے کا قطرہ فشانہ  
بنے گا تختہ مصحن چمن اک تختہ مانی  
بنے گا پستی کوئی کوئی کا ہی کوئی دہانی  
نئی شاخیں نکالیگی ہر اک شاخ نیلانی  
کہ جس سے زلف نبل کو بھی ہوگی اک پریشانی  
کہ اسے باغبان پر ختم ہوگی ہندوستانی  
پھلین گے خوشہ انگور صحرائی وستانی  
کہیں طوبی سے بھی ہوگی زیادہ اوکی طولانی

مصیبت وہ پڑی ہم پر کلیجا ہو گیا پانی  
پلک پر جب تک تھا بس جہی تک قدرت تھی  
جاگر کی کاوشوں نے ایک یہ بھی گل کھلایا تھا  
مگر ان القلم ہر گرد و شہاے دوران سے  
تو ہو گا نامیہ سے کچھ عجیب عالم زمانے کا  
بنے گا کوئی تختہ لاجوردی کوئی زنگاری  
ہجوم خار ہو گا جابجا صحرا کی راہوں میں  
لنک کر خاک پر گر جائیگے شہزادے کُطرے  
چمن میں بیٹیاں ہندی کی وہ شکلیں نکالیں گی  
ہرے ہونگے درخت تاک طام پھیل جائے گا  
نشیمن سرور پرکھے گا اپنا طائر سردہ

بنے گا سبزہ تو خیزیشِ خضر صحر میں  
 زمین باغ دکھائیگی باغ سبز گردن کو  
 نظر آئیگی سب بھولی ہوئیں شہر و مکی دیواریں  
 یہ عالم دیکھ کر مجنون کے زخم دل ہری ہونگے  
 کہیں سبز پر اکراں شب بہار و چائیں گے  
 اندر دشت میں کر دینگے گھر گھر بانس کے کوٹھے  
 زمین پر سبزہ وہ پھیلے گا مٹیائینگے سب جا د  
 پہاڑوں پر دکھائی دے گا ایسا یسوں سبزہ  
 نہ ٹھہرے گا کہی نظروں میں سبزہ دشت میں  
 کرن پوٹے گی جب خورشید تابان کے پہاڑوں  
 خمیدہ ہو گا یکسو بیہ مجنون سبز ہو کر  
 کسی جنگل میں ہوئگی بوٹیاں اکیس کی پیدا  
 جیگی اس قدر کافی کہ سب پتہ ہرے ہونگے  
 پڑے گا عکس سبزہ اس قدر انسان کی نگہوں میں  
 بشر کو یہ گمان ہو گا ہری عینک چڑھائی  
 زمین بھر آسمان سبز اس طرف سبزہ اودھر سبزہ  
 گل سرخ اونٹوں کی کھینچیں ہوئے نہ پائیگا  
 وہ جب میلن باغ و باغ بالکل چھان مارے گا

بنے گی عشق پیمان ہوے درویشان سانی  
 وہنک کی طرح ساری کمکشان ہو جائیگی دہانی  
 بہار انکے فرے ہوئینگے سب آزاد و زندانی  
 یہ موسم دیکھ کر یلی بھی ہو جائیگی دیوانی  
 کسی میدان میں کوک اڑھینگے طاؤس سیلابانی  
 کٹھرے میں پڑینگے خود بخود شیر نیستانی  
 بھٹک کر خضر کو بھی ہوئگی لاکھوں ٹھوکرین کہانی  
 کہ گویا جڑ دے میں سنگ فرسبزہ کا  
 کرگی چاندنی جب کھیت جنگل ہو گا نوزانی  
 تو غل طور کی سہر خسل پر ہوگی چراغانی  
 ہر اہو جائیگا اک سمت آنکھ بھرتانی  
 کہیں چاندی کے پیر اپنی ہی دکھائیگی طولانی  
 پہاڑوں پر چڑھے گا ہو گا ایسا جوش میں پانی  
 ہر اہو جائے گا تارنگہ چشم انسانی  
 نظر دوڑائینگے جس سمت بڑے جائیگی حیرانی  
 ہری پٹ پر دکھائی دے گی بادی ویرانی  
 جو گلدستے میں ہوگی حاجت گماے بستانی  
 سمندر فکر کو جب دے چکے گا خوب جولانی

## مطلع

اود ہر چہ تیار پتا آئے گا وہ ظلم کا بانی  
 وہاں وہ خون گرفتہ آتے آتے دیکھتا کیا ہے  
 درخت اعوان یا ساؤنی یا نخل لالہ ہے  
 بھبھو کے خون میں ڈوبے ہو بلال نکار کے  
 کہ جن پر لڑ مرے دل کی تمنا اور نوسیدی  
 جگر کی تاب طاقت قرر کی نگوں کی بیانی  
 جو ہو ہے خون کی بوہی جو رنگت خون کی گت  
 غرض وہ مفت برہو اور گل جوینہ یا بندہ  
 پہراونکے تین گلدستے بنائے واہی قسمت  
 جہاں کوئی اونہیں دیکھے انہیں کا ہو ہر آخر  
 وہ خود مختار ہے پوچھے گچھے لیجا کے گلدستہ  
 وہاں سیلاب سطر باکیٹ کے نام کچھی  
 پھر اوسکو لاکھ میں روکا کروں سنتا ہے کہیری  
 ملے دربان و خدام و رفیقان مصاحبے  
 وہاں سے ہی وہی ہو ہر تو یا تقدیر یا قسمت  
 مجھے جہدم ملے میں یہ کمون کیوں ہیں جو کشتا  
 سنا ہو تو نے یہی ثالث بخیر آگے تری قسمت  
 نیا ارض و سما یا پائے نیا صحن فضا پائے

مرا آنسو گرا تھا جس جگہ ہو کر ہو پانی  
 زمین سے پھوٹ کر نکلا ہے اک نخل یا بانی  
 وہ بکا نور کا بالکل ہنچل طو رکا تانی  
 لگے ہیں تین گل رشک گل مہر خشتانی  
 کہ جن پر کٹ مے روح بناتی روح حیوانی  
 فریغ خانہ ویرانی نہ دروغ سخت جانی  
 صدا جکے چکنے کی صداے مرثیہ خوانی  
 بڑھا کر بات تہ توڑے اونکو با صد خندہ پیشانی  
 وہ گلدستے ہوں یا گنج طلسم عالم فانی  
 پہرا سین خواہ ہوں خواہ ہند خواہ نصرانی  
 حضور ڈاکٹر کنڈر رکھ دے اپن من مانی  
 مگر نا کا دم چپ آئے نہ ہے تقیر ربانی  
 کہے مہراج قائم جنگ کے ڈیوٹری کی بانی  
 بہر صورت مہاراجا کو دے گلدستہ ثانی  
 سر بازار پڑ ہوتا پہرے تحریر پیشانی  
 چراکار کے کند عاقل کہ باز آید پیشانی  
 چلا چل ساتھ میرے دیکھ پہرا سر ریزو بی  
 نئی آب و ہوا پائے نیا دانہ نیا پانی

زمین جسکی فلک سے آسمان عرش معلیٰ ہے  
عجب آب ہوا جس سے دم عیسیٰ ہو تندرست  
کیم نهرین کیمین گلشن ہر آگے ہر دہی گٹھی  
رفع اسد رجب نعت بہت جس سے ہمت قائم  
سرگردن گلستان ہی پگڑیاں جس نے لائیں ہین  
سچی اتنی دولہن ہی منہ چپاؤں سے گلہن  
یہ راز کبریا میرے چپاے چپ نہیں سکتا  
اوس کی کرسی پر اک اسد اکبر عرش کا تارا  
جو یا عباس کلمہ میں اوٹھا لون نیز کا خامہ  
ابھی تو مدح کے میدان میں گرتا ہے طرح نہلا  
ابھی حنف گویا نوح سودا چونک اٹھتی ہے  
ابھی منہ چوستے ہین آکے جبریل بن میرا  
امیر وقت ڈپٹی میرزا عباس خان صاحب  
نمازی متقی پرہیزگار و مومن و مسالح  
سخی ایسا کہی رہنے نہ پائے گا نہ میں نہ یہاں  
سبب یہ ہے علم و تربت پر خاک ساری ہے  
بخیر انجام ہو گا اوس کا ہے نیت بخیر اوسکی  
یہ فکرین ہین دیشے اور نشین سب کی جاری ہے  
کہ سر کہتے ہین لیکن سر کا کچھ سامان نہیں کہتے

عجب صحن کشادہ جس طرح حسام کی پیشانی  
جہان کی سرزمین کا آب دانہ قوت و حانی  
جو ہے جنات تجری تحتہا الانہار کے ثانی  
وسیع اسد رجب و سعت تنگ جس سے غم مہلانی  
بلندی وہ مگر دون گھسے چو کھٹ پیشانی  
ہزاروں کرسیاں میزین چلو قندہر طولانی  
کہ ہر اون کرسیوں میں ایک کرسی سے نورانی  
کہ جسکے نور سے برق طبیعت کو ہو جولانی  
جو کلمہ یا علی میں کنہیچ لون تیغ شناخانی  
ابھی تو ہو جوتی ہے عرش سے تیغ باندانی  
ابھی شاہباش خوانان دوڑتا آتا ہے خاقانی  
کہ ہاں اس منہ سے نکلے نام عبد غاضی زانی  
کہ جسکی ذات سے عزت ہو نوابی و خانی  
کہ جسکے آب گل میں ہے قیام کرن ایمانی  
جو کچھ پائے بہا لیجائے اوسکا جوش فیضانی  
بہلا اونچی زمین میں جمع ہوتا ہے کیمین پانی  
کہ الاعمال بالنیات دینی اکین س بانی  
گدا ہو گئے خدام و حقداران مہلانی  
برائے نام باقی رہ گئے وہابی و خانی  
LIBRARY

دیا دلوادیا دینے کی راہیں اوسنے بتلا دیں  
 چپا کر پردہ دار کو دکھایا پردہ پوشی ہے  
 زبان و چشم عقل و دل پر اوسکے ختم یہ چاروں  
 شب معراج موسے سر میں سر عرش آئی ہے  
 عجب نام خدا ہے مدبسم اللہ ہر ارد  
 کتابت شروع کہنا اوسکے خراسے کو حسن  
 صراحی ہے جسے حب علی کی گردن نازک  
 غدیر خم کا میخانہ ہے سینہ خم ہے دل و کا  
 جو آتش چاہئے بودین کی و سکو حرارت ہے  
 وہی ہے کہ کچھ جمع ہوتی ہے پیاؤن  
 غم شبیر کر نشائے میں یہ مدہوش ہوتا ہے  
 کہلا ہے یہ کہ وہ بغض و حسد کینہ نہیں کہتا  
 بلائے لب تو ہر اک سنگدل کو موم کر ڈالا  
 وہ موتی روتا ہے اور کیا کیا لعل و گلتا ہے  
 جہان جس سے ملائی آنکھ اوسنے دم نہ مارا ہے  
 عدد و رواہ بازی کر کے اوسے پیش کپ پائے  
 ہلال آسمان بجائے نعل اشہب خامہ  
 سواری کی صفت میں اسقدر میدان باندھیں  
 وہ گھوڑے اوکھ میں چالاک کچھ تھمرتی کچھ ٹھہری

مکئی کی کہ ہر محتاج کو گوئی تن آسانی  
 خیر کو بھی نہ کانوں کان دیکھو فیض پہنائی  
 خدا کوئی خدا بین حریفی حریفی حریفی  
 رخ پر نور قرآن لوح قرآن اوسکی پیشانی  
 وہ آنکھیں چہرے پر قرآن میں ہیں آیات قرآنی  
 کہ ہے ریش مبارک حل قرآن مسلمان  
 چھلکتی رہتی ہے جسمیں شراب منقبت خوانی  
 کہ ہے ہر علی سے جوش ہے جوش عرفا  
 رگون کی نل سے کچھ جی بہ شراب ہر عمرانی  
 محرم میں جہی ہوتی ہیں آنکھیں اسکی طوفانی  
 نہ آئے ہوش میں آنکھیں نہ چکر کین جیت لکائی  
 ہے اتنا صاف سینہ دیکھو لو اسرار پہنائی  
 ہے اعجاز کلیم ایسا کہ پتھر ہو گیا پانی  
 جو باتیں ہیں در سلطان تو لب ہیں لعل ستانی  
 نگاہ قہر اوسکی سید و تیغ صفائی  
 کہ ہے بچے میں دامان و فاعی شیر زردانی  
 ملا دے عرش سے ڈانڈا مرزور سخندان  
 فضا سے لامکان ہو صفحہ کا خدا کی طولانی  
 کسی شاعر سے بندہ سکتے نہیں اتنی ہی جولانی

<p>وہ گھوڑے ہین کہ جسے لقمہ متاب اغنی ہو          قدم کا وائٹرن میٹھی پوئی دوڑنا جمنٹا          کشادہ سینہ وسم پیش پس بھاری کمر نازک          بلا کا کچنا ہے آفت کا کندا کرنا ہے اوکا          وہ جو کتے اونہین ہے تازیانہ دم کا چوٹانا          قدمبازا ایسے گویا زیر پامواج دریائی          اشارون پر چلا کرتے ہین وہ شاید تگہ گھوڑوں          طرا رہر کے مارائے ہین ٹاپین شیر گردوں</p>	<p>مثال بلق ایام صورت اون کی نورانی          ہین سباجن مین ترکی اور تازی اوکے لٹانی          ذرا سی تھوٹی چوٹی کنوٹی چوڑی پیشانی          کرین خود اپنی دم سے اپنی چوڑی مگسٹانی          کھڑک پتے کی جڑ اوکو کنوٹی اونکی بھجانی          سبک خیز اسقدر ہلنے نہ پائے پیٹ کا پانی          کہ صورت اونکی حیوانی ہے سیرت اونکی انسانی          نشان ہین اونکے سم کے یہ مہر و خشتانی</p>
--	--

### مطلع

<p>انہیں آتش کے پر کا لون مین جیجی کی جولانی          سبھکر موقوف تازیانہ صاف اوڑ جائین          لائی سخن بجا مین ہونہوں پر دغلطان          کمین شیرین ادا میٹھے پوئی مین جو کڑی ہون          اشارون مین ڈرین ڈر کر کئی برجوں پہ جاوڑین          یہی ثابت ہو جاتا ہے ہوا پر ابر کا لکھ          جو نکلے جیم منہ سے چین مین تولا ملند مین          خبر چھپے پڑی رہتی ہر دہاگے پونچھے ہین          ہوا جسطور بادل کو اوڑا لجاتی ہے کو سون          کلین ہین یا گہ گھوڑے ریل ہر یا سبج گاڑی ہے</p>	<p>ہوا چوٹی نہیں مکن ہر اونپر کرب ہو اکسانی          مرقع مین اگر کینچے اونہین بہنہ اوڑیانی          کرین آقاے نعمت پر ہیٹے پراونکی جوستانی          یہ سب نفس کو اکب لپکے ہون ریگ بیابانی          معاذ اللہ براق اوکو نہ سمجھے کوئی دہقان          چڑھے اونپر جو کوئی اوڑ کھڑا بش مین بالائی          سواروں کے ذرا چل رکھے دیکھے اونکی جولانی          بنی ہے تار برقی سے دم اونکی مین بچانی          وہ یونہین بگیو کو کھینچ لیجا مین آبسانی          پری ہر باد پائے بگھیان تخت سلیمانی</p>
---	--



خداوند ایہ کوڑے مہین زمین پر یا فرشتے مہین سٹرک پر نفل سے رستے مہین آتش زیر یا کوڑے سوار اون پر وہ جب فریض وہ سر چشمہ بہت	آئی گہمیان مہین یا سٹرک پر رزوف ثانی دغائی کشتیوں کا گھبیوں سے ہو جگر پانی کہ جسکی موج آب تیغ سے عالم ہو طوفانی
---	---

### مطلع

گلے مل ملے ہو اسکے عدو کی دشمن جانی چم و خم صورت شاخ خمیدہ کیون نہو او سمین لمویتی ہے لیکن پیٹ پہر خالی کا خالی ہے وہ زخمی بھی اگر چوڑے تو ہو اسکی چکاقل کبھی وہ سان پر چڑھتی نہیں کیا آبداری ہو جہان گردن کشی دیکھی وہین طوق گریان ہے صراط حشر کا بل جو سنا ہو گا غم او سکا ہے وہ جھنکارین کہ طوطی بولتا ہے جنگ میں او کا بڑی رنگین بیان ہو کیا ہی چلتی ہو زبان اسکی بڑی آتش زبان ہو شمشیر سے او کے پہل بھرتے ہیں برابر نصف کرتی ہے انصاف اسکو کتے مہین وہ منصف ہے کہ جسکے سامنے شرمندہ مہین عادل نہ وہ بخشش کہ جس سے فسق کو باز کو گری نہ اتنا رحم جس سے بے ادب ہو جائیں بے کر نہ تارو کی طرح آنسو نکلنے بس نکلنے جب	کہ سر سہلاے بھیجا کہاے وہ تیغ صفایانی کہ او سپر اوڑ کے میٹا ہے عدد کا مرغ و حانی مگر شیطان کی ہے آنت گویا او اسکی طولانی کہ جیسے چاندنی گہمایل پہ پڑنی او اسکی توانی ہلال ساندہ سیکے آسمان پر گردشیں کمانی کیا جب سامنا جھنڈے مہین ہو حین پیشانی جبری ہے تیغ ہے مار جمیم اوس تیغ کا پانی چمک لسی چمک چار آئینے کو جس سے حیرانی دہان زخم سے اکثر کیا کرتی ہے لسانی لگائے آگ پانی مین وہ او اسکی شعلہ افشانی پہر اسکو ایک منصف کی نفل مین پرورش پانی مثال طاق کسری جب کہ گئے انصاف کے بانی نہ بخل لیا کہ جس سے زہد کار خوار نورانی نہ اتنا غصہ جس سے خادموں کا ہو ہویا پانی نہ مثل صبح صادق او کو جب آنی نہی آنی
--	--

نہ وہ بالا بلند سی ہو چو سب باغ نادانی  
نہ وہ قلت نمایان جس کو کہ پہی سست یانی  
عدالت اسکو کہتے ہیں پھر اگے قسط طولانی  
سمندر کی طرح نہروں پہی ہر ضرر ملانی  
مگر اٹا ہی غم اتنا کہ ہم پر پھپھ گیا پانی  
کہ ہے آفت کی حیرانی قیامت کی پیشانی  
کہ سراوٹھنا ہی شکل ہی سہرا نکمین جاہ چانی

نہ وہ کوتاہ قدی جس سے اوٹھے فتنہ محشر  
نہ وہ کثرت کہ پیدا اک غلو نہ ہی جس سے  
غرض خیر الامور واسطہ ہے دار و مدار و کا  
عجائب فیض ہر ادا کا کہ میں فیاض ہر ایک کے تک  
ہم و اسکے فیض میں ڈوبے ہیں کچھ کیوں ہو کیا کیے  
رخ و گیسو کے اضمحون تک ہمے نہیں بندتے  
یہ اوکے باریت میں دبے ہیں ایک مدت

### مطلع

کہ پی آئی ہوز غم کے کنوئیں کا جی طرح پانی  
گنہ دہو جائیگے اس بر جست سے آسانی  
برسنے میں نہ گھر سے نکلیں وہ ظلم کے بانی  
اسی تنورت اکبار کی محفل ہو طوفانی  
نہو یہ میخان سے دختر رز کی نگہ بانی  
کمان ہے قوت جانی کمان ہے قوت روحانی  
کہ ہر چیز غیرت جگم سطر سے خسر و ثانی  
سب سے اک فیض کا دریاؤ کے جتنا ہو پانی  
سناوے ران بکپکا گلا ہو شمع نورانی  
بڑا اعدو الاسپہ بڑا مہذب و ب حقائق  
کیا کرتا ہے لیکن اپنے آقا کی شناختی

گھٹا اوٹھی ہے کعبہ کی طرف ایسی نورانی  
اوٹھی کالی گٹھیا رب کہ کعبے کا اوٹھا پردہ  
نہ کچھ قاضی کا خطہ ہے نہ کچھ مفتی کا دھڑکا  
مجھے ہر بزرگ میخان میں بگڑی دھچک شیش کی  
لگائے تاک جہانک سدرجہ ہر بہشت شیشین  
کہ ہر ہے ساتی رنگین کہ ہر ہے مطرب سین  
سناوے قتل سے چوڑے طنبور کے پردے  
قرا کہ مولد سے سے کا سمان اکبانہ در لیکھا  
چڑھاوے آتشی عینک کہ بھکودو کی سوچے  
چڑھے وہ قدر کو نشان کہ اوکو حال جاؤ  
جسے جو کہد یا نٹھ سے پر او میں بل نہیں پڑتا

کہ یارب جب تلک پانی پہ ہو فرش زمین قائم  
 ہو اسے نامیہ ہو نامیہ سے رنگ و بو پیدا  
 جہان تک ہو گل ہو فے رشام فکر عطر افشان  
 اتنی ہو مرا مروج مروج جہان ہر دم  
 شگفتہ ہو گل خورشید کی صورت رخ انور  
 سکندر کی طرح نام اور سکار دشمن ہوزمانین  
 خداوند جہان تک ہوں بخارات زمین پیدا  
 ہے پانی سے جب تک ہر سمندر موجزن یارب  
 ہے طوفان سے جب تک تلاطم جہتی بین  
 اتنی او سکے دشمن پر ہے بوجھا لعنت کی  
 جواو بھرت وہ تو او سپر گڑے برق غضب یارب  
 گل عباس رکھا نام ہے اس قصید کا

زمین پر جب تلک موج ہو اکو ہو ہوا کھانی  
 جہان تک رنگ و بو ہو آب و رنگ روکستان  
 جہان تک فکر سے گرامے بازار سخن رانی  
 کہ ہے ہر ایک شاعر و سکی رحمت میں سخن رانی  
 بزرگ صبح صادق ہو ہمیشہ خندہ پیشانی  
 اتنی نثر غصہ عمر و سکی ہو طولانی  
 سخاوت زمین سے ابر ہو اور ابر سے پانی  
 ہے موجوں جب تک روک سطح خاک طوفانی  
 تلاطم سے ہے جب تک بشر کو دشت جانی  
 ہے طوفان غم کی اسفند راوی ہر لوانی  
 جو ڈوبے پہنزا و بہرے اسقدر او سپر پانی  
 کرین نامیہ زرا عباس سن سکندر افشانی

ی

س

ی

د



# قصیدہ کشت زعفران

دو صبح جناب نے تھیو زارین صاحبنا در دہچی اسپکمر طمضلع لکھنؤ

عید کا چاند آج ہوگا عید کل ہوگی بھیاں  
دوڑے کوٹھے کی طن ہم بگا کر زبان  
تارے سب جاب تھے زینہ تما خط لکھنا  
اس طرح اوس زبان میں جمع تھے خرد و گلان  
یا زمین نے ہاتھ پہلائے بسوے آسمان  
یا جہکی ہین شاخاے تو گر دون الامان  
یا عروس شب نے زلفین اپنی چوڑی تلمیان  
یا اوٹھے کعبے سے دو گلدستہ بانگ اذان  
یا جہکی ہین سدرہ طوبی کی نیچی ڈالیاں  
یا زمین نے ماہر بھیک کی کنت داستان  
اک مہینے سے کیا تابدنا سننا بنان  
اور اکٹھا ہو گئے اُس چہت پر سپیر و جان  
دو زمین خام سے اوٹھو اتا ہتا کوئی ناتوان

اک منجم نے کہا اونیسویں کونا گمان  
خیر یہ فردہ سنا جدم تو سنکر وقت شام  
کوئی آگے کوئی پیچھے جیسے مالے میں گھر  
ایک سطر شرح سے جیسے بہرے میں السطوہ  
یا فلک نے پاؤں لٹکائے اور ترنے کے لئے  
یا اوٹھے گا زمین کے سینک دنوں الحفیظ  
یا منڈھے بلیں چڑھیں نوشاہ روز عیش کی  
یا زمین پر جبک پڑے بیت المقدس کی منا  
یا چمن سے بڑھ چلے افلاک کو شمشاد و سرو  
یا فلک نے شست ڈالی سو ماہی زمین  
یا شکنجہ میں کچی تکلیف ماہ صوم کی  
الغرض جب چڑھ گئے کوٹھے پر ہم روزہ دار  
کوئی عینک سے سو مغرب لڑا تھا نظر

کوئی یونہیں نکلتی مغرب کی جانب باندھا  
 کوئی کتا تھادہ کیا میں را پر کھلا ہلال  
 کوئی متابی سے چلاتا تھا حضرت بندگی  
 کوئی تارا دیکھ کر اونگی سے بتلاتا تھا چاند  
 آنکھ لکڑ کوئی کتا تھا چکا چوند آگہی  
 تھک تھکا کر لوگ جا بیٹھے من پیرن پر لگ  
 کوئی پوب کی طرف جاتا کوئی دکن طرف  
 میرے خادم کی نظر اور ترکی جانب جا پڑی  
 ابرسا پہاتا چلاتا ہے اک خط سیاہ  
 یا ہوا ہے موجزن دریا سے نل زنگبار  
 یا اترتا ہے ہمارے ہوا سے قاف پر  
 یا ہوا ہے کوہ تبت مشک نشان مند پر  
 یا فلک میں لگ چلا ہے چاند کی صورت گن  
 دیکھا یہ حال مجھے میرے خادم نے کہا  
 ڈانٹ کرینے کہا اوس سے تجھے کچھ قتل ہے  
 نادین کیون خاک وڑتا ہو گیا سوچی تجھے  
 بڑھتے بڑھتے جب خط وسط السما پر لگیا  
 رفتہ رفتہ اک عجیب آواز پیدا ہو گئی  
 غور سے دیکھا نہ وہ خط تانہ وہ آندھی نہ ابر

کوئی میٹھی آنکھ پر کھسکے بنا آ دید بان  
 کوئی سے سر ملا کر ہنسکے کتا تھاکمان  
 کوئی کتا تھا مہا گ عید نکو چاند خان  
 کوئی بے دیکھے ملا دیتا تھا نور ان میں مان  
 میری آنکھوں کے سے اڑنے لگی تین تیان  
 اور کچھ ہٹا کے ہر سمت بالائے مکان  
 کوئی بیچیم بن شفق کا دیکھت ہے تاسمان  
 آسمان پر دیکھتا گیا ہے طلسمات جہان  
 جیسے لٹہ کرینے کا غنڈ پر سیاہی ہو واد  
 یا بخار جبر اسود چھ لگاتا آسمان  
 یا ہوا ہے قاف سے سمرغ کوہی پر فشان  
 یا ہمالہ کے کسی چوٹی سے اٹھا ہوا ہوان  
 یا زحل کے مثل کالا ہو چلا ہے آسمان  
 کالی آندھی اٹھی ہے کب تک ٹھہر گیا بیان  
 خیر جزا نہ میرے کرتا ہے کیون شود فغان  
 آج کل جاٹے ہیں جاڑوں میں ہلا آندھی کمان  
 سرسناہٹ پہ تو اک ہونے لگی اوس سجیان  
 شور تھا ہنگامہ تہا ہر اک طرف تھی یقان  
 آ رہیں تین اک پر باندھے ہوئے مرغباں

بوئے سب جاب کیا جاڑا پڑا کشمیرین  
 سنکے یہ مرغابیوں نے صورت کبکرمی  
 آتے ہیں کشمیر سے آقا سے نعمت ریل پہ  
 ذات عالی کیا ہے ابرضین فیض مینمار  
 ریل ہے تخت روان وہ شاہ تخت علم و فضل  
 ریل ہے یا کوہ آدم یا کہ سنگدہ پ ہے  
 بھاگتی جاتی ہے رم پیدا ہوئی جو کے ستا  
 کیا تماشائے کہ گھر بیٹھے کرو عالم کی سیر  
 ایک بجن کینچ لے سب گاڑیوں کو داہ دا  
 مرغ کہہ سکتے ہیں لیکن مرغ آتشخوار ہے  
 ریل برج آتشی را کہ ہے ہنس عج عقل  
 ریل کہ حکم روان ہے وہ شہ رنگین ادا  
 ریل تو ہے لکھ ابراوردہ ہے برقی حسن  
 ریل ہے دیو پر پوش وہ پر بخوان کمال  
 ریل ہے یا کہ شب قدر اوتری جو افلاک سے  
 قدر دان اہل معنی اسرار علم  
 نام ڈپٹی شیونر این کام ہو نام آوری  
 حاتم بزم سخاوت رستم میدان عنبر  
 مطلع پرنور ایک ایسا پڑھوں باب و تاب

ماتے جاٹے کے یہ ڈرائین ہو ہندوستان  
 مار کر اک قہقہہ اس نگ سے کوئی زبان  
 ہم یہ سوچے سب کو دین چکر مبارکبادیان  
 ریل کیا ہے اک ننگ جھجھو سیکر ان  
 ریل ہے تخت سلیمان وہ سلیمان جہان  
 ریل ہے یا اثر دہا ہے یا کہ طاؤس جنا  
 ریل سے رم ہمدرد ہے جو لیر تان بخندان  
 کیا تماشائے مسافر اکن و منزل روان  
 ایک رستم فتح کرے مفتخون کا مفتخون  
 کوہ کہہ سکتے ہیں اسکو ہم مگر آتش فشان  
 ریل ہے ختم فلاحون وہ فلاحون زمان  
 ریل اک سر درخیمان ہے وہ رنگ بوتان  
 ریل تو گردون گردان ہے وہ ماہ آسمان  
 ریل سیمرغ دغانی ہے وہ رستم ہلاچان  
 اسکا را کہ ہے کہ یارب قدر رکا ہی قدر دان  
 علم آموز فصاحت افصح ہندوستان  
 نامہ رونا مور نام اور نام اور ان +  
 کاہ وقت انکار کوہ وقت امتحان  
 جس سے چکے خود مثال کمکشان میرخی بان

## مطلع

ہو نہٹہ سہی گوہر نشان ہے ہاتھ سے ہر نشان  
یہ دردندان کی اوسکی درفشان دیکھئے  
فیضی و سکا اتنا جاری ہے جو دے سائل کی ہیک  
کیون نہ چمکے اشرفی ہے میل و کی ہاتھ کا  
کوئی کیا جانے لہذا رک ہیں دیکھیں کیون  
لب کے شیرینی سے تھا مشہور وہ شیرین سخن  
خاک پر اوسکا طلائی رخ جو ہوسایہ فگن  
عقل کی رسو جو پوچھو عاقل ہفتاد سال  
دنکو دور بے مین رہا کرتا ہے مثل آفتاب  
شبکو رہتا ہے کتب بینی کا اوسکو شغلہ  
صبح سے چلتا ہے خامہ جسطرح خط اشعاع  
ابتدا و انتہا ہے نشر ہے خامے کے ہاتھ  
صورت تحریر ہے تقریر اوسکی دلپذیر  
ہے زبان اک برگ لیکن گفتگو میں باغ باغ  
یہ بیان اندکبر اس دہان تنگ پر  
اوسکے دریاے موت کا جو اک شہ لکھون  
رشتہ الفت لپٹ کر ننگی تار نگاہ  
مثل خرگان کوئی کیا استادگی اوس کرے

اک سخن سے ایک فیاضی ہی دونوں جو دوکان  
گرتے گرتے ہوں زمین پر آپ گوہر گلیان  
کشتی درویش ہوسائل کے ہاتھوں میں ان  
کیون نہوسکہ رواں ہے اوسکے قدموں کا نشان  
تھا وہ بچپن سے زمانے میں غضب رنگین بیان  
جب سے خط نکلا ہوا وہ طوطی ہندوستان  
پیڑ چاندی کے اوگین یا کیسیا کی بٹیاں  
عمر کی رودے جو دیکھو سخت کوش نوجوان  
شہرہ مشرق سے ہو مغرب تک جہاں بھو دہان  
بال بنکر سے نکلا ہے چراغوں کا دہان  
شام سے پڑتا ہے خامہ جیسے خط مکشان  
جیسے بڑے کے کنارے پراگم فرچان  
آپ اپنا ہے وہ ثانی آپ اپنا تر جان  
ہے دہن اک غنچہ پر بلبل کی صورت خوش بیان  
کیا تماشا ہے کہ اک کوزے میں ہر یاروان  
موج کی مانند میرا خامہ ہو رطل لسان  
آویست آنکھ میں آئی ہے بنکر تیلیان  
صورت ابرو جھکارتا ہے ہر دم ہر زمان

کوئی سرکش ہو تو ہو لیکن وہ خود ہے نکسر  
 گو کرے کوئی درشتی او کو پہنزی ہو کام  
 سکر لیکر باؤن تک ہرگز نہیں سختی کہین  
 او کا رتبہ ہے بلند او سے تواضع دیکھنا  
 جب کہ وہ تعظیم سے اٹھتا ہے لے شان خدا  
 قد بالا ہے الف جدم جب کا نون ہو گیا  
 اس تواضع پر وہ رعب او کا جما ہے خلق میں  
 مثل شعلہ کا پ کا پ اوٹھے زبان آشین  
 دس زبانیں مثل سوسن بھی اگر بالفرض ہوں  
 بنف سے جنش اوڑی بالکل رگ کل کی طرح  
 پتلیاں تہرا کر لاکھوں میں بنید کا جل کے داغ  
 آدمی تصویر بنجائے تو تصویر آئینہ  
 ہو سکوت آسین تو آسین صاف حیرانی ہو

تیر کوئی ہو تو ہو لیکن وہ خود ہے اک لکان  
 یوں ہے سب میں جس طرح بتیں را تو نہیں بان  
 یا ائی کیا گرتے ہیں بجائے استخوان  
 ہر جگہ سے وہ خمیدہ ہے مثال آسمان  
 ایک ہے شخص آں واحد میں بنے پیر و جان  
 یہ انا وہ ہے کہ بس یہ آن ہے اپنی ہر آن  
 کوئی طاراو کے آگے جب کہماے شویخان  
 شمع سرکش کی طرح گوئندہ سے نکلی ہو زبان  
 غنچہ رستہ کی صورت ہوں تالو میں نہان  
 لالہ لسان اکدم نہوتن میں لمو ہرگز روان  
 رعب سے تار نظر جلکا اوڑے مثل دخان  
 آئینہ تہر ہو تھپے بے سکت ہو خاک سان  
 اسکی قلعی کو دلے کو دے بے سکتی سختیاں

### مطلع

حبذا لے عیسیٰ درد درون ناتوان  
 ذکر عالی تیر امیر مہر دل کا آسمان  
 کان تیرے دونوں میر جو خزانہ کی کان  
 گلشن رخسار تیر امیری سر پر گلستان  
 تیرے لب لعل تو ان و زار کیا قومیتان

مرحباے تاب و ح ناتوان نیجان  
 فکر روشن میری تیری بام شہرت کا قمر  
 ہاتھ تیرے دونوں میر قفل معنی کے کلید  
 طرہ کیسو ترا طرہ مری دستار کا  
 تیرے دندان اس دل ہمار کو حب الشفا



تیری پیشانی کی چینیں موج دریا سے سخا  
 تیری پہلی وقت مشکل پر غریبوں کی سپر  
 تیری آنکھیں میری خاطر ہو دشت مراد  
 یک نظر فرما کہ مستغنی شو مرا بنا سے جس  
 بلکہ وہ خود ہاتھ پہلا میں تو دون نقد صلہ  
 روشنی پہیلے میری وہ کرین کسب دنیا  
 تیرے ملاحون میں جب سے نام میرا ج ہے  
 تو گلوں کا رنگ ہے میں بلبلوں کا رنگ ہوں  
 تو ہے عادل کا عدل اب میں ظہور کی ظہور  
 جب برس پڑتا ہے تو اوس دم کچل دھتا ہوں  
 جس جگہ تو گلفشاں ہے اس جگہ گلچیں ہوں  
 تیرا دست فیض میرا خامہ رک سکتا نہیں  
 تیرا رخ پر نور ہے میرا سخن مشہور ہے  
 فیض میں تیرے نہان سبب گوہر کی طرح  
 عیب میں میرے گران سبک غد ز کی طرح  
 جب تلک فیض ہوں ارباب حاجت فیضیاب  
 جتنے تیرے دوست ہیں حاجت سے اونکی ردا  
 جتنے ہیں احباب ہیں تجھ کو دعائیں رات دن  
 بلکہ خود ہو دوستوں کا فیض جاری اس قدر

تیرے ابرو کشتی بحرہ نجات بیکران  
 تیری پلکیں میرے دشمن کیلئے تیرونان  
 تیری نظریں میرے حق میں دو کندہ تان  
 ہاتھ پہلانا پڑے مجھ کو نہ پیش ناکسان  
 بلکہ وہ خود آ کے چلا میں تو دون ادغان  
 مہر گردن میں بنون وہ لوگ ماہ آسمان  
 شکرستان تو بنامین طوطی ہندوستان  
 تو جو ہے فخر امیران میں ہوں فخر شاعران  
 تو اویں عہد ہر اب میں ہوں سلمان زمان  
 تو ہے اک بر سخاوت میں ہوں اک برق زمان  
 تو جہاں جز باغ تہرت میں دہان ہوں باغبان  
 جو تری طبع روان ہے وہ مری طبع روان  
 تجھ پر آنکھیں پڑتی ہیں اوڑھتی ہیں مجھ پر انگلیاں  
 سالکوں کی شکل سے ہو جاتے ہیں لیکن عیان  
 قافیہ میں شایگان لیکن میں گنج شایگان  
 جب تلک صیون سے ہوں اہل معانی سرگران  
 جتنے تیرے ہیں عدد پائین نہ عیبوں سے امان  
 جتنے ہیں عدادہ منکر جہل میں ہر ہر زمان  
 بلکہ خود ہو دشمنوں کا عیب اس درجہ عیان

دوستو کو جو جو دشمن ہیں وہ سب ہو جائیں دوست دوست دشمن کا جو قصہ قد رس پاؤں ذرا نزد روادعا کو کر دے خذہ رواجاب کو	دشمنوں کے دوست جو جو ہیں وہ ہوں سب خصم جان دو ہی لفظوں میں کرے بس ختم ساری داستان نام رکھ کر اس قصیدہ کا وہ کشت زعفران
--	--

## قطرۂ

### قطرۂ

جناب منشی عالی گہر جواہر لال جو دنگو دہو پے ہر بر تورات کو ششم بہت ستایا ہی میں اویس بانسٹین تمام بانسٹین کی خاطر کنوین میں بانس پڑے سنا جو ایک تحصیل میں ہیں بانس بہت مجھے ہی دیکھئے اونیس اسی بڑ بانس جو کچھ پڑگی کٹائی ڈھلانی میں حاضر بڑا جو مانو بڑا ماننے کی بات نہیں جواب دے گئے جب تک نہیں ہے قدر کوچین	میں جس مکان میں بتا ہوں شے اسکا حال یہ خشک تر ہے مری جان کیلئے جہاں یقین ہے اس سے مار گیا آپ کا اقبال مگر کسی نے نہ اک بانس کیا اقبال جہاں گنج میں آؤ وہاں سے مال کی ٹال جو حکم ہو ابھی کٹائیں کوچین میں جہاں قرار بر کف آزادگان نگیر دمال نہ آپ ہو گئے ایسے میں دیکھ بنگال نہ صبر دل عاشق نہ آج غزال
---	---

### قطرۂ

تو ہے وہ نخل سنا دودھ باغِ حرم کہ جو کاٹا بھی لگے یہ تو ہو بھلا گولہ تو موافق ہو تو کیا مجھے مخالفت کی چلے دیکھو غمت مجھے اس طرح کی دلت میں ڈال	تو ہے وہ میری دو امر ہر نہ ختم دلش کہ جو پونچے مجھ کچھ دیکھ بھی تو ہو بھلا گولہ تو جو سید ہا مو تو کیا کر کے جرج بکیش نوش دیکھ لگا تو کی زنبور کی فیش
--	--

<p>میرے احوال سے کچھ بڑا میٹھی ہے تباہ میرے دانتوں تو نہ تو تین گویا کچھ گو تر تھی ہوئی پر ایسی ترقی کو سلام جو کہ مفلس نہیں ہرگز نہیں پورا شاعر</p>	<p>دو تباہ ہو چکا جو ہوا تہ تباہی ہویش یہ سنا ہی کہ کہیں جوڑ دے لوہے کو سریش ہو نہیں فلاں خیمش تیری تصدیق ہویش جو کہ قانع نہیں ہرگز نہیں کل درویش</p>
--	---

## رقعت نکاح

<p>عروس حمد کی برقع کٹائے کجا خامہ کجا وہ رو سے نیکو نقاب نعت اولت کرد یکمے خوب دل ز عشق محمد ریش دارم پہر او کے خوش کامت سہل ہوں ملا ان دونوں نے وہ غارہ دین ادھر اسے ساقی رنگین ادا دیکھ نئی مستی ہے اک طرفہ رقم ہے مرادین آج منہ مالگی ملی ہیں مری آنکھوں کا تارا راحت جان اوسکی دہوم یہ ساری مچی ہے سوار سے گی جو گیمو گیار ہویش شب اوسی شب کو خوابندی کرینگے جو چمکے بار ہویش شب کا ستارا</p>	<p>ہے معشوق ازل کی رومانی براست عاشقان برشاخ آہو کہ محبوب حقیقی کا ہے محبوب رقابت با خدا سے خوش دارم علیٰ نفس نبی ہے کیوں بچا ہوں ہے رو سے خاک کو لٹا پائے نگین لنگیموں ہی سے اے ظالم اذو کیمہ قلم اپنا براندی کی قلم ہے تراش خامہ کی باہمیں کین ہیں مرانو نظر داجہ علی خان مہ ذیقعدہ میں شادی رچی ہے کریگے رسم باجق کا احاسب نئی چالوں کی پابندی کریگے تو ہر اک مہربان ہو محفل آرا</p>
--	---

<p>مهری آنکسین مین فرش راه احباب  سپرد سپرد و شنی نور اعلیٰ نور  که گردشش زنی بولے گا زمانا  فلک کے منہ پہ چھوٹے لگی ہوئی  جوسب آجائیں ہو گھر مین مریحید  مجھے یہ آپ کا آنا مبارک  مبارک تین دن کی بادشاہی  بحق نون و صا و قاف و یسین</p>	<p>کہ خدمت ہوگی خاطر خواہ احباب  برات اوس رات کو ہے چشم بدور  رہیگا ایسا شرب ناج گانا +  ہو اسے وہ کریگی چرخ سائی  مہ شوال ہے احباب کی دید  مرا یہ آپ کو لانا مبارک  مے واجب علیٰ کو یا اتھی  کسین روح الامین سدرہ سی آیین</p>
---	--

### رقع نکاح

<p>کہ نقد نعت احمد و ناناخو است  علی شہ بستہ دام ہوایش  بعقد رشتہ اش پونہ حیدر  ہباران فرش بزم انسا ط است  بود ہر غنچہ دل صحن گلشن  صفیر غنایب از برگ یزد  مبارک باد گوید باعث دل  فلک را شد منور چشم دیدار  بلفظ بزم طوی آسمش ادا کرد  کہ بزم کہ حشرائی ساز دادند</p>	<p>عروس حمید زان جلوہ آراست  بزلف نعت و انداز سایش  تبار نفس او زینش نواگر  بیاساتی بیاجوش نشاط است  بدہ جامی کہ بار آرد شگفتن +  چو موج قفل از میناست خیزد  صدای غنہ ہائے غنچہ دل  کہ ایدون از فروع غنمت بیدار  در تہمت بردے خلق داکرد  بزرہر از زمین آواز دادند</p>
--	---

چٹوی است آست بر وفق فزائی	فروغ شمع زریں آسمانے
فلکے رازینت و حضرت امین <sup>۹</sup>	محمد ضامن اکبر طالع عمر
ربیع الاخر و ہم روز شنبہ	برائے انجمن بست و ششم بہ
چوردے روز بندہ برقع شام	نایہ بست و ہفتم چہرہ از بام
شب بزم مہ و پروین مہین است	مہین است و شب تریں مہین است
نعالی الدجوا نجم دوستانند	باوج فرقان فرم رسانند
بدنیا میسر سدا دم بہ آدم	من واجاب و خوشیر مقدم

مصراع اول از رمل مضاعف الکران کہ ہر مصرع دو صد پنجاہ و شش کربن دارد

### المنشور بحسب طویل

سال نوکی ہے زبانی سنو کا رام کہانی یہ کتھا سب سے پرانی مگر ادا کی بانی نیا انباریل ہے یہ ہی  
یار دہی نزل ہے یہی اکل پنی چل ہے نہ کہین جنگ و جدل ہے نہ کہین کوئی اڑائی وہ بکر کو دیا  
ذری شہکار بتائی ہوئی گلے کی صفائی کہین رسم کا ہے دگل کہین فوجوں کی بند ہے دل کہین  
انسان کا جنگل کہین جنگل میں ہے جنگل بھی دن بول رہتا وہ کھول رہتا وہ اسی رول رہتا یہ  
اوسے تول رہتا کیا سر کرنے داوا دیا گھوڑوں کو جو کاوا ہوا پروں کا چلاوا ہوا دشت کا ملاو چلے  
جلی سے جو لشکر وہین بوریا مچھندہ وہ گری سیپ ٹپک کہہ ہوا کابل کا کچرہ وہ جو بھیڑوں کے گھبان  
تھے میان شیر علی خان از صاحب سرداران ہوئے بے نوم ہی گریزان جو مزار آئے وہاں  
تو نے گرنے بھانسنے کہ دے پاہن جہان سے دگر نہی گئے جان سے رہے یعقوب علیخان  
صفت یوسف کفان و مہین تھے قیدی زندان مہوی چٹکارے سے شاداں گئی خود گن یک آخر

ہوئے سرکار میں حاضر یہی خیر لوگ تھی خاطر کہ وہین صلح ہوئی پہر ہوئی کابل کی امارت گئی کابل کو  
 سفارت ہوئی پہر تازہ شرارت وہی ڈاکا دہی غارت وہی ہنگامہ وہی غل نکیا غور و تامل جو فیض آیا تھا  
 کابل اوسے قیہ کیا بالکل جو اوسے مار ہی ڈالا تو حصہ ایک تھا بالا اوسے کر کے تہو بالا ایامرنے  
 کا سہنالا ہوئی سرکار بھی برہم چلی اک فوج صیام وہ سوار دہی جہا جہم وہ پیادوں کی چھا جم وہ پہاڑ کا  
 بیابان کہیں جہاڑی کہیں میدان کہیں وہ ہنرستان کہیں وہ خار نیلان کہیں نالا کہیں جھپڑ  
 کہیں بیڑ کہیں بنجر کہیں روڑے کہیں تہر کہیں ریتل کہیں ٹھیکر کہیں گھوڑوں کی وہ پڑ پڑ کہیں سارنگی  
 وہ کٹر کٹر کہیں تو پونگی وہ گر گر کہیں بند تو کٹی پڑ کہیں برچونکا وہ خم دم کہیں سنگین کی چم چم  
 کہیں دردی کا وہ عالم کہیں فوج کی جہا جہم جو چلین تو پین داندن جو کھین تھین زننا زن ملی دن  
 سے وہ سن سن کہہی قبر تہن رگولی کا جو بلا کیا شیر دن نے وہ ہلا چھٹا رہا ہون کا گلا ہوا میدان  
 مجلا وہ بھی فتح کی نوبت وہ کملی بیرق نصرت وہ پکی ناسے حکومت وہ پڑا سکے دولت جو چمن گویا  
 داغی تو ہوئے خار وہ داغی چڑ ہے پھانسی پہ وہ طاغی چڑ ہے سولی کے چراغی پہر امیر لے ٹھنک کر  
 گرے قدموں پہ پلک کر بھی تقدیر چک کر ہی قسمت کا ہے چکر کہ ادھر سے ہر شکایت تو ادھر سے  
 ہے ندامت جو کملی چشم بصیرت تو نظر آتی ہے عبرت کہ ابھی راسے زنی تھی ابھی دونوں ہین بنی تھی  
 ابھی تو صلح ٹہنی تھی ابھی تو گاڑی چنی تھی جی الفت کی تھی چو سر کہ ہوا کھنچہ ابتر ابھی تو تاج تھا سر پہ  
 ابھی شمشیر ہے بر سر یہ فلک کے ہین سر وہین ہی اسلار کے ہین گن ہی اس پکی کی جو دہن کہہ سگے گیون مین  
 گھن گئے کابل سے نکالے ہوئے گوش کے حوالے بنے وہ زخم دل لے کپڑے جان کے لالے  
 جو پڑے شیر و خاتے جو پڑے مرد و خاتے جو پٹھانوں کے چچا تھے وہ گئے ہند کے ماتھے پہ ہے  
 حکمت کی شجاعت یہ ہے حکمت کی عدالت یہ ہے حکمت کی سخاوت یہ ہے حکمت کی امارت یہ ہے  
 حکمت کی سفارت یہ ہے حکمت کی ریاست یہ ہے حکمت کی حکومت کو جی لاؤ ٹٹن کچ

## مصنع دوم

اسطرن تو بتایہ دنگا اودھر اک کالا بھنگا دہ شہرت کا پتنگا دہی جنگلی بھلا چنگا دہی رہن دہی اکو  
 دہی یعنی شہر و لو دہی یعنی سیٹھو ایو دہ اوٹھا لو دہی لولو تو ہوا کیپ مین اک غل کہ ہے  
 سیرغ کا چنگل دہ دبار ستم نابل دہ شاشدہ کابل نہ پٹھا تو کئی پٹھانی نہ جوا نون کی جوا نیں جو کما نیں ہون  
 کیا نیں جو ہون تیغین صفہا نیں سبکا دہی سر جوڑ دے سبکا دہی سر جوڑ دے سبکا دہی منہ موڑ دے سبکا  
 ابھی دم توڑ دے سبکا دہی جوڑا قاتل خوشخوار بڑا رہن غدا بڑا دیو سیہ کا بڑی اسکی ہے پھنگا بڑا قمر کا  
 قلم ہے بڑی سوئ بڑی دم مین بڑے سینگ بڑے سم کمین گینڈے سے ہی دم سم یہ جو میدان مین  
 آئے تو بڑی دند چالے ابھی رن سر پہ اوٹھائے ابھی دھکار سے چالے یہ خبر تار پہ آئی ہوئی لندن  
 سے چڑھائی تھنی اک بہاری ڈائی لو کی ندی بہائی چھٹے تیر دن کے سپنوں بڑے بس فوج مین گولے  
 چلے تو پون کدوہ گولے کہ پڑے کیت مین اولے جو پرنس آف فرانس آئی بڑے زولو بدراغ غیب  
 چار دلفظ چھائی یہ شہزادے پر رخ لائے کہ دنیا سے سدا رہے وہ گئے کیپ مین مارے ہوئے  
 مغرور پنڈارے لگے بہرنے وہ طرارے کئے اون زولو کون نے دار چلے جب دہ جفا کار بڑے ہیماں  
 ہی جلا رہے خوب ہی تلوار کمانوں کا کڑکنا دہ جوا نون کا پکنا دہ فیتکون کا پکنا دہ ذیچون کا سکنا  
 ہوا ہنگامہ محشر جوتلا حملے پر لشکر و جلی تہر کی مصر وہ اوٹھی آندہی برابر کہ وہ دن ہو گیا کالا ہوا میدان  
 تہ دبالا جوڑ کا بڑہ کے رسالا ہوا کبارا و جالا تو عجب رنگ دکھایا کہ ہے میدان صفایا سیٹھو بوکڑ آیا  
 اسے مجبوس بنایا تو گرجنے لگے طنز ہوئے کیپ پہ مفسور دہی عیش کا مذکور دہی حیش برستور  
 ہوا صاف دہ میدان زہی اقبال نہ ہے شان کہ ہوئی فتح نمایاں ہوا مجمع وہ پریشان جو ذرا راست کیا  
 دم تو اوٹھا غلغلہ پیہم پیہم رہا مین ہی گم گم کہ وٹا کٹا شہراظم ہی لگا سر پہ اوٹھانے وہ لگا سوئڈ







آبادی عالم خلق ہی ہے غم عیش کا ہر دم سامان ہے کب فیض قدم کا ایسا دیکھا ہر اک صحراستان ہے	جو یہ در جوان تازہ روان چہ طرف سماں کی نازان ہے حاکم کی مدد ہر لطف صمد کچھ جس حد پائان ہے
جے جے یہ عادل حاکم کا مل کا مقابل کیا را جے جے یہ تماشا دیکھو دورا نابت نکلا سیارا	جے جے یہ آل اسباب سہارا لکھو کتا را چو چارا جے جے یہ دورا سکے برابر کب ہے سکندریا کا

### قطعہ در رفع اعتراض شاعر

نوشہ مطلع پر فرخو اوج شمس الدین صلح کار کجا و من خراب کجا فتادہ عقد و راندیشہ خردہ گیرانرا کہ یک سو متحرک در گرد وے ساکن غلو اگر چہ بود عیب مرقوا نے را مباش غرہ بدین یک دو نکتہ در متن بسوے عیب چو شاعر کند اشارہ و لغز سخن گفت کہ لے صاحبان دانش و داد سپس ز نفس خطا تازہ کرد مد خطا اشارہ چیت و عبارت بلغ و معنی لطیف	بدین فروغ گہر بار داز سماں کجا بین تفاوت رہ از کجاست تا کجا ز لفظ تا کجا و در گزرا ب کجا خطاست بہر خطا حکم از کتاب کجا تراست پایہ این مایہ احتساب کجا نظر بود ہمہ کس را بہر کتاب کجا بہر عقل بود و جزو عتاب کجا صلح کار کجا و من خراب کجا بین تفاوت رہ از کجاست تا کجا اگر خطا بود اینہا اگر صواب کجا
---	--

مباش رنجہ ز غم و مایہ مدعی لے قدر  
سخن یکے است جواب ترا جواب کجا



## شنوی کلیہ منہ ناتما

نقل ہے ہادی خدا نبی  
 وعظ میں اک کتاب کہ جو چکا  
 گرم بازار پر نہ ہوتا تھا  
 ہو رہے تھے بلند آواز سے  
 تھے خریدار سب امیر و فقیر  
 آخر اک پادشہ نے لیکے کتاب  
 ہو گیا صاف تارک الدنیا  
 منجھنی ہاتھ لگنی خموشی کی  
 ہوا صحرا نشین وہ فرزانہ  
 ایک دن اس کے دل میں یاخیا  
 کہ مصنف پہ بھی اثر کچھ ہے  
 آیا فردین میں جب فوج کے گھر  
 دہوم ہے اس کے گہرا میری کی  
 گھوڑے باندھے ہیں منجھ زین میں  
 دیکھ کر اہلکار دپ چکے رایا  
 خوب دھوکا دیا قصور معاف  
 چاندی سونے کی ہینچن اوجی واہ

واعظ دین رنج قزوینی  
 جا سجا اسکا ہو گیا شہر  
 جو ادسی سنتا مادہ روتا تھا  
 کھل گئے تھے جنان کے دروازے  
 جان دیتے تھے بادشاہ و وزیر  
 غور سے دیکھے اس کے سب برابر  
 بند کی آنکھ کھل گیا پردا  
 گنج و ثروت سے چشم پوشی کی  
 گنج پونجا بسوے دیرانہ  
 چلکے دیکھے آئے رفیع کا حال  
 لون خبر میں وہ بانبر کچھ ہے  
 دیکھتا کیا ہے شاہ بے لشکر  
 کہیں بوتاک نہیں فقیری کی  
 خود ہے بزم بہشت آئین میں  
 جا کے واعظ کے پاس فرمایا  
 اب کیلے آپ کے تمام اوصاف  
 مرجا مرجا جزا اک اللہ

کوئی باتون میں سلطنت چھوڑے  
 سنکے واعظ فرسج تا نگیب  
 میخ زرین بگل زدم نہ بدل  
 کیکے گڑا اوٹھا یا مل کا  
 اُسے گھر میں جو وہ خدا کے شیر  
 بولا اتنا ہمارے واسطے ہے  
 نہ مرے فعل میں جنسل کرو تم  
 سپر یہ داعظ نے پند فرمائی  
 اک مسافر بٹک گیا رستہ  
 ایک انسان اور ویرانہ  
 جہاڑی جھوڑی ہوئیں چٹانیں صاف  
 کہیں چادے کا تہانہ نام و نشان  
 نقش پا کے نشان ترین سحر گم  
 کہیں چٹا جہان کھڑکتا تھا  
 اوس سے خوش دلی رہا گئے تھر  
 جس طرف سے ذرا غبار اوٹھا  
 گاہ او دھڑ دھڑا کہ او دھڑ دھڑا  
 جا کے پونچا جو برس الوند  
 کی صبا نے جو باد پھیلی

کوئی سونے میں لادلی گھوڑے  
 بولا اے تاجدار ملک حیا  
 ساری دولت گئی جھٹک میں مل  
 ٹاٹ کا انگر کس اٹھل آیا  
 ایک بدھنا تھا یا کتب کا ڈھیر  
 اور جو ہے تمہارے واسطے ہے  
 میرے اقوال پر عمل کرو تم  
 کہ یہ لو اک مثال یاد آئی  
 کوہ و صحرا میں ہو گیا خستہ  
 جس سے سبزہ تنک تھا بیکانہ  
 سنگ مرمر کے طور سے شفاف  
 جسطرح چاندنی میں کا کھشان  
 جسطرح دھوپ میں نہون نجم  
 یہ او دھڑ کی طرف پکیتا تھا  
 خضہ بھی دور دور بہا گئے تھر  
 او سطر دھڑ کر پکارا اوٹھا  
 جان پر کہیہ لاکوہ پر دھڑا  
 ہو گیا ساز کا رغبت بلند  
 اک طرف سے صدائے سنگ کی

<p>         اوسی آواز پر چلا دل ریش          کوہ سے صورت صدا نکلا          تیز جاتا تھا اس طرح دلگیر          جاتے جاتے یہ گاؤں میں پونچھا          ہوا گئے سے جبکہ گاؤں نمود          دیکھ لے شاہ جاے عبرت سے          ایک گئے نے دیکھ کر خرو          نہوا پاک وہ سگ ناپاک          تو ہی سندر دی صدا پونچھا          تجھ کو کیا میں کوئی ہوں کس          دیکھ لے قدر راہ تو انکین کہوں          صاف ظاہر پرست دینا ہے          دل کا احوال تجھ کو کیا معلوم          کیوں کسی کو برا سب لگا جانے          حال دل کا سمجھنا ہے دشوار       </p>	<p>         پیچھے یہ تھا صدا تھی پیشانی          دشت سے صورت ہوا نکلا          جیسے چوٹے کر دی کمان ہی تیر          سہو نکلتا تھا جہان دہی گستا          گاؤں سے پانی منزل مقصود          ارے بد راہ جاے عبرت سے          کیسا پونچھا دیا سانف کو          لیکن اسکا ہوا بھیڑا پاک          ٹھیک منزل پہ اپنی جا پونچھا          برر سولان بلاغ باشت و بس          سے کہیں اور اپنے منہ سے بول          کیوں ہے در پے تجھے ہوا کیا ہے          کسا کیا رنگ سے خدا معلوم          کون کس دہن میں ہے خدا جانے          محتسب را در دن فانیہ چہ کار       </p>
<p>         اے قبلہ حاجت مے نہ راج نہ این          ویدار ترا جلوہ گل چال بہار سے       </p>	<p>         اس دہر میں رکھے تجھے اللہ سلامت          رخ بول ہے لب غنچہ پر شمشاد ہی قائم       </p>

<p>محرابے ہار تو جماعت صفِ مرقا          اونچا سا ترا تھا ہے اقبال کی پہچان          باتوں کی کرین زندہ اشاروں کی جلان          سیراب ہیں فیضِ وحش ترے خضر و سجا          انصاف ہے اس فیض پہ بزمِ ہون میں          اب تک نہ یہ بیچارہ ٹکے کا ہوا پوکر          سب ہنستے ہیں جو کہ عجب کی تھی سفار          لے قدر یہ کیا کہتا ہے کہ نہ ہی ہو سکے          کر دیکھا اگر عین عنایت سے اشارہ          دیتا ہوں دعا لکھو یہ ہے یہ طریقہ          جب تک کہ ہر عالم ہے اقبالِ عالم</p>	<p>پتلی تری کرتی ہے اسی صف کی مانت          بوٹا سا تراقد ہے فراست کی علامت          ہے تیرے لب و چہر میں اعجازِ کرامت          یہ دونوں مر گئے نہ کہی تباہ قیامت          یسین سے نام رکھتے تھے بھکونداست          کہو دیے سجے اب اسکے نصیبوں کی شامت          میں آچکا کھلا کے سہوں ایسی ملامت          لا حول و لا کوئی گئی تیری ہی کیا مانت          یسین کو ہو گی کسی عید سے پاقامت          محسن کی پرستش ہے شبنمِ روزگار          جب تک کہ ہے دنیا رہو دنیا میں سلا</p>
--	--

شعری نام تمام تر جوشِ کلیلہ و منہ

اصلیت کتاب منع نقل و انقلاب

<p>ہاں فلاطون خامہ کئے وہ جوش          جوشِ دشمنی سیاہ بستی کا          صفحہ ساغ ہو سطر موجِ شراب          جو سننے سننے مست ہو جائے          چوب چینی بنے نہال سخن</p>	<p>اوڑے غم دوات کا سر نوٹش          بادہ ادب بے سخن پرستی کا          نقل ہوں فقط یکدہ ہو کتاب          پست ہر خود پرست ہو جائے          مے کمنہ ہو دستانِ کمن</p>
--	--

ایسی اک شاخ داستان پہوٹے  
 شوق دلو اکے سبکو القصہ  
 پاس کسری کے اک برہن تھا  
 بزم افروز بندہ گوے و ندیم  
 ایک دن آیا جب وہ فرانا  
 لوگ یونان میں کرتے ہیں مذکور  
 اونیں ایسی دوائیں بوتے ہیں  
 اے برہن تو ایسی چالین چل  
 ہنسکے بولا وہ اے شہ عالی  
 نہ کو میں کوہ ہے نہ اوسمیں دوا  
 ہندیوں کا یہ زہر بویا ہے  
 اصل مطلب ہے اسکا یعنی اور  
 کوہ سمجھے ہیں جنگو لوگ دہان  
 اونکی باتیں ہیں ساری کام روا  
 جو کہ ہیں بیوقوف جاہل لوگ  
 باتیں سن سکے جب وہ خوش ہیں اٹے  
 سیکے ربہ پڑی تھی فانی سے  
 یہی باتیں اونیں دو ٹھہریں  
 الغرض ملکہ کا ردا نون نے

بے زبانوں کی ہی زبان پہوٹے  
 اب سنا تا ہوں بر محل قصہ  
 جسکا ہندوستان میں سکھ تھا  
 حکمت اندوز و نیکوے حکیم  
 پوچھا نوشیہ ران نے اے دانا  
 ہند میں چند کوہ ہیں مشہور  
 جس سے مردے ہی زندہ ہوتے ہیں  
 ہاتھ آئیں مری وہ امرت پل  
 لوگ بٹتے ہیں ہول کی رسی  
 نہ کوئی مردہ ہے نہ اوسکو شفا  
 اسمیں اک تہ کی بات گویا ہے  
 لفظ بیشک یہی ہیں معنی اور  
 ہیں وہ فرزانگان ہندوستان  
 لوگ سمجھے ہیں جنگا نام دوا  
 کہتے ہیں مردہ اونکو کمال لوگ  
 نوشدارو سے مردی ہوش میں آئے  
 جی اوٹھے اب زندگانی سے  
 موج حشر تہ بقاء ٹھہریں  
 عقلمندوں نے خوش بیانوں نے

ایسی چن چکے چیدہ باتیں تمام  
 ہے وہ زریب خنرینہ شامان  
 تودہ مخفی خنرینہ ہاتھ لگے  
 جب یہ نوشیروان کے کان پڑے  
 ایک بزویہ تھا طبیب دہان  
 دئے اوسکو ہزار ہا توڑے  
 سو سے ہندوستان چلا جائے  
 چلتا پہتا ابھی نظر آئے  
 بس چلا سو سے ہندو گہیر  
 نظر برق و تیر و آہ بنا  
 ملک ایران کجا کجا پونچھا  
 آیا وہ شوق کا مرانی مین  
 راے پر تاب چند صاحب ج  
 اوکی بستی مین آ کے بزویہ  
 اک برہمن سے گئی گیانی لہال  
 دیکھا بزویہ کا جو علم و ہنر  
 گو برہمن نے گر مجبوشی کی  
 خوب نظر دین مین جب اسے تو لا  
 بے زبانوں سے جب زبان لڑی

رکھ دیا ہے کلیہ دمنہ نام  
 ہوا دمنین سے اگر کوئی خواہان  
 حکمتوں کا سفینہ ہاتھ لگے  
 جان مین اوسکی تازہ جان پڑے  
 تھا جہان گرد اور چیدہ ہوا  
 تاکہ وہ رشتہ وطن توڑے  
 جانب بوستان صبا جائے  
 اور لیکر کتاب گہر آئے  
 جیسے چوٹے کڑی کمان سوتیر  
 صبر و فکر و موج و ماہ بنا  
 ملک ہندوستان مین آپونچا  
 راے رایان کی راج دہانی مین  
 راے رایان شہنشاہ قنوج  
 شہر مین چھپ چھپا کے بزویہ  
 راے ہندی کے تھا جونا کابل  
 برہمن نے بٹایا آنکھوں پر  
 پر بہت اسنے راز پوشی کی  
 ایک دن سنتے سنتے یوں بولا  
 سر مخفی سے میرا دیہان لڑی



او کی مجھ کو تلاش دانی ہے  
 وہ برہمن اوچھل پڑانی الفور  
 ہمسے اور تے ہوتا اور مال  
 سلطنت کا چرخ لیجاؤ  
 ہکویون سبز بلخ دکھلا کر  
 تم بڑے پختہ کار ہو صاحب  
 اُن سے دانائی تیری ذنائی  
 جو کہ ہو عقلت پر چا نے  
 بردباری و خوشن داری +  
 اور تشخیص محرم اسرار  
 اعلیٰ دربار کی رضا جوئی  
 کیجئے نہ کہنا بغیر پریش کے  
 خصلتیں یہ عجب ہیں برزویہ  
 ایسے انسان کو کوئی کیا مانے  
 اس کے مجھ کو تیرا فرمانا  
 کس طرح صاف دین جواب تجھے  
 بولا برزویہ تجھے چہ جان فدا  
 سچ ہے جو مانین ہے قول کبار  
 الغرض وہ کتاب لاثانی

عاقلوں کو اشارہ کافی ہے  
 ہنس کے بولا یہ سہمی کرنا غور  
 گنج حکمت کو تم کرو یا مال  
 مفت میں سبکو داغ دجاؤ  
 اپنے شے سے ہو سرخرو جا کر  
 تم بڑے ہو شیار ہو صاحب  
 بل بے عیقل کی توانائی  
 مرد دانا کو آٹھ باتوں سے  
 اور نیرمان بری سلاطین کی  
 پوشش راز ہاے ہر کردار  
 بیٹھ کر محفلوں میں کم گوئی  
 یہی آٹھوں میں تھے دانش کے  
 تجھے میں آٹھوں میں سب میں برزویہ  
 دل و دین جان و جسم دے ڈالے  
 چاہیے آنکھوں سے سجالانا  
 بیچ کر جان و دل کتاب تجھے  
 شکر تیرا نہ مجھ سے ہو گا داد  
 خاک از تو دہ کلان بردار  
 دی برہمن نے او کو پنہانی

لیکے برزویہ نے لکھی وہ کتاب  
 جو میں بہر آب رفتہ آ پونچھا  
 عتلائی دماغ ایران میں  
 آئی گھسان میں بوسے پیراہن  
 ہوئی سبیز کشت ایرانی  
 ہوا ابنوہ خاص و عام سے جشن  
 لیکے اوٹھا کتاب برزویہ  
 اوٹھی اک ۲۰۰ واہ تا بفلک  
 لیکیا شاہ او سے خزانے میں  
 بولا برزویہ مال سہ کیا مال  
 ذکر میرا ہی اس کتاب میں ہو  
 کہانشہ نے کردن میں شاد تجھے  
 پھر حکم شہنخی و کریم  
 پہلوی میں لکھی تمام کتاب  
 سولہون اس حساب سے لکھے  
 اور چہ خود بڑا دئے اوسنے  
 عیرو شیروان سے ایران میں  
 سب ملوک عجم نے حرمت کی  
 یہ سفینہ عجیب سفینہ تھا

نقل کر کے گیا وطن کو شتاب  
 بحر لغت کا آشتنا پونچھا  
 نور آیا چہ سراغ ایران میں  
 پھر بہار آئی جانب گلشن  
 سوکھے دہانوں پر گل گیا پانی  
 کیا کسری نے دہوم دہا جشن  
 پڑہ گیا سارے باب برزویہ  
 اور گئی آسمان کی چپت تک  
 کہ کمی اب نہ کر اوٹھانے میں  
 میں جو مانگون نہ رہو میرا سوال  
 تار ہوں یاد اہل عالم کو  
 تیری منہ مانگی دون مراد تجھے  
 لکھنے بیٹھا بزرجمہر حکم  
 اوسمیں ٹھہرائے اوسنے سولہ باب  
 دس تو اصل کتاب سے لکھے  
 دوا دائل کے چار اور آخر کے  
 اسکو رکھتے تھے گنج پنان میں  
 یعنی اسکی بہت حفاظت کی  
 بادشاہوں کا علم سینہ تھا

جب خلیفہ ہوا ابو المنصور  
 اوسنے اک بار اوسکو حکم دیا  
 کہ لکھ پہلوی سے تازی مین  
 عربی کا جو چل گیا پہلو  
 پھر ہر حکم نصیب سامانی  
 رودکی نے بھی ڈالی اپنی دہوم  
 ہوا بھرام غزنوی پیدا  
 اوسکا دیوان تھا ایک صاحبزادہ  
 اوسکو ہرام نے بلا کے کہا  
 عربی کی کلید دمنہ سے  
 ترجمہ کر کے فارسی مین دکھا  
 الفرض حکمہ بجا لایا  
 عربی شہر اوسمیں داخل تھے  
 پس حکم امیر شحم سیل  
 نسخہ پورا حسین داغظ نے  
 کیا ہی لکھی عبارت اوسکی سلیں  
 کم کئے اوسنے اولین دو باب  
 پھر ہر حکم جلال دین اکبر  
 لکھ کے لایا زروے استاد

سب مین متاجور واقعی مشہور  
 بو الحسن جو بن المقفع تھا  
 ہودہ مصروف سحر سازی مین  
 پہلوی کا بدل گیا پہلو  
 فارسی ہو گئی بہ آسانی  
 فارسی مین کیا اوسے منظوم  
 جو کہ سعود شہ کا لڑکا تھا  
 بو المعالی دنام نصر اللہ  
 اپنے جو ہر دکھا دے اے دانا  
 جو لکھی ہے بن المقفع نے  
 ماہ خشب اس آرسی مین دکھا  
 فارسی مین اوسے بنا لایا  
 اور الفنا خاسخت و شکل تھے  
 تھا سہولت سے جبکہ طبع کو سیل  
 چھانٹا ملا حسین داغظ نے  
 نظم عمدہ تمام نشر نفیس +  
 چکے انوار نجمت کتاب  
 شاہ دہلی و معدلت گستر  
 شیخ ابو الفضل کبر آبادی

<p>سولہون باب اوسین لکے تہم اب اوسے نظم کر کے اردو میں سولہون باب اس میں میں منظوم</p>	<p>اور رکھا عیار دانش نام کیا چائیں میں قدر زہد میں سے قائم حسان میں یا قوم</p>
فتح الابواب	
<p>باب اول میں ہو گئی ترقیم باب ثانی میں حال بزودیہ باب ثالث لکھا اس میں کا باب چارم سترے بدکاران باب پنجم میں ناید عودہ لکے اور ہاشتم میں دی خیبر باب ہفتم میں ذکر بے خبران باب شہتم میں شہرتابی کا ہے نوین باب میں کہ دوزاندیش باب سوان ہے کینہ در کا ذکر گیارہواں باب عفو عصیان بارہوین باب میں یہ ہی مذکور تیرہواں باب حرص آرزوین ہے چودہواں باب حلم شاہان میں باب پندرہواں ہونفا سی گریز</p>	<p>گفتگوے بزرجمہر حکیم اور سب قیل و قال بزودیہ کہ نہ سنئے سخن سخن چین کا + ہے مناسب برائے بدکاران دوستوں کے جو یکدلی میں تھی نہ فریب عروسے رہے بڑے پچھڑے مقصد طلب کا کسل بیان اور انجام اس خسارتی کا کسطح دشمنوں سے پالی پیش نہ خوشامد پرانگی ہو بے فکر کہ جو داخل ہے رسم شاہان میں ہے خبر اور سترے کار ضرور اور افزون طلب کے رازین ہے ہے گونباری نمایان میں ان سے اور انکی باتوں سے پرہیز</p>

سولہویں باب میں یہی ہے خبر دور گردون پر التفات نہ کر

## باب اول سخنان بزرگ مہر زبان بزرگ مہر

درج دانا دلے کا دریتیم  
یون پروتا ہے درسلک سخن  
کہ زبانوں میں بے زبانوں کی  
نام جبکا ہے کرناک دودنک  
دل لگی میں ملائی حکمت و پند  
خبر دسالون کوتاگوارا ہو  
اور جب اونکو قسم کامل ہو  
جیسے کوئی خزانہ دفن کرے  
اوسکے لڑکے کے ہاتھ میں پڑ جائے  
ہے غرض یہ کتاب عجوبہ  
پر ہے اسکے مطالعی میں شرط  
بحر دانش میں خوب بے غور  
نہ کہ سب چاٹتا چلا جائے  
پڑ ہے جائے نہ سمجھے یا سمجھے  
پڑ ہے بے سمجھے اوسکو جو بیعت

کون یعنی بزرگ چہر حکیم  
یون روان کر رہا ہے کلک سخن  
ہندیون نے کتاب ایک لکھی  
اوسمیں دس باب سب ہیں آخر تک  
تلخ دار وین جیسے شکر و قند  
کمیل میں یاد نسخہ سارا ہو  
تجربہ پہلے ہی سے حاصل ہو  
اور پھر بعد ایک مدت کے  
مدۃ العیشت میں چین اور اڑے  
طالبان سخن کے مطلوبہ  
کرے معنی میں اسکے غور بہ فوط  
تامے گوہر معانی خاص  
گہانس سی کاٹتا چلا جائے  
ایسا سمجھے تو کوئی کیا سمجھے  
اصل ہے اوسکے واسطے نقل

## حکایت

قبل سعدی سے یکدن بے رنج  
الہ اندر خدایا غنیمت گنج

<p>دل میں سوچا جو آپ ادٹھاؤں میں شہر سے لاکے بار برداری نہیں بہتہ جو بار ہا یوں چند حال ایسے لے آیا سب خزانہ لدا دیا اون پر آپ پیچھے ٹھٹھک رہا حق اوسکی نظر میں سے ہو گئی جڑ دیر کے بعد وہ بھی گھر آیا کھن افسوس ملے کہتا تھا اوسنے عجلت جو کے بنا دانی اصل ہر چیز کا سمجھنا ہے ایسا رٹنا حق نہایت ہے</p>	<p>عمدہ اتنی کمان سے پانہن لیچلون دولت اپنے گہری دفعۃً سب کے سب ادٹھا یوں جنگا گھر کو ج جانتا ہی نہ تھا تاکہ پونچھا میں جا کے میرے گھر تاکہ تھمت لگے نہ حق ناحق لے اوڑے اپنے اپنے گھر فرو اوسکو گھر میں نہ نظر آیا اوڑ گئی ہاے سونے کی چڑیا رگہڑی مفت کی پشیمانی ور نہ رٹنے میں فایہ کیا ہے میں اسکی عجب حکایت ہے</p>
---	---

### حکایت

<p>ایک جاہل کو یہ سانی دہن ایک فاضل سے اوس سیالفت ہی کہ مجھے فارسی زبان لکھدے جب کہ تھمتی پہ لکھ چکا فاضل دیکھا کرتا تھا جب نہ تب تھمتی + چلے ہیے مجھ کو مر جا کہنا</p>	<p>کہ کرے فارسی میں طرز سخن ایک تھمتی او سے سنہری ہی لکھدے لے میرے مہربان لکھدے گھر اوٹھالایا اپنے وہ جاہل سوچا میں پڑہ گیا یہ سب تھمتی + اب مری فارسی کا کیا کہنا</p>
---	--

ایک دن فارسی میں منہ کھلا  
 اوس سے اک شخص نے کیا یہ بیان  
 قہقہہ مار کر کہا کیا خوب  
 کچھ تمیز آپ کو بھی ہے کہ نہیں  
 اوس پہ لکھی ہے فارسی کی زبان  
 اور تو کیسا کہوں تمہیں برور  
 پس مناسب کہ صا جان قوت  
 علم کا گو جان ہے محتاج  
 بے سمجھ آدمی نہیں ہوتا  
 نہ بے سم تجربہ یہ بھی ہو حاصل  
 سیکھیں دانادلی سے طرز ادب  
 مرد دانش سے ہو خجستہ شہار  
 جو سمجھ بوجھ کر ہو درستہ  
 جیسے کوئی مسافر بد راہ  
 اور اوسی راہ پر چلا جائے  
 یا ہو بیار جیسے کوئی بشر  
 جانکر اوس غذا کو کھائے وہ  
 مثلاً دلبشہ کنوئیں میں گرین  
 لیکن ادن میں عجب تماشا ہو

منہ تو کھولا مگر غلط بولا  
 تیری یہ فارسی غلط ہے زبان  
 یہی منہ جو مرے نکالو عیب  
 ہے مرے پاس تختہ زرین  
 پہر میں بولوں غلط خدا کی شان  
 ہے مثل اپنے تھے میان ٹھو  
 کسب دانش میں دل سی ہون مصروف  
 فہم لیکن ہے علم کی ستراج  
 یوں نبی جی رٹا کرے تو تا  
 لوگ ہوں تجھے بے سواد نادل  
 با ادب بال نصیب ہوتے ہیں ب  
 ہو کم آزار اور نیہ کو کار  
 ہو وہ دام بلا میں پابستہ  
 کہ رہ پڑ خط سے ہو آگاہ  
 خود لئے وہ کیا کیا جائے  
 اور خود جانے اک غذا کا ضرر  
 شاذ ہے یہ کہ مر نہ جائے وہ  
 نہ قضا آئے دونوں جیتے پرین  
 ایک اکھیارا ایک اندھا ہو

گو وہ دونوں چلے تھے موت کی راہ  
 مگر اندھا تو اونچین ہو معذور  
 منہ پر دو انگلیں اذین میں تیر نظر  
 سنے یہ سنے وہ منہ نہ کرے  
 چشم سان لاجواب ہو بینا  
 نخل دانشوری کا ہے پتھر  
 وہ شریفوں میں سب سے اولیٰ ہے  
 جب کہ دانش سے ہوا سے بہرہ  
 پہلے خود سیکھ لے تو سکھلا لے  
 پہلے خود اپنے گھر جلا لے چراغ  
 پہلے خود آپ کو غیور کرے  
 پہلے خود خلق کا بنے مشاق  
 نہ کرے آپ کو جو پہلے درت  
 ادس سے بڑھ کر نین پر کوئی ذلیل  
 کہ خود اک عارضے میں مڑتا ہے  
 جسکو دنیا سے جتنی الفت ہو  
 مال دنیا ہمارا ہمارا رہا  
 حال دنیا اسی طرح ہے مگر  
 اول اسباب زندگی کی تلاش  
 تھا دہان لحد ہا ہا نہ بچا  
 عذر میں نہ ہو کبھی منظور  
 پھر گرا دیکھ بہال گر گونگر  
 کیا عجب ہے کونین میں ڈوب کر  
 چشم سان آب ہو بینا  
 کہ شریف النفس ہو اصل بشر  
 جسکو حاصل رضا مولیٰ ہے  
 سہرا درون کو رکھے بے بہرہ  
 پہلے خود دیکھ لے تو دکھلا لے  
 پیچھے سب میں لیکے جائے چراغ  
 پیچھے لوگوں کا فقر دور کرے  
 پیچھے سکھلا لے خلق کو اخلاق  
 اور لقب غم پر ہو چست  
 ہے وہ گویا کہ اک طبیب علیل  
 دوسروں کا علاج کرتا ہے  
 اوسکو کہونے پر ادنیٰ کلفت ہو  
 مفت کا بیج جادو دانہ رہا  
 تین امروں میں سی ہے بہتر  
 کہ رہے جس سے بین میں ماش



دوسرے خوش معاملہ رہنا  
 تیسرے زاد راہ ملک عدم  
 چہین دیکھے صلاح عقل شعور  
 ہے مناسب کہ کب مال کرے  
 گو خدا رحمت انتہا کی کرے  
 پہر ہی کوشش کرے تو کیا نقصان  
 دوڑ دھوپ آہی کی شام و پگاہ  
 اوس پہنچنا ہی ہے ہشیاری  
 یا تو غفلت کو چنگیوں پر اوڑھائے  
 اگلون کو اپنا اوستاد کرے  
 اونکی ستیر پہ کرے کہ خوب نگاہ  
 اونکے جو تجربے ہوئے ہوں بہم  
 اوسی ڈھڑے ہی پر چلا جائے  
 رکھے اس پیروی پہ سب بنیاد  
 بات کوئی اگر نہ یہ مانے  
 عم اتنی کسان سے لائے وہ  
 سینے مانا کہ وہ بضر حال  
 محنتیں سیکڑ دن اڑھائے گا  
 اوس پہ کٹکا لگا ہے ہو کہ نہو

راست بازوں کا واہ کیا کہنا  
 ہے کمربین تو چھرا و سکیا غم  
 کرے پر ہیز گاری اوسین ضرور  
 پر وہ کسب از رہ حلال کرے  
 گو زمانہ کیسے کام ہی بہرے  
 چھہر ہی ہو لانا تو کوئی یان  
 بخدا ہے خدا کے دین کی راہ  
 چشم پوشی ہے عین <sup>پائے مول</sup> میداری  
 یا تو کل کے چھینٹے منہ پر کھائے  
 حسن اخلاق اونکے یاد کرے  
 کرے کامون میں اون سے بزم اللہ  
 بس اونہیں پر چلے قدم بقدم  
 اوسی چپا پے پہ کاڑھتا جائے  
 کہ یہ تقلید ہے بہ از ایجاد  
 معتبر اپنا تجربہ جانے  
 کہ ہر اک بات آزمائے وہ  
 تجربے خود کرے ہزار دن سال  
 جب کوئی نکتہ آزمائے گا  
 نسخہ کی کیا ہے ہو کہ نہو

پکا کمانا نہیں وہ کہتا ہے  
 گو کہ ایک سود ہر زیان میں ہے  
 کیون نہیں سود بے زیان لیتا  
 ان نصایح سے ہو جو روگردان  
 نہیں ستانہ سن ہماری بات  
 فوج غم جب کرے کیکو تباہ  
 استقامت نہ پہر خطا پہ کرے  
 جرم کر کے نہ مہٹ دہری  
 نام اسکا ثبات عزت نہیں  
 ہے سراب اور آب شیریں اور  
 کرے بالغ نہ پر جو استقلال  
 جیسے بے سمجھے اور بے بوجہ  
 اور وہ راہ میں بھٹک جائے ق  
 کہی پائے نہ منزل مقصود  
 بلکہ جتن بڑے وہ نا آگاہ  
 پاڑے جکے خار آنکھوں میں  
 نہ نکالے وہ درد غفلت سے  
 ہے وہی مرد اور دانشمند  
 منہ نہ موڑے کڑی اوٹھانی سے

آج کما کما کے خود پکاتا ہے  
 اک نتیجہ ہر امتحان میں ہے  
 کیون زیان کا ہے امتحان لیتا  
 ہے وہ شکل آئینہ حیران  
 نہیں پیتا نہ پی تو آب حیات  
 قلعہ راستی میں لے وہ پناہ  
 ہر جگہ اپنی بات پر نہ مرے  
 نہیں بہتر خطا میں سرگرمی  
 نہیں ہرگز یہ عزم جز نہیں  
 آب اور آب خنج کین اور  
 ایسے بد راہ کی ہی ہے مثال  
 کوئی اک سمجھائے بے پوچہ  
 چلتے چلتے ہزار تھک جائے  
 ادکی کوشش تمام ہو بے سود  
 ہوتا جائے اوسقدر گمراہ  
 درد ہو بے شمار آنکھوں میں  
 ہاتھ دھوئے کہو بصارت سے  
 جو خدا کی خوشی پہ ہنوسند  
 جی نہ مارے بلائیں آنے سے

<p>دہمیش ہمیشہ باز رہے صاف چل جائے ناخن تبریر دوسرے کے لئے کرے نہ پسند بد کو ملتا ہے بد تو نیک کو نیک مے تو اس ہاتھ اور نہ اس ہاتھ چاہیے ہو بغور معنی یاب اپنا مطلب نکالتا جائے اوسکے موجب کیا کرے ہر کام یہ نمونہ ہے بہت راز خروار</p>	<p>پھر ہی تدبیر سے باز ہے جو پڑے کوئی عتدہ تقدیر جو کہ اپنے لئے کرے نہ پسند کیونکہ ہر کام کا ہے بدلہ ایک ہے نتیجہ ترے عمل کے ساتھ پس مناسب ہے جو پڑے یہ کتاب دیکھتا اور سچا لیتا جائے جب کہ مطلب سمجھ لے اپنا تمام اسکے آگے ہیں سب کتب بیکار</p>
<p>باب دوم برزویہ کی کہانی اوسکی زبانی</p>	
<p>ترغیم نے کیا کہا بے مجھ ایک جام ایک شیشہ ایک سبو جس قدر بین پیون پائے جا پہیرے میرے خار پر پانی کف دریا سے ہو زیادہ صاف بک اٹھوں داستان برزویہ یون دکھاتا ہے آب و تاب سخن مرو میدان کجکلا ہی تھا</p>	<p>میرے ساتی ذرا شراب مجھ ایک بونہ ایک گنوت ایک چلو جب تلک مانگے جاؤں لالہ جا کرے دریا سے جو طغیانی فکر کو کر دے جوش بادہ صاف بیخ ہو سب پھٹکے کے یکسو یہ یون ٹنڈ ہاتا تادہ شراب سخن کہ مر باب اک سپا ہی تھا</p>

حال مادر ہے سب پر روشنی  
 دشتِ عالمانِ زردشتی  
 جب مری عمر کے تارے کا  
 ساتویں سال میں تدم رکھا  
 باپ مان پڑنے کو بٹھائی لگے  
 جیسا سن میرا بڑھتا جاتا تھا  
 بڑھتے پڑھتے مجھے ہوا یہ شعور  
 ہو کے آگاہِ اصلِ نقل سے پھر  
 کہ میں اس علم کے نتیجے چار  
 ایکٹ تو جمع کر کے کچھ زر مال  
 یا کروڑن ایسا کار دنیا میں  
 یا کروڑن وہ نہ باہ عالم میں  
 یا کہ ڈر پردہ سے ہو کے جدا  
 میں تو پہلے سے جانتا یہ بات  
 جو کرے جس جگہ علاجِ جلیل  
 اس میں دنیا کا فائدہ اک سمت  
 ہے مفادِ اس میں دین و دنیا کا  
 کہیت ہوتے ہیں ج طرحِ سوسکان  
 منون غلہ و کاٹ لاتے ہیں  
 گبر و آتش پرست تھی مادر  
 لعنہ دودمانِ زردشتی  
 ہفتمین چرخ پر دماغ گیا  
 دوش پر ہوش کا علم رکھا  
 جھک کو مکتب میں طب پڑھانے لگے  
 ویسا دل دیکے بڑھتا جاتا تھا  
 میں طبابت میں ہو گیا مشہور  
 راسے لی میں نے پیر عقل ہو پھر  
 کس پر رکھوں میں اپنا دار و مدار  
 باغِ عالم میں مثل گل ہوں نہال  
 کہ رہے یا نوگار دنیا میں  
 کہ مجھے داہ داہ عالم میں  
 رہوں میں طالبِ رضاے خدا  
 کہ وہی ہے طبیبِ نیک صفا  
 سمجھے اس میں رضاے ربِ جلیل  
 اور خوشنودی خدا اک سمت  
 وہ مثل ہم ثواب و ہم خرم  
 پاک کے طیار ہوتے ہیں جس آن  
 چار ایلون کا مفت پاتے ہیں

<p>الغرض میں نے بعد رد و قبول کہ کمر باندھ کر دوا دیا پر یوں میں چند سے بسر ہوئی میری میں نے دیکھا کہ اور مجھے طیب مجھے سختی سے دن گزرتے ہیں تھایہ نزدیک سوچکر یہ راے کہ یکایک ثبات کا لشکر نفس سرکش کو پایمال کیا دیکھکر میں نے دل کے یہ انداز</p>	<p>ہاے چارم کو کر لیا مقبول ہو اراضی رخصتے مولا پر پھر طبع پر نظم ہوئی میری کامیابی میں میں بلند نصیب اور وہ لوگ چین کرتے ہیں راہ تسلیم سے قدم ڈگ جائے دشمن نفس پر گرا اگر ٹڈ خنجر صبر سے حلال کیا اس طرح کن نصیحتیں آغاز</p>
---	---

## عزل

<p>تجھ کو حاسدہ جوش ہو دیا ہے تیرے اخلاص چھوڑ کے نام روشن کیا ہو تجھے کیا اونکی قسمت میں ہے وہ پاتے ہیں اس حد سے تو خون تھو کے گا جائے عالی ہے عالم علوی لوٹ ہو دیکھ کر نہ سنج و سفید بندہ حرم و آرزو کیوں قد تجھ کو دپیش ہے وہ سخت سفر</p>	<p>کہ حد ایک خار صحرا ہے پھر حد منعمون پہ جیسا ہے مفت ناری جلا ہی مڑا ہے تجھ کو کیا کچھ تر ا جا رہا ہے میں سو ہاں روح فرسا ہے جو دنی ہے اسی کی دنیا ہے ارے بچوں کا یہ گھر نڈا ہے کچھ ہی تجھ کو خیال مولا ہے ہر قدم پر بہن حسین لاکھ خطر</p>
---	---

نہ کوئی میسر کاروانِ طریق  
 جاسجا ٹھکانے جاسجا تذاق  
 کوچ نزدیک اوس پہ غم کا جویم  
 دیکھئے آدمی کی یہ سیکل  
 جسکا ہے میخ زندگی پہ مدار  
 گر کیے زین چار شد غالب  
 جیسے ڈہانچا بناؤ مورت کا  
 پنج میں سب کے ایک کیل لگاؤ  
 کیل دم بھجیہ اگر مو جائے  
 تن سے یون ہین جو دم کل جائی  
 جسم ٹھنڈا ہو رنگ پیلا ہو  
 سب یہ مٹی کا کام مٹی ہو  
 پیر و مادر و زن و فرزند  
 جیتے جی کے یہ ساری رشتے ہین  
 اسی شادی نہ جان یہ غم ہے  
 کان دھڑ اپنی سانس پر تو ذرا  
 اونکی خاطر کیا رہا ہے تو  
 وہیان اونیں کی ہی جاگتے سوتے  
 جمع کرتا ہے مال اونکے لئے

نہ کوئی آشنا نہ کوئی رفیق  
 ہین جو ساتھی وہ سب ہین اہل افتاق  
 وقت رخصت مگر نہیں معلوم  
 ایک خاکی و قدرتی ہے کل  
 چار پرز سے ہین او میں غصہ چار  
 جان شیریں برآماز قالب  
 عضو عضو اسکا ایک اک ہو جا  
 کہ ہر اک جزو کا ہو اوس ہی لگاؤ  
 ساری مورت تتر تبر ہو جائے  
 ساری ہیکل ابھی بدل جائے  
 جسم کا بند بند ڈھیلہ ہو  
 اینٹ کا گھٹا مٹی ہو  
 دوست احباب اور بھائی بند  
 سب ترے موت کے فرشتے ہین  
 بلکہ غم بھی مرتبہ کم ہے  
 الفراق الفراق کی جو صدا  
 جان اپنی کھپا رہا ہے تو  
 اوڑ گئے تیری عقل کے توتے  
 مجھے سن یہ مثال اونکے لئے

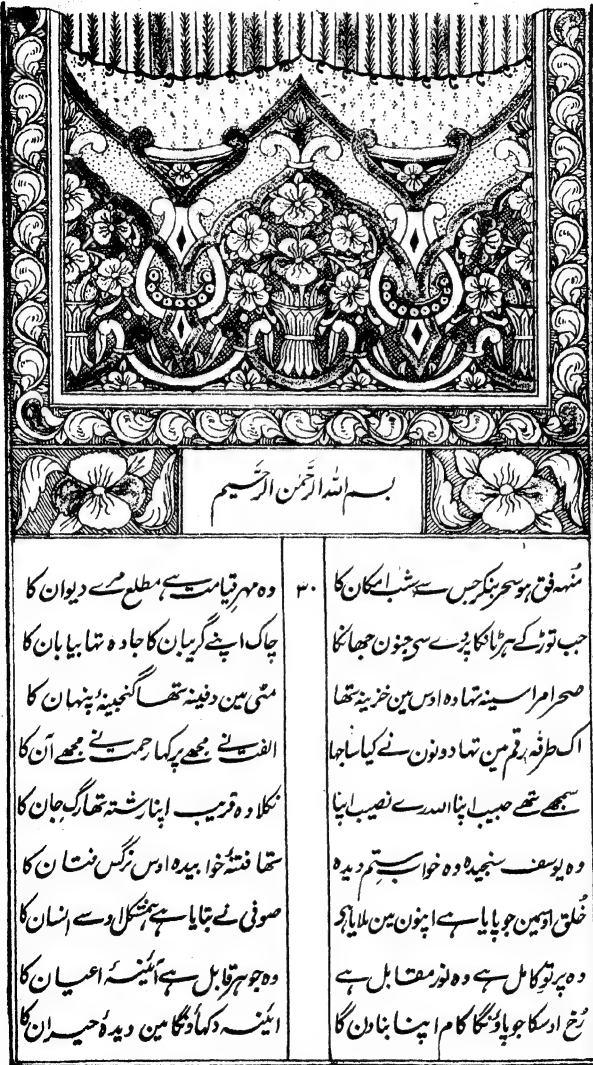
جیسے سدا گود و دان میں عود  
 عود ہو آپ جلکے خاک سیاہ  
 کون سمجھے کہ عود جلتا ہے  
 یا کوئی جسطرح جلائے شمع  
 شمع کو سوخت ہے تو بزم کو نور  
 بزم کو کیا جلے تو شمع جلے  
 الغرض سب میں جی پہی سان  
 لیکن اوسمیں یہ التفات نہ  
 ہر طرف شور اوٹھے حکیم حکیم  
 بلکہ ہر دم یہ تیری نیت ہو  
 حق نما ہو ترا دل صافی  
 تاکہ دست شفا عطا ہو جائے  
 راہ حق پر علاج کر کامل  
 کوش دینا سے جو کہ پاک نہو  
 ہو ملاو امین جو کوئی طامع  
 دل میں سوچے کہ کون تھو کرین کما  
 کون جانے کہ حشر میں کیا ہو  
 یوں ہے وہ جیسے کوئی سوداگر  
 اوسے پڑ جائیں دامون کو لالے

کرے سب کو معطل اسکا دود  
 ہو نہ اپنے شمشیم سے آگاہ  
 کون سمجھے کہ تو بجھتا ہے  
 ساری مجلس کو جگمگاؤ شمع  
 شمع روتی ہے بزم ہے سرد  
 لوگوں کو کیا کیلے تو تھکوا کیلے  
 کہ ہو شغل علاج بیماران  
 کہ مجھے سب بٹھائیں آنکھوں پر  
 دین سب دٹھو اوٹھکے سر و قد عظیم  
 جس پہ ڈالوں میں ہاتھ صحت ہو  
 دل سے نسخے پہ لکھ ہو انسانی  
 ہاتھ جپر پڑے شفا ہو جائے  
 غرض دنیوی نکر شامل  
 دے دہ اکسیر بھی تو خاک نہو  
 کرے اسکا ثواب ہی ضایع  
 کون نیسے پہ اپنا نقد گناہ  
 یہیں بلجائے جو کہ ملنا ہو  
 مال کو رکھے رکھے گھبرا کر  
 اونے پونے وہ بیچ ہی ڈالے

<p>             کر کے ایسی نصیحتیں کاری              دودھ علم الہما نے لگا +              خوشہ ہاے عمل اترنے لگے              راست بازی سے بہر گئے دامن              ہو کے بے لوث دبیر یا اکبار              رفتہ رفتہ جویر ارنگ جما              مہر بانوں نے مہربانی کی              جوش پر آیا فضل ربانی              ہوئے طالع بلند چمکانام              جب میرا ایسا دور دور ہوا              کوئی سوچھا نہ مجھ کو ایسا ملا              امن کلی ہو جس سے اکباری              در علت دین قفل پڑ جائے              جب یہ کیفیت مزاج ہے           </p>	<p>             جب کیا میں نے نفس کو کاری              گل امید رنگ لانے لگا +              پختہ کاری کے پھل اترنے لگے              بیروانی کے لگے گئے خرمن              لگا کر نے علاج ہو بیمار              وسعت رزق کا بھی ڈھنگ جما              قدر دانوں نے تدر دانی کی              ہوا منظور چشم سلطانی              کبھی خلعت ملا کبھی انعام              اثر علم طب میں غور ہوا              اصل صحت پر آئے جس سے مزاج              نہ کرے عود چھوڑے بیماری              عارضہ کیا کماؤسکی جڑ جائے              بہر عبث ظاہری علاج ہے           </p>
---	--







بسم اللہ الرحمن الرحیم

۳۰ منہ فق ہو سحر نیک جس سے شب امکان کا  
جب توڑ کے ہر ٹکڑا کا پڑے سی جزون جھانکا  
صحرا مرا سینہ تہادہ اوس میں خیزیہ تھا  
اک طرفہ رقمین تہادونون نے کیا سا جہا  
سمجھے تھے حبیب پنا اوس سے نصیب اپنا  
وہ یوسف سنجیدہ وہ خواب سے تم دیدہ  
خلق اوس میں جو پایا ہے اپنوں میں ملایا کر  
وہ پر تو کامل ہے وہ نور مقابل ہے  
رخ ادسکا جو پاؤں لگا کام اپنا بنا دن کا

وہ مہر قیامت سے مطلع مے دیوان کا  
چاک اپنے گریبان کا جادہ تباہیا بان کا  
مٹی میں دفینہ تھا گنجینہ پنہان کا  
الفی نے مجھے پر کما رحمت نے مجھے آن کا  
نکلادہ قریب اپنا رشتہ تھا رگ جان کا  
ستھافتہ خواہیدہ اوس نرگس منتان کا  
صوفی نے بتایا ہے ہر شکل دے انسان کا  
وہ جو ہر قابل ہے ائینہ اعیان کا  
ائینہ دکھاؤ گامین دیدہ حیران کا

گو ذرہ عالم ہوں پر وصل سے محرم ہوں  
 سینہ مرادشن ہے یا طوک دامن ہے  
 وہ پاک محبت ہے اک نور کی وحشت ہے  
 کیا مشترک دہڑکا ہے نور شید جو ہر کا ہے  
 لاحول ولا قوۃ انسان کی کیا قدرت  
 قاصر ہونہ بہت میں کر سعی طریقت میں  
 گودل مرانندہ ہے پرفنس کشندہ ہے  
 ہشیار دل آگہ مانند خلیل اللہ  
 پچھانے میں دل پر غم ہر حلقے میں ہر ماتم  
 اس دشت میں ہرین اکثر یا مال بلا زہر  
 دل تنگ ہے دنیا میں یا آگ ہے خار امین  
 خود بوجہ خودی کا ہے خود نفس دل بھتا ہے  
 جو عرصت برہی سانوں سے ہوا پر ہے  
 تعویذ لحد یا واجب دھس کر چین آیا  
 سجان تری قدرت آسودہ ہے رب خلقت  
 محتاج نہک تیرا آنت سے نہ منہ پھیرا  
 قربت میں جو دم ٹوٹے فزیت کا تو غم چھوٹے  
 جب اسم ترا دم ہو گرتے ہی یہ عالم ہو  
 جس وقت ذرا تیری رحمت کی چڑھی ندی

میں قطرہ شبنم ہوں اوس محمد و نشان کا  
 یا وادی امین ہے یہ موسیٰ عرفان کا  
 دروازہ بہشت ہے چاک اپنے گریبان کا  
 اک نور کا تیز کا ہے میری شب ہجران کا  
 خم کرنے سے خدمت شاگرد ہوشیدان کا  
 معراج حقیقت میں نل عرش ہے پردان کا  
 یہ گرگ درندہ ہے اوس یوسف کنعان کا  
 پانیان میں نکرتا رہ جو کام ہو عنوان کا  
 ادن گیسون پر عالم ہے شام کے زندان کا  
 دستا خضر کر کر جادہ ہے بیابان کا  
 یا دست زلفخامین دامن مہ کنعان کا  
 خودی کے ترپا ہے گوشہ مے دامان کا  
 وقف رہ صبر ہجر میں مے دہقان کا  
 تعویذ یہ لکھوایا اس خواب پریشان کا  
 پھلی کی کرین دعوت یہ منہ ہر سلیمان کا  
 ہے زخم جگر میرا احسان نکلان کا  
 خنجر کے مے لوٹے زخمی ترے پیکان کا  
 ہر درک جہنم ہوا اک تخمہ گلستان کا  
 بس ناؤ ہے کاغذ کی بیڑا مے عصیان کا

ممنون ہے ہر عنوان مشکوٰۃ ہے ہر پایاں  
مست ہے ہر ورق دیوان دفتر ترے احسان کا

ہر لفظ مین معنی کا اک شور ہے شوخی کا  
اے قدر ہے رخ پھیکا سعدی کے نکلان کا

۱۵  
مراہ نجات و صفیہ ہر جلیل کا  
طوطی حنفیہ زن ہو جو باغ جلیل کا  
سیر باد کے فیض سے ہر جلفزی حیات  
مانند دمک نہ ہی طاقت کلام  
فرعون اور تجھے ہو دعویٰ ہمسری  
واعظ نہ توڑ کعبہ دل کو خدا سے دور  
سالک رہ فنا میں نہ بٹکا کسی جگہ  
مکن نہیں کہ تیری کہانی تمام ہو  
بقراط کیا مسج سے مکن نہیں علاج  
کیون اس قدر اوٹھائے ہو سیر جہان  
شیرین ہے جس کو کام انا الطبع العرب  
یہ آپ ہی کا دل ہے وہاں خطیگر  
پیری مین بھی فلک سے کردگار  
اک پاؤں ہے رکاب میں اک تہہ پاک

پیل بگیا عصا سے قلم و دنیل کا  
خاتم کو مرتبہ ہو چربہ ریل کا  
پانی پیئے ہوئے مین یہ سب ایک جیل کا  
بیجا جو ہوا تری چشم کھیل کا  
شاید بگڑ گیا ہے کہیں ماٹ نیل کا  
احوال کیا سنا نہیں اصحاب نیل کا  
سنگ نہر سے کام لیا سنگ میل کا  
دفتر ہزار بار کسلے قال و قیل کا  
ملائین مزاج بھی تیرے علیل کا  
اک کنکرہ ہے یار کی قصر جلیل کا  
شوریدہ و فریفتہ ہوں اوس حبیل کا  
جس جا کہ کا پنتا ہے جگر حبیل کا  
منہ صبح کو خدا اندکسائے بخیل کا  
یون منتظر کترا ہوں مین کو سرحیل کا

دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است  
اے قدر تھے حال سنا جو خلیل کا

<p>آگے جو بڑے کوئی تو پہ نام خدا کا          اللہ غنی فیض ہے کیا عام خدا کا          ہے صلیحت آمیز ہر اک کام خدا کا          پھنس جائے وہ طائر جو نہ لے نام خدا کا          بٹ جاتا ہے ہر قسم کا انعام خدا کا          یہ دیدہ و دل ہے کدرو بام خدا کا          کیون ہوتا ہے تو مورد الزام خدا کا          تعظیم کرو فرض ہے اکرام خدا کا          وحش و حشرات اور دود و دام خدا کا          تو نام رکھ کر سحر و شام خدا کا          پائین نہ پناخ اُترا دوام خدا کا          دیتے تھے محمد یونین پیغام خدا کا          تقسیم ہوا خلق میں انعام خدا کا          ناجی ہے ہر اک بندہ اسلام خدا کا          احمد کا عدو دشمن ناکام خدا کا</p>	<p>۱۶ معلوم ہے آغاز نہ انجام خدا کا          پایا جو کرم ٹوٹ پڑے ساری خدائی          خالی نہیں حکمت سے کبھی فعل حکیمان          ہو خاک وہ دل جو نکرے یاد آئی          ہر فصل میں ہو جاتی ہیں فصل کی چیز          ہے خانہ تن مظهر انوار آئی          یہ مادی چوڑیہ سود انہیں اچھا          جب نام سنوا دسکا کہو جلّ جلالہ          سب ذکر کیا کرتے ہیں جن و ملک و انس          ہر بار گزر جائے فرشتوں کی گواہی          بالفرض جو سیکین پر جبریل کو روانہ          خالق کی غنائت ہے خلائق کی شفاعت          اکملت لکم دینکم اتممت علیکم          ہیں آل نبی نوح پیغمبر کا سفینہ          حیدر کا عدو دشمن احمد ہے مقرر</p>
<p>ہے بعد ولایت کے یر تبہ عجب ہے قدر          شاعر کو ہوا کرتا ہے المام خدا کا</p>	
<p>نیزہ بلند ہے تم حق نگار کا          دامن زین ہے ہاتھ میں دل سوار کا</p>	<p>۱۷ لکھتا ہے صفت غازی دل سوار کا          کیا خوف مجھ کو ابلق لیل و نہار کا</p>

<p>ساتی سے غدیر کا سا غریب رہا ہے  سوار مر کے جان نصیری بن گئی  موتے ہیں ہم فقیر جناب امیر کو  کرنا بد صراط پہ یا شاہ ذوالفقار  لکھا جو وصف آپ کا معراج ہو گئی  جا کر مے بخت میں جسے خوت قبر ہو  حُب علی جہاں میں باغ مراد ہے  کس سرخ پوش کے لئے دیا ہونین  اپنا ہر ایک مصرع تر تیغ تیز ہو  کیا کیا کوئین جو کاتے ہیں نیائیں شنا  سلمان دابن یا سر و ستاد دبو ذرا یک  شیمی مرا طریقی ہے آگے خدا کا نام  تاریکی لحد کا نین دل میں دوسو</p>	<p>مہنگا مزارع و صفت میرے خمار کا  پانی تھا شاید آب بقا ذوالفقار کا  دُر بخت ہو سنگ ہمارے مزار کا  کیونکر کٹے گا راستہ خنجر کی دہار کا  پونچا دماغ عرش پہ اس خاکسار کا  دھڑکا سوال کا ہے نہ کھٹکا فشار کا  یہ راستہ ہے خلد ہمیشہ ہمار کا  یا قوت سنگ ہے مے لوح مزار کا  جاری زبان پہ وصف رہی ذوالفقار کا  کیا کوئی اعتبار کرے یا رخسار کا  میں ہوں جو معتقد تو انہیں چا یا ر کا  بیشک علی ہی نام ہے پروردگار کا  حُب علی چرخ ہے اپنے مزار کا</p>
---	--

دن پیر و شربت خورشید یا علی  
شاکی ہے قدر گر و شریں ہندار کا

<p>خمر سے جام شراب نکلا  ہم خواب میں جانتے تھے وہ صیل  دوڑ دوڑ و کلیم دوڑ و  آنکھوں میں کہا تھا وہ گل تر</p>	<p>۴۸  کھٹا سے آفتاب نکلا  آخر وہ خیال خواب نکلا  وہ بام پہ بے نقاب نکلا  اشکوں کے عوض گلاب نکلا</p>
--	--

<p>             گو خون بلا حساب نکلا              دل کو وہ ہی خراب نکلا              پوچھٹ گئی آفتاب نکلا              ہر اشک شراب ناب نکلا              اک مطلع آفتاب نکلا              سچا مرشب کا خواب نکلا              یا آئینے میں جاب نکلا              بارے تیرا حجاب نکلا              پستان بنکر شباب نکلا              ایک ایک دروغ شراب نکلا              کا کل سنہ نہ بیچ و تاب نکلا              مغرب سے جب آفتاب نکلا              نے گہر میں ترا جواب نکلا           </p>	<p>             فصدون سے گیا نہ اپنا سودا              لاکھوں میں چنا تھا اک فادار              خط بنگیا صاف ہو گیا منہ              دیکھو غم عشق چشم مخمور              چسپہ راجب و اغدار دل کو              آج آپ ملے نصیب جاگے              دل میں ہوا آبلہ نمودار + +              غش کما کے گرا میں شہ طور              کیون رک نہ سکے انگ دل کی              سمجھتا میں جنگو انکھ میں اشک              رستی تو جہلی مگر رہا بل              سو کر شب وصل میں کر بٹھے              اچھا ہوا اور آئینہ دیکھ           </p>
---	--

اے قدر ز زمین نے جب دیا

منہ سے یا بو تراب نکلا +

<p>             کام کر جائے سپاہی نام ہو سوار کا              ملے گلہ سہ بنا ہے حسن کے گلزار کا              جاسے مردم انکھ میں پیدا ہو چہر یار کا              شہر ہے دستار کا گفتار کا فستار کا           </p>	<p>             ہو گیا ابرو کی سفاکی سے شہ یار کا              لال دور سے کالی آنکھیں گور اکثر یار کا              ہوں وہ طالب شوق ہو جھگو اگر دیدار کا              تے کل محبوب میل بند شرنہ تدر           </p>
--	--

بہرینین سکتے سلیمان ہی تھے سائل کا منہ  
 واقعی اسلام کا پلہ گران ہے کف سے  
 کوچہ شہر سے کیا تیرا محل نزدیک ہے  
 مثل عیسیٰ او کی خدمت میں رسائی ہوئی  
 زلف و خرقان دیکھ کر یاد آگیا شہت جون  
 آتش غیبت میں قفس بن گیا بک کر می  
 جانے والے خلدین جائینگے مہبت چاہے  
 عید کو میخانے میں ہم زندہ پونچے اس طرح  
 ہوں میں شاگرد خدا تیرا آن کو کرنا ہوں نظم  
 رات کو آنکھوں کے بچے پر گئی تصویر یا  
 داغ سوزان پول میں تیر ہی محبت میں مجھ  
 سر جکا ہے مثل ساجد ہر قریب عشق کا  
 گایان دیتا ہے جب محکوبت کی میں مزاج  
 آتی ہے جب فصل گل پڑ جاتی ہیں سینہ یلغ  
 قابض کی کی آبادی ہے او کی ذات سے  
 غول کی آنکھوں سے روشن ہیں مے صحر کی پول  
 دل وہی دل ہے جو رہتا ہوتا ہے سر پٹار

کیا فو آسان ہے اس زخیم دامن دار کا  
 بوجہ ہلکا ہے کہیں تسبیح سے زنا رکا  
 دم گلے میں آکے اٹکا ہے ترے ہمار کا  
 چڑھ گئے کوٹھے پہ ہمزین لگا کر دار کا  
 وہ اندھیری رات تلو و نہیں جینا خار کا  
 شہر و سن سکر تھاری گرمی رفتار کا  
 پس اندنا شکل غنیمت کچھ یار کی دیوار کا  
 جس طرح پرہیز ٹوٹے مرد مہیار کا  
 وصف لکھتا ہوں تمہارے صفحہ رخسار کا  
 واہ کیا چمکا ستارہ دیدہ بیدار کا  
 پورا چربا ہوں میں ابراہیم کی گلزار کا  
 بن گیا محراب کعبہ خم تری تلوار کا  
 نخل گل میں یاد آتا ہے ٹکٹنا خار کا  
 دیکھ پایا گھر فرشتوں نے دل ہمار کا  
 آمد و رفت نفس ہے آنا جانا یار کا  
 اور خرقان پری سایہ ہے ہر اک خار کا  
 گل وہی گل ہے جو طرہ ہو تری دستار کا

قدر کیا صلاح غالب مری شہرت ہوئی

وہ مثل ہے بازہ کاٹے نام ہو تلوار کا

۲۵

عدم سے لائے مہین چھون ترید ہائے کا  
 شرف بڑا گیا قاصد غریب خانے کا  
 ترپ کے دل نے وہ پھینکا گنہ کا پشاور  
 جلانہ دے کہیں ہو کے مین باغبان مجھ کو  
 ابھی تو عاشقوں سے دور دو برائے ہو  
 گریگے جہوم کے خواب بل میں کروبی  
 ہمارے انکسے ملتے جو کوے یار کی راہ  
 کبھی چور و کبھی شب کبھی سحر کبھی شام  
 یہاں ہی شامت اعمال نے پھر اڑتا  
 ہوا بند ہی ہے بیابان بندگی مجھے  
 ہمارا سینہ پر سوز دل سے روشن ہے  
 بہمکتا پہرے ہے مسجد کی راہ میں داعی  
 جو تیرے درپٹین انگلیں دید بانوں نے  
 کوئی جہان میں اگر ٹھہر نہیں سکتا  
 اسی ہانے یکشتہ ہی قدم کے تلے  
 تمہاری آنکھ پر آیا مردل روشن  
 تمہارے ابرو و خال جبین سے بچھ کپکپلا  
 نہ میری آنکھ سے جھپونہ ٹھوکرین کہاؤ  
 ہوئے ہیں ہر بن کو مزہ سی جاری شک

پتا لگا لیہے عفا کے آشیانے کا  
 قدم رسول ہوا پتہ آستانے کا  
 کہ چار شانے گرا چت فرتہ شانے کا  
 یہ لاغری ہے کہ تنکا ہوں آشیانے کا  
 گلے پڑو جو مزہ ہو گلے لگانے کا  
 جو کھل گیا کہیں دفتر مرے فنانے کا  
 بنا بہشت کا دروازہ ایک دانے کا  
 یہ روز رنگ بدلتا ہے ہر زمانے کا  
 سیاہ رنگ ہے تربت پشایانے کا  
 یہ مختصر ہے میدان مے فنانے کا  
 نشان ملتا ہے سندر کے آشیانے کا  
 بتا دے راستہ کوئی شراب خانے کا  
 کہ سنگ سرمہ ہوا پتہ آستانے کا  
 مثال چرخ ہے اوند ہا جلن زمانے کا  
 جڑ و مزار پہ سنگ اپنے آستانے کا  
 چمک رہا ہے کھس یہ شہر آخانے کا  
 کہ وہ کلیں تو یہ قیض ہی خزانے کا  
 یہی تو راستہ ہی مدین آنے جانے کا  
 کہ بند کھول دیا شک کے دہانے کا



<p>بل کے پینترے انان تائیں ہری لسی          لکھا ہوا ہے ہر اک کیمیا کی بوٹی پر          تمہارے خال کے سوکے جسو نہ پیرا          یہ پہلے کس کسی بیتیاب کا کلیجہ تھا          قفس میں بلبل تصویر ہون میں اے صبا</p>	<p>کہ اوس نگاہ سے منہ پر گیا ہوا ہے          کہ یہ نشان ہے قارون کے خزانے کا          ہوا وہ خلق میں محتاج دانے دانے کا          چہنا ہوا ہے جگر کیون تمام شانے کا          کہ تجھ پر بار نہ پانی کا ہونہ دانے کا</p>
<p>گر گیا آپ عدو ٹال جائیے اے قہر          کہ منہ کی کمانا ہے چوکا ہوا نشانے کا</p>	
<p>ترہی پٹی جو سر کی خال ہاتھ کا نکل آیا ۲۰          شباب اپنا جو گزرا کلہما چہر انکل آیا          ازل میں ربط تار و خون کی لڑنا نکل آیا          خدا کیا مار و نامرے پر بھی نہ جائیگا          جواب صاف ہیجا اوس نے درپردہ شہارت سے          معاذ اللہ تعزیرات عصیان مجہولہ سے          دکھا کر وصل میں جگتی گلے کی بار کتا ہی          یہ جذب عشق دیکھو خاک اور تاج جلا عنون          سراپا آبلہ میں بن گیا ہون شست و شست میں          ہوئے طیار باز وواہ کیا شافی ہر تیرے          مجھے ہوش آگیا غبغی کما کی عشق بازی میں          پتہ دل کا لگا ہے یا کو میری شانے سے</p>	<p>سماعے حسن سے بادل ہٹا تا رانکل آیا          ملمع تھا کہ سونا اوڑ گیا تا نب انکل آیا          گئے جس انجمن میں اک نہ اک اپنا نکل آیا          جہان میری لحد کو دی وہاں تلو نکل آیا          لفافہ کھوتے ہی اک ورق سا نکل آیا          خدا نے خیر کی تقدیر کا لکھا نکل آیا          ہٹو گھر جانے دو صبح کا تا رانکل آیا          جہان کچھ گرد بیٹھی ناٹہ سیلا نکل آیا          چہا جب پاؤں میں سر مرے کا ٹان نکل آیا          غضب جو بن نکل آئے عجب سینا نکل آیا          خدا کے فضل سے میں جس جگہ ڈوبا نکل آیا          گریہی جب میری مٹی اک آئینا نکل آیا</p>

<p>کما میں نے تم آؤ گے تم آؤ گے تم آؤ گے  جس ہون درد دل کی ہٹے بیٹھو ہو مجھے  وصال یار ہو گا قبر میں آخر ہی ٹھہری  میں وہ اللہ رستا تھا تو زار ہو چسپا تھا  دہان یار کی الفت نے مجھ کو مار کر مہا ہے  سما کر یار کی آنکھوں میں تو کیونکر چکا دل  مری مینا بیان میری چپاڑ چپین کتین</p>	<p>یہ سنکر نہ سہی گریہ مرٹ میں نہ اچھا نکلا یا  جہاں جنبش ہوئی نہ نہی سے نہ لاکھلا یا  مے پر خیر مارے کچھ نہ کچھ نہ سنا نکلا یا  اجی جو نیدہ یا بندہ جہاں ڈھونڈ نکلا یا  لحد پر ضیہ فولاد سے غنٹا نکلا یا  اے یہ کوٹھری کا جل کی تھی کوڑا نکلا یا  یہ دل تڑپا لعل میں اک طرف پھوڑا نکلا یا</p>
--	--

بنائے قدر کس خوش رو پتیری انکھ پڑتی

گر ہے پڑ پڑ گئے آنکھوں میں منہ تیرا نکلا یا

<p>دور ہوا اہل سیف و اہل قلم کا  غنچہ کہ لاس صبا سے باغ عدم کا  اوسکو بہر دسانین خدا کے کرم کا  عشق میں ڈنکا ہے اپنی بطن علم کا  مجھ کو نہیں اعتبار قول و قسم کا  صبح کا تارا فلک پر شام سے چمکا  منکسہ بیان آہواں حرم کا  یونہی نہیں ہے شمار تیرے تم کا  ایک اشارہ ادھر ہی چشم کرم کا  اوردے لگا یہ غبار نقش قدم کا</p>	<p>۱۹ ابرو موے بتان کا عشق جو چمکا  فکر سے عقدہ کھلا دہان صنم کا  واعظ بیچارہ کیا گناہ کرے گا  سینہ زنی جب میں ہی ہو کوئی  خوب چھنے آج آپ جانے ننگا  قہر ہوا کوٹھے پر نقاب اولٹا  چہرے پر انکھیں ہر دور انکھوں کی جل  جیسے نہیں لے فلک تار و نگیختی  ایک پیالہ ادھر ہی ساتی محفل  خاک نشینان عشق ہو گئے برباد</p>
--	---

<p>آس ہو کچا س جڑ نہ یاس ہو کچہ یاس دم پہ مجھے ملاتے ہیں آپ غضب سے ہو گیا طیار میرے روضے کا گنبد دل کی تمناؤں کو مٹاؤ نہ صاحب تیز زبانی پر ایسی تنگ زبان گات پر کرتی ہے ہاتھ ہو گیا ثابت گسل کے بنو نکالیں تیرا خط کھنڈ پا عرش نشینان صلح سیر کنان میں</p>	<p>ہو خوشی کی خوشی ہے غم ہی نہ غم کا اب تو ہر دسا نہیں ہے ایک ہی دم کا تو وہ بنایا ہمارے تیرے ستم کا چاہیے کب صید آہوان حرم کا حل نہوا سکہ وجود و عدم کا کیون نہ تو پہ کر ہے یہ سینہ صدم کا مٹکے مین ہو گا غبار تیرے قدم کا کوٹھے سے کوٹھا ملا ہے دیو حرم کا</p>
<p>عمنزہ دنا زواد اکنا یہ اشارہ سب یہ کرشمہ ہے یا قدر کے دم کا</p>	
<p>یا داکھون کی ہوئی ابرو ڈو کا دھیان ہوا پہلے وحشت ہوئی پھر دکھ و ترا دھیان ہوا منتیں کر کے بتوا آپ سے حیل نہ ہوا اک کھ خاک سے دیکھی تری صنت کیا جب کما چشمہ حیاں سے دہن کہنے لگے ہجرتے ہوئے پانا زواد انے مارا میرے دل کو تری آنکھوں نے اڑیا ہوتا آیتیں آنکھیں میں خطا ہے جو ماہر دہن مرد غم کو کیوں تنے لگا ئی ٹھوکر</p>	<p>۱۳ دیدہ و دل میں مے تھر کا گھسان ہوا ہو کے دیران ملا باغ پرستان ہوا اب بولو گے تو لو قدر مسلمان ہوا مورچہ کوئی بن کوئی سلیمان ہوا لیجئے اور نیا مچھپہ یہ طوفان ہوا انہیں دو چار میں ایک ادہ کا احسان ہوا اپنے قرآن کا اللہ نگہ بان ہوا یہی مل جل کے تو خسار کا قتل ہوا کوئی مر جائے گا اتنا نہ تمہیں ہیان ہوا</p>

<p>لاکھ تو تیار رہا پس بھی نہ انسان مسجدین سونی ہوئیں بنگدہ سنسان ملک الموت مجھے یار کا دربان ہوا</p>	<p>۰ مر دم چشم کے پائے نہ اشاریے نیک و بد میں نہیں رونق وہ زمانہ آیا آمد و رفت نفس تھا مرا آنا جانا</p>
<p>خاکساری میں فقط ہوش سنبھال دینے قدر سے خاک ہو خاک سے انسان ہوا</p>	
<p>گنبدِ مزار کا ہے کہ بیبا شراب کا کشتی می سے بہتا ہے دریا شراب کا نشاء ہے نکو جس کا زکرا شراب کا بوٹل سے رنگا ہوئے کلا شراب کا بالو گھڑی ہوا امرالشیہ شراب کا ہر خط جامِ مینہ اچھلا شراب کا بجاسے ہر جباب پیلا شراب کا تم اور بھکودیتے ہو جیندا شراب کا دریا پہ یہ چڑھاتے ہیں بڑا شراب کا پیتے ہی بھول لگ گیا کاٹا شراب کا کچھہ قوط ہے گدگد کا نہ توڑا شراب کا بالکل ہے گوشت پوست ہمارا شراب کا جنتا ہے دہ دہ میں مصفا شراب کا دریا ببا دیاب دریا شراب کا</p>	<p>۲۱ مرنے پہ کھل گیا مرا پینا شراب کا اوس آنکھ سے اوبلتا ہوا شراب کا مکھڑا غصہ کی رنگ ستم کا ہلاکی آنکھ کا اونکے گلے سے پان کی سرخی ہوئی عشر تکہ تہا دل و مکہ ہی جہنم سے اے محنت بے عملے قدحِ عمد نامہ ہے دریا میں تو نہاے جوئے ست جامِ ناز واعظیہ ہم سے وصف شراب ظہور کا وہ مری چشم تر سے لڑاتے ہیں چشمِ ست چوتے ہی گال خار فرود میں چپکے لخت جگر کے ساتھ سلامت ہے چشم تر دوڑی ہوئے رگون میں ہمارے بجائے خون اہل صفا سے اہل کدورت میں کیوں ساقی گھل گیا سے رونے پہ ہقدر</p>

<p>ہے ذکر مثل قفل مینا شراب کا کیا طاق مین دہرا ہے پیالہ شراب کا واعظانے توڑ ڈالا ہے حکا شراب کا دوڑا کو میکہ سے مین کوڑا شراب کا بوٹل سے جھڑک کوئی قطر شراب کا دیکھ مین جو رنگ خضر و سیاہ شراب کا</p>	<p>ہے درد سے کاسبھ انگو پر پلام ساتی کی آنکھ چرخم آبرو کو دیکھنا اس پر مین نماز مین گبنہ نہ پٹ پڑے ساتی نے آج آنکھ چرائی ہے میکشہ دل سے دکھائی دیتا ہے ایک دہ آلیہ آب حیات و چشمہ خورشید گرد ہو</p>
<p>۱۷ قدر بخشے جاتے مین بھی طفیل نیک کو تر پہ دھل گیا مراد بہا شراب کا</p>	
<p>چشم و چراغ میکہ و پیانہ ہو گیا وہ کچھ ہوا کہ شہر مین فسانہ ہو گیا میخانہ کو تو دیکھئے تھنا نہ ہو گیا گر گر پڑا تو سجدہ شکر نہ ہو گیا کھلتے ہی میکہ سے کا پر سخا نہ ہو گیا مجھ سے بچے جو خاک تو پروانہ ہو گیا توڑا جو تو نے شیشہ تو پیانہ ہو گیا چپکا جو اشک گوہر کیل نہ ہو گیا چھا لگا تو وہ پر پروانہ ہو گیا وہ کہ اُجڑ گیا جو پر سخا نہ ہو گیا سایہ ہما کا انسر شاہانہ ہو گیا</p>	<p>۱۹ جب شبیہ زکس مستانہ ہو گیا ہم پر ہمارے عشق مین کیا کیا نہ ہو گیا ساتی کی آنکھ مین مجھے پتلی نظر پڑی اوتھی جو تیغ ناز تو محراب ہو گئی کہنچتے ہی خرم مین لال پری ہو گئی شرار تم سے بچا جو نور ہوئی روشنی شمع چھوٹا نہ مقصد سر و سامان میکشی شکل دلی پسند نہیں میری آنکھ کو کچھ میری شمع داغ کی سوزش نہ چوٹی دیرانگی عشق رہی حسن کو پسند واعظ سیاہ کار و نکار تہ بلند ہے</p>

<p>جب آگنی بہار میں دیوانہ ہو گیا  سونا ہوا اُڑ گیا دیرانہ ہو گیا  میں اس چمن میں سبز بیگانہ ہو گیا  خطی ہوا سڑی ہوا دیوانہ ہو گیا  بس لیجئے یہ آپکا ماہ نامہ ہو گیا  کان نمک شرب کا پیمانہ ہو گیا  جسدن سے چاک چاک ہوا شانہ ہو گیا</p>	<p>بلبل کی روح کیا سے تن میں سمائی  خص سے بعد حالت دل کچنہ چوٹی  کچمہ باغبان کو دخل نہ لگے چین کو بارہر  دل کو دہان و زلف دیکھنے نہ بتایا  دیکو وہ بوسہ مہ رخسار کہتے ہیں  حسن ملیح یار نے سکہ نہ دیا  پہلے ہمارا یہ دل حیلن تھا آئینہ</p>
<p>اوس زلف نے دماغ پریشان کر دیا  توڑا ہے قدر جو تجھے سودا نہ ہو گیا</p>	
<p>یہ سالک کیمنے والا ہے ان صاحب کالون کا  ہلیکا حشر تک ہدفن تمہارے پایمالون کا  یہ دل ہے یا آئی یا کہ رہنا ہے غزالون کا  ہمارے عرس میں میلارے گی پھول دالون کا  یہ ہنسنے جاگتے میں خواب یکما ہی خیالون کا  دل بیتاب در او سپر غبار اتنا ملاون کا  ذرا ہر دیکھ لے قاتل قفس نگاہ کے لالون کا  جدائی کی شبون میں ہی مرزا اوٹھا وصالون کا  ذرا تو حوصلہ تو دیکھ اپنے پامیس لالون کا  دماغ اس عرش پر ہوتا ہے ان نازک خیالون کا</p>	<p>دل رفته میں سچ و بیان دس مہر و کالون کا  پڑے ہیں چور پر پکار ہیں مستانہ چالون کا  خیال اتا ہے ہر بھر کر غزلانی آنکھ دالون کا  لحد میں لیچلے ہیں اغ ہم دون گل و کالون کا  پھنسے ہشیا رہو کر دینوی فکر دیکھی غفلت میں  سک ہی یوں خدا یازیر بار خاک کب ہوگی  ہوئے ہیں طائر روح شہیدان یہ تریس میں  بڑے کام آئے لے آغوش حسرت نکیہ پہلو  عبا روٹھک چلا ہر سقت گردون کے ہلا نیکو  دل نازک میں اپنی کب گئیں ہیں نازنین کیرن</p>

غلام اپنا قلاع بندہ مان گور میں ہوگا  
 گیسوں میں گرہ دزاری میں شل مردم دیدہ  
 دل پناختہ گلشن بنا جسدم خیال آیا  
 یہ سبکے نامہ اعمال یہ لریک فقرہ ہے  
 ہماری آنکھ میں ہر ہر صورتیں یاران رفتہ کی  
 عجب کیا صورت پیران ابھی سے سر پہ اپنا  
 بغیر از آہ و نالہ دل سمجھ لے دلی ہی میں  
 بہرین ہرین آرزوئیں مردہ ماتم کا مرقع ہے  
 ترے ہاتھوں میں ایسا طائر رنگ حنائی را  
 کیا سما ایسا الفت چشم غزالے نے  
 پیش دلی تیری جب یاد کیں آنکھیلیاں تیری  
 دہن سعد مہر تیرا تو نکمے کا م اشاروں سے  
 جب آئے طفل شک آنکھوں میں فوراً بیگیا آنکھوں  
 بنے سدا رے کہیں جو خط نقاش قدرت نے  
 مرا غل تناسی شہادت وہ پہلا ہوا لا  
 کروٹھی تو ہو آب گہرا شیر دندان سے  
 تصور اسمین جب آیا تری تشبیہ کا مل تھی  
 ہمارے خون میں ڈوبی ہوئیں ہر یک کی رقت میں  
 ہماری خشکی کی حسرتوں نے وہ کیا ماتم

یشت استخوان کربس ہر اسکے دونوں کا  
 بنا دے بار آئنا مجھ کو تو پتلا ملا لون کا  
 ترے ان گل ہو گا لون کا ترے سنبل ہو گا لون کا  
 صف محشر نہیں اک بندہ میرے سوا لون کا  
 یہ اپنے سامنے رکھا ہو جام خم خیال لون کا  
 تصور جگیا ہے خوب اسمین تیری چالون کا  
 یہ گونگا آپ ہی دے لے جو اپنے سوا لون کا  
 یہ دل ہے حسرتوں کی پوٹ یا پتلا ملا لون کا  
 کہ مرغ دست پر در ہو گیا جوڑا یہ لا لون کا  
 مے روئے کا گنبد ہو گیا گنبد غزالوں کا  
 ہمارا سر پہ جب ہیان باندہ تیری چالون کا  
 میں لون چشم سونگو سے جواب اپنے سوا لون کا  
 دل نگین ہے یارب یا کہ مفن خرد سوا لون کا  
 لپٹا موم بودیکہ اپنے گونگہ والے بالون کا  
 کہ تلوار کا پہل آیا جو ہوا پول ڈالون کا  
 بنے سلک گہر جب ہینک دو ڈورا خالون کا  
 دل رنگین ہمارا ہو گیا دست رشا لون کا  
 شفق ہو لے تو اسمین ہو گیا جہرٹ ہالون کا  
 کہ مفن جا بجا شق ہو گیا ہم حنہ حالون کا

دل آزاری سے تیری دوش پر گریو سکتے ہیں۔ یونین منہا کے شانوں پر اک چڑھتا کالوں کا

سوال بوسہ پرست قدر کیا کلتے تب شیریں  
مری تقریر سے دم بند تھسا شیریں مقالوں کا

بند گو یونین خرابات میں کل جاؤنگا ۱۹  
لاکھ وحشت ترے کو سپے سونکا لچھو  
ہر گھڑی ناوک ہر گان پہ دہرتے کیا ہو  
کاٹ چھاٹ آپ بہت جھکو دکایا نکرین  
ضعف میں ہی تری ہمراہ پہونگا ہر  
اشک ہون جب میں گرا پہ نہاؤنگا ہرگز  
تو مجھے خانہ دل سے کبھی باہر نکال  
ایک عالم ہے مرا لاکھ رہے گردش ہر  
برق حسن اپنی چکی مرے سر لنگھوں پہ  
شیشے کو پینکٹے خم جا کے اوٹھا لاسا  
چاندنی ہوں کہ رہو نگا میں تری کو شہ پر  
لاکھ دنیا ہو دوا لی کا گھر دندا تو کیا  
سر و مہر ٹی فلک سے مجھ اندیشہ نہیں  
گالیاں دو مجھے پامال کرو سخت کہو  
گر میان لاکھ کرو اب نہ پہونگا کبھی  
ہوں وہ بنیاد کہ پڑتے ہی مٹا نام و نشان

مشتبہ چیز نہیں ہوں کہ بدل جاؤنگا  
میں گریبان نہیں ہوں کہ نکل جاؤنگا  
کیا میں بزدل کا جگر ہوں کہ دل جاؤنگا  
کیا میں ہوں تیغ کہ ہر بات پہ چل جاؤنگا  
دوہر میں نہیں جو گشت میں ٹل جاؤنگا  
طبع بیمار نہیں ہوں کہ سنبھل جاؤنگا  
تیرا ارمان نہیں میں کہ نکل جاؤنگا  
میں ہی کیا آہ ہوا ہوں کہ بدل جاؤنگا  
شعبہ طوطا نہیں ہوں کہ میں جاؤنگا  
کچھ تنک ظرف نہیں میں کہ ابل جاؤنگا  
نہیں سایہ کہ ترے زیرِ محسوس جاؤنگا  
طبع طفلان تو نہیں میں کہ بہل جاؤنگا  
سخن نازک ہوں کہ پانی حرم میں جاؤنگا  
دل نازک نہیں جوابات میں مل جاؤنگا  
میں کوئی شمع نہیں ہوں کہ پگھل جاؤنگا  
میں وہ افتاد نہیں ہوں کہ سنبھل جاؤنگا



<p>تیرا جو بن تو نہیں ہوں کہ میں ڈر جاؤنگا طبع حاسد تو نہیں ہوں کہ میں جل جاؤنگا</p>	<p>آن بان اپنی رہ گئی مئی پری میں ہی گرم بازار ہو یا رب مے ہچکچٹوں کا</p>
<p>کیا رہوں گردش ایام میں ثابت اے قدر میں ہی کیا آج ہوں جو آج نہ کل جاؤنگا</p>	
<p>۱۸ وضو میرے لہو سے پہلے اے جلا دکر لینا ہر صورت کسی پڑ سے میں تھک جاؤنگا میں ڈیو ہٹری پر ہوں حاضر تھک جاؤنگا فسان پر تیز خنجر چاہیے جلا دکر لینا ادھر فریاد کر لینا ادھر فریاد کر لینا مگر ہاں اک ناک صورت سے تھک جاؤنگا یہ اپنے ہاتھ سے ہو آپ پر بیدا کر لینا ہمارا ذکر گلچین سے بھی اے صیاد کر لینا ذرا اس وقت اے صاحب مہین ہی یاد کر لینا جگہ پانا تو خیمہ آہ کا استاد کر لینا مقدم کا مخرود کا تالے فرما دکر لینا اجی آسان نہیں ہے عشق آدم زاد کر لینا ادھاڑا ہے مجھے اب باغ تو آباد کر لینا جو پیغام زبانی ہو وہ ازبر یاد کر لینا کوئی دم جا کے سیر گلشن شداد کر لینا</p>	<p>عبادت تو سمجھتا ہے اگر بیدار کر لینا ہے ورد اپنا سحر کو نالہ فریاد کر لینا نہاد ہو کر نکھر کر آپ کو جہدم فراغت ہو چلا ہے فوج کو انکھ میں تو سرمہ لگا کر چل تڑپتا ہے شب فرقت میں اس پہلو سے اور نماز و روزہ و تسبیح و استغفار مشکل ہے ہوؤں کو کیوں چھو اتھا بابے یہ کیا بن پڑی وہ معشوق کا دشمن اور تو عشاق کا صیدی بہت بڑھ بڑھ کر جب اغیار بولیں آپ کے آگے جو اے دل دونوں انگلیں پکڑاںسو تھپہ پکڑیں یہ کیا سوچی تجھے ادھو بھی لیکر ڈوب جانا تھا فرشتوں کو جنکاتے ہیں کوئین یہ خاک کر پٹے کہ ہر سے باغبان نکمہ اس چمن میں چند بولینگے جواب خط تو لانا اتنی قاصد یاد رستا جا جو ہواے روح چلتے چلتے حشر باغ عالم کی</p>

وہ آئینکے میں لپٹو لگا جو چمکے پروان کیا ہو  
تو پے میری تو اوقت نہیں سینے سے جلیق نہنا  
تصور کے یہ معنی ہیں دل اپنا شاہد کر لینا  
مجھے جھوٹ پر اذبح لے جلا دکر لینا

نہ جاوے نہ شب کا نقش ہے اسی قدر خدشہ  
یہ گڑبھگومت یا اسکو از بریا دکر لینا

۱۹  
وصل کی رات کو میں بیاہ کی محفل سمجھا  
پیسے پیسے کو شگون منجم غافل سمجھا  
ہاے بیتابیوں دل کو نہ میں ل سمجھا  
پر ماہی تری پلکوں کو مراد ل سمجھا  
کیس سمجھا کیا ہرگز نہ وہ سہل سمجھا  
بچکے دزدیدہ نگہ سے تری زلفیں کلون  
آہ کیا نکلے کہ اغون ہی ہوئی مہر سکوت  
نہیں جنت نہ سہی خیر جنسم ہی سہی  
بیٹھتے بیٹھتے دل لوٹ ہوا جاتا ہے  
آنکھ سمجھا جو کہیں کوئی پیا لہ پوٹا  
دور باندہا تر سے تاثیر دہن لے ایسا  
عشق گدے ہو دیوان اوتھا ہی اسد غدا ہے  
پہلے سن یار کے باہر میں نہ کہو کہہ دشنا  
کان سجتے ہیں یہ ہون منتظر فضل ہوا  
دونوں ابرو ہیں غضب ایک کی تصویر ہو کر

جب بچی اونکی چپری شور جلا جل سمجھا  
ہاں مگر دہنی تہیلی کا اسی تل سمجھا  
کبھی پارا کبھی سبیل کبھی سہل سمجھا  
مچھلی نگہوں کو بہودن کو لب ساحل سمجھا  
رنگ ہوئی کا مے خون کو قاتل سمجھا  
چور پیرے کے تنگے کو میں غافل سمجھا  
دل کی دل ہی میں شب بھر مراد ل سمجھا  
اتنا توڑا ہے مجھے تو کسے قابل سمجھا  
محفل یا رکو میں حال کی محفل سمجھا  
کوئی شیشہ کہیں ٹوٹا میں دسو دل سمجھا  
خط جو نکلا تو میں اسکو خط باطل سمجھا  
ہر کوئی میری لحد کو چہ بابل سمجھا  
نہر جو سمجھا نا ہوا سے دغظ کا تل سمجھا  
پتا کہ کتا تو میں آواز عتاد ل سمجھا  
ایک کا ایک کو میں مدعتا بل سمجھا

<p>چو گئی گات تو کیا مال نہ ڈھونڈیوں اپنا دیکھ کر میری ٹرپ مارے ہنسی کے لوٹا پیش غم سے ہر دونوں میں عجب تہ و بدل</p>	<p>اوجھا اوجھا نظر آ رہا میں بیان دل سبھا وہ مجھے اور میں جس لہو کو سہل سبھا میں جگر بائیں طرف دہنی طرف دل سبھا</p>
<p>جب لگایا دگل رخ میں اہل کا پھندا قدر رچکی کو میں آواز عتاد دل سبھا</p>	
<p>خون رمان خشک گلے سے تہ خنجر نہوا ۱۸ ضدین ان ماہ جبینوں سے کوئی در نہوا یہ تو کہتے نہیں ہم شکر کا دن چوٹا ہجر زادہ و جام مئے نابہ دیتا ہے خدا شبِ فرت نہ کٹے گی نہ کٹے گی یارب خامشی سے ہوا ایسا میں غریزہ دل تیری پلکوں سے حذر چاہیوں سے قاتل خلق نکلے کیا کیا نہ چمک کر مہ و خورشید مگر ور دندان آتا مجھے سو کے گھاٹوں جان باہر ہو دین سے وہ فنا دار نہیں کسیلے بیٹے میں دریا پتہ پہلی کا شکار آج تک ہو یہ نفرت رہی کجا زون سے نئے بگڑے میں ہی کچھ نہیں سامان دست جارتہ گور میں نفرت یہ ہوئی عالم سے</p>	<p>پاک ادٹھا میں کہ دامن بھی طر تر نہوا کپڑے پہاڑے جو کہیں پہو لون کا زور نہوا پر ہماری شبِ فرقت کی برابر نہوا جو فرشتہ نکو تمہارے ہی میسر نہوا میں شبِ جگر کا اب تک کبھی غور نہوا مثل تصویر کسی پر کبھی دوسر نہوا یہ وہ ناوکہ میں کہ جن سے کوئی جا نہوا دونوں میں کوئی رخ یار کا ہمسر نہوا ایک قطرہ ہی دم نزع میسر نہوا پر کبھی آپکے فرمانے سے باہر نہوا ہاے اسوقت ہمارا دل مضطرب نہوا دل کبھی شیفۃ ابرو و لب نہوا اپنی محض میں جو شیشہ ہوا ساغر نہوا ایسا گھر ڈھونڈ لیا جبین کوئی دلا نہوا</p>

<p>خط تقدیر ہمارا خط ساغ رہنوا مر ہے خاک پہ جسے روک نہ بستر ہنوا اتنے آئے کوئی یوسف سایم ہنوا</p>	<p>جہ سانی کرسی کی میر ہنوا روٹی جسد نہ ملی پیٹ پہ تہر باندا حسن ہر چہ سحر اشک گہرین ہی ہم</p>
<p>روز کہتے ہیں چلینگے عدم آبا کو قوت کوئی تاریخ کوئی روز مقدر ہنوا</p>	
<p>ٹو کری پہولون کی سلا آشیان ہو جائیگا دوست برگشتہ نصیب دشمنان ہو جائیگا جب اوڑے گا خم کا سر پوش آسمان ہو جائیگا نخل تابوت شہیدان ارغوان ہو جائیگا خم تری تلوار کا پشت کمان ہو جائیگا سنگ مقناطیس سنگ آستان ہو جائیگا حسم پر ہر دو گنا سیر زبان ہو جائیگا منہ پچھا روگے تم ٹہر مت کمان ہو جائیگا پادون تیری تیج کا خود در میان ہو جائیگا دل مر چہ حضرت میر منان ہو جائیگا جو بگولا اوٹھے گا سر روان ہو جائیگا تنگ ہو ہو کر سروے میان ہو جائیگا خار ماہی گسل کے ہر اک استخوان ہو جائیگا بے دہانی پر وہ یون انش زبان ہو جائیگا</p>	<p>جب ذرا نعمتوں سے بلیل گلستان ہو جائیگا ۱۵ غیر کی قسمت سے وہ نامہ زبان ہو جائیگا جب دیکھے گا جوش سے بنائیگا وہ آفتاب جوش زن ہوتا رہیگا تاحمد دریا سے خون آب اڑیگی جب ذرا چائیگی میرا خون گرم تیرے قیدی کوٹے تو پاؤں دہرنے کی جگہ ہر بن موت ہو دنگا دم دم میں دم ترا خود تمہیں یہ چاند سا مکھڑا کرے گیجا بجا جسم و جان کا فیصلہ سدا ایسے ہاتھ ہے چشم ساقی کا پیالہ پی لیا ہے ست ہون دید بازی سے یہ صحر ہے ہمارا حسن خیر ہے کمر معدوم لیکن ہے دہن معدوم تر الہ العالیسی بیتابی میں ہی لاغری واہ شور لن ترانی کسکو یہ معلوم تھا</p>

دیکھنا اے قہر جو پونہیں رہی فکر سخن  
سحر پاک گل کے تن شکل زبان ہو جائیگا

تو ستم سے زرد روئے نوجوان ہو جائیگا ۱۵  
ریشک چشم و گوش گل و دیان جہان ہو جائیگا  
رخ کا سودا تما کفن تک دجیان ہو جائیگا  
تیری ایک لک کن سے پیدا ہوگی ایک لک کائنات  
ٹانکے ٹوٹینگے تو ایگی صبر سے لفظ  
دل میں خود مختار غم ہوگا تکلف بظرف  
میرے جلنے سے کھلیگا راز گریہ خلق پر  
معجز شوق القہر کھلائیگا انگشت حسن ڈ  
دہشت صیاد ہے زنجیر پانچائیگی  
رند و مان عمامہ زہر پہ ہون ہتھ پسیا  
اضطراب و شت پہاڑی نہ چھوٹے گا کبھی ہا  
کیون عیث پتر ہی ہم رندوں کے سر پر آید  
نین نہ کھدو گا جو کچھ تو نے لکھا سینے کیا  
اوسکی اس مہربانی پر تو مین دیتا ہوں جان

سبزہ رخسار کشتِ عفران ہو جائیگا  
چشم ز گس کو گوش گل گران ہو جائیگا  
چاند کے پر تو سے یہ جامہ کتان ہو جائیگا  
تیرا ایک اک حرف ایک کن ہستان ہو جائیگا  
زخیم بولے گا تو شور آمان ہو جائیگا  
رہتے رہتے میہمان ہی سینہ بان ہو جائیگا  
اوٹھکے گھر سوزش دل کا دھوان ہو جائیگا  
چاند تیرے پر تو سے سے خود کتان ہو جائیگا  
خود نفس ہوگا ہمارا آشیان ہو جائیگا  
کشتی سے کا اک اچھا بادبان ہو جائیگا  
خاک ہوگا جب بدن رگ و روان ہو جائیگا  
ٹوکر بدنامیوں کا آسمان ہو جائیگا  
خود خط نقیر ہی خط آمان ہو جائیگا  
کیا قیامت ہوگی جب وہ مسکین ہو جائیگا

سر پہ چھین چھنکر بلائیں آئیگی خانوش قہر  
آہ کینچو گے تو چپلنی آسمان ہو جائیگا

آئے لحد پر آج ترا حوصلا کیا ۱۴  
اللہ کیا حضور نے خوف خدا کیا

<p>دیدے کے سینہ گہرین تری رستا کیا  پہر موسم بہار نے مجھ کو ہر اک کیا  میرا کہا کیا کہی اپنا کہا کیا  کن شکون سے قیس نے مجھ کو جدا کیا  میرا کیا نہ اپنا کیا اُن کی کیا کیا  ساتی تمام رات مرا سر پہ رکھا  آئینہ سادہ لوح ہی کیوں سا نہ کیا  جبنا چنے کٹے ہوئے محشر ہوا کیا  کیا جانوں میں کہ نیند میں کیا کیا کیا کیا  چہرے کو بونچہ پانچھلے کیا آئینا کیا  دو تین چار روز مرا صبر کیا  آنکھوں سے خون ہو کے کلیجہ بہا کیا</p>	<p>کہہ سکے باتیں گون گون لاشنا کیا  پہر روح لہلہانے لگی سیر باغ پر  وہ دم بچڑھ گئے کہی میں م بیچڑھ گیا  پٹا جوا ہو دُن سِرا دُن آنکھوں کی یاد میں  لیتے ہی میرے شیشہ دل کو پٹا دینا  مہوے کی سے سز ہر لپا تا خوب تھا  کیا پوچھنا ہی ایک سے دو ہو گئے حضور  تھوکر لگائی آپ نے مڑے اوچل پڑی  کیوں منگو دیکھ کر وہی جہاں تھا یا خدا  کیا صاف حسن ہو گیا کیسے نکھر گئے  اک دن خیال آیا تارفتار کا تری  اے یار آنکھ نہ رٹتے ہی بڑا گئی نگاہ</p>
<p>اے قدر راسخ آدمی اپنی پسند ہے  جو دل میں آیا کہد یا جو کچھ کیا</p>	
<p>۱۲  مجھ کو واسوقت خدا یا د آیا  خود مرے دام میں صیاد آیا  سرتربت وہ پر نیراد آیا  کیا پہچانتا ہوا صیاد آیا  ہاتھ باندھے ہوئے فضا دیا</p>	<p>تبغ جب کینچے حبلاد آیا  واہ رنگین بنجھی کیا کہنا  اللہ اللہ رافر لوح مزار  دام میں مجھ کو پھٹ کتے دیکھا  حاکم وقت ہے سوداے فراق</p>

آنکھ ملتے ہی کیا صید مجھے آمدادس گل کی جو گلشن میں پڑی مارے غصہ کے چڑبے میں ابرو اوٹھ چکے پول ہی بدم فوس اپنے کوئی سے وہ دوڑے آئے انے صراغ زلفت قربان صدتے اس منہ کے پکارا کسو شیشہ نے کو لگی ہے جھکی	تیر چوڑے ہوئے صیا د آیا در تلک دوڑ کے نشا د آیا او بچے بنکے وہ جلا د آیا جب مرغیت شش د آیا جب سنا عاشق ناشا د آیا قاف سے اڑ کے پرزا د آیا کچھ مجھے ہوتا ہے ارشاد آیا یکسی مست کو کب یاد آیا
--	--

قدر گنگوگٹا چھائی ہے  
موسم نالہ رونے یاد آیا

چچھا کوئی قفس میں نہ نہیں یاد آیا اک طرف پول کیے بلبل ناشا د آیا قید کرتے تو کیا پرندہ سے یاد آیا شیشہ سے مجھے جو یا مر سانی دہن زخم تھا ہر نقش قدم مقتل میں میرا سودا نہ گیا قید میں بے سر کاٹے دیکھتا رہتا ہوں ہر پہر کے ہو گلشن کی حشر میں ہی نہ چھٹا سلسلہ زلف بتان دم آخر ہی رہے دید سے محروم فوس	۱۲۷ ریز کرنے ہی نہ پائے تھر کہ صیا د آیا اک طرف باغ میں گلچین مع صیا د آیا دانہ پانی بھی نہ دینے مجھے صیا د آیا راجا اندر کے اکھاڑیے پرزا د آیا مندی چوٹی جو وہ ترکستہ تم بجا د آیا اوٹھ گیا پاس سے حلا تو جلا د آیا پتا کہڑ کا تو میں سمجھا کہ وہ صیا د آیا بیڑاں پہنے ہوئے عاشق ناشا د آیا بندہ چکی آنکھوں پہ بٹی تو وہ جلا د آیا
--	--

نقش ہے دل پہ جہاں تری صورت پیکار دل روشن میں کب اور تری ہر تمہاری تصویر خجہ اقب کا الف کمنیج دیا گردن پر ہچکیان آتی ہیں تلوار کا پانی بی لون	تیری تصویر عیث کینچنے بہ نزاو آیا آئینہ خانہ الفت میں پر نزاو آیا خط لگانے کے لئے جب مرا حلاو آیا شاید اوست قاتل پر یہ رحم کو میں یاد آیا
---	--

قدر انسان کی اسے قدر ہر انسان کے بعد  
جب مجھے قتل کیا جب میں انہیں یاد آیا

۱۸ مہ عارض تجھے کر دے میں بدلتے دیکھا  
زندگی جسم میں خود مایہ بیتابی ہے  
ڈبڈبائیں ادھر آنکھیں کہ ہوئے تنک دن  
قد بالا میں تماشا ہے یہ رخساریہ گات  
ترج میں جان نے ہرگز دنیا جہم کا ساتھ  
نہ کہی یا رہا رہا میں ہٹ دہری سر  
وہ مری آنکھ سے ڈھلے ہوئے آنسو دیکھے  
بانہ کر ہاتھ ادب سے ہوئے سر اٹاڑ  
تیرے غم میں نہ سنبھلنا تھا نہ سنبھلاؤں  
یہی تعبیر ابرو سے اشار سے ہو گئے  
دیکھ لے مگر گردن پہ ادھر تے دم صبح  
اشک گرم آنکھ سے نکلے جو پڑی نور شوق  
سبز خط پہ بہت زہر ادا گلتے دیکھے

چاند کو ڈوبتے سورج کو نکلتے دیکھا  
روح جس گم میں ہوئی او کو او چلتے دیکھا  
طفل پیدا ہوئے اک سمت کہ چلتے دیکھا  
آج تو سرور کو ہی پہولتے پہلتے دیکھا  
وقت پر دوستوں کو غنہ مٹھتے دیکھا  
نہ کہی آئی ہوئی موت کو ملتے دیکھا  
جسے لڑکوں کو نہ ہو ضد میں چلتے دیکھا  
روشن باغ پہ جب تھکواٹھتے دیکھا  
ایسے ڈوبے ہوئے کو کسے او چلتے دیکھا  
آج تو خواہ اب میں تلوار کو چلتے دیکھا  
نہ خم سے کو ہو و اعظا جو ادبتے دیکھا  
ہننے جلتا ہوا تنور ادبتے دیکھا  
خال شہرنگ پہ نیل آنکھوں کا ڈھلتے دیکھا



<p>یا الہی صنم مہین کہ پہلنا پتھر          آہ سوزان سے مری تیرا پیسجا دل سخت          تھے چہرے سحر لہون ترا کلبجا تلبہ          لاکھ سینے سے لگائے رہے ردنا نہ گیا</p>	<p>ان پر ہر اک کی طبیعت کو پہلنا دیکھا          اے صنم آج تو پتھر کو کیگھلنے دیکھا          پہنے اس پہل کو سوز گشت لئے دیکھا          طفل دل کو نہ کسی آن پہلنے دیکھا</p>
<p>واہ اے قدر زانگون ہر چہی دل کی لگی          پہنے برسات میں گہرا کچا جلتے دیکھا</p>	
<p>دل ہمارا مور دجور دجف کیونکر ہوا          زخمی تیغ تبسم نے کہا جیٹا دل          جاتے نقل اس حق حق کی صدا لگی          روح اپنی تو نے پوکی ہر جو میری حسین          بے دہن باتیں بنانے سے عقیدہ پہ گیا          جذب لغت جب نمود میں تڑپیں کلام کی          یا تو کچھ مینے نکالا منہ سے یا تو نہ کہا          دل سے نکلی آہ پہر ہی دل مرا فزہ جو          سیسے دل سے تہادہ خود میں کہ تقدیر آشنا          جو مہینوں بعد آتے تھے قدیمی ہو گئے          جب بنا لے ہمارے عرش پر جانے لگے          یوسف ثانی کے کہنے چننا ہو کر کھس</p>	<p>ہے یہ حیرت اپنا لعبہ کر بلا کیونکر ہوا          ہنسکے بولے پہر کو تو کیا ہوا کیونکر ہوا          گردن منصور بوتل کا گلا کیونکر ہوا          خطبہ ہے واعظ کو میں تجھے جدا کیونکر          جھک حیرت ہے کہ ہر اک بت خدا کیونکر ہوا          مرغ بسمل طائر قبلہ نما کیونکر ہوا          میسر تیرا تذکرہ یوں جا بجا کیونکر ہوا          تیرے چہر جانے سے غنچہ گل صبا کیونکر ہوا          پہر وہ آئینے سے صورت آشنا کیونکر ہوا          روز جزا تا تہادہ بندہ نیا کیونکر ہوا          بولے نہ ہر آسمان میں راستا کیونکر ہوا          خیر سے کچھ میرا ہر سر دوسرا کیونکر ہوا</p>
<p>قدیر کا تو حال ظاہر ہے کہ لاندہ تہیادہ</p>	

## پھر زمین معلوم اوسکا خاتا کیونکر ہوا

آدمی کی کیا حقیقت تھی اوس کی کیا کر دیا ۱۸  
 حسن دیکھا اوسنے ایک ک عیب پیدا کر دیا  
 اوسکے چہرے سے نقاب بٹھی چن سا کھل گیا  
 اے زمین محشر تک احسان ہو لے گا ترا  
 یار سے طالب ہو اجب بوسہ خسار کا  
 تیغوں پر تغیر کیا نون پر کیا نین کی بچ گئیں  
 حلقہ مارے ایک دن دیکھا تاشا یہاں پہنچ  
 جب شراب غفرانی پی دکھا وٹھا وہ رخ  
 جوڑا کا جوڑا اوسنے دنیا میں بنایا چکر بے  
 ایسا سونا کیا جو ٹوٹیں کان ای ابر بہار  
 خال و خط سے اوس بھی چہر کی آرایش ہوئی  
 دل پہ کیا صدمہ کہنے میں میں ہیں ہاتھ پائی  
 باغبان نے سر کو چاٹنا چمن بتا گیا  
 سچ یہ کہتے بہن کہ دیوانی جوانی ہوتی ہے  
 مہندی مل ملکہ چلا محشر کی چالیں وہ قمر  
 یا خدا یونہیں سیر دی جو ہوتی تھی مجھے  
 نامک ہوں ایسی چڑھائی شکل بگڑی آپکی

اے سحاب مکریت قسط کے کو دریا کر دیا  
 گل کو بہر را کر دیا ز گس کو اندہا کر دیا  
 آنکھوں کو نظارے نے پو لو کھا وٹا کر دیا  
 میری خاطر تو نے خالی ایک کو بنا کر دیا  
 ہنس کے میرے سامنے شوخی سی تلو کر دیا  
 کچھ نہ کچھ آنکھوں نے ابرو کو اشار کر دیا  
 یار نے اپنے کملے بالوں کو جوڑا کر دیا  
 آب زرنے صفحہ دست ان طلا کر دیا  
 رخ کو گورا کر دیا زلفوں کو کالا کر دیا  
 مارے بوجھا روئے پو لو کھا چھوٹا کر دیا  
 دست قدر سے اس آئینے پہ مینا کر دیا  
 رخ فرستے ابھی سے مجھ کو بوڑھا کر دیا  
 قمریوں نے باغ میں اک حشر برپا کر دیا  
 اپنے دل لیکے مجھے جان من کیا کر دیا  
 آفتاب شب کو نقش کھنسا کر دیا  
 کیون نہ تو نے یار کے دل کا سوید کر دیا  
 منہ بگڑنا بگیا تبا بوسہ جھجھلا کر دیا

قدر کو کیا آبرو بخشی جناح بے نے

ذہ کے کوسورج کیا قطب کے کوریا کر دیا

۱۲ پہوڑے سے سوا ہے دل یوانہ ہمارا  
دم آنکھوں میں اشکا ہے ذرا شکل کما دو  
تربت میں ہلائے نہ کوئی شانہ ہمارا  
عیشق کی چالیں ہیں یہ الفت کی ہرین  
جسد آؤ کہ لب ریز ہے پیمانہ ہمارا  
میرے دل شفاف کو صدا چاک جو دکھیا  
دوختہ دین ہو جاتا ہی بیگانہ ہمارا  
ہو لے کہ یہ آئینہ ہے یا شانہ ہمارا  
دیو تو ذرا اٹھاٹھ امیر نہ ہمارا  
جب تک نہ سنایا نے افسانہ ہمارا  
تقدیر میں لکھا ہے تو وہ اوڑکے ملیگا  
ہو گا تہ کسار اگر دانہ ہمارا  
عیفتل کی بات دیر دیا نہ ہمارا  
کیا صبر کو فرماتے ہو یہ دل سے نہوگا  
جب قصہ ہوا جانب میخانہ ہمارا  
ہاں آپ کے قابل نہیں کل شانہ ہمارا  
ہر دیدہ ہے بیوہ کا پیمانہ ہمارا

صدقے سے اکبار سر بزم یہ کدے

ہم شمع ہیں یہ قندری پروانہ ہمارا

۱۶ مزاج اچھا جو کرتے تہ صبح و شام ہمارا  
بند ہا ہے کاسہ سر میں خیال ساقی کوثر  
قبول ہوتا نہیں اب ان سلام ہمارا  
ہیں کس شمار میں کیا موت کیا حیات ہمارا  
بھلا ہے باد کج حب علی سے جام ہمارا  
بنائو کر کے یہ فرماتا ہے وہ رشک نیخا  
فقیر عشق میں کیا کوچ کیا مقام ہمارا  
ہے یہ انکلی محبت مبالغہ آپکو صاحب  
عزیز مصر ہی ہے اندھون غلام ہمارا  
جو غیر مگر سے کو آئین تو بس سلام ہمارا

<p>پڑیگا طائر سر رہے آج دام ہمارا          سہلا بُرا کوئی نکلا نہ تھے کام ہمارا          اسی سے بعد ہمارے چلیگا نام ہمارا          چپا ہے آنکھ سے انسان کے امام ہمارا          خدا کے مثل کسی جانین قیام ہمارا          تو اتنا اور ٹھہر کام ہو ہستام ہمارا          یہی سلام ہے قاصد یہی پیام ہمارا          وصول آؤں ہے آج دام دام ہمارا          جو مٹی دیکھا ہمیں سر و خوشخرام ہمارا          بکے کا کاغذ کی طرح کلام ہمارا</p>	<p>فلک کے پار گزر جائے نیلے فراق میں نالے          گلے ملے نہ پڑا یا گلے پر آئے نئے زخموں          ہم اپنے شعر کو اولاد سے سمجھتے ہیں بہتر          تفسیر اپنے طریقے میں کی طرح نمود جب          زبان ہو کفر نکلتا ہی اپنے دلی تڑپ سے          چہرے کی نیچے خدا تو مٹ لینے دی ہمیں قاتل          یہ کہنا یا رسمی مگر ہمارا بند عبث ہے          دے دیو داغ تو ہمیں بھی نیل ہو سکی ڈالی          جریہ میں کو ہم ٹیک کر اڑھینے لگے دے          ہر اسے چہرے کا مضمون کوٹ کوٹ کر امین</p>
<p>خدا ہمارا ہے رب اور قدر کعبہ ہے قبلہ          محمدؐ مد ایا نبی ہے علیؑ امام ہمارا</p>	
<p>۱۲ میں جہان بیٹھا بنگ شمع جل کر رہ گیا          سایہ دیوار جان سے کچل کر رہ گیا          کچھ نہ سمجھ ہم یہ کیا منہ سے نکل کر رہ گیا          ناۃ الیٰلیٰ بھی دوہی گام چل کر رہ گیا          قتل کرتے تو کیا پر ہاتھ مل کر رہ گیا          منہ سے نالہ آنکھ سے آنسو نکل کر رہ گیا          یار کے کوچے میں میں صورت بدل کر رہ گیا</p>	<p>دل شرتما سوزش غم سے اوچھل کر رہ گیا          ڈھل گئی جنب پہر طاف سے میں ہی ڈھل گیا          گالی دیتے تھے کہ بوسے کی اجازت تھی ہمیں          سخی میں آنکھوں سے اکریا بہا یا قیس نے          منفعل قاتل کو میری سرفروشی نہ کیا          جب ناگہ سے قدم رکھا ہے ہر یار نے          ضعف بھی کچھ کم نہیں ہو رخن عیار سے</p>

<p>سخت جانی سداہم گم آنسو ہو گئی  بجلیک ادل رگیا سفاک پلکین مار کر  تیغ کہا کہ صورت گرداب چلا یا جو میں  کٹ رہے احباب جب محکوم ادا قبر میں</p>	<p>خنجر قاتل مری گردن چپسل کر رہ گیا  ترک چشم یا رگیا ہاتھ مل کر رہ گیا  موج کی مانند قاتل ہاتھ مل کر رہ گیا  قافلہ سب نزل دل چپسل کر رہ گیا</p>
<p>قدسیوں کے کان کو لے کر میری آہ سنے  وئے محرمی کہ اک گوش اجل کر رہ گیا</p>	
<p>عاشقوں کو تپ کا حیلہ ہو گیا ۱۱  روکن الیل کو حیلہ ہو گیا  پھینک کو چوٹی سے دل بیتاب کو  ایک بوسے سے ہوا رنگ سی  میرے زائے سنکے کتا ہر وہ شوخ  اؤں سنہری رنگ میں ہر وہ چمک  جب بڑھ کر اٹھے مرے اے جنوں  ہر بہانے موت سے ہر حیلے رزق  یار خصم سے گل رعنا بنا  عشق نے پونچھا دیا اندک</p>	<p>گسل گئے تن رنگ پیلا ہو گیا  روسیہ سارا قبیلہ ہو گیا  دیکھئے موبانف ڈھیلہ ہو گیا  نازک اوسکا ہونٹھ نیلا ہو گیا  کیا گلا انکا سر پیلہ ہو گیا  نتھہ کا سوناخ سے پیلا ہو گیا  کوہ طور ایک ایک ٹیلہ ہو گیا  مر گئے فرقت کا حیلہ ہو گیا  بوسہ مانگا لال پیلا ہو گیا  خیر اکبت کا دھیلہ ہو گیا</p>
<p>توبہ نے ایسا دیا ہم کو فشار  بند بند لے قدر ڈھیلہ ہو گیا</p>	
<p>کہا یا آنکھوں میں نقشا تمہارا</p>	<p>مہ چاہے مخشب ہے مگر امتہارا</p>

<p>کہ تم ہو پری مین ہوں سیاتہارا یہ رگ رگ مین دڑا ہو دتھارا بکڑ کر وہ بولے کلیجہ اتھارا کہا تو تمھارا تمھارا تمھارا مزاج ایسا ہے تولہ ماشا اتھارا کہنچا ہے مے دل پہ نقشا اتھارا قدم چو مین بانیان سیجا اتھارا کہ نور شید گردون ہر سیاتہارا بہت آج اونچا ہے جوڑا اتھارا لنگتا ہی صاحب ڈو پٹا اتھارا اگر ادن یہ پڑ جاے سیاتہارا جہر و کون سے دیکھا جھکا اتھارا</p>	<p>نہ کیونکر بنے ساتھ میں اتھارا کہنیا بنایا ہے وحشت میں مجھ کو کہا ہے دل لیکے تم نے جلایا عجب پوچھتے ہو کہ بندہ کی کسا گٹھری بہر مین ناراض مہر مین اضی تمہیں لیکے تھے مراد دل دی ہو جو تم ایک ٹوک سے ہم کو جلادو بلند اسقدر حسن کا ترسہ مراد دل چپ کر اسی مین دھرا ہے یہ الٹ پٹنے کا چلن ابو چوڑو اڑ مین ہوش پر پونگی پر پونگی صورت مزا دید کا اپنی آنکھوں نے لوٹا</p>
<p>دل یا تک نالے اتھارا ہوا عرش تک بول بالا اتھارا</p>	
<p>سبق ہو گیا روز کا یاد رکنا خبر دار اچھا بھلا یاد رکنا جو ہو لے ہمیں اوسکو کیا یاد رکنا پراسوقت کی التجا یاد رکنا جسے دیکھنا ابھلا یاد رکنا</p>	<p>۱۳ کہان تک کمون میوفا یاد رکنا ہمیں بھولنا دیکھنا یاد رکنا یہ کہہ لکے سمجھاتے رہتے ہیں لگو گزر جائیگی شب پلک مارے مین یہی کام اپنا ہے اہل وفا مین</p>

<p>یہ انگلیلیان اے صبا یاد رکھنا  بہت بھول جانا ذرا یاد رکھنا  یہی ہے وہاں کا پتہ یاد رکھنا  کمان سے یہ سیکھ لیا یاد رکھنا  غضب ہے جو تھے چھوایا یاد رکھنا  چلو جاؤ لالے بڑا یاد رکھنا  چمپلین یہ جلسے ذرا یاد رکھنا</p>	<p>اڈڑا لے لے پتی جو خاک میری  خدا جانے کس نے سکھایا ہے ٹکڑو  نہ آگے بڑھینگے قدم تیرے قاصد  رقیبو کا مذکور رہتا ہے ہر دم  یہ کہتے ہوئے پاس آتے ہیں میرے  کہا یاد رکھنا تو بولے بگڑ کر  کبھی پھر بھی ایجان تکلیف کرنا</p>
<p>جنون ہو گا اے قدر عشق پری مین  یہ اس دم کا کہنا مر یاد رکھنا</p>	
<p>تپ یہ ہے ہاتھ جو کرتا بیضا ہوتا  خفتِ فاش اُدھٹا آجو سیجا ہوتا  منہ سو باوہ جو کرتے تو وہ سر کا ہوتا  یہ بھی ممکن تھا کہ ہم سے کبھی پرہا ہوتا  چہرہ سین تھاتا تو مواف سنہا ہوتا  تم ہی آجاتے تو میں نے تماشا ہوتا  آنکھ جب کہو لے تم آپ کا چلو ہوتا  کہ کہو تر بھی مرا سونے کی چڑیا ہوتا  جب تماشا تھا کہ لیلی کو بھی سودا ہوتا  ترا بن ترا بن ترا بن ترا بن ہوتا</p>	<p>پاس آتا مے عیسیٰ تو وہ موسیٰ ہوتا ۱۶  تیرے جانے سے ہی در دگر ایسا ہوتا  واعظون سا بھی تر شر و نہیں کیا تھے  نہ ہوئے حضرت موسیٰ کہ کما دیتے ہم  کتنی انیل طبعی ہے تمہاری صاحب  بیٹھے قتل کو سب محکوم لے جاتی ہیں  خواب میں بھی یہ تمنا ہے تمہیں تم ہوتے  اد کو لکھتا میں رخ زرد کا احوال سیا  خوب زور وں پہ نہ تھا قیس کا ہنگامہ شوق  گوخ دامار کے سوا جب لانا مجھ کو</p>

<p>ایک بوسہ جو ہمیں آپ غایت کرتے چلتے محشر میں تو دامن میں گم دی لیتا شب کو خالی تمام مکان اور اندر ہر گہنا دہن تنگ میں حیرت تھی نہایت جھکو اوس جگہ جھکو خون میں کوئی پونچھا دیتا</p>	<p>نام تو آپ کا تھا کام ہمارا ہوتا آپ کب بچتے اگر میں کمین رسوا ہوتا کیا کمین تم نہ ہوئے آگے جو ہونا ہوتا تم اگر باتیں نہ کرتے مجھے سکتا ہوتا کمین پانی کمین ملا پو کمین صحتا</p>
<p>قدر کچھ نہ میرے کہنے کی ہر ساری بزمین ادن سے بہت کروئی ہوتا تو سب لکایا ہوتا</p>	<p>کر کے ہر پر باد فرمایا صبا تھی میں نہ تھا ابتدا میں ریل کی کچھ نہ تھا تھی میں نہ تھا کیا کمون جب آپ کو شرم و حیا تھی میں نہ تھا مصلحت خالق کی امروز دن و باتھی میں نہ تھا اب نہ مانو گناہ کیسے گناہ تھی میں نہ تھا سچ جو پوچھو پوچھو یون میں اک ہوا تھی میں نہ تھا تیرے گھر میں آنے کے قابل صبا تھی میں نہ تھا</p>
<p>جب ملایا خاک میں بوسے قضا تھی میں نہ تھا سب ہی تھوڑی ہی تھی تر ہی تھی جان دہی ابتدا میں صحبت اچھی چاہیے انسان کو چین کرتا ہوں سد بارے واسق و فرادوس غیر مہندی پیستے ہر یون جلاتے ہو مجھے کیا سبک عالم میں گزری جب تلک زہ را کوچہ گردون سے جو صحبت ہے مبارک ہو مجھے</p>	<p>۸</p>
<p>قد ران مردہ پسندون نے مجھے تڑپا دیا غم ہی ہے میری شہرت جا بجا تھی میں نہ تھا</p>	<p>۱۶</p>
<p>غضب ہے سبزہ بلائے جمال ہونا تھا جکے ہی رستہ جو صاحب کمال ہونا تھا مجھے جنوں پر تمہیں اور مجھے دشمن ہے</p>	<p>خطِ غبار کو گرد ملاں ہونا تھا طلوع بدر سے پہلے ہلال ہونا تھا مرادہ رنگ تمہارا یہ حال ہونا تھا</p>



<p>فلک کے طر ح نہ کیونکر نکلتے چلتے وہ  کبھی جوانوں پر بھی چشم لطف یہ بیان  ہوا میں سر دگر سوز داغ دل جو وہی  ہزار دن پر زے اوڑا لبا بس سہی کے  قدم کو چوکے پسے صورت خا عاشق  نہ تھے غلیل جو دم ہرتے چاند تار دنگا  جگر ہنکا جو تپ غم سے جان ہی دگر  پڑی ہے آنکھ دل داغدار پر اونکے  نہ تھا میں سبزہ کیگانہ گرد راہ تہا میں  ہمیں تو چین نہیں ایک دم تھا کسے بغیر  بلا یا تم نے تو میری ضعف تن ہی جا لکھا  زمین میں آہ میں گزرا گویا نڈاسے</p>	<p>زمین کی محکن مجھے پایا مال ہونا تھا  اید ہر ہی دور کی کہنہ سال ہونا تھا  اس آفتاب کا بتوزال ہونا تھا  وہی جنون مجھے ہیرا کی سال ہونا تھا  خود اپنے ہاتھوں میں پایا مال ہونا تھا  ہمیں تو عاشق رخسار دخال ہونا تھا  بزرگ شمع مرا انتقال ہونا تھا  ہمارے شیر کو صید غزال ہونا تھا  تو اضعون میں مجھے پایا مال ہونا تھا  تمہیں ہی یار ہمارا خیال ہونا تھا  تمہارے آتے مرا انتقال ہونا تھا  کہ ہر طرح سے مجھے انفعال ہونا تھا</p>
<p>ہمارے سینے سے اسی قدر وہ لپٹ جاتے  جگر کے زخموں کا یوں اندمال ہونا تھا</p>	
<p>آئی تھی باغ میں کسار سے محمود گھاٹا ۱۲  یار اب پینگ نہ رہا جمع میں اسباب طرب  دامن رحمت باری میں چہا میرا راز  گرم دتر میں ترا حبلوہ نظر آیا جھکمو  یہ سیاہی تو مرے نامہ عمل میں لکھ</p>	<p>تا کہ بڑھ بڑھ گئی نشہ میں ہوئی چر گھٹا  چمن ساقی دمی مطرب و طنبور گھٹا  میں ہوا اشک فشان ہو گئی مشہور گھٹا  بجلی ہے بجلی بجلی صفت طو گھٹا  یا آئی کہیں طول شب دیکھو گھٹا</p>

<p>یہ تو بچا نہا ہے دودل رنجو گھٹا  مک اوٹھتی صفت موے سر جو گھٹا  بس گیا دودل عاشق رنجو گھٹا  جس قدر عشق بڑا یہ تن رنجو گھٹا  سر پہ جبک جبک پڑے اسی سانی مغور گھٹا  زیر انگور ہون میکش لنگور گھٹا</p>	<p>آئیے آئیے بارش کا بہانہ کیا ہے  لطف تہا پیگ بڑھنے میں جو کھلتا ہوا  دھوپ میں تنے بٹھایا تو نہ ایلا پونجی  خاک میں ملگئی بنیا چڑھا جب دریا  کس طرف دہریان چڑھو لے یہ تری بال کھلے  یا آئی یونہی کس سبز ہے باغ مراد</p>
<p>یہی اللہ کا بندہ ہے اسے کم نہ سمجھو  قدر کی قدر نہ تو لے بت مغور گھٹا</p>	
<p>خانہ ہستی پہ پانی چھڑ گیا  طاق سے شیشہ ہمارا گر گیا  برق چمکی اور بادل گھس گیا  طوق گردن ڈھیلہ ہوا گر گیا  تیشٹ فولا دکا منہ چھڑ گیا  کس ترک سے وہ بت کافر گیا  جب بندی قیمت تو سودا پر گیا  نیچا سفاک کا کر گر گیا  خیال گر تو چھڑ گیا تو چھڑ گیا  کوئی بھی جیسا سق و فاجر گیا  دوبتے ہی ڈوبتے وہ ترک گیا</p>	<p>روز کا روز نامہ آخڑ گیا  ۱۴ ابرو دلدار سے دل چھڑ گیا  اشک ٹپے ہجر میں جباہ کی  لاغری میں قید و خست سے چھٹے  خون فر باد اس قدر شیریں ہوا  میں چلانا تو سنالہ پونکستا  دل نہ ہاتھ آیا نہ جب بوسہ دیا  سخت جانی نے کیا پتھر مجھے  اے صنم مجھے خدا سید ہمارے  تے در پر عابد و زاهد ہوا  موج دریا سے کرمہ نے کی مدد</p>

<p>گھر کوئی دم چھب کر آیا پھر گیا          طفل اشک آنکھوں سے میری گر گیا</p>	<p>گھر میں ہی یہ جہان ہے میرا          آبرو اسنے ملانی خاک میں</p>
<p>کیا عجیبے قدر دن پیر سے مے          جسکے فرمانے سے سورج پھر گیا</p>	
<p>آئینہ جب دیکھنا میری نظر سے دیکھنا          کمد و حوروں سے ذرا قصر گھر سے دیکھنا          راہ میری شام تک وقت سے دیکھنا          آپ گہرا کر کھل ڈگے گھر سے دیکھنا          رنگ میرے چہرے کا تم دھوپ سے دیکھنا          بال جب تلکے ہوئے او کی کمر سے دیکھنا          موتیوں کے ساتھ مین یا قوت تر سے دیکھنا          رخ ملا کر یار کا شمشیر سے دیکھنا          شام تک پہراہ او کی چشم تر سے دیکھنا          اک نظر تو جہانک کر دیوار دور سے دیکھنا          چاہیے لیلیٰ کو مجنون کی نظر سے دیکھنا          اک نظر اس سمت بھی پیر کا دھڑ سے دیکھنا          مین لپٹ جاؤنگا اس نازک کمر سے دیکھنا          کب نصیب انکو ہوئے عمر بھر سے دیکھنا</p>	<p>۱۵ دیکھنا غافل نہ رہنا چشم تر سے دیکھنا          ہم ہی دانتوں پر کیے پیر کمانے آتے ہیں          زلف و رخ و کلا کے کوٹھے سے اشارہ کر گئے          ایک نالہ تو مے منہ سے نکلتے دہین          کچھ شب ہجران کی آمد کو نہ پوچھو ہمدرد          یہ سمجھنا شاعر و عفت پہنسا ہی دام مین          یار آنکھوں سے گرے ہیں بخشال شکو کو تہ          حسن میں کسی ملاحظت کا فرا ہے واعظو          صبح تک ان سوکھے ہونٹوں سے دعا ہی اور ہم          جب شہید ناز کا بکھرے جنازہ اے صنم          آدمی سب خوبصورت ہیں محبت چاہیے          غیبت آنکھیں لڑی ہیں کچھ خبر میری نہیں          دم بدم اسکی لچک کرتی ہے مجھ کو بقیار          ڈہل رہا ہے نیل آنکھوں کا ذرا صورت کو کھاؤ</p>
<p>طبع زادوں کی سہلائی چاہتے ہو تم اگر</p>	<p>+</p>

## اپنے شعراءِ قدر دشمن کی نظر سے دیکھنا

<p>۱۵ کالاپرودہ درعبہ بہ پری جان چوڑا خطا رخ دیکھ کے لفظا رہ ریمان چوڑا راہ وہ کاسٹ گئی گنج شہیدان چوڑا ایک بھی خلق میں زندہ نہ مری جان چوڑا جا کے دامن میں ہنسنا جب سے گریبان چوڑا ہمنے جیتے کو پے صید غنہ الان چوڑا × باز آیا یہ تراروضہ رضوان چوڑا کوہ فرید دے مجنون نے یا بان چوڑا × مر گئے ہاتھ سے قاتل کا جو دامن چوڑا حسن الطائف نے ہندو نہ مسلمان چوڑا پر کتر کر پس دیوار گلستان چوڑا تو نے دریا میں چلے ایل سوزان چوڑا الغرض پھر مجھے حیران و پریشان چوڑا ہمنے دامن جو سرخاہ مغیلاں چوڑا</p>	<p>تھے مکڑے پہ جو گیسو پریشان چوڑا دیکھنا نہ کر کو پیش قد جانان چوڑا جنرل کینچک لایا تو قسمت دیکھو آپ تو جویرین لیکن ملک الموت جھین تنگ آیا ہوں بہت دست جنوں سے یارب دل پروا کو لپکا ہے تری آنکھوں کا کوچہ یار سے بہکا نہ مجھے اے وعظ ہاں اس موت نے ویران کیا کس کو بادبان ہمنے اوتا توڑ کی کشتی عمر دیرو مسجد میں ترا ذکر ہے اللہ اللہ نہ تو آسکتا ہوں صیاد نہ جاسکتا ہوں سیر ہے داغ جو رو نے میں چمک جاتا ہی سہر رخ زلف دکھا کوہ چلے گھر کی طرف پاسے مجروح پہ مجنون کی بہت کام آیا</p>
<p>ایک ہی دار میں توافقت رکھنا ایک ہاتھ اور نہ اے قاتل دور ان چوڑا</p>	
<p>۱۵ توشہ بھی کل کا تو بہرہ و سائین کل کا حاکم نے لیا چور کچہری میں چمکا</p>	<p>کیون جمیع کروں وقت ہے ہر وقت اہل کا اقرار عدم میں ہوا ایک ایک عمل کا</p>

<p>جسے نیا سابقہ سے پہلے پہل کا نازک ہو بہت رنگ بھی رنگواؤ تو ہلکا تم حور ہو پر غمزنہ فرشتہ ہوا جل کا ہلکا ہوا پلہ مری میسزان عمل کا لو صبح ہوئی اور کسلا پول کنول کا دروازہ نہ طیار ہوا اُنکے محل کا معان ہوں میں تو کوئی دم کا کوئی بل کا کیسا مرے طالع میں پڑا جوک زحل کا جنت میں فرزند ہر ہوا سحر عسل کا دیکھو کمین ہوڑا نہ دکے بائیں بغل کا لیکن قد بالا ہے مے طول امل کا دم بہر تا ہوں شاگردی استاد ازل کا</p>	<p>ترتیب میں نکیرین سے کیا بنتی جو دیکھیں شبنم کا ڈوپٹا تو سنبھلا نہیں جاتا بس آئی قضا و سکی ادا جسکو دکھائی معشر میں بھی پیچھا نہ چٹا صفت سے افسوس جب آنکھ کھلی جب مرین روتے ہوئے اوٹھے دل چاک ہوا الفت ابرو میں ہمارا مہندی نہ چٹنے کی تمہیں آنا ہو تو اوٹو ذروں کی طرح خال کو سودی میں ہوں رخسار لب یار کی یاد آگئی حرم پہلو میں نسو تے ہو مگر دل سے خبردار رفتاری ادنی مری عمر زوان سے کیا نور کے پیدا کے مضمون سراپا</p>
--	---

عقدے دہن تنکے سب قدر کی کوئے  
اک بوسے دیجئے انعام غزل کا

<p>کمد و قمیصے داغ تو ہو ڈالے گال کا گو یا سمنہ ناز کو کوٹا ہے بال کا ہے تیسویں کو توجی غمرہ ہلال کا نیلام آج ہوتا ہے مفلس کے بال کا فرقت نے دم نکال لیا بال بال کا</p>	<p>دعویٰ کیا ہے اونکے رخ سمیٹال کا ۱۴ زلفقون کے بل نے حسن بڑبا جمال کا وارث ہو کیوں نہ خرد بزرگون کے مال کا چشم و دل و جگر ترے در پر لکھتے ہیں تصویر بن گیا ہوں جو بکیتی نہیں پلک</p>
---	---

<p>جیسے کملی ہے انکھ مدیکہ اسو رنج بلبل لقب کین کین طلاس ہر خطاب واعنوں بہ داغ زخمون بہ زخم آہون بہ جوڑ جب باب رزق بند ہو یہ در نہ کسل پڑے جو بھیہر آئی تھی مے دل پر گزر گئی شق القمر اشارہ انگشت سے ہوا معنی میں نور چاہئے صورت میں ہونو دم بند ہوگا سامنے ابرو سے یار کے</p>	<p>سرمہ بنا مے لئے گرد ملال کا شہرہ ہے باغ باغ تری بول چال کا کیا حال پوچھتے ہو دل خستہ حال کا پروردگار بند رہے لب سوال کا ہوتا ہے خیر جان کے نقصان کا کیا نیچے نے چہرہ بگاڑا ہے ڈہل کا یون تو سیاہ تھا کین چہرہ ہلال کا چڑھ جاے لاکھ حیرخ بہ تیغا ہلال کا</p>
<p>سودا سا بھکھو ہوتا ہے اے قریب کیون ذکر چھڑتے ہو ہبلا اگلے سال کا</p>	
<p>وصف رخسارہ جان نہوا تھا سو ہوا حال پوچھا جو شب وصل کا ہمارا دن تم جو مردے پہ مے آئی ہو کچھ دیر نہیں مار رکھا دہن یار کی الفت نے مجھے دی رقیبون کو انگوٹھی جو نشانی تھنے اب تو گونگٹ کو اوٹھاؤ چلو دیکھا دیکھا مے مقتل میں عجب چال سے آیا قاتل خطا کے آنے سے مجھے بوسہ دیا خود اسنے</p>	<p>آج تک نظم میں قرآن نہوا تھا سو ہوا ہنکے شرما کے کہا مان نہوا تھا سو ہوا اب تلک دفن کا سامان نہوا تھا سو ہوا ساکن شہر خرموشان نہوا تھا سو ہوا مور بی پر ہی سلیمان نہوا تھا سو ہوا رخ چرخ تہ دامان نہوا تھا سو ہوا باغ میں سر و خرا مان نہوا تھا سو ہوا او سکے تنکے کا ہی احسان نہوا تھا سو ہوا</p>
<p>کیون نہ لکھو ن گردن برقی کی خدمت سے قدر</p>	

## ہند میں غیبتِ حسان نہوا تھا سو ہوا

۱۸  
 تنہا جو میں پامال فوج گردشِ فَلَاک کا  
 مٹ گئے لیکن وہی ہجو جو راوسِ سفاک کا  
 رطب یا بس بچ جھیل اگر گردشِ فَلَاک کا  
 گرد آلودہ ہے دامنِ اوس بتِ سفاک کا  
 باعثِ حیرت ہے ہر سبزہ روئے آتشاک کا  
 گر یہ دزاری کی کثرت سے بنا ہو نہیں جباب  
 افسی کا کل سے کیا پونچے گا عاشق کو گزند  
 آمد رفتِ نفس سے جھمکتا ہے یہ خوف  
 رند باتوں میں بتاتے ہیں جب معراج کی  
 فیصلہ بخش مریوں ہو گا خدا کے سامنے  
 ساتی موش سے پھانے کا درجہ بلند  
 مجھ کو حیرت ہو تو آئینہ بھی لمبا ہے اوپر  
 خاکِ اردن پہلی ہیں عیشیوں کی گردنیں  
 پی گیا آنسو جو میں وہ اور اندر وہ ہوا  
 اس قدر چوٹا ہے یہ زیور کی کچھ حاجت نہیں  
 جو توکل کرتے ہیں او نکو پریشانی ہے کم  
 جامِ شہر یار کے نزدیک مارِ زلفِ ہین

سب کھارون نے بنایا چاک میری خاک کا  
 مر گئے پہی بنا تو وہ ہمارے خاک کا  
 یا ہنور پانی کا ہون میں یا بگولا خاک کا  
 یہ دماغِ اشد اکبر میری مشیتِ خاک کا  
 ہے توجہ لگ میں رہنا خرقِ خاشاک کا  
 آنکھوں میں دم آ رہا ہے عاشقِ غناک کا  
 خال روئے یا زمین ہے خاصۃً تریاک کا  
 کیا بگولا نکلا اوڑ جا گیا پتلا خاک کا  
 عرش سے ٹکرا لیا کرتا ہے طارمِ تاک کا  
 ہاتھ میرا اور دامنِ اوس بتِ سفاک کا  
 دور دور سا غریب گویا دور ہے فَلَاک کا  
 یار نے شانہ بنایا ہے دل صد چاک کا  
 کیون نہ مسجد ملائک ہو یہ پتلا خاک کا  
 دل پہ پالا چر گیا ہے دیدہ فَنّاک کا  
 ہے دہن گویا بلاتِ ایو یا تیری ناک کا  
 زور کم چلتا ہے اب بستہ میں تیرا کاک  
 سامنا پہ ہو گیا جمشید سے صفاک کا

دوسرے لے قدر مجھ کو نامِ ابنِ ہود راب

ہاتھ میں کنٹھار ہا کرتا ہے خاک پاک کا	
<p>چھوٹا ہے گال کہ چھوٹا ہے جو ہوا سو ہوا          تم اب سے غیر کو آنے نہ دو ہوا سو ہوا          ہمارا نامہ اعمال دھو ہوا سو ہوا          خدا کے واسطے مندی ملو ہوا سو ہوا          منگا کر آئینہ تم دیکھ لو ہوا سو ہوا          نصیب جاگے ہیں سوتے رہو ہوا سو ہوا</p>	<p>۷          بزرگ زلف نہاب بل کی لو ہوا سو ہوا          وہی حضور وہی مین ہی نظر وہی آنکھ          ہم انفعال میں روتے ہیں آسمان کے          ہمارے قتل کے لیے یار سوگ کیا کرنا          نہ پوچھو ہم سے کہ نہ لاکھ لاکھ لاکھ کیوں          شب وصال میں فرقت کا حال سن سکے کہا</p>
<p>۲۳          ایک منٹ ایک پہر ہو گیا          داغ جو کھنیا تو شمر ہو گیا          منہ سے وہ بھٹکا کہ اثر ہو گیا          تارِ نظر ہو کر ہو گیا          طائرِ دل مرغِ بحر ہو گیا          بیٹھے پس آپکا گھر ہو گیا          توجہ تہما در جب گھر ہو گیا          یار سے میں شیر و شکر ہو گیا          آنکھ سے نکلا تو گھر ہو گیا          سیلے میں اپنا یہی گزر ہو گیا</p>	<p>سناسے عشق پر یزاد ترک کرتے ہو قدر          یہ کون بات ہے دیوانے ہو ہوا سو ہوا</p>
<p>۲۳          ایک منٹ ایک پہر ہو گیا          داغ جو کھنیا تو شمر ہو گیا          منہ سے وہ بھٹکا کہ اثر ہو گیا          تارِ نظر ہو کر ہو گیا          طائرِ دل مرغِ بحر ہو گیا          بیٹھے پس آپکا گھر ہو گیا          توجہ تہما در جب گھر ہو گیا          یار سے میں شیر و شکر ہو گیا          آنکھ سے نکلا تو گھر ہو گیا          سیلے میں اپنا یہی گزر ہو گیا</p>	<p>وصل کا دن جلد بر ہو گیا          آہ جو کینچی تو شجر ہو گیا          ہم تو اسی شجر کو کہتے ہیں شجر          بس کم یار نظر آ چکی          دیکھ کے رخسار وہ نالے کئے          بے طلب بے مرے گھر آئیے          ملے کسے رو کوں میں آ در دل          وصل میں مل سکے زبا نین لڑین          آب رہا آنکھ میں جب تک رہا          عالم اسباب کمان ہم کمان</p>



<p>دیکھا جسے منظر ہو گیا  یاد ہر تھکسائیں اودھر ہو گیا  چہرہ تھا لاکھ تر ہو گیا  کان تک زخم جگر ہو گیا  خوب ہوا شہر بد ہو گیا  آئینہ آئینے کا گھر ہو گیا  عیب بھی صاحب میں نہ ہو گیا  دل کا سویدہ بھی شہر ہو گیا  گاہ پری گاہ بشر ہو گیا  قلعہ کوئی تھا کہ وہ نہ ہو گیا  دن تو امید دن میں بسر ہو گیا  ٹکڑے مر لخت جگر ہو گیا</p>	<p>کیا مری آنکھوں کی ہے عادت مری  داور محشر کا قصور اس میں کیا  گرمی سے جو عرق آگیا  ہجر میں جب پی گئے ہم اشک سوز  تھی رمضان میں مری حالت تباہ  دل میں سما یا ترے چہرے کا بھیاں  بے دہنی اور شگوفہ ہوئی  ختم ہوئی سنگدلی آپ پر  یار چملا داسے کہ انسان ہے  آپ تو دل لیکے بہت خوش ہوئے  رات کو یاد آپ کی لے گا کون  چیر لیا لوگوں نے مضمون شہر</p>
<p>حالت غش دیکھنے آیا تھا یار  قدر کو جب تک کہ خبر ہو گیا</p>	
<p>۱۸ مٹی میں تو عزت کو ملا یا نہیں جاتا  لوہے کا چنا ہے کہ چبا یا نہیں جاتا  تلوار کے منہ پر کبھی جبا یا نہیں جاتا  جاتے ہیں تو سپر کس لئے آیا نہیں جاتا  لیکن وہ دہن تو کمین یا یا نہیں جاتا</p>	<p>درباروں میں خاک اوڑتی ہے جبا یا نہیں جاتا  اوس خال کا چتر کبھی کبھا یا نہیں جاتا  ربط ابرو قاتل سے بڑبا یا نہیں جاتا  جنت نہیں کو چتر اسے حور تو کیا ہے  بوسے بھی زخم دہن سے لئے چنے جبین تک</p>

<p>کعبہ تو مسلمان سے ڈرایا نہیں جاتا یہ بوجہ تو گردن سے اٹھایا نہیں جاتا لو سورہ یسین ہی سنایا نہیں جاتا نازک میں بہت ہاتھ لگایا نہیں جاتا اک پھول ہی تربت پہ چڑھایا نہیں جاتا بلبل کی طرح شور مچایا نہیں جاتا اک نیچے کا ہاتھ لگایا نہیں جاتا کیا قہر دیا انکا خدا یا نہیں جاتا عاشق کا جنازہ اب اٹھایا نہیں جاتا کچھ آج مزاج اچکا پایا نہیں جاتا پتھر کی لکیر دن کو مٹایا نہیں جاتا فرزند تو ہاتھوں سے گنوا یا نہیں جاتا</p>	<p>ہو سکتی نہیں دل شکنی مجھنے کی اس ضعف میں یہ عشق کہیں گزرتا نہیں مترتا ہوں میں اس پر کہ وہ آواز سنائی بیٹھا ہوا بس دور سے دیکھا کرے اونکو اے رشک چمن خاک مروت نہیں تجھ میں غنجے کی روش و دم بخود اس غم میں نہیں ہاتھ آپکو اغیار لگاتے ہیں غصہ ہے ہر چند کہ ہم دل سے بہلاتے ہیں توں کو فرمائے تو قتل یہ کیوں ہاتھ اٹھاتا سید ہی ہی جو کہتا ہوں سمجھتے ہو تم اوٹھی بدرگ ہے وہ بت کیجئے کس طرح صفائی مضمون جو مرا لے کوئی کیونکر نہ میں رکھوں</p>
--	--

ان خاک کے پتلون پہ ہم لے قدر مرین کیا

مٹی میں جوانی کو ملایا نہیں جاتا

<p>۳۳ پڑا ہوا شور لا مانک دہر ہاغل کمان کمان کا کیا سوال دس آسمان کا دیا جواب دس ریمان کا اشارہ اوس ترکہ جو انک خدا گم ہے اک کڑی کمان کا ہزار اٹھوں میں تو کہ نہیں ہوں غیا ہوں صحن کمان کا وہ زر دانہ ہی چمن میں آئی پتا نہیں آخر آشیان کا</p>	<p>اور لکے فترت آسمان کی رنج آہوں نے لاسکان کا نکا ہتا کوٹھا جو اوس جو انک میں چڑکے پانی پر گویا ہزار پلا ہوا دریاں کچا و عفا ہے مرغ جان کا عدم کی مہتی کین کین ہوں تھا جان ہوں فنا ہوں ہوا خزان کی یہ نگائی کہ ہم غم کو کی خاک ڈالی</p>
--	--

خجستہ پائی نر تشنہ پایا تو شمع سوزان مجھے بنایا  
 فقطہ سینہ ہی توڑ کا فطر بھی حاضر چول بھی حاضر  
 یون مین جو دل سوز غم سہیگا تو صبح کا لکڑی کا  
 خوشامد کی ہر انتہا کچھ بھی کچھ ہو گیا کچھ  
 ابھی ہم آغوشیوں کی جاہریت بھی جا کھیر کر کیا ہے  
 پڑا جو غصے کا دل پہ بہا لا چھوٹے پلکوں نے پڑھا  
 ہر پناہ حسرت بہر ہوا دل جو لیکے نیٹے میان محفل  
 بڑھ گیا کیر گیموں کا سایا تو حسن مر جا کی عشق ہو گا  
 ہزار لٹے کر دین کیا ہی کہیں سماعت ہی یا خدا ہر  
 سہار کی جب ہوا سہائی تو قسمتوں سے خزانہ آئی  
 عبث پھری ہی گاہ جادو کہ تیر کچھ ہی خطای بازو  
 زمین سے سوچ کر رخ گردان چلا ہوتا لالہ شور افغان  
 ہزار پرے میں ننگ لائی مگر جوانی نہ چھپنے پائی  
 پڑیں تانچے اگروا کے تو پرزے پر زور ڈرین گشتا  
 جو پیش لے محبت گل رہا نہ ہوا من تو سل  
 وہ برق طو رتجلی آرا کلیم نے جس سے دم نہ مارا  
 دل و جگر کی جو پوچھتا ہی تو دونوں گھوٹکا سامنا ہے

کہ غار پانے جو لڑوٹایا بناوہ کا نام ہی زبان کی  
 بتا تو لے قیر عرش آخر تر ارادہ ہے اکہلن کا  
 کہ شمع سا شنگہ میں ہر گاہ کچھ کے مغز بنی استخوان  
 بڑا ہی محشوق سے سوا کچھ نہ ماغ دربان باسان کا  
 کہ ناف تک نہ مکھ چکا ہو ہر وسا کیا ہے نہ بجان کا  
 نہ دل نے نگو نہ کچھ ہا لانا نگو نہ دکانو کا جانکا  
 ہوا یہ سب کو بقیر کا ملک اک مرتع کھلا جہان کا  
 بنے گا ہر شکر گھٹکے تنکا چمن میں قمری کے اشیاں کا  
 شوالے میں سنکھ نہ نک باہر تو شور کچھ میں سدا زان کا  
 گلاب کی جب قلم لگائی تو ہوا دل دتر ہے زعفران کا  
 بہت بلوں سپر تاحی تار برد کہ خانہ ہر صیب ہر کمان کا  
 ہوئے ایسا کیا پریشان ہا زمین کا نہ آسمان کا  
 شباب کی جب سنگ لائی تو جو بن دھرا کسی جوت کا  
 بس لگے ہر نالہ سا کہ یہ حال ہی جرم آسمان کا  
 جو خاک ہو جا جسم بلبل غبار ہو صحن بوستان کا  
 بجھا ہوا تھا کوئی شرار حضور کے سنگ آستان کا  
 ادھر ہی کب گما دیم کا ہی او دہر ہی ان غم پرستان کا

کمان میں قمری اصل سیدہ گھاہ ابو ہر کشیدہ  
 ہوا وہ ترکش ہی تیر حیدہ چڑ بادہ چلہ تری کمان کا

بڑا ہوا گس مریض نک دھولن وٹھل سوزش نہان کا  
 ہدف ہون مرغانِ جانتان کشش تھن تیر لاماں کا  
 وہ حسن ہے غمرہ نہان کا کہ ہوش راغش عشق جاننا نکا  
 ہی یاد ادا بتک دل کو مونا و آپ ہی آپ دوس ہوتا  
 ہی خانہ داری جنونِ کامل جہان رنگ یکھیل  
 ابھی وہ سویا ہوا سواد اس کل چٹکتی ہی کیون ہوا  
 یہ تنگ ل کی تھی کرا سانی چلی نہ حسرت کی فقرہ بازی  
 حجاب کی پٹی ہی جاو گمان کا بوسہ زبان لاؤ  
 گر اؤ زخمی جلک بھارا وہ جلوہ رخ نے مارا تارا  
 قدم کے قدموں میں جہا ہوں حمد و ثناء نہ کوئی نہا  
 جسے سمجھتی ہی ہر خلق نہی ہی تصویر خود بدلت  
 بتائیں دل نے کچھ ایسی گماتیں کئیں غم کی بہار تین  
 تری اتلی ہر خیال نکلا کہ نقد دست جہاں نکلا  
 سر آدینا میں جبین آیا رعداوی اپنی ساتھ لایا  
 نہ بگا عسرت سوسماں میں عین عشق ہے اہل جان کا  
 وہ زرد رنگت ہے علم غم وہ سیر غرت قدم قدم پر  
 جنہیں سمجھتے ہیں لوگ تے وہ چہ ہر ہر پار سار  
 سیئے گی کیا چاکر دیا میں ان جگر خروہ ہوشن  
 جو صحن بڑھنے کا دیاں آیا کیسے کوہِ خاک میں ملایا

یہ دم گھٹا کچھ دل تپان کسمت کو حجابا بنان کا  
 مراد مانگے ہر ایک کا کسمت پہ چلے بند ہے کمان کا  
 خدا ہی حافظہ ہی نقبہ جان کا کہ چہرہ دست پاسبان کا  
 وہ آپ ہنسا وہ آپ فنا وہ خشک ہونا بے دہان کا  
 چمن میں تنکے چنیر عنادل جو سرن سودا ہوشیاں کا  
 نہ جو مکمل دھٹے کمین صلیب داغ نازک ہی ہوا جان کا  
 کہ جیسے اوکی زبان نہی گلہ کرے تنگی دہان کا  
 قبا و قار و نقاب و شاد و شاد و جگر ہی یہ کمان کا  
 پتار ہے چاندنی نے مالِ الحمد پہ نگاہ ہو کمان کا  
 جہا ہوں پر خاک میں ہوں نقش ہوں پاک کمان کا  
 جسے بتاتے ہیں لوگ جنت وہ نقشہ ہے آپ کے کمان کا  
 سسین جو اس زبان کی باتیں مزہ ملا جو کمان کا  
 اذان میں بلال نکلا کہ ہاتھ گلہ ستمہ ہوا ان کا  
 خدا نے تلامذہ بنایا ازل کے دن گرد کاروان کا  
 سنا ہوا زندانِ مومنان میں خروہ کفار کے جنان کا  
 گرے جو اوٹ کر حسین سے باہر وہ زرد پتا ہونین خزان کا  
 یہ تہنے آہو ان کے تیرا سے کہ سینہ چلنی ہی آسمان کا  
 جسے مرن سمجھتا تو کہ ہونڈ کا کام کرنے لگی سنان کا  
 نیا وٹھل ہی ہر ایک پایا چٹا ہی لاشہ کسی جوان کا

نہیں لیلیٰ سنی کسی کہ لعلِ حشر میں نانت پیسے دل جگر آنگہ سینہ ساز دوزا ہم نے چہان مارا ہر نخلِ طوبی تمہاری قاست وہی میری تاج بیک پہلِ چوڑ جو خاکساؤں کی کچہ نہیں فتن کو مین خوشامد ہر پشاکر	تمہارے ہونٹوں میں ناز کی سی اثر ہے نگینی بیان کا وہاں بان اب کرین گزارا پتا بناؤ جہان جہان کا تمام چہرہ و باغِ جنت فتنِ جہی ہے سیلابِ دی جان کا زمین کے پاؤں پر سر سر جھکا ہو ہی آسمان کا
--	--

وہ اپنی صورت پہ خود داسے یہ خود دے اپنے لے رہا ہے  
نہ یار محتاجِ قدر کا ہے نہ قدر محتاجِ قدر دان کا

اولٹ دیا و طبعِ زیر کی پتا نہیں جہنمِ ہفت تہ کی جو داغِ عیش و عشق و نشین کی جو نشین ہے دلِ خیرین کا نشان ہے یا بر حسین کی اثر ہے یہ زلفِ عین کا رہیگا قاتل نہ ہو کہین کی نشان ہے یہ بسملِ حنین کا گئی نہ مر کر ہی کینہ خواہی ملاکے مٹی میں کی تباہ تیک لگے بیاہ کی ہے محفلِ فراموشی سیرِ دیکھ قاتل ترقیوں میں کیوں مجاہدِ بھلیکی سختی خدا ہر شاہ یہ سرمہ ہر بارے سنگار کہ آنکھیں اٹھتی نہیں ہر اوج کلیم تم نے نہ اوسکی تانی تو غش میں حاجتِ تالانی رکھ ہے رگ و دھن میں دستِ قاتل ہر دمِ طرحِ سوادیل عوتِ بچہ چوڑی تپان کی کو نہیں تم کو مکان کہاں کی جزا ہی ممکن نہیں بے انی ضعف ہے ہر گنا گنا کی چپا میں مجھ میں کی گاندہ ہر گناہ اعضا میں اپنے پیہم	۳۱ بڑا ہوا وہ دلِ خیرین کا کہ مجھ کو کہما نہیں کہین کا وہی ہے تغافلِ جبریل کی دہی سلیمان مے نگین کا کہ داغ اپنے دلِ خیر کی ہو شکارِ اغزالِ حنین کا غبار تو پونچھ لے جبریل کی لہو تو دھو ڈالِ استین کا مری طرح سے کہین کی فک ہر پوند ہر زمین کا کہ ہو رہا ہے جو قصہ سب لگا ہو گھنگھڑ دمِ سین کا کہ گیارہ بیہین زاہدِ توبت کر گیا ہر استین کا کمند کے حلقوں میں برابر گلاہنسا ہر غزالِ حنین کا جو جہیز تھی بحثِ لڑائی جوابے یا تانا بان نہیں کا کہ خونِ بسمل سے حلقِ بسمل بنا ہو خود حلقہِ استین کا اسی ہر گوشِ آسمان کی اسی سے ہر زلزلہ زمین کا کہ صورتِ اشکِ ثانی جہان گرا میں ہوا دین کا یہ ہاتھ خود اپنے حق میں ہیں ہم ہر ایک ہر سانپ استین کا
---	---

جہان سر پر اوارہ ہوں جنو پہنچ رہی ہوں چارہ ہوں  
 جو دم بخود ہوں لمحہ کر کے اندر ضرور ہوں کچھ نشان باہر  
 نہ صحبتوں کی خیالی چوہ نہ میرے دل کا مال پوچھو  
 کرم ہرین ہکو غضب میں ہکو کیا جو متا ز سب میں ہکو  
 کرے نہ کیوں یار ہم سے غراوہ نور ہر خاک سے جھڑلے  
 جو حلقہ زلفوں کی ہاتھ آیا تو شکنا فہ ضن کا پایا  
 میں ادھیستی ستانین مزی میری ستانین بجائی  
 یہ ہونٹھ دوزخ تھے قدر شکن میں کندن تھارنہ  
 جو شک خون تھل گیا ہوا میں ہر لخت دل گیا  
 کیسے چتا لپچے بیان سے تو جا کر محشر میں اونکو پانے  
 کھلا وہ بلغ خلیل ہو کر بنا سر طور غسل اخضر  
 ہزار صحبت ہوا دن بید ہر بدست نیکوں کو کیا چڑی  
 کیسی حسد یہ کیا رو کمائی ہمیں ہی کہ چال ہاتھ کی  
 یہ لاغری اب ہے خار دامن کہ اٹھ نہیں کتا بار دامن  
 ہمیں جنہر خوف ہے کہ انکلا ٹیڈی ہر پنجہ بیہوش  
 تعلق اوں جو جیسے رکھا تو ہم نے ربا او کو دم سر رکھا  
 میان محشر ملا لوتن میں شمع ہون ل کی حال لوتن سے

جو دشت میں خاک ڈال دیا ہوں باغ گردن چو ہر زین کا  
 مزار پر سترئی ہو چا دھین کشتہ ہوں خیم سر گین کا  
 نہ اگلے وقتوں کا حال پوچھو آئینہ ہٹا کسی میں کا  
 تمہاری شناسم لب میں ہکو مفرہ ملا زہر وانگبین کا  
 کہاں سوچ کمان یہ ذرا کہ فرق ہے آسمان زمین کا  
 جو کا جل اوں انکھوں کا چڑیا تو مشک پایا غزال حسین کا  
 ادھر ہی مان ہلک غل سچا جو چور اور دہر چھین میں کا  
 دیا ہی لوبہ ترش جو ہو کر تو ذائقہ ہے سکجبین کا  
 کہ بتے پانی میں مل گیا ہی تیا سلیمان کجنگین کا  
 نہ بیخون عاشقان سے چٹے کر بیان استین کا  
 ہوا سے جھڑ کر گرا زمین پر جو ایک پول آتشین کا  
 کہ تلخی زہر نیش سب کب مفرہ بدلتا ہے انگبین کا  
 کرینگے اب تم سے ہٹا پائی جواب کیا اس نہرین کا  
 جو پادن اپنا ہی تار دامن تو ہاتھ ہوتا ر استین کا  
 خزانہ انکھوں کا ہر باب ہلہر ہوا ر استین کا  
 نہ کام دیر و حرم سے رکھا مٹا دیا قصہ کفر و دین کا  
 کہ پادن تک سو خجالتوں سے عرق بہا ہی مری میں کا

سخن کو قریب سے زبان سے کہ تم افشان افلاک سے  
 کیا ہے ناسخ نے آسمان سے بلند تر رتبہ ان میں کا

اسی منہ پر زار شکستے ہیں بزمِ باغ دکھادیا  
 اُسے یسین دل جو دکھادیا مجھے اوس نے چہرہ دکھادیا  
 یہ لگائیں قبر کو ٹھوکرین کہ لحد سے مجھ کو دھندلادیا  
 کبھی لگے ابرو دن پڑوہ بل کبھی بسے لگے ملادیا  
 وہ تو دل تہا زلف سیاہین جیو یوں سناؤ علی کٹی  
 چری جہرے تو نہ پیری تھی ہوئیں دُور تو سچ بکون  
 جو تو بونیکا دی کا ٹیکا جو کر گیا تو وہ ہرے کا تو  
 جو نہیں ہر درد دل جگ تو علی کٹی میں کسان اتر  
 نہ سنو لگا اسمع افہم کیا واعظوں نے برا غضب  
 شب جہرین گرسے اسی کہ اٹھیں گے روز قیام کو  
 یہ تو اپنی پی میں تین تین کہ ہزار دن ہاتھ لکھو ہین  
 نہ حکومتوں سے تو بل کی لے نہ سخاوتوں پہ گھنڈ کر  
 جو لپٹا مانگتا ہوں تو اسی توڑنے پڑباتے ہو  
 ادھر آؤ گے کہ نہ آؤ گے کہو سینہ مجھ سے ملاؤ گے  
 وہ لگایا منہ لگایا منہ لگایا منہ کہ بنایا منہ  
 وہ نظر تھاری ادھر مل وہ جگر سے تیر گزر گیا  
 مجھے ایک عالم ترعہ جزو نہ مردنگا میں نہ بچو نگا میں  
 تری باتیں نقش جگر میں ہیں پیچھو چھو پوچھو پکر کر  
 نہ تمہیں گلہ نہ تمہیں گلہ کہ خدا نے کر دیا فیصلہ

۲۱ نہ ملادیا نہ دکھادیا نہ بتا دیا نہ بتا دیا  
 اوسے یسین آئینہ لادیا مجھے اوسنے آئینہ لادیا  
 ابھی نگہ لگ گئی تھی ذرا ابھی اگر اُسے بگا دیا  
 کبھی ملڑا الا اشارے میں کبھی یکدم میں جلادیا  
 وہ اندھیرے کہ کرا چلے تھا جب نہ سی تھے بھادیا  
 مری نگہ تم ملو تو دن کے کہ تمہیں فریب حسا دیا  
 ترے کام کچھ ہی جو آئیکا تو نہیں کا تیرا لیا دیا  
 جو نک ملانے کباب میں تو کباب نے نہ مزا دیا  
 کہ لمو جگر سے ادب پڑا مر شانا اتنا ہلا دیا  
 دئے روز صدمہ پڑھو کہ قد بلند نے ڈھلادیا  
 مجھے بوسہ لگا دلا دیا جو خضہ کو آب بقا دیا  
 جو خدا نے کام دیا کیا جو خدا نے حکم دیا دیا  
 کھلے خانہ کعبہ کے کو کعبہ تم نے نہ ڈھلادیا  
 مراد غلہ ہی شاؤ گے کہ مجھی کو تھنٹھا دیا  
 وہ ہنسا دیا وہ ہنسا دیا وہ ہنسا دیا کہ رولا دیا  
 وہ پلک تھاری وہ دھڑکی وہ نشا نہ تنہا ڈھلادیا  
 ترے بسے جام بقا دیا ترے خط نے زہر فنا دیا  
 یہ جلادیا یہ کڑا دیا کہ مرا کلیجہ پکا دیا  
 تمہیں چہرہ چاند سا دیا یہ میں تسا ماہ نقلا دیا

کبھی ایک بوسہ نہیں دیا تو پہراہ کا ذکر ہی روز کیا  
میں اپنے دل میں سمجھتے تھے کہ فقیر کو جو دیا یا

یہ نیاز و ناز کی بات ہے یہ حجابِ راز کی بات ہے  
کہو گو قدر نے کیا دیا کہو تنے قدر کو کیا دیا

مستی پہ تو جو مائل لے گلبدن نہوتا ۱۵ اک نقطہ سید ہی تیرا دہن نہوتا  
افلاس مر گئے پرانا سلوک کرتا شرمندہ مجھ سے یارب دزد کفن نہوتا  
تیرا خیال ہر دم ہے جانِ دل سے جھکو کب تک خیال تجھ کو لے جان میں نہوتا  
سچ کہتے ہیں مہندس ہر خط کی حد نہوتا میری نظر نہ پڑتی تو وہ دہن نہوتا  
مستی میں تم کہاتے اوسکو اگر نہ انکسین نرگس کا فصل گل میں نشاء ہر نہوتا  
مرنے پہ بھی جو میرا سوز جگر بھرتا ہر گز نصیب مجھ کو دگر کفن نہوتا  
منا نہ چاہے یوسف آج اپنے ڈونڈ کو کیا تھکے جو اد کا چاہہ دقن نہوتا  
اوس چشمِ سگرین کی تیر نظر جو پڑتی زخمون میں شل غنچہ ہر گز دہن نہوتا  
جو کلبدہ سید پر میرے نہ سورج آتا ہندوستان بہرین سوچ گمن نہوتا  
سلطان عاشقی کا سکھ اگر نہ پڑتا دنیا رداغ غم کا اتنا چلن نہوتا  
کس کلام کی مدد نہ بنایا ہون چین میں شل مہر یا رب داغ وطن نہوتا  
اوس زلف کی جو خوشبو لیک صبا نہ جاتی پیرا حقن میں ہر گز مشک خن نہوتا  
باغِ جہان میں لے گل اگدن جو آپ تنے سر دچمن نہوتا یا نارون نہوتا  
بیل کہی نہ بنی مقتول جن روح اپنی تلوار میں جو تیری قاتل چین نہوتا

قاضی کو کیا تر دد مفتی کو کیا عداوت  
کیا موت رر عمر بہر تک تو یہ شکن نہوتا



تھے قول کا دہیان ذرا نہ ملے تھے تھے یقین نہ ملتا  
 کبھی مر کے جی تہمتی رہی کبھی سوزِ جگر کی گئی نہ ہی  
 یہی ہیان تھا اڑتِ تنگد بان کہ کو کا گیسٹ کوہِ ہجرِ بیا  
 جو گزرتہ میلِ اولِ مرہ ہوا کرے آہ و فغانِ گِردہ ہوا  
 ہین غریزہ مجھ لے شک ان یہ ہر نورِ نظر وہی راستِ بیا  
 رہی ہر دور وصال میں کج حرکت کہ تباہی تھی ہم کو تہمتِ بیا  
 مری تان پوچھی تھی تا بفلک مری آہ پر کرتے وہ ملک  
 تن و روح کُشتل ملا ہی رہی مری جیلِ مریدین آہی رہا  
 کہین بات کا پاشن آج رہا یہ لڑکھچھے یہ رواج رہا  
 تری در پہ جو سہم تھی کٹاؤ ہوئے و پڑی ہرین ہوسین کٹاؤ ہوئے  
 ہین وجودِ عدم میں ہان کر کہ ہر خیزش ہو کا نہیں اثر  
 ہی ہمتا رہے مریض کا حال عجب ہری بیٹھے ہوئے ہر ہر غنیمت  
 تری حلقہ زلف نے پہنچ کئی تو دلوں نے جی راستے گھر کر لئے  
 رہی رنگ جی ترے زیر قدم جو قدم سے چھٹی فٹاؤ ہوئے  
 طے غمزدہ و ناز و ادا دیا مجھے فوج کیا یہ ستمِ بیا

۱۶

مرا ہوش ہوا کہ بجا نہ رہا مراد م ہوا تو کہ رہا نہ رہا  
 کبھی قبر کی خاک جی نہ رہی کبھی سبزہ لعل کا نہ رہا  
 یہ صال میں چوسی جی تو نے نہاں نہاں کھنکھائی گلا نہ رہا  
 مرا غنیمتِ غم نہ فرسہ ہوا کہ گزرا نہ رہا نہ رہا  
 کبھی نکمہ سوچے یہی ہا نہ نہاں کبھی خیر و بد ہی نہ رہا  
 ترے جسمِ لطیف سے سیاحت میں صبا ہی ہا تو حذر نہ رہا  
 مری ضعف سے ہجر میں سن تک سکت نہ رہی وہ گلا نہ رہا  
 شبِ روز گھٹے سو لگا ہی رہا کوئی دم نہ ہی مہر نہ رہا  
 نہ وہ وضع رہی نہ مزاج رہا نہ وہ لوگ نہ نہ نہ رہا  
 رہا لاکھ لاکھ کھنکھائی ہوئے کوئی رنج نہ رہا نہ رہا  
 نہ یہ جسم سے جائیں نہ ٹھین نظر کوئی ایسا بقا میں نہ رہا  
 کوئی گالی ملے کوئی بوئے لب کہ مقام دعا و دعا نہ رہا  
 دمِ حیران نہ رہا جو کوئی کوئی قیدی زلفِ دو تار نہ رہا  
 کہ چار انسان تہی ابدیم کہین صورتِ رنگِ حنا نہ رہا  
 مراد دعویٰ خونِ بختی پیش گیا کہ قصاص کسی سپرد نہ رہا

وہی ہوشِ خرد میں نظر رہی ہی لقمہ قفسی ہر جگر رہی ہی

دہی یا دغریزہ میں گہری ہی جو چلے گئے آپ تو کیا نہ رہا

وہ یہ روئے کہ سر نہ دیا نہ رہا وہ یہ پیچ کہ رنگِ حنا نہ رہا  
 ہوا ابلبلہ ایسا ہم کوئی آبلہ کف پانہ رہا

جو شہیدِ نگاہِ حنا نہ تو ہوا کہ او کے پتا نہ رہا  
 غمِ شوق میں تہمتیں غمِ غم کا پتا نہیں غم کا پتا نہیں ہم

شربِ صل میں نہ ترا دیکھتے ہی مری تھی کہ کسیر لگائی کوئی  
 حق و ناحق اگر ہی یا زخا تو سنا یا کرین اوس اہل وفا  
 جو جفا کش غمزدید رہا وہاں کل نہ دید شہید رہا  
 اسے پہا با اوتھا مری کان نکشہ نہیں ہی نہ جان تک  
 کہی سچ سی ہوتا ہر کام را کہی داغ سی ہوتا ہر دوسرا  
 جو زمانہ کے ربط کو ترک کیا نہ پھنسے کہی ہم تہ دام رہا  
 مجھ کی یوں اپنے داغ دیکھی نیز کسی بھی شکوے کے  
 مری سینہ تلک کے و سر سہی ہی کتا ہر مجھ کو کہ تہ سہی  
 ہوا آب جگر کا یہ حال ہوا ہوا خاک یہ دل کو ملال ہوا  
 جو شباب میں غنچہ دل نکلا تو بڑا پاز میں ہی مجھ کو دکھ ملا  
 ہمیں غیر و بکا نہ کرنا تو ہے یونہیں کوئی نہ کوئی ستارہ ہے  
 خط سبز کو دیکھ کے ہر لک ہی بوسہ لب کی دل کو طلب  
 ہے صبر ستم میں ذرا نہ کمی ہوئی خوب فراغت تازہ دہی

دلِ قدر جو تجھ پہ نشا رہا تو کمین بھی نہ او کو ذرا نہ ہوا جو بتوں کے گلے میں گرا رہا تو دمان بھی وہ مدد خا نہ ہوا		
مے نامہ عمل میں نہ ذرا صواب نکلا وہ حد پہ پہری آئے تو نقاب دلت کے بولے ہوئے شوق جگر مہلو تو دان جگر کے بدلے تھے میکہ سے ساقی چہین نا امید جائیں	۱۳۰ مے دل سے روزہ محشر خطر حساب نکلا اجی اب تلک نہ جاگے اٹھوا نقاب نکلا اک ادھر کہا اب نکلا اک ادھر کہا اب نکلا جو کوئی بیان ہی نکلا وہ پیئے شراب نکلا	

<p>تو گرہ گلے میں ہو کر وہ درخوش آب نکلا  جسے بہا گون جانا وہی گھر خراب نکلا  کبھی ماہتاب نکلا کبھی آفتاب نکلا  نہ ترا جواب نکلا نہ مرا جواب نکلا  جو گلوں نے جوش کھایا تو کین گلاب نکلا  جو کھینچی وہ زلف بچان میں پیچ قلاب نکلا  کوئی اور قصہ چھڑو یہ خیال دغواب نکلا  ابھی دل پہ تھا مارا ابھی بے حجاب نکلا  جسے ناز کہہ رہے تھے وہ نہرا عتاب نکلا</p>	<p>کوئی دل سے اس تک ٹڈا جوشال موج دریا  جسے اپنا فخر سمجھتا وہی دل نے ہمسکو کوٹا  کبھی یہ دکھایا عارض کبھی وہ دکھایا عارض  گئی گل خزان میں بالکل رہا چین میں ملیں  جو دن جگر جلانے لے تو سخن لے کی روانی  بڑھ اپنی حد سے ظالم تو بل و سکا کیون نکلی  سنی آہ و شکباری دل پر شرم کی تو بولے  چہرہ دلاور است و زوے کہ بکف چراغ دارد  جسے شرم جانتے تھے وہ فقط تھی دیکھی نفرت</p>
<p>مے پر قدر برسا وہی بنکر بر جنت  جو میں حشر میں احمد سے بہت آب آب نکلا</p>	
<p>۲۲ نہ شہ سہی بولونہ سے کیلو کئے گا کیونکر طمان لک  کہ دل سے ہوتی ہر راہ دل کو نہ کیون ہوں خیال لک  وہ خان غلامین مجھ سے ہوئے ہیں خیال ہر خان لک  جگر کا خون لک کو شیر مادر تو ہو گویا خون حلال لک  ہمیشہ سینہ بیان سپر تو جو جس کہ کچھ نہ کان لک  وہ مجھ سے شرم ہو گئی جہن تو پہلی ہو گا سوال لک  جدہر اشارہ ذرا کرے تو نہ رخ پر کیا مجال لک  تمہیں بتاؤ کہ کیا بھر ساضیف لک نہ مال دل کا</p>	<p>بڑی ہو کیون قدر نہ پیڑ ذرا بتاؤ تو حال لک  تمہارے دل پر خود آئینہ ہو کہ میں کیا تھے حال لک  وہ محو آئینہ ہو رہے ہیں اس آئینے پر ہی کہم توجہ  پڑی گئے کسے گلے مظالم یہ اس کا ظالم اس کا ظالم  نہ تیغ ابرو کا ہموں رہے نہ تیغ خراگان کا کچھ خطر ہے  ایں گیسو کشن ہو گا جہن تو پہلا گلوں کا اب کا بوسہ  عجیب دلکش ہے طاق ابرو ہے کعبہ ایما تو لک  علم پنی زلفونین لک جو جان سمجھ لک لک آہ و شک ہمان</p>

اودھر تانین ہول بھلین ادھر بڑی نایغ سیر دل  
 جھنور چہ چاہ دقن تمہارا بڑا کے دیر نہیں سہارا  
 ہر دل کو تیرا خیال ہر دم تجھے جلتی ہر یاد اوسکی  
 ہمارے سینے پہ کان رکھ کر ڈرا سنو ہمارے دلکو  
 وہ رقت بیجان سے اور چلتا تہا تہا تہا تہا تہا تہا  
 ادھر ہوا جذبہ سکوپیدا اودھر وہ دھڑکتی لگی پیٹے  
 تمہاری زلفیں لٹک رہیں جو انہیں ہوتا تو گر ہی پڑتا  
 نہ پوچھی حال توانی کد آہ و نالہ سے تھی گرائی  
 پیش قیامت ہے آہ محشر نہ ہول بیل بڑی گل تر  
 تمہاری بڑی خود خدایا تمہارے تلو کی خاک پا ہے  
 ہمارے سینہ کو مول لیکر ننگا دان اپنا تم بٹاؤ  
 کہیں ہے سودا کہیں ہے چراغ کہیں ہے پریشان ہرین ہرین  
 ہمارا آئی ہر ایک ایسی کہ جو تیرا حشر ہی شوق ہے سینہ

اودھر چہرین میں بہا آئی ادھر ہر چہرہ بجال دل کا  
 کہ اوس میں پہلی ہے دل ہمارا تو داگم گیسو چہر جان کا  
 ہر اوسکو ہر وقت یاد تیری تجھی بھی کچھ چہر خیال کا  
 قفس ہے یہ سید نہ مشکبک ہمیں پڑتا ہی لالہ لال کا  
 یہ دم چاؤ نظر سے پٹا کہ چھینک لیا بالی لال کا  
 یہ بار بار آتما چکا ہوں میں کشت لک لکال دل کا  
 تم اپنا جولا تو کھول ڈالو اس میں ہر احتمال دل کا  
 بس ایک بچکی تھی اوس کوئی کہ ہو گیا انتہا دل کا  
 کہ تو نے دیکھا سنا نہیں ہے غم جو میں حال قاتل کا  
 مزاج کیا خستہ حال لک دماغ کیا پاپاں دل کا  
 ہے اس میں زخمی جگر کا شانہ تو آئینہ بے شان لک  
 تمہاری زلفوں پر شفقت میں پڑا ہر شیک بان لک  
 مے سے بھٹا نہیں نہ بھلتا یہ رنگ ہے اکو سان ل کا

مجھے ہر نہ ہم سے خیر ہر ہم اوس سے لے قدر میں بکد  
 ہمیں جہان میں نہ قحط و سیر نہ اونکو دنیا میں کان لکا

## روینے کے موصدہ

شاک نہیں قاسم سے ہنرہ روے انور آفتاب ۱۷  
 حشر ہے اک نیزے پر آیا ادر کر آفتاب  
 غیر ممکن ہے کہ ہو تیری برابر آفتاب  
 لاکھ گردش کماے گردن لاکھ چکر آفتاب

ہو گیا ہے داخل برج دو پیکر آفتاب  
 کیونہ اڑی ہے نہ کچھ پہنے ہے زیور آفتاب  
 جاتا ہے مشرق سے مغرب تک برابر آفتاب  
 دل یسّٰن ہالہ خط و ردے انور آفتاب  
 بگیا ہے آفتاب روزِ محشر آفتاب  
 دیکھتا ہوں میں تہ بازو سے شیر آفتاب  
 سبزہ کرشن ہرین تو رخسارہ مقرر آفتاب  
 آپن بہر جانہ بجاتے ہیں شب بہر آفتاب  
 پاؤں کے نیچے ہیں دڑے اور سر پر آفتاب  
 ساغرِ سمیں قبیح سے ساغرِ زرا آفتاب  
 دیکھئے چار آسمانوں سے ہے باہر آفتاب  
 ہو گیا کیسا مری چھائی کا پتھر آفتاب  
 دیکھئے پرتا ہے گھر گھر چاند گھر آفتاب  
 چاند کو کر دے فروغ دے انور آفتاب

کان کے بالے میں روی یار کی دو دون طرف  
 جو حسین ہے وہ کبھی محتاج آرایش نہیں  
 دو در ساغرِ تم تک پہنچانہ ساقی یا نصیب  
 مہرِ چون ہالہ نشین قتل سرداران کند  
 الحفیظ لے روزِ ہجران تیری گرمی الحفیظ  
 زیرِ گیسو سے چہرہ تماشا ہو گیا  
 چال تیری گردشِ افلاک سے کچھ کم نہیں  
 آپ کی دولتی سمجھ سے خلق میں اندر ہے  
 حسن کو عالیٰ مزاجی شرط ہے در نہ ہو خاک  
 رات دن روشن ہے گھر ساقی عالیٰ ظرف کا  
 ایک سینے سے چپاؤں طرحِ داغِ فراق  
 شام کب ہوگی وہ کب لے گئے گردنِ دون  
 جو حسین نکلا زمانے میں وہ جبرائی ہوا  
 صبح کو کر دے شبِ یحییٰ تیرا عکس زلف

اب بچھوڑ دوں گامین دامنِ قدرِ گردنِ پیرے  
 آپ نے پیرا ہے یا ساقی کوثر آفتاب

۱۹ اب تو ہر عضو ہوا ہے صفتِ دلِ بیتاب  
 ہو گیا مارے ہنسی کے مرا قاتلِ بیتاب  
 ہے اگر خنجرِ ابرو پہ ترا دلِ بیتاب

نبض کی شل ہے گر گم مے قاتلِ بیتاب  
 قصِ سبیل کبھی کا مہیکو نظر آتا تھا  
 مجھے فرماتے ہیں لے کر لے لے کر جو میں آ

عشق میں دلی تڑپ سے مجھے معراج ہوئی  
منزلین عشق کی رہ ریزپ کراٹھین  
ایک پر ایک گر پڑتا ہے اللہ ری تڑپ  
آہیں کہ کہیں جو کہ شعلہ کی طرح کا نپاٹھین  
یہی لا تیرے القاب مجھے کہتے ہیں  
اور نکھر کر دم لو مجھے برباد کیا  
یہ وہ موقع ہے فرشتوں کی قدم ڈگتے ہیں  
ماہ داروں کے کوئی کام نہ نکلا اپنا  
ہنسکے بول ابھی سہی نہ کنگلی چوٹی  
واعظو قلقل ینا جو کہیں سن پاؤ  
واہ اے حضرت موسیٰ تمہیں بھی میکیدیا  
اپنا مکہ ارجو ہیو کا سا اوسی دکلاؤ  
تم جو آؤ گے نکل آئی گے انشاؤ اللہ  
سابان قیس کی تربت پہ ذرا ناقد روک  
گرم رفتاری درخشاں قد سے ترے

عرش تک جھکنا اوجھالا یہ ہوا دل بیتاب  
مثل سس میں ہوا ہنر سبزل بیتاب  
جگر دل ہین مری شکل جلاجل بیتاب  
بات جب سے کہ وہ خود ہون محفل بیتاب  
عاشق و مضطر خود رفتہ و سہل بیتاب  
ابو ٹھنڈا ہو کلیجا کہ ہوا دل بیتاب  
سیج ہے کر دیتے ہیں نیز ہر شامل بیتاب  
پیار کے مارے ہوڑی ہم لب اصل بیتاب  
بہاڑ میں جا جو ہوتا ہے تزا دل بیتاب  
حال دہ آؤ کہ محفل کی ہو محفل بیتاب  
اجی ہوتے ہیں کہیں عاشق کا دل بیتاب  
مثل سیما ہوتم پر مہ کامل بیتاب  
قبر شق ہوگی ہماری جو ہوا دل بیتاب  
اے لیلی ہے پس پردہ محفل بیتاب  
کبک پر دانہ و قمری عونا دل بیتاب

ہنسکے فرماتے ہیں یہ قدر کاروانہ گیا

جب کبھی ان سے سنو ہاے ہوا دل بیتاب

دیران گہر کیا تو مجھے خانان خراب  
۲۷ یارب ہو میرے گہر کی طرح آسمان خراب  
ہے ذکر بوسہ لبشیرین بیان خراب  
ہوگی چٹور پن سے ہماری زبان خراب

مہل کا دل دکھاتا ہے ناحق بہا مین  
 کو سے بتان کی راہ مین لوٹ گئے ہیں دل  
 شمشاد و سر و سرہ و طوبی کی اصل کیا  
 کیا عشق مین بجا بہین عقل و حواس ہوش  
 مے کر کی خاک مین ہین موشگاف تنگ  
 لیلی کو قیس محل مین اوتار لے  
 گلبرگ ہین نفیس مگر غار سخت ہین  
 وحشت سے زندگی مین خراب بہتا اپنا گھر  
 سر کا شراب تلخ کے بدلے لٹہ ہا دیا  
 نے نام دے نشان مین نہ پوچھو ہمارا حال  
 کیا دید کیجئے کہ نہیں تھمتے اشتک چشم  
 مجھ کو لحد مین رکھ کے ہین یوں دست نشتر  
 پہیری جو تھمتے انکھ تو دفتر اولٹ گیا  
 دیکھو کہ شمع روتی ہے اپنی زبان پر  
 برباد لاغری سے ہین برگ خزان کی شل  
 اولیلگی جب خرق مین اپنی تہوڑ چشم  
 ہین جان و جسم وقت جسمی لحد مین ہیج  
 شیر مین پنہنصر نہیں اہل وفا بست  
 حال حواس خمسہ کہ مومن کیا معشوق مین

کچھ کلی ہے نہ کرے باغبان خراب  
 کعبے کے راستے مین ہوا کاروان خراب  
 اوس قدم ہو چکے ہین کئی نوجوان خراب  
 فصل خزان مین ہوتے ہین برگ خزان خراب  
 ہین نکتہ دھن مین ترے نکتہ داں خراب  
 ناقہ لئے پہاڑی کرے ساربان خراب  
 ہونٹھہ اونکے لاجواب ہین پگلیاں خراب  
 اب گو بھی ملی ہے تو مثل مکان خراب  
 ساتی ترش مزاج ہے پیر مغان خراب  
 برگشتہ بخت و بوطن و فغان خراب  
 کیا جوڑے نشانہ کہ ہر دید بان خراب  
 جیسے لٹا ہوا کوئی کاروان خراب  
 لو ہو گیا خراب کون مکان خراب  
 ہین اس سیاہ خانے مین اہل زبان خراب  
 مانند بوہین بلغ مین ہم ناتوان خراب  
 طوفان نوح آئیگا ہوگا جہان خراب  
 لیلی تباہ ناقہ تھکا ساربان خراب  
 اک تم ہو کیا خراب کہ سارا جہان خراب  
 تپکٹ تباہ خاک سنیہ راہ گان خراب

<p>اور تے ہیں آسمان و زمین سے مرے خوش          کھڑا ہے تیرا چاند سما تھا ہلال سا          ہو گا ہماری آہ سے برباد آسمان          چھایا ہے دل پر رنج و غبار گزشتگان          اے طفل شک تجھ پر دل و چشم ہوں غما</p>	<p>راہ بلند و پست میں ہکا کاروان خراب          پر چال ڈھال ہے صفت آسمان خراب          کر دے گا اس جہاز کو یہ بادبان خراب          ہوں گرد کاروان سے پس کاروان خراب          گھر و ترابھی ہے کہیں خانہ خراب</p>
<p>اے قدر ساتھ چوڑ دیا قافلے کا کیون          اب ہو شک بہ شک کے پس کاروان خراب</p>	
<p>۱۵ آپ کی تقریر لائانی دہن سے لاجواب          وصف زلف و لب میں یہ ساری غزل ہر لاجواب          فصل گل رخصت ہوئی برگ خزانہ گر طے          تینوں باتو نہیں جو کچھ ہوتا ہی جٹ پٹ ہو ہی          بل پڑا برو پر اسید نگاہ لطف میں          تو پیمبر عاشقوں کا ہے لئے جاتا ہے خط          بوسہ ابرو کا جو مانگا چپ ہو اکھینچی نہ تیغ          کیا چھپے حق سے کہ دست و پا ہیں بار استین          آتی ہے نگینوں کو لوگوں کو بکڑی باتوں کی تاب          پرزے کر کے اک لفافے میں مجھے بھجوا دئے          دیکھئے آنی نہ آنی میں وہ کیا لکھتے ہیں اب          دوسری بھی کھینچی ہو جب تک کہ پینچ جاتی ہو تیغ</p>	<p>ہر جواب اسپر نند و محکو تو اسکا کیا جواب          بان اگر ہوتے تو سودا لکھتے یا گو یا جواب          لوجوانی چل بسی دینے لگے اعضا جواب          یا تو مجھے وعدہ کریاے دے ساتی یا جواب          کیا ہمارے سید ہے مطلب کیا تیا ٹیر یا جواب          پاؤں تیر اور میان ہے جلد قاصد لاجواب          کاش محکو وہ زبان تیغ سے دیتا جواب          میں چہ پاؤں کیا کہہ دیتے ہیں کرا اعضا جواب          جو کہ وہ کوہ سے پھر کر طے اوتا جواب          یا رنے خط کا مے بھیجا تو یہ بھیجا جواب          ورنہ خود جاؤنگا میں تیرا ہوا ہوں تا جواب          ایک ابرو دیا کا ہے ایک ابرو کا جواب</p>



بوجھو سو سچ نہ تم سی ملی ہو ٹھوکا وصف  
دس زبانیں ہن تو نے سکتا نہیں گونگا جواب  
حال یہ ہے تیرے بیارلب خاموش کا  
سہرون چلا یا کر مطلق نہیں دیتا جواب

ہند میں لے قدر غالب کا کوئی ثانی نہیں  
بے عدیل بے نظیر بے مثال لا جواب

ایک ن بولے کہ تم سے ہے مجھے انکار کرب  
۲۳ سہر تو موقع پاکے میں نہیں کمالے یار کرب  
ہجر میں جب سو گئے النوم اخ الموت ہے  
سخت خفہ کیطرح جوتے ہیں ہم بیدار کرب  
یہ ڈیڑھی اب ہمارے رو کر سے کہ کتی ہے  
انک تھتے ہیں ہبلالے یاربے دیدار کرب  
موت لجا گئے کہیں اسکو نہ ہمارا کر  
دوڑے غم دوڑ بھی نہیں کی جان زار کرب  
آنکھ روئے کو جگر جلنے کو لب فریاد کو  
کوئی شے اسنے بنائی جسم میں بیکار کرب  
یار ہو یا حرم ہونو یک ہو یا دور ہو  
بند رہتے ہیں کسی پر طالب دیدار کرب  
جو ملتی ہے عرش پر تیری بڑا سفاک ہے  
سان پرچہ تہی نہیں قاتل تری تلوار کرب  
گمل گیا عشق مجازی میں اسے مست است  
تہا بے کہنے میں ایدل یہ ترا قرار کرب  
سہر رہا تھا آنکھوں میں انہماکے چلنا آپ کا  
دیم مری آنکھوں سے کھلا دفعۃً اے یار کرب  
جانور میں قمری دلیل جوہین سے خلات  
لیچلین بھٹی چہ پزیرا ہد کو ہے انکار کرب  
سینہ دے دیکر پونچتا ہوں ل مشوق میں  
چور بن بکر ٹھہرتا ہوں پس دیوار کرب  
اونگتے کو شیلنے کا اک بہانہ چاہیے  
اوجھا جڑا باندہ تھے تھے اگر تم لے یار کرب  
دل چاکر عاشقوں کا ٹاٹھ بلا آپ نے  
خاک ہے سب ل بہتا ہے ہبلالے یار کرب  
اب رہے گلشن جو ساقی ہے مے گل رنگ سے  
روح تم تہا ہے مجھے لہکان دونوں ہو گئے  
لو چکیں گے یا آسمی کا فرو دین دار کرب

<p>پاس وٹھے بیٹھے ہو کس کس گھر سے آیا رکب یہ تو بے کو توڑ کر نکلا نہیں اُس پار کب روپ پر آیا ابھی آئینہ زخا رکب مانتے ہیں بے پیئے سرکار کی میخوار کب کوئی دل بے بیخ کب سے کوئی گل بیخار کب قتل کا بیڑا اوٹا یسگی تری تلوار کب طالب دیدار کو دکھاؤ گے دیدار کب</p>	<p>میں نے سب چھیڑا تمہیں تنے مری کب مان لی آسمان کی او طرف سا کہا ہے تیرا آہ کا دیکھنا دو ایک بوسون میں نکھر جائیگا حسن آنکھوں کے بوسے پتھر کیسے اے ساتی ضرور ہم کو بلبل درہم بلبل کو سمجھاتے ہیں یون کب بیٹھے وہ لب رنگین ہمارے خون سے خلق میں یا قبر میں یا حشر میں یا خلد میں</p>
<p>آسمان طلباے پرہیز نہیں ملتا ہے قدر ڈٹ گیا ڈیوٹری پر اب دلتا ہو میرا ریا کب</p>	<p>آسمان طلباے پرہیز نہیں ملتا ہے قدر ڈٹ گیا ڈیوٹری پر اب دلتا ہو میرا ریا کب</p>
<p>۲۵ رنگ یہ لائے عندلیب گل میں ہماے عندلیب طرز اوڑاے عندلیب مجھ کو نہ پای عندلیب دھوکے میں کیو دوش پر بیٹھنے جاو عندلیب ننگی پھول کی کلی قبلہ نماے عندلیب طوق نہ پہنے فاخستہ خاں کماے عندلیب گل ہمہ تن تو گوش ہے شور بچاے عندلیب گل کی جگہ میں خار و خس پر میں بجا عندلیب چھیڑو ستار جس گھڑی نکلے نواے عندلیب اپنی کلی کے نام سے پر میں چہاے عندلیب یار میں ہے جفاے گل ہم میں دفاے عندلیب</p>	<p>داغ جو کماے عندلیب نقشے جہاے عندلیب دل ہے بجایے عندلیب نالہ صد کماے عندلیب پھول سے گال کو لکر جاتے ہو باغ کو لکر جب عمر گل میں سانس لی ذکر ترا ہو جلی اونکا جنون ہے ساختہ ہم میں جو اس باختہ خون و فاکا جوش ہے لب بے عیش خموش ہے اُس سے خزان کا دترس بل بے کشاکش قفس ہاتھ ہر ہر لو کی چڑی اونگی ہر اک ہے پھل چھری جب گل غنچہ باغ کے چنے کو باغبان چلے ہم نے کئے ہزار غل و سنے اوڑاؤ دہ کل</p>

ہمسہوا حشہ ٹھننے نالوں کا ڈھری یوں چھنے  
 دل میں نوجو تیرا داغ دلو کوں ہیں بے چراغ  
 خیر اجاڑا شیواں تو سہی دیکھ باغبان  
 فصل بہار کی مہین منتظری ہے کیا کہین  
 دیکھ تو رخ کی تاب کو رہ نہین گلاب کو  
 روتے ہیں باغبان تک ہلتے ہیں آسمان تک  
 عشق کا رنگ یکنا خار سے سینہ سب چھینا  
 روٹھتے ہیں دونوں ہر ستم ہر مصلح ہر ہم  
 یوں ہیں سہے جو صلح کل و نون طرف ہوا کیل  
 عشق کو راہ کیا ملی حسن کو اک سزا ملی  
 صحن چمن سے تابدر گل ہی گل آئین سب نظر  
 الفت رخ کا پہل ملا سینے میں تازہ گل کھلا  
 حسن کو لاکھ ناز ہو چھ سبھی ہو فوق عشق کو  
 عشق کی جب ہوا چلی حسن نے سانس تک نہ لی

خیسے آدمی بنے ہوش میں آئے عندلیب  
 بے گل تریماں باغ انگ لگاے عندلیب  
 بولے میان بوستان چنبد بجائے عندلیب  
 پتا جو کھڑا باغ میں سمجھو صدائے عندلیب  
 تیرے بھٹ شراب کو عکس بنائے عندلیب  
 پونچھے نہ گل کے کان تک ہر سائے عندلیب  
 غار زور و گل بنا خون و فائے عندلیب  
 گل کو نہایتن جا کے ہم دلو کو نہائے عندلیب  
 بولین ہزار ہائے گل گل کہیں ہمارے عندلیب  
 آتش گل سے جا ملی گرم نواے عندلیب  
 آئے بہار اسقدر بار نہ پاسے عندلیب  
 ٹوٹا جو دل کا آبلہ آئی صدائے عندلیب  
 تم سر گل پہ دیکھ لو رہ نہ پاسے عندلیب  
 چکی اگر کوئی کھلی آئی صدائے عندلیب

باغ تو کوئے یار ہے ہوا نہ گلغدار ہے  
 غیر بجائے خار ہے قدر بجائے عندلیب

ردیف تائے فوقانی

جانور میں آدمیت ہے میان کوئے دہوت ۱۴  
 مہین سگ اصحاب ہے بڑے ہر گان کوئی دوست

<p>ہاں پہوئے خطا گرا بہو لا نشان کوے دوست  ایک دن بتلاتا بتلاتا نشان کوے دوست  حشر میں اوٹھتے نہیں فتادگان کوئی دوست  میرے مٹنے سے مٹا نام و نشان کوئی دوست  مجھے انعام کے مانگے پاسبان کوئی دوست  روح جنت کو گئی دل ہے میان کوئی دوست  شام سے کیوں غل چاتے ہیں گان کوئی دوست  سو گئے جب سنتے سنتے دستان کوئی دوست  آشیان سر پر بنالین طائران کوئی دوست  شاعر کس سہنے سے کرتے ہو بیان کوئی دوست  پاؤں سوئے سو گیا جب پاسبان کوئی دوست  یہ گلی دلچسپ ہے کیسی زبان کوے دوست</p>	<p>ہاں قاصد کو جو بھیجا تھا میان کوے دوست  ساتھ قاصد کے میں جا پہنچا میان کوئی دوست  صورت کی آواز کو سمجھے صدا سے پاسبان  میرے سوئے نے بنا رکھا تھا محشر زاوے  وہ بھی دن ہوا آہی یار ہوا غوشش میں  مرگنے کو تفرقہ ڈالا محبت ہے وہی  چاندنی کو ٹھٹھے چنگی شاید وس رخسار سے  عالم رویا میں ہم کو حج اکبر ہو گیا  کچھ سرور پاکی خبر مجھ کو نہیں مانند قیس  آب کوثر سے ذرا اپنی زبان دھو ڈالیے  خفتہ بختی سے کڑے ہو چکے راتین کاٹ دین  انکھ سے دل تک جلو خانہ ہے اوکے صن کا</p>
---	---

قدر حبت میں جو پہنچا ہنسکے ضو ان کما

آئیے اے شاعر نگین بیان کوے دوست

<p>ایک عالم پہر لیکن رخ جانان دزات  برج میزان میں تلمے تہی کیسیان نرات  باز رہتا ہے دریدہ حیران دزات  کیوں لڑے مئے قہر ہندو مسلمان نرات  خچر ہو جاتے ہیں دن میں نمکدان نرات</p>	<p>چاند سورج نہیں رہتے کبھی کیسیان نرات  تہا بردہین رخ و زلف نمایان دزات  دل میں جب چاہو چلے آؤ مکان آپکا ہر  کفر و دین ایک سے تسبیح میں زنا رہی ہے  میرے زخموں کو مڑو ہے وہ نکپاشی کا</p>
---	--

<p>یا دیکھوین مے منہ سے جو آہیں نکلیں  دیکھنا پچاند کے دیوار چلا آؤ گنگا  صبح سے شام تک زلف کا مذکور رہا  کیا چکے ہیں یہ قسمت کے ستارے ہر وقت  خشک ترین تری الفت نے ہوا بند ہی ہے  دن کو بڑھاتا ہوں رات کو براتا ہوں  لبے رخسار تک خط ہے نکلتا آتا  اک سحر ہی ہے تے چاک گردِ بانو نہیں  وصفِ خطِ رخ گل رنگ کیا کرتا ہوں  دانت تپتا ہے ہین لالہ برودِ سر قبۂ عرش  حسن کے ساتھ لگی رہتی ہے سرگردانی</p>	<p>کالی آندھی وہ اوشھی ہو گیا جانانِ نر  تیری ڈیو پڑی سے سرکنا نہیں دبانِ نر  میرے نزدیک تھا یہ میرا پریشانِ نر  تم جو بات تھے پہ چنے رہتے ہوا نشانِ نر  جاسجا بلبل دس سرخاب ہین نالانِ نر  جاگتے سوتے ترا ذکر ہے جانانِ نر  وصلیاں لکھتا ہے یا قوتِ رقم خانِ نر  یونہیں پٹ جاتے ہیں دس مگر بیانِ نر  لکھا کرتا ہوں حواشے گلستانِ نر  لکشانِ مانگِ رخ زلف پریشانِ نر  دیکھو چکر تین ہین مہر و مہ تابانِ نر</p>
<p>عشق ہے چاہِ ذوقِ کا نہ دہن کا لے قدر  لوگ یوں مجھ پر اڑھس یا کرین طوفانِ نر</p>	
<p>اڑاتا ہے آنکھیں گرفتار الفت  ادھر رزمِ دلبر ادھر طعنِ غلط  وہ آنکھیں ہیں یا نور کی ہیں کانین  ہر اک داغِ باغِ محبت کا گل ہے  مجھے شیشہٴ دل کا دھڑکا لگا ہے  ہے قدر کے تصور میں تپتی سیجا</p>	<p>نظر بند ہو گا گنگا ر الفت  ہے اترا آمیز انکار الفت  وہ رخ ہے کہ آئینہ بازار الفت  ہر اک آہ ہے سرو گلزار الفت  اٹھاتا ہے سنگِ گر ازار الفت  کڑی رہتی ہے سانے دار الفت</p>

<p>نمایان ہین چہرے سے آثار الفت کھرے کوٹے پر کھو تو دنیا الفت بڑھی میری اونکی یہ تکرار الفت پلک سے سجا کجہ برابر الفت کتابوں سے باہر ہین اسرار الفت عجب کیا ہوں شہود ہمار الفت گلوں سے بھی عمدہ ہین یہ خال الفت ہے مرگ مفاجات آزار الفت</p>	<p>عجب ہستی ہستی جو پیشانی اونکی مجھے اور غیر و نکو یکسان نہ سمجھو غرض الگ ہی ہاتھ پائی کی نوبت ترے دانتوں پر جب تکمین ٹپپنی یہ ہے علم سینہ نہ علم سفینہ وہ ہوتی کی نکو نہیں عارض مرورت دعاؤں سے بہتر لگاؤٹ کر گالی بہلے چنگے مرنے ہین مٹی بیٹھائے</p>
<p>وہ کہتے ہین اے قدر سنکر شکایت بڑے آئے یہ بھی طرہ فدا الفت</p>	
<p>ہو گی سمت کے تل کے برابر تمام رات کمرہ تھا اپنا برج دوپہر کے تمام رات باہر تمام دن ہے تو اندر تمام رات وہ مہ نہ آیا ہاے مقدر تمام رات چمکے ترے نصیب کے اختر تمام رات آتا ہے چین آپ کو کیونکر تمام رات ساکت تمام دن ہوں تو شہنشاہ تمام رات ہوتے ہین تارے تم پہ بچھا در تمام رات آنکھیں کھلی رہیں صفت در تمام رات</p>	<p>کھیتی ہے پیش گیسو دلبر تمام رات چمٹا رہا جو وہ مہ انور تمام رات ظاہر ہین و سفید ہوں باطن ہین تیر دل مانگین دعا یں سجد میں سر پہ پڑ پڑ کر افشان چنی چین پہ چو لے ماہ تا سحر کر ڈٹ ادھر ہر دلتے نہیں شکوہ در کنار بیچس وہاں و چشم کی الفت نے کر دیا اے رشک ماہ نام کو تیر شہاب ہین دل میں جو اونکی دید کی آمد تھی شام سے</p>

تارون سے ہجر یارین ہریت پگھلتی ہو وہ طفل میری نیند کو سمجھا کیا غشی درخت سے جھکودیکھنے لگیں وہ قریب چشم تا صبح تیغ ابرو قاتل کا ذکر ہے بیٹھا جو رونے کو مین شب غم میں یکدم جو مر کا چاند اسکو کسی شب بنائیے ہے فرض خاک تکیہ ہے بہر فراق مین غم نے ہمیں زمین کا خست بنا دیا آٹھون پہر وصال میں عیش نشا ہے اٹھا گیا نہ صبح تلک فرش خواب سے سر چڑھکے زلف یارین سرگشتہ دل ہوا خطا شام ہے تو آخر شب حید بن بن تھا صبح کو یہ مصرع آتش زبان پر	ہے کوڑیا لاسا نپ مقرر تمام رات مجھکو سو گھٹائی زلف معبر تمام رات گزر کی اس میں رخصت پر کیونکر تمام رات ہم یونٹین کاٹ دیتے ہیں اکثر تمام رات مثل جاب تر تا پہر اگھر تمام رات صدتے ہے چاند آپ کے سر پر تمام رات پایا ہے چین خاک نہ بہر تمام رات ہم جا گئے کے ہو گئے ہو کر تمام رات عید و شب براستے ہون بہر تمام رات بہاری تھی ہجر یارین مجھ پر تمام رات معراج میں بہرے ہیں ہم پر تمام رات مانگ آدھی رات کا کل دہر تمام رات نوجیکان چلین مے سر پر تمام رات
---	---



اے قدر شام غم سے مجھے بیستی رہین  
نہ آسیاے چرخ برابر تمام رات



چلے آؤ نکھون میں تم کہہ کی صورت کہانم ہے دیکھ اپنے لاغر کی صورت خدا نے قیامت کا طول اسکو بخشا عدو کی تواضع سے عاقل نہ رہنا	۱۳ بچھا لینا پر دون کو بستر کی صورت پڑا ہوں میں بستر پر بستر کی صورت شب جب سے روز محشر کی صورت کہ جھلنے میں اسکی ہے خنجر کی صورت
---	--

<p>بدن ہو گیا تارِ مسطّر کی صورت  دہکتے رہے داغِ اخگر کی صورت  دل اپنا ہے لوٹن کبوتر کی صورت  اس آئینے میں ہے سکندر کی صورت  چلے آئے گا یہاں گھر کی صورت  نگہ تیز موے فرہ پر کی صورت  کڑی چکنی ہے سنگ مرمر کی صورت  کہ برسوں سے دیکھی نہیں گھر کی صورت</p>	<p>گلے انتظار خط یا در میں ہر دم  جلایا کیا یار کا غم ہمیشہ  نہ لایا کبوتر خط یا راب تک  جہاں میں جہاں آفرین کا ہر جلوہ  سوا آپ کے کوئی دل میں نہیں ہے  دلون کا نشانہ اوڑا تاتی ہیں آنکھیں  تری گاسے تیری چھاتی کا پتھر  جنون میں نہ حال وطن ہے پوچھو</p>
<p>سفر میں بھی اے قدر یہ آبرو ہے  نیکے میں قطرہ ہے گوہر کی صورت</p>	
<p>۱۶ طوٹے خط ہزار کی صورت  اوڑ کے آئے غبار کی صورت  دیکھنا میرے یار کی صورت  جسے دیکھی ہزار کی صورت  کیوں اوجھتی ہو خار کی صورت  میسے اس جسم زار کی صورت  آج ابر بہار کی صورت  یاد رکھے مزار کی صورت  نقش ہے دل پہ یاں کی صورت</p>	<p>گل سے بہتر ہے یار کی صورت  مٹکے پونچے ہیں کوئے جانان میں  بو سے کے نام سے اوڑا ہر رنگ  زال دنیا بھی ایک قعبہ ہے  نہ خفا ہو کہ گل ہو اے صاحب  وہ مگر آنکھوں میں سمیٹا نہیں  بہر رہا ہوں جسٹری لگا دوں گا  کوئی رکھ کر محل میں بھول نہ جاے  چاہوں تو صان کینچ دون تصویر</p>



<p>دیدہ اشکبار کی صورت خط ہے خط حصا کی صورت سب سے بہتر ہے یار کی صورت ہے گریبان کی تار کی صورت فلک کج مدار کی صورت گیسو تا مدار کی صورت</p>	<p>غمِ فرقت سے آبِ آبِ سرِ دل آنکھیں جادو ہیں عاشقوں کیلئے داغ لالے میں چاند میں جہان میں لاغری سے نہ بوجہ گردن پر تم بھی لے ماہِ چہرے گئے ہم سے آج چہرِ آپ بل کی لیتے ہیں</p>
<p>قدرِ حبِ صبح سو کر اوتھتے ہیں دیکھ لیتے ہیں یار کی صورت</p>	
<p>رویا کیا میں اپنی کہانی تمام رات تکھوسنا لگی وہ زبانی تمام رات لونی مہار باغِ جوانی تمام رات تھی اسف در تری نگرانی تمام رات برسا تمام شہر میں پانی تمام رات نہہ پیر کر نہ سوئے جانی تمام رات کیسی رہی ہے مجھ کو گرانی تمام رات آئے نہ پہرہ یوسف خانی تمام رات پھر پھر کے خاکِ دشت کی چپانی تمام رات کیا کروٹیں بدلتا ہے جانی تمام رات یوں دل سے سینے اور کہانی تمام رات</p>	<p>۱۲ اوس شمع رونے ایک نہ مانی تمام رات قصہ ہمارے سوز کا ہے یادِ شمع کو اپنا شبِصال میں کیا رنگ جھلکا آنکھیں سفید ہو گئیں مانند آئینہ روتا پہرا میں یاد میں گیسو کی ہر جگہ کروٹ بریلے صبح کا تارا نمود ہے کہا کیا جویں غم گیسو تمام دن دامن چھوڑا کے آج سرِ شام سے گئے اون گیسوؤں کے عشق میں سودا جو ہو گیا پاتانہ میں جو نیند میں پہلو میں دل تھیں چھڑوں جو اپنا قصہ بہانہ ہوئیں کا</p>

موقع ملا نہ جو سب کے لئے قدر صحت  
بگڑا رہا وہ ظلم کا بانی تمام بات

۲۲ دل تو تڑپے ذوق زلف سیدہ فام بہت  
قوس بڑھنا آ کے لب بام بہت  
مجھ سے کہتے ہیں کہین دج نہ کرو انہیں  
کیا کوئی مجھ سے گناہ نہیں دوزخ میں  
نور معنی میں ہو صورت نہیں کام آتی ہی  
زلف یاد آتی ہے اب دیکھ لے کیا ہوتا  
سر پہ اودھ گاتا دیکھنا اے گردش ہر  
ایک بوسہ تو دیا اپنے آباد رہو  
قیدی زلف کا وہ کھلا کھڑا ہے دم  
چشم مینا ہو تو ہے باغ جہان لگتے  
اس قدر وصف دہان و کمر یار بڑا  
ایک چلو نہ بہرا خیر چلے اے ساتی  
آنکھ میں ہم سینکے ہیں حضرت موسیٰ کی طرح  
ترک چشم سیدہ یار سے شبہ پائی ہے  
نہ اونہیں ناز سے فرصت ہمیں غم سبجات  
روز و دو جام چڑھتا ہے خدا خیر کرے  
عشق گرامے تو دوسرے چکا بنے تو دو

پرتو جہاڑے کہیں بلبل قفس نام بہت  
خود تری ذات کر لگی تجھے بزم بہت  
رکھ کے سر زانوؤں پر کرتے ہوا رہت  
منہ پیاسے چلے آتے ہیں دو دانم بہت  
تھکا بلال حبشی در نہ منیہ نام بہت  
ٹیس دھتکتی ہے مے لبین شراب بہت  
کامے دو گاتھے اے بلق ایام بہت  
بہت بہت اتنا بہت ہے بت خود کام بہت  
شب سے ہی خانہ زنجیر میں کلم بہت  
لالہ رخسار و سمن بوسے دگل نام بہت  
شعر اشعرین کہنے لگے ایسا نام بہت  
میکدے سیکڑوں ساتی گل نام بہت  
اب تو وہ بیٹھتے ہیں لگے لب بام بہت  
کچھ بلوں پر ہے وہ گیسو فیام بہت  
مل چکے اونکی طرح ہو بھی ہر کام بہت  
ہو چلا ہے فلک پیر بھی بزم بہت  
ہم سے ناکام بہت آپ سے خود کام بہت

<p>ہے صیاد نے کربال میں غلہ مارا ایک بوسے پہ پہلا جان میں کیونکر دیدن جاتو سائی کوئی قاضی کا پیادہ لے آیا آمد و رفت نفس بند نہ کر گشتا مان</p>	<p>فکر تھی اوس کو ہماری سحر و شام بہت کہ رقم اپنی تھوڑی ہے مگر دام بہت وہ ہوم بھٹی میں مچا تے ہیں آٹام بہت اسی مالے پہ مین جیتا ہوں ترانا بہت</p>
<p>قدر رندانہ غزل خوب کی مثل علی رات کیا پی گئے تھے بادہ گلغام بہت</p>	
<p>۲۵ راہ نکلی جو بھاری رات آفت کی رہی بیداری رات آئی پہاڑی بھاری رات اس جہر میں پہاڑ بھاری رات وہ جس گھر جو بھر نورانی آئی تو پہرے لخت جانی موبان دکھا ہر نگاری سو سیہ میں قدرت باری اب چلیگا حیلہ حوالا وصل میں اچھا سخر اٹکا لا دل کا حلقہ بہرین لایا آنکھ بجا دوا پنا جگایا + تھے خبر لی پہر نہ پلٹ کر اٹھ پر کیا گزری ہم پر کام بناور پردہ ہمارا آنکھ کا پردہ رو کا سارا چہرہ دکھا کر بکودہ کا فوز لغت میں پی پنا سیکھا کچھ ہی عزیز ثواب تو اسے اسکی ہمیں بڑا شکر کما کیسی آنکھ میں چربی چائی خوب تر لگی سے پانی دن کو وصل کجا جگہ چوٹا شب کو جگر کا رونا چوٹا صبح نمایان رخ کے سبب تھی مگر کا پلا چاندنی تھی</p>	<p>۲۵ تلے گرج گزری رات ان کو نو نہیں کٹی ساری رات اتنی بڑی ہو ہماری رات ایک ایک گھڑی ہو ساری رات بھینی بھینی بھگی سانی میری پیاری پیاری رات شام سے آئی رات اندھیری پھیلے کو ہر نگاری رات وعدوں میں تھنہ دن بہڑا لایا تو نہیں ساری گزری رات دل کو بچانا میرے خدا یا آج ہو اس پر بھاری رات روئے پیٹے بلکے دن بہڑا پے اوچھلے ساری رات خانہ دل میں لا کے اوتا را آئی جو ادھکی سواری رات چارہی دن کی چاندنی ہو بڑی لگی اندھیری رات سنگ ناز و دن ہی گراں ہے لیون توں حد میں بھائی رات شمع کی کوپر دیا پر آئی کھینچے ہوئے جو کٹاری رات چلیے اچھا بچھا چوٹا اچکا دن تو ہماری رات دھوکے میں غصہ توئی غصہ توئی آنی ترعی رات</p>

<p>نام کو شبنم گرتی ہے شب بہر کرتی ہی میری رات  دیکھ چکا تو دل کو جگر کوڑے باری باری رات  چاند کی صورت ہے ہر جا لی پرتی ہی ماری رات  آہی رات سے مانگ تھری لہرین کندہ ہر ساری رات  صبح کو کام تمام ہوا وہ ڈھنگی دل پہ کٹاری رات  آنگھیں بال پکار ہی مین کی ہے کہیں میخواری رات  ساتون فلک کے تیری بکرنگی ہفت ہزاری رات  ہم بھی رات سے عاری آئی ہے بھی آئی عاری رات  خود دل شب میں شبنم گرتا زلف جو ہنسنے سوار رات  ہجر کی شب میں ٹوٹا وہ تارا ہو گئی سب رنگاری رات  سوج میں تیرے کیسا سناؤ ڈوبے اچھلے ساری رات</p>	<p>دھوپ کا پردہ ہے سرسردن کا کلہا جلتا ہی ہو  بائیں نہ دہنے چین سے تجھ کو خواہ ادھر خواہ اور  وصل کی شب کل ہنسنے سائی آج وہی شب غیر پائی  آخر شب جو ٹی ساری رات ہوئی موبان سے بھاری  سینے میں لک لکھم ہوا لوگوں کے لڑنے ہی کام ہوا  ناحق نشا اوتار ہی مین ناحق آپ سنوار ہی مین  بستے غریبوں کے گھر اگر کیا کرے دولت وصل کر  شام سے اوس نے وہ ہوش ڈراؤں چھلے سنا لے رنگ لا  آئینہ خود آئینے کا گھر تھا آئینہ رخ کے جو پیش نظر تھا  ٹوٹا دل کو جو چھلا ہمارا عشق خط رخ کھل گیا سارا  قہر شب بہر جو کھڑا ایک تڑپنا ایک سے روزنا</p>
---	--

زلف شب قدر اونکی ہی ساری دلوں پہ اوسین کیا دشواری  
بڑھ کے کرگی خود دل داری وہ تو ہی قدر ہماری رات

### روینے شائے مشلہ

<p>۱۵  انگہ کو سرمہ ہے منظور نظر کیا باعث  اے اجل تو بھی خفا ہو گئی دلدار کی تات  طفول دل دامن گیسو میں پڑا ہے بیمار  ایک ساعت ترے آنی کی مقرر ہوگی</p>	<p>کیون دیا صا دہ پیکار زبر کیا باعث  کوئی آتا نہیں دو دن میں ادھر کیا باعث  لگ گئی کیا تری انگہ کی نظر کیا باعث  نیند آتی نہیں کیون آئینہ پیر کیا باعث</p>
---	---

آفتاب رخ پر نور کو دیکھ لٹایا عدم آباد کو بھیجے گئے سیہ بخون کو سننے ہیں برف میں ہی آگ رہا کرتی ہر خاک حاصل ہی ہوا جسکو سمائی ہی بیان کس بلا طوار کا دامن ہے اصل نے پکڑا ہو نہیں حیران بڑا پلے میں غفلت کیسی جان لیتی ہے شب ہجر کی کی ہر شب کسی سرکش کو خدا نے نہ سزا دیا آتش رخ سے مراد تو پھٹکا جاتا ہر کیا مے ساتھ شب جہنم پیری ہی جہی	در نہ کیوں خشک ہو بے دیدہ کر کیا باعث بال لٹکائے ہیں کیوں تابہ کر کیا باعث ٹھنڈی سانسو نہیں نہو سوز جگر کیا باعث کیوں بگوئے زمین خاک بسر کیا باعث نیچا آج ہے کیوں زیب کر کیا باعث ننید آئی مجھے ہنگام سفر کیا باعث روز بچھتا ہے گریبان سحر کیا باعث سرد میں کیوں نہیں آتا ہر فخر کیا باعث تیرا کوٹ نہ جلا ریشم تو کیا باعث بولتا آج نہیں مرغ سحر کیا باعث
--	--

تم ہو ہوئے ہوئے اللہ پہ شاید لے قدر  
در نہ یوں رہتے ہو اعدا سے بڑ کر کیا باعث

بسمولن پر لوٹے قاتل عبث چال خنجر کی نہ چل قاتل عبث تھی نہ آب خنجر قاتل عبث کر نہ غمزنے خنجر قاتل عبث مفت میں خنجر خنجر چلی گیا لے پہر سینے سے قاتل اوٹھ گیا بے غمزن سے غم کی فرمایش ہے کیوں	۲۶ تو ہوا جاتا ہے خود بے عمل عبث جھک کے تو مجھ سے نہ اتنا مل عبث ہچکیان لینے لگے بے عمل عبث کج ادا ہو کر نہ مجھ سے مل عبث ذبح کرنے کو جھکات مل عبث یہ تڑپے تیری لے بے عمل عبث بے دلون سے مانگتے ہو دل عبث
---	--

تیغ ابرو کو نہ آئینہ میں دکھیہ  
 ہضم کرنے کا ارادہ تو نہیں  
 چلتے چلتے کشتی سے رہ گئی  
 توجو اے دلبر ہمارا دل نہیں  
 ہوگا سینے سے جلاؤہ نازنین  
 تو نے کب جھیلی شب تاریک ہجر  
 کیوں کروں پہرے شیشہ جو چور  
 آگ میں دانہ کبھی جمتا نہیں  
 جو نہ سوز غم سے ہو جل بھٹکے خاک  
 خود ہی تل پڑتا نظر لگتی اگر  
 خون گرفتہ ہوں مرے موت میں  
 کیوں گھلون فکر میان یار میں  
 شمع کی مانند کٹاوی زبان  
 زلف میں نا حق دل بیتا ہے  
 پہر ترا دہیان آگیا محشر ہوا  
 قیس کی آنکھوں میں تپتی ہو سیاہ  
 داغ پروانہ کوئی چوٹے کا شمع  
 تیرا سہم اور تیرا کوہ کن

آپ تو اپنا منو قاتل عبت  
 لیکے دل پہر مانگتے ہو دل عبت  
 ترک کیا ساقی دریا دل عبت  
 کیوں پڑکتا ہے ترا تل عبت  
 تو ترپتا ہے بہت آد دل عبت  
 فق ہے منہ تیرا مہ کامل عبت  
 کیوں ملاؤں تیرے دل سے دل عبت  
 ہے رخ روشن یہ تیرے دل عبت  
 وہ جگر بیکار ہے وہ دل عبت  
 منہ کا جل کا بنایا تل عبت  
 مجھے چوٹا کو چھ قاتل عبت  
 پیچ ہے بیکار لا حاصل عبت  
 بک نہ اتنا عارف کامل عبت  
 دام میں ہے طائر بسمل عبت  
 ہوش میں آیا ترا غافل عبت  
 کب سے دید یہی محل عبت  
 کیوں سستی ہوگی سے محفل عبت  
 کا شہ ہے عشق کی منزل عبت

دل تو کب کا اشک ہو کر رہ گیا

## قدر کرتے ہیں دلِ عبت

<p>مختار ہوں تو بہر خط تقدیر ہے عبت ابر و عبت نہ زلف گر لگی ہے عبت ابر دے کچھ ہر بیچ جو سید ہی نہ مانگ ہو معشوق جھکا دور ہو حال و سکا سوچئے احباب جھمکوا دنگی طبیعت پہ چوڑ دین اے جوشش جنون جو سلامت ہے لائے ہم درکنار غیہ یہ چوڑا نہ ایک ہاتھ جنت کا کیا محل ہے نصیحت کی لمحے پہلو بدل بدل کے کٹرات تو سہی در کا خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست ایسا نہ کہ خلق تجھے سنگدل کہے گردن کے گھونٹنے کو گریبان کم دتا جو میرے حق میں کم وہ آیت و حدیث ایذا رسانیں سزا نہ بہا مجھے قبول</p>	۱۵	<p>مجبور ہوں تو تہمت تقصیر ہے عبت پر کاٹ پہاںس ی بستے پیر عبت سچ ہے کمان باند ہنارتیر ہے عبت اس باب میں حضور کو تحریر ہے عبت کچھ اور اس مرض کی تدبیر عبت یہ تہم کڑی یہ طوق یہ زنجیر عبت بس کہو لے کر سے یہ شیر ہے عبت اے واعظو یہ وسعت تقریر عبت کیا میری جان نالہ شکیہ ہے عبت ساتی بلا بھی کہ کینِ تاغیب ہے عبت اتنی رکھائی اے بت بے پیر عبت طوق گران جو نہیں لگو گیر ہے عبت یہ بات ہے تو بہر خط تقدیر ہے عبت کیا کام اسکا نرم میں لگی ہے عبت</p>
---	----	--

آنکھیں لائیں قدر نے آنکھیں دکھائے  
کچھ اور اس غریب کی تعزیر ہے عبت

<p>باتیں کرتے نہیں آغنجہ دہن کیا باعث دیکھ کر زلف کو کیا آتش غیرت بھڑکی</p>	۱۳	<p>پہول چہرے نہیں آتشک چمن کیا باعث کو ملا جل کے ہوا مشک خشن کیا باعث</p>
---	----	---

<p>روے رکوشن میں گناہن خوش نہیں  ہر مو کیا وہ نہیں آئے مری میت میں  کچھ تو بدلی ہے ہوا دیکھئے کیا گل پہلے  بال ہے تیری کرنا رہا تو نہیں  نوجوانوں کو مٹا کر تجھے غم ہے شاید  نہ میں یوسف ہوں نہ یعقوب کے فرزند  کیا مرے ساتھ گیا زیر زمین جوش جنوں  غیبت انوں سے معے یہ کہی پوچھوں گا  چشم زکس سے بھی تم کرتے ہو پردہ شاید  شام غربت کسے اوس زلف نے دکھائی ہے</p>	<p>خشتہ رہا ہر ترا چاہہ ذوق کیا باعث  اتکلاک لاش ہے بیگور و کفن کیا باعث  آج ہے اور ہی عالم پہ چمن کیا باعث  ہر چراتی ہے نگاہوں سے بدن کیا باعث  جامہ آبی ہے ترا چرخ کمن کیا باعث  پہر مرے پیچھے پڑے اہل طن کیا باعث  نہ رہا قبر میں اک تار کفن کیا باعث  نہ مگر خلق ہوئی وہ نہ دہن کیا باعث  کیون نہیں کرتے ہو گلگشت چمن کیا باعث  اپنا سر دھنتے ہوں یاران وطن کیا باعث</p>
<p>بے سبب آپکا چہرہ نہیں اُترائے قدر  کچھ تو فرمائے اے مشفق من کیا باعث</p>	
<p>۱۵ کتنا ہے کہ ظالم میں تو نہیں ظلم کی پہر بنیاد  کیون لاشی میری رتوں میں کتبہ مفت یکم کیوں لکھیں  سے مرضی مولیٰ از ہر لدلی تیرا جارہ اس میں نہیں  سوتا ہے تجھے قارون تعین کچھ راہِ خلیفہ صرف ہی  یتانہ بلے حکم خدا ہے اوسکے پرند ماری پر  جھپی ہو گئے بردہ کمان گین میں چری لاکھ ہو  تصویر ادنیٰ کی نہ سیکھا دیکھ ادھورا کام بھی کیا</p>	<p>کیون بارہ چہری پر کتنا ہے تو کمال ہر تم ایجاد  چو کو گناہ خواب گئے ہیں ہر شہر عث فریاد  ہر دیش میں ہے تو شاد عث ہر رنج میں ہے ناشاد  یہ بوجہ نہ تجھے اٹھ سکے گا سر نہ بہت تولاد  پہر باغ میں ہے ہر تار کیوں گلچین کو لکھی صیاد  پہر قتل پہ قاتل باندھی کر تیار ہے جلا عث  کھینچی کی نہیں معذم کر محنت تو نہ کر نہزاد عث</p>



<p>ابر کا فدائی ہوں میں ترا تو مجھے ہون پڑا بل منہ مانگے ملی ہر موت کسی ل کو ہر مری سودا سا ہوا منے پہ سلوک اس عشق کیا کیا کرمانہ کبیر کا تو فی مجھے جب جان پر اپنی کیل گئے رستم ہی اگر وہاں ہی کیا ہم تو ہمیں نثار سرتقدانہ جانور دن چال حلین سینے میں تپانے دل جو مرا ہے کون کھڑتا ہاتھ ترا سودا ہر غصہ بک خون کمان سب جلک ہو اہو خاک سیاہ</p>	<p>جو آپ ہی تجھ پر مرنے لگا پہر اوس پہنکر سیداعبت بے وقت کب لکب آنے لگی ہر یار کی اوسکو یاد عبت آہو نکا تصور بندہ جو گیا سبک ہوئی برباد عبت خسرو پہ نہ ہاتھ اک صان کیا سپر ڈلیا فرما عبت تنتے ہیں چین میں سرور نکہ پہنچتے ہیں کھڑے شمشاد عبت تو عمر ہر اپنی زلف میں رکھہ چل عبت سب عبت ہر چشم کیا روگ مجھے شستر نہ لگا فضا عبت</p>
<p>اک ہاتھ سے تالی جیتی نہیں اپنی قدر تحسین کیوں خط ہوا لو تو کھو تو ہو لے بیٹھے ہیں وہ تم کرتے ہوا نکو یاد عبت</p>	
<h2 style="text-align: center;">ردیف جہیم تازی</h2>	
<p>۱۶ قاصد یہ کہنا پاکے مے یار کا مزاج خورشید حسن کتے ہیں یا پادشاہ حسن یہ لڑنیاں ارنی ہے زبان پر صیاد نے چین میں قفس لاکے رکھ دیا منت کش مسیح ہو گا وہ مشترک حافظ خدا ہے گور غریبان کا اندون نے نکھر کر بہ آتے ہیں کوٹھی پنہام کو دونوں جہان کی قید سے چٹا اسیر زلف</p>	<p>پوچھا ہے اک غریب نے سکر کا مزاج شاعر بگاڑتے ہیں مے یار کا مزاج بہکا ہوا ہے طالب پیدار کا مزاج کیا پوچھتے ہو مرغ گوشت کا مزاج ہے عرش پر حضور کے بیمار کا مزاج بگڑا ہوا ہے یار کے رہو کا مزاج پہچانتے ہیں طالب دیدار کا مزاج قابو میں کب سے تیرے گرفتار کا مزاج</p>

<p>بلبل کی وہ سنے نہ یہ میری کہی سنے  دو گز زمین پائی جہان مر رہے وہیں  ٹپڑ پانہوگا ہم سے ہمارا خدا اگر  تنگے گلی گلی کے وہ چنتا ہے ہر قدم  عشق بتان میں باندھے رکھو نہ دھکوں  کب لگے ہر طبیب کے پھیلے گا اوکا ہاتھ  صیاد سے کھورگ گل کا بنائے جال</p>	<p>ملتا ہے کل سے کچھ مے دلدار کا مزاج  کیا خفتگان سایہ دیوار کا مزاج  سید ہار ہے گا اوس بیت بیلا کا مزاج  کیا ہر گیا ہے عاشق رزقا کا مزاج  خوگر ہوا سکونت کسار کا مزاج  چوتھے فلک ہے تے ہمارا کا مزاج  نازک بہت ہے بلبل گلزار کا مزاج</p>
<p>فر باد و قدر و دواست و مجنون میں ایک ہے  مثل عناصر ایک ہے دو چار کا مزاج</p>	
<p>۱۲ کیونٹل شمع روؤن اس انجمن میں آج  مردہ مناصباے جو فضل ہمار کا  پتھر کی پار ہوتی ہے برجھی نگاہ کی  پڑھتے ہیں شمع و صفت میں دندان یار کے  بکھرے جو منہ پزلف تو اندر ہر جہا گیا  غنجوں میں یہ ہن نہ عادل میں یہ سخن  ترت پر تنے پائی خنایا جو رکھ دیا  مذکور کے عارض رنگین کا گیا  کس نوجوان نمٹے سے لگا کر دیا ہر جام  پائی نہ ایک گل میں ہی بواؤں نگار کی</p>	<p>سوز در و دل آگ لگی تن بدن میں آج  پہلا نہیں سما ہے بلبل چمن میں آج  دہاکین بند ہی ہوئیں ہر تپاری دکن میں آج  سوتی ہرے ہوئی ہیں ہمارے دہن میں آج  کیا چاند چودھویں کا چہا جی گمن میں آج  لے گل نہر ہے آچکا نانی چمن میں آج  اکا گسی لگی ہے ہمارے کفن میں آج  باتوں ہی بول جڑے ہیں گل انجمن میں آج  ساتی یا فرہ ہے شراب کمن میں آج  شب بخم کی مش روتی پر ہے ہر چمن میں آج</p>

<p>دن عید کا ہے آئینکے ہم لوگ نذر کو</p>	<p>بیشو بناؤ کر کے ذرا انجمن میں آج</p>
<p>کعبے میں کل تو قدر ادنیٰ کر چکے تماش</p>	<p>ڈھونڈ رہینگے جا کے بت کدہ برہمن میں آج</p>
<p>نازک سے بوسے اوس ستم ایجاد کا مزاج ابر نے کر دیا نئی ایجاد کا مزاج رنگین سمجھکے اوس ستم ایجاد کا مزاج آہو جے پشیم یار کی تصویر کھینچ کر کلیو نکو توڑ توڑ کے زخمی کئے ہیں پر مر کر نہ جائیں صاحب جوہر کی توہین میلے میں جیسے دست کسی دوست کی اپنی خودی میں آپ سے باہر ہیں ہن ل ہنستے ہوئے جو آپ چلے آئین فحشہ وہ تیوریاں چڑھائیں وہ ابرو پیہ بڑھ اس درجہ میرا خون سمایا تہا زہن میں شانہ ہوز لعل میں تو لچکنے لگے کمر طفلی کا وعدہ تم سے جوانی میں ہو دفا یہ سخت جانیاں کہ ذرا سانس بھی لی زار و نزار غم میں دل چاک چاک ہے تلوار توڑتے ہوئے شانہ اتر گیا</p>	<p>۳۳ جب تو ہوا پہ رہتا ہے صیاد کا مزاج ٹیڑا ہے تیغ سے کہیں جلا د کا مزاج پوچھا دمان زخم سے جلا د کا مزاج وحشی ہوا ہے مانی و ہنر د کا مزاج گلچین سے لڑ گیا مے صیاد کا مزاج جب تو قوی ہے کشتہ فولاد کا مزاج محشہ میں یون میں پوچھو گا فرما د کا مزاج پابندیوں میں رکھتے ہیں آزاد کا مزاج کیا شاد ہو حضور کے ناشاد کا مزاج آیا بلوں پہ وہ ستم ایجاد کا مزاج رنگین ہو گیا مے جلا د کا مزاج نازک ہے ہیرے غیرت شمشاد کا مزاج دیکھا سنا نہیں کہیں اسن د کا مزاج دیکھا شہید خنجر فولاد کا مزاج صورت جو قیس کی ہے تو فرما د کا مزاج کیا تو لہ ماشہ ہے مے جلا د کا مزاج</p>

<p>ہاں اے زبان تیشہ بہت دون کی نہ مردان حق سے قویہ دنیا بہت نہ اوڑ دیکھا جو زرد ام پڑکتے ہوئے مجھے ٹھنڈا ہے کوئی دم میں ہو ہاتھ پاؤں ہے جیسی روح ویسے فرشتے شل چڑ برہم ہے چچ کھاتا ہے کیسا بلون پہ</p>	<p>کچھ بیستوں سے سخت ہے فریاد کا مزاج صورت چڑیل کی تو پر نیا د کا مزاج کیسا ہلک گیا مے صیا د کا مزاج ہے نہ ترے کشتہ بید کا مزاج واعظ ہی پوچھتے رہیں نہ د کا مزاج کیا زلف ہو گیا ستم ایجاد کا مزاج</p>
<p>دلو ہے خرگان ترک دشمن کی احتیاج اب بھی کچھ بات ہے کیا اس میں سخن کی احتیاج جان من چو نکے ہل چلایہ تین چھن کیا ضرور لاغر آتا ہوں کہ چڑیوں کا کافی ہے مجھے رات کو چھپ کر نکلتا ہے سورج کی طرح یہ گناہوں کی مذمت کا بڑا احسان ہے تنگ آیا لاغری سے اس قدر میں آج کل غل لہو کا نہیں آئینے کے تالاب میں کنکروں پر لوٹتا ہوں بخشش ہو دہی مجھے کوسہ مانگوں تو دہن کی کچھ حاجت نہو خوش نفس رہتے ہیں دنیا کی علالت سے جدا</p>	<p>کلیاں چمک رہیں ہیں جو لے قدر باغ میں گل پوچھتے ہیں بیل ناشاد کا مزاج</p>
<p>۲۱ اس گڑبہ کی واسطے ہر اک تمن کی احتیاج ہم وہ بت راضی تو پہر کیا برہمن کی احتیاج ہولی ہو لی شکل ہے کیا بالکین کی احتیاج سب خط پر فنا ہوں کیا کفن کی احتیاج اب مے گھر میں نہیں اس بد چلن کی احتیاج خود زمین میں گڑ گیا کیا گور کن کی احتیاج ڈوب مرنے کو ہر اس چاہہ ذقن کی احتیاج تیری پیشانی کو کیا چوین شگن کی احتیاج کب یہاں ہے کو دوکان سنگرن کی احتیاج گایاں کماؤں تو ہو جا دہن کی احتیاج روح کو ہرگز نہیں ہوتی کفن کی احتیاج</p>	<p>۲۱ اس گڑبہ کی واسطے ہر اک تمن کی احتیاج ہم وہ بت راضی تو پہر کیا برہمن کی احتیاج ہولی ہو لی شکل ہے کیا بالکین کی احتیاج سب خط پر فنا ہوں کیا کفن کی احتیاج اب مے گھر میں نہیں اس بد چلن کی احتیاج خود زمین میں گڑ گیا کیا گور کن کی احتیاج ڈوب مرنے کو ہر اس چاہہ ذقن کی احتیاج تیری پیشانی کو کیا چوین شگن کی احتیاج کب یہاں ہے کو دوکان سنگرن کی احتیاج گایاں کماؤں تو ہو جا دہن کی احتیاج روح کو ہرگز نہیں ہوتی کفن کی احتیاج</p>

<p>خود گلا کٹا بیگا کیا تیغ زن کی احتیاج          منگئے جب خود تو بہر کیا ماؤں کی احتیاج          میرے گلشن کو نہیں سہو من کی احتیاج          اسکو حاجت گور کی اسکو کفن کی احتیاج          بلبل تصویر کو کب سے چین کی احتیاج          اک پر پر دانہ بس ہے کیا کفن کی احتیاج          شام غربت میں رہی صبح وطن کی احتیاج          نیلا تاکا باندہ ہے کیا نورتن کی احتیاج          کب مہین ہے غنرو مشک خشن کی احتیاج</p>	<p>دشمنی مجرم ہوں تنگی گریبان کم نہیں          دل دیا جدم تو پہرا پناہ پرایا چوڑے          دل میں آہیں اک طرف ہیں اور اک سوداغ میں          اے صنم لا کون مے بیٹھے ہیں تمپر آج کل          دم نہیں تو عشق کسکا جان ہے توہر جہان          اسقدر اے شمع و گمل کر مرے ہم آپ پر          جا کر ادن زلفون میں دل رخسار کو ڈھونڈ کیا          چشم بدور آپ کے بازو پہ زیور کیا ضرور          و دونوں زلفون سے عمارت عطر گین ہے مٹا</p>
--	---

قدر فن شکر کر کم آئے گا تو بہ کر و  
 اس زمانے میں نہیں صاحب سخن کی احتیاج

### ردیف طے حلی

<p>گہر ہو گیا ہے آپکا بازار کی طرح          گیسو بڑ ہے جو میری شب تار کی طرح          تصویر یار پاس رہی یار کی طرح          سبزہ لگا ہے مرہم زنگار کی طرح          بے بس ہوا ہوں مرغ گشتار کی طرح          واعظ بھی کہو گیا دہن یا کی طرح</p>	<p>جو چاہے آئے جاے خرید کر طرح          تار و زشر آپ نہ سلجھا سکیں اسے          سینے سے ہر لگائے رہے لہلہا گیا          تربت میں ہم جو زخم جگر ساتھ لگائے          یارب زمین سخن سحر اور آسمان دور          رندوں کی بات کا کوئی دھڑکتا چوہا</p>
---	--

<p>اچکون میں عرش تک تری دیوار کی طرح  سب سے جھکا ہوں ابرو خمدار کی طرح  اقرار آپ کرتے ہیں انکار کی طرح  سینہ ہے چاک رخنہ دیوار کی طرح  سہلو میں اپنے رکھوں دل زار کی طرح  ہم سہی زبان رکھتے ہیں تلوار کی طرح  آگے بڑھے وہ قافلہ سالار کی طرح  یہ رات اوس پہ بہاری ہی بیار کی طرح  ہم دھوپ میں کھڑے ہیں گنگا کی طرح  ہو صاف صاف یار کے رخسار کی طرح</p>	<p>اے یار لا مکان میں ہو تیری خبر ملے  آنکھوں پہ لوگ مجھ کو بٹھاتے ہیں غلام میں  دیکھو بے زبان سے بوسہ کا حکم ہے  پانی مرا جو اشک پیسے میں نے ہجر میں  وہ رند ہوں کہ خردہ مینا جہان ملے  قاتل نکل ہی جاگیں منہ سے بڑی سہلی  اچھے جو تھے وہ پہلے ہی دینا سچ ہے  نالان ہو کیونہ دل مرزلف سیاہ میں  نہمہ پر نقا قبائل لے لے آفتاب میں  وہ شکر کیا جو زلف کی صوت اولجہ ہے</p>
<p>اے قندروصل میں جو سنائیں وہ قلم بانات  پی جائے گا شربت دیدار کی طرح</p>	
<p>۲۰ لٹکاؤ یار ہائے میں ہالا کی طرح  جسمیں وہ کھولہ میں رخ زیا کی طرح  جاتا نہیں دماغ سے سودا کی طرح  مانو نگاہ میں نہ وعدہ فردا کی طرح  پچاسو تم آج دام میں غنقا کی طرح  بچتا نہیں ہے اچکا تا کا کی طرح  حاکم کو کیجئے تہ و بالا کی طرح</p>	<p>پنوم اپنے کان میں بالا کی طرح  بد صورت او کو شہر میں کتے میں آئے  پیری میں ہی نہ ہوے سرانہ ہو اسفند  محشر تک انتظار میں تیرے جیو کا کون  پھیلاؤ جالی لوٹ کی کرتی کمر تلک  نظروں سے گر گیا تو وہ پلکوں میں گہر کیا  ہم بھی نکل کے قبر سے دیدار دیکھ لین</p>

<p>چلتا نہیں ہے ناقہ لیلیٰ کی سی طرح  کنے میں اب نہیں دل خیر کی سی طرح  قایم کہی رہا نہ بگولا کی سی طرح  لالہ نہوگی نرگس شہلا کی سی طرح  کعبے کی چہت پہ آئین سیاح کی سی طرح  کسلاؤ حسین تم گل رعنا کی سی طرح  اوٹھانہ مجھے ناز سیاح کی سی طرح  ہوا آفتاب عقدہ نریا کی سی طرح  دیکھو میں تیلو نکا تاشا کی سی طرح  لاکھوں طرح منایا نہ مانا کی سی طرح  ہوتا نہیں جدا کہی جوا کی سی طرح  بجائوں گل کے خط کف پاک کی سی طرح</p>	<p>دراہیا باغ بدین آنکھوں سے قیاس نے  بڑا کر حضور بیٹھے ہر گستاخان معاف  گشتگی ہے روح سے اس شہت خاک کو  غصے سے آنکھ میری نہوگی حضور کی  دل پر ہمتاری آنکھ بڑی حشر ہو تو ہو  غصے میں لال پیلے اسی طے ہوئے  اسد سے ضعف عشق میں تیرے مر گیا  انگور اتر کے تاک سے یاب کھینچو شراب  محفل میں آپ شوق سے آنکھیں لٹاؤ  منت بھیجی کی خوشامدین بھی پاؤں بھی  پتلی سے میری کیون وہ پتلی لڑی رہے  اے لاغری میں اوکو قدم سے لگا رہوں</p>
<p>اے قدر رنا حق آپ چلے ہیں مناسیکو  وہ ہٹ دہر نہ مانے گا اصلا کی سی طرح</p>	
<p>۲۳ بان ناز کی ہر اوٹھنے نہ پائیں کی سی طرح  درپردہ سینے سے تو لگاؤں کی سی طرح  آنکھوں میں بالکل آپ سائیں کی سی طرح  آتا ہے چین دہنے نہ بائیں کی سی طرح  ہم آپ کے دہن کو تو پائیں کی سی طرح</p>	<p>بان شوق کچھکچھ وہ ادھر آئیں کی سی طرح  دل میں ہمارے آپ سائیں کی سی طرح  میں آنکھیں ہٹا رہا کروں دیکھوں شوق سے  فرقت کی شب میں ہم جگہ دل ہی تنگ ہیں  بوسے جبین کا بہ ذوق لینے دیجئے</p>

لیجاکے رکھ دیا خط تقدیرِ حشر میں  
 سینے پر سر دھر کبھی زانو غل میں لاکے  
 ساتی سے جا کو لین ایسی ہم لال لال سے  
 آنسو ہمارے دست نگارین سے پونچھ کر  
 قاتل ہی بن جو لے لب جانانِ حشر  
 لے زلف یا حضرت آلِ چلے میں ہر  
 اوٹھواتے ہیں وہ بزم سے ایو غم نہ  
 ہو لے میں وہ ہماری وفا تیرو جان  
 دریا میں دیکھ لین وہ جابو کا پوٹنا  
 کیوں بار بار سانسے رکھیں نہ آئینہ  
 تیروی چڑھائیں نکمیں نکمیں گھر گھر  
 ناکہ کجا دہن ہے ہمارا دہانِ خرم  
 دینگے ہم اونکو دیدہ حیرتِ ارکائی  
 نکلے کس طرح جو نہ ادلیں غلہ سے  
 جے میں ہے اونکے دہر کرین جہان  
 اوٹھ لپٹ لپٹ کے سینے پسینے ہون  
 کچھ دہم سی کر تو دہن کچھ گمان ہے

ثابت ہوئیں نہ میری خطائیں کس طرح  
 مطلب ہے کہ دلو کو کیا کس طرح  
 اوٹھیں تو او دی او دی گھٹائیں کس طرح  
 پانی میں آپ آگ لگائیں کس طرح  
 سیکمہ پروں کی بانکی دائیں کس طرح  
 اہام سے نکلے نہ جائیں کس طرح  
 جب جائیں ہم کہ اوٹھنے نہ پائیں کس طرح  
 ہو لینگے ہم نہ اونکی جفائیں کس طرح  
 منع جہان میں کمرہ اوٹھائیں کس طرح  
 ہم اچکا غم ورتوڑ پائیں کس طرح  
 اس پڑے میں نہ نکمیں پڑائیں کس طرح  
 ممکن نہیں کہ ہونٹہ پڑائیں کس طرح  
 جبین وہ ہکوٹنہ تو دکمائیں کس طرح  
 ہم ہی نکوے یار سے جائیں کس طرح  
 تقدیر کے لکے ٹھائیں کس طرح  
 دل کی لگی ہم آج بھجائیں کس طرح  
 دونوں وہ ہیں کہ ہاتھ نہ ٹھائیں کس طرح

منہدی تہارے تلوون میں کیونکر ملین قدر  
 آخر یہا پنا رنگ جہائیں کس طرح



<p>سرو لاکھ ادڑائی قد کو کی طرح          اب تو انگلیں ہی بھی جاتی ہیں آنسو کی طرح          پوچھو اوس تنگ ہن کو تو سر ہو کی طرح          کبھی پروانے کی صورت کبھی گلہو کی طرح          شب یلدا بھی ہونگی شب گیسو کی طرح          طائر زنگ حنا اور گلاب گلہو کی طرح          گرم ہو جائے نیم سہری کو کی طرح          جب گرے اوٹھ نہ سکے پہر کبھی آنسو کی طرح          چرخ سے تائے اوڑے جاتی ہیں گلہو کی طرح          انگلیں پہر لگتی ہیں سنگ تراز کی طرح          سرکشی اب نکو سر و لب جو کی طرح          حب تو انگور بندہ مانا فدا ہو کی طرح          دور جھشید ہوا دور ہلا کو کی طرح          چاندنی کو بھی ہر شرم اوس بت بہر کی طرح          بار سے شمع جھکی جاتی ہے ابو کی طرح</p>	<p>۱۴ دو قدم چل نہ سکا اوس بت گلہو کی طرح          روتے روتے شب فرقت میں اندھیر چلایا          دیکھو باریک کمر کو تو وہ ہر بال کی کھال          سوزن طلعہ ظاہر سے مری رونق ہو          صبح رخسار سے ہٹتی نہیں اندھیر طول          قتل کر کے مجھے ایسے کفن افسوس ملے          شمع داغ دل ہون سہرا اگر ملے چلے          ضعف ہے زکس بیمار کے بیمار میں ہم          شب فرقت مری رونق ہے ہر سانگی رات          قدموزوں کے نفا سے کی تنہا ہے مجھے          رکھکے سراپاؤں پر رونا ہوں دلا سا دو دم          رشتہ زلف بے سیر سے سیانہ خم جگر          قتل کرتی ہیں مجھے اونکی نیلی انگلیں          کبھی آتی نہیں وہ میرے سیدھے خانیں          کیا بہار آئی ہے انگور ہے چشم محو</p>
<p>بر ذوق کی قید ہے ایسی غزل کیسے قدر          کام کرتا ہے کلام اچکا جادو کی طرح</p>	
<p>کون چمکین پہرے دماغ و مجنون کی طرح          سر پہ کیا لاد کے لیجا نیگا قارون کی طرح</p>	<p>۱۱ گہر میں ہوں آپ سے باہر مل محزون کی طرح          بانٹ دے نام پر اللہ کی حاتم بنکر</p>


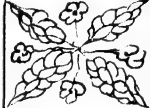
<p>چشم میگون کے تصویرین ابو روئے ہم صورت چرخ مست اگر مرا تم نہ کیسا بیٹھئے مصراع ثانی نہ لگائے کوئی چشم مخورین کیفیت جام مل ہے شعبہ بین آئی زبان ہی تو زبان پڑے محبس کو ملک الموت سمجھتی ہے وہ نفی ہو جاتے ہیں جو لوگ بدلتے ہی نہیں بوے وحشت گل مضبوط سے چلی آتی ہے</p>	<p>باغ میں نرگس روگی دیدہ پر خون کی طرح کپڑے آبی نہ رنگے آپ کے لودھی طرح حشر برپا نہ صاحب موز و مکی طرح لال ڈورے ہی مین موج سے گلگوئی طرح عرش سیدل مین آتارے ہوشمونی طرح بیٹی ہے دختر زخم مین غلاطونی طرح ایک سا اول و آخر ہے مرانوں کی طرح اندون رنگ سخن جوش مین ہی خوشی طرح</p>
<p>قدر کیون عشق سے باز آتے ہو دیوانے ہو ابو مشہور ہو گئے ادا مق و مجنون کی طرح</p>	
<p>ردیف خانے مجسمہ</p>	
<p>بوٹی بوٹی ہی پھر کتنی صفت دل اس شوخ ۱۸ قید ہاروت سے یا اسمین مراد دل اس شوخ اپنے کیون خنجر ابرو پہ مائل اس شوخ کہو لدن حال ترا سب محفل اس شوخ کیا کڑی گات تری ادھر ہی ہے اللہ اللہ تیغ ابرو پہ مین ہر وقت نذر تھا ہون چپکے طے کی عجب راہ نکالی تو نے</p>	<p>کہ شرارت سے بھر ہی تر اقل تل اس شوخ ہے ترا چاہد حقن یا چہ بابل اس شوخ آپ تو اپنا ہوا جاتا ہے قاتل اس شوخ ورنہ اکدن تو اکیلے مین مجھے مل اس شوخ اس سے ثابت ہے کہ ہر صفت تراد دل اس شوخ اب مناسب ہے مخلص مرا سہل اس شوخ رابطہ کرتا ہے مے دل تراد دل اس شوخ</p>

<p>خط سہی کھلا تو ہزار ہر ملاہل لے شوخ  سکریا تک تو تری وضع ہے قاتل شوخ  تو نے بے شبہ چرایا ہے مراد دل شوخ  جیسے تڑپے کوئی مچھلی بسا حل شوخ  ایک جادو کہ رہا ہوں حق و باطل شوخ  تو ہو جاتا ہے پابند سلاسل شوخ  خود دلوں کے شیریں دین ہوں شامل شوخ  ترا زار طبع اور ترا تل لے شوخ  تیری شوخی سے میں تجھ پر ہوا مل شوخ  اچھا ہٹ تری کردیتی ہے بل شوخ</p>	<p>تلخ باتوں نے تری لب کو اثر دکھلایا  ایسا دیکھا نہیں ہنسنے کوئی بانکا ترچھا  پہلے باندھا کیا کرتا تھا اونچا جوڑا  لب پہ ہلتا ہے ترے ناک کا سوتلی اسیا  ہنس دوزلف کی مصحف خیا کجا  کیون بڑا تپا ہے عبت گیسو دکھائی تک  ہے مے قتل سے انکار تو کیا تپا ہے  کیا نمک مرچ لگاتا ہے کباب ل کو  شمع پر روشنی شمع سے پروانہ گرا  جب تراسنا ہو گرتی ہے مجھ پہ سہلی</p>
<p>قدر دل نہ چنے لایا ہے جلدینا ہے تو لے  اسمین کیا تیری خوشی اور ترا دل لے شوخ</p>	
<p>چاند کا چاند ہے لے جان جہان رخ کا رخ  نہ صفائی کو اگر بیچ میں پڑ جاتا رخ  قد ہے رفتار ہے یا وضع تمہاری یا رخ  بوسے رخسار کے لیتا جو کین پاتا رخ  دیکھ لیں حضرت مہوی وہ بھوکا سا رخ  ایک آئینے سے پہلے ہوں ابھی صد بار رخ  پوشش کعبہ ہے گیسو سے یہ کعبا رخ</p>	<p>۱۸ پرزے گوگٹ کے اوڑھے شل کتان چوٹ  میرے دل کیلئے آپس میں اوجھتیں نلفین  انہیں چاروں میں کیسے تو مجھے مارا ہر  دل جو پاتا تو کلیجے سے لگا لیتا میں +  سنے ہیں برق تھمکی پہ وہ غنٹ کرتے ہیں  کمین پیدا تو کرین طالب دے دیا آنکھ میں  سنگ سودہ و دما تھے کا ترخال سیاہ</p>

<p>کیا کرین کیا نہ کرین عشق میں جی چھوٹتا ہے  اس گلستان میں کوئی جھسانین سبز قدم  چشم حیران سے یہ دشت ہے اویں لے نصیب  ہم وہ عاشق ہیں مگر کوئی کسے بیٹھے برو  جام حبشید سے آئینہ سکندر کا بنا  ڈریں ہوا کہ کہیں پاؤں نہ پہر جاتے اور  پان مہی ہر نہ کاہل نہ خط و خال نہ زلف  بول بالا قد بالا کا ہے گوگرد و نیک  طالب دیدنے اشکوں سے جو سینچا گلشن  یک رخی چاند نے تصویر اودامی تیری</p>	<p>ور نہ رستم سے بھی پہنے نہ کہی بدلا رخ  میرے آتے ہی پہا باد بھاری کا رخ  سامنے آئینے کے بھی وہ نہیں کرتا رخ  دیکھ پائے جو کہیں اچھی کرا چہ رخ  جب لگا منہ سے پیالہ تو جھکا اٹھا رخ  نزع میں کیا ترے کوچے کی طرف کرتا رخ  ذبح کرتا ہے مجھے لے ترا سا دار رخ  قد بالا سے بھی لیکن ہے ترا بالا رخ  شاخ گل میں ہوئی ہو لو کنی جگہ پیدا رخ  تو نے کر دے کہ کیا جاوے سا دہار رخ</p>
<p>بعد مرگ آ کے عزیزوں سے مے پوچھتے ہیں  و ت ر ر جب مرنے لگا تھا تو کہہ کر کھتا رخ</p>	<p>پر تورخ سے ہوا یوں خانہ دلدار رخ  ہے مہی مالیدہ لاکھ سے کب یہ رخ  جادہ صحرا جب مجروح تلو و سج چلون  پار نکلا ہے دل پر خون کو بر ماتا ہوا  نقطہ دیا ت و جد و دل کالی کالی صفحہ لا  صاف تقریر و دنان ہو گئی اونکے سفید  پہوٹ نکلا ہی ترانگ ہے بت گل پیرن</p>
<p>۱۹ ج طرح عکس شفق سے ہونے دیوار رخ  یک گل رسوں ہوا ہے صورت گلزار رخ  صورت قوس قزح کر دون دم رفتار رخ  تیر تیر کیوں نہ پیکان تو تاسو فار رخ  تل سیلے کمین سے زلفیں سیہ خسار رخ  لب ہوئے رنگین بیانی سے دگم غبار رخ  جسم کو تیرے جو چھو جائے تو ہوتا رخ</p>	<p>۱۹ ج طرح عکس شفق سے ہونے دیوار رخ  یک گل رسوں ہوا ہے صورت گلزار رخ  صورت قوس قزح کر دون دم رفتار رخ  تیر تیر کیوں نہ پیکان تو تاسو فار رخ  تل سیلے کمین سے زلفیں سیہ خسار رخ  لب ہوئے رنگین بیانی سے دگم غبار رخ  جسم کو تیرے جو چھو جائے تو ہوتا رخ</p>

<p>             آگ جس گہرین لگی ہو جاتی ہے دیوار سرخ              ہن پہ ہن برسے گا ہو گا خانہ غار سرخ              ہے شہادت کیلئے تو لے کی بھی نقار سرخ              ناز کی سے ہو گئے دونوں تیر و خسار سرخ              چشم ز گس ہو گی مثل دیدہ خونبار سرخ              ڈھیر پان ہن مل کی ہے جو ہری بازار سرخ              کب نیام سرخ سے ہو جاتی ہے توار سرخ           </p>	<p>             سوزش ل سے مرا سینہ بھوکا ہو گیا              لال ہو گے ساقیو آنے تو دو فصل بہا              تھوکتے ہیں خون باغ دہر میں ابل سخن              آئین زلفین جو کمزور نہ چٹا پٹے پر گئے              یاد کر کے فصل گل کو خون روئیگی خزان              کہ گئی کان بختان لعل بکا دوسرے              خشم ظاہر سے صفائی باطنی جاتی نہیں           </p>
<p>             اس زمین میں پہر پہر بولے قدر اک نگین غزل              دست پاکر دوسرے فکر کی دوبار سرخ           </p>	
<p>             ۱۵              بڑے بڑے ہوتے ہو گئے مرغ نظر کفار سرخ              کیا زر گل لے اڑا ہی باغ سے دوچار سرخ              خود بخود مثل زبان ہو جائیگی تلوار سرخ              زخم کی صورت ادھر آیا دم رفتار سرخ              خط عارض سبز ہی گیسو سیہ رخار سرخ              داغ سودا ہن ہمارے صورت دینا سرخ              پہر ہوا زخم جگر پر ہم زنگار سرخ              سننے میں آئے ہیں اکثر کھجما سے مار سرخ              ہے شہاب آسا ہماری آہ آتشبار سرخ              قتل کے محضر پہ میری مہرین ہوں دچار سرخ           </p>	<p>             خون رو بہنے سے نہیں ٹرکان دم دیدار سرخ              ہے خوشی سے آج رو سے بلبل نادار سرخ              او سکے شہد پر جب مرا ذکر شہادت آئے گا              پائے رنگین سے زمین پر چوڑا نقش قدم              دیکھیے آئینہ قدرت کی مینا کاریاں              کھل گئی وحشت میں الفت و سلائی رنگ کی              بھبر ہر آیا خون پہر یاد اگئی تیغ نگاہ              زلف پچیاں میں نہ کیوں ترخون دل عشاق ہوں              یہ شب ہجران میں نکلی ہے دل خون گشتہ سے              دیکھ قاتل خشم ختم آو دوسے دو تین بار           </p>

<p>روئے گلگون دیکھ کر انگہوئیں یہ سرخی کبھی          ماتھے پر افشان چنی چین چین سے قتل کر          ہم نے ملکر اگر سر پر خون گسہ نہ کر دیا          اب کلیجہ پیسے آنسو جو آتے ہیں سفید</p>	<p>حسرت اومٹی نظر میں سب دیوار سرخ          میرے خون ہی ہو تو ظالم تیغ جو ہر دار سرخ          سو جگہ سے ہو گئی اوس تیغ کی دیوار سرخ          خون تھا پہلے جو قسط آگے دو چار سرخ</p>
---	---

	<p>تیرے آتے ہی خزان میں انگلی گویا بہار          زرد چہرہ قدر کا کیسا ہوا اک بار سرخ</p>	
---	--	---

## ردیف الہام

<p>سنے گا باغ میں میری اگر فغان صیاد          اجل کے منہ میں ہوں میں زار نہ اتوان صیاد          تجھے نہ ڈن میں گلشن کی داستان صیاد          قفس بناتا ہے چنکر گلاب کی شاخیں          مری تلاش میں شست زدہ پیرے کا تو          مجھے جو ایک کے گامین سوسناؤں گا          غضب، غم، ترکان و عشوہ ابرو          میں کیا ہوں طائر سردہ کو پانس لاریگا          وزلف دام ہے کنپیاہو میں بڑے انجال          ادھر زمین اور ہر آسمان یا قسمت          رہی گی شاخ نشین نہ ایک پر پیل</p>	<p>۲۲ دبا کے دانہ تو نہیں رہ جائیگا زبان صیاد          ہی تیرے غنچہ لپکان میں آشیان صیاد          کہ چھپا ہے مرزا نظم بوستان صیاد          ہوا ہے مرغ چمن کا مزار جہان صیاد          ہرن کی شاخ پہ ہے میرا آشیان صیاد          زبان دراز ہوں میں اور بد زبان صیاد          اڑائے دیتا ہے تیرے کمان صیاد          کر گیا ایک زمین اور آسمان صیاد          غرض کہ اڈو کو سمجھتا ہے مرغ جان صیاد          اب اس قفس میں اڈو جاؤنگا کمان صیاد          گٹھے ہوئے ہر گلی ستائیں باغبان صیاد</p>
---	--

<p>کہ تیرے سر پہ پناؤں میں آشیان صیاد  جہان گیا مے چھپے پڑا وہاں صیاد  کہ بنگاہ ہے گلچین تو بگمان صیاد  بلا کی ترچھی نگاہیں میں الامان صیاد  قفس پہ ڈالے ہو لونگی بدیان صیاد  میں ناتوان ہوں میرا فرجان صیاد  خدا کے واسطے انکو نہ لایاں صیاد  دکھائے پھول سا کھڑا مری جوان صیاد  بزریر کا ہنر دام تو نہ سان صیاد  پہنسا بھلا میں تری دام کی کمان صیاد</p>	<p>تو بوسے گل سے آئی ہو اس قدر مجھ کو  میں ڈال ڈال تو وہ پات پات رہتا ہے  چمن میں خاک گل و بیل بہنیں بولیں  محال ہے کہ نکلیجاؤں بچکے پہلو سے  سنا جو چاہتے تو بیل کے نغمہ نگین  بنارہا ہے رگ رگل سے دام کے حلقے  چمن کی بوسے پڑکتے ہیں نو آہیں چمن  ابھی تو شاخ سے آہٹھا ہوں سر پہ  میں ہوشیار ہوں گیسو و خط کو و مکہ چکا  یہ لاغری ہے نکلیجاؤں گامین حلقوں سے</p>
<p>نہ گل کو داغ نہ بیل کو خار ہوا ہے قدر  چمن میں ساتھ ہی آئیں اگر خزان صیاد</p>	
<p>دیکھو زمین پس ہے اور آسمان بلند  اقتد بھی نبی سے رہا دو کمان بلند  اس سب زمین میں فن میں کیا کیا جوان بلند  میری زمین سے خاک نہیں آسمان بلند  جب خوف باغبان سے کیا آشیان بلند  مضمون تو ہاتھ آیا ہے اکی جان بلند  خط لیکے ہو گیا جو کبوتر وہاں بلند</p>	<p>۱۸۷  پامون سے ہے رتبہ نظام ہریان بلند  کیونکر بلائے یا زمین اپنے بام پر  کوئے بتان میں سر او گین کچھ عجیب بین  وہ خاکسار ہوں کہ نہیں خوف اہل وج  بجلی کو اور قرب ہوا ہمسے یا نصیب  کیسے تو وصف قاضی موزوں ناؤں میں  بازو بیان بڑھنے لگا داہرے اثر</p>

خود جھکومیسے اوج نے پیسا تا عزم سوج کمان کا عرش کا تارا ہوئی جبین منصور تیری دار مبارک سے تجھے اسد سے سوز خلق کو جگنو نظر پڑا یہ ضبط عشق ہے کہ نہ کلینگی منہ سے آہ نام خدا جوان ہوئی ایتو کچھ جھکو	گھر کی زمین ہو گئی تا آسمان بلند طالع جین آپ کے بہت آ مہربان بلند اپنا تو سر ہوا سر نوک سنان بلند لیک کر جا ہوا جو مری ہڈیاں بلند ایسے جلیگے ہم کہ نہوگا دھوان بلند نیچے نظر کر کہ ہوئیں چپا تیاں بلند
---	---

ہم خاک اڑاتے ہیں سحر برق مرچکے  
اے قدر ہے غبار پس کاروان بلند

پہلے دل میں ہو یا جگر میں درد وہ ہی سن لین تو ہو جگر میں درد بچ پیری سے ناک میں دم ہے مے سے بہرے ہمارے جام بڑ روح سے ہے جو تن کو ایذا ہے یون تو پتھر ہی کچھ پہنچتا ہے سومیا ئی تھی کیا وہ چشم سیاہ بہاری موباف جب پڑا سر میں مدد لے نالہ عرش بلجائے کو چہ گردی کر دنہ پادون دگیں نالہ بلبلان یہ ہنستے ہیں گل	۱۵ کھین ہو غم عمر بھر میں درد ہے وہ ہر نالہ سحر میں درد گاہ گھٹنوں میں کہ کمر میں درد دیکھ ساتی ہے چشم دس میں درد کب ہوا جوٹ سے سپر میں درد چاہیے ہے دل بشر میں درد کھو دیا دل کا اک نظر میں درد ہو گیا یار کی کمر میں درد کہ نہیں آہ بے اثر میں درد ہو پو نہتے ہی میسے گھر میں درد نہیں دھماکے اہل زمین درد
--	---



<p>پاؤن کرنے لگے سفیرین درد نہ ہوا تھا یہ عجب عجب میں درد ہو گیا پاسے نامہ بر میں درد</p>	<p>طے کر دن کے پہل میں عشق کی راہ نزع کے وقت سے عجب عجب عالم درد انگلی سے خط جو میں نے لکھا</p>
<p>آہ لب پر ہو قمر آنکھ میں اشک دل میں یاد او کی جو جگر میں درد</p>	
<p>اوستھے ہیں حضرت آدم جاب کے ہنند تمہارے گال ہیں فصلی گلاب کے ہنند کہ بے نقابی رخ تھے نقاب کی مانند ہیاں گزر گئے برق و سحاب کی مانند بہار باغ ہے فصل شباب کی مانند کمر ہی ہے دہن لاجواب کی مانند الف ہوا فرس بدر کاب کی مانند کمرین او نکلی پٹتا ہون ڈاب کی مانند زبان ہے طوطی حاضر جواب کی مانند کہ آہ نکلی ہے تیر شہاب کی مانند وہ گر میان جگرین آفتاب کی مانند اوجھل پڑے دل پر اضطراب کی مانند وہ لال ڈور سے ہیں ج شرب کی مانند بہت کچھ انکھوں سے دیکھا ہے خواب کی مانند</p>	<p>خدا کی ذات سے دریا کی آب کے ہنند ۱۸ یہ رنگ روپ سے جہنک کہ ہے بہار شباب وصال جہر میں موسیٰ نے کیا بسکی کبھی ہنسے کبھی روڈ فلک کے پنجہ ہم اکڑ رہے ہیں جوانوں کی طرح شہرین نہ ہاتھ آئے کبھی یہ نہ اوسے بوسہ ملا بہرگ گیا میری آہوں سے چرخ کج رفتار سرو ہی کہینچ کر جب قتل کو وہ آتی ہیں دہان تنگ سے شیریں مثال تنگ شکر جلو ہیں لگ لگی ہے جھنکا ہی سینے میں دل رقیب بزم سے بنم صفت ہوا ہر جائیں ہماری آہ سے اونکے جلو میں چوڑی لگی نشیلی آنکھوں میں کیف سا غزل ہے میں کیا کمون کسے آئیگا اعتبار او کا</p>

<p>جگر میں چید پڑے ہیں کباب کی مانند اسے بھی کھول دے بنا نقاب کی مانند تو زرد چہرہ ہے آفتاب کی مانند</p>	<p>چڑھایا ہے جو نظر دن پہنچ مڑگان نے جو منہ نہ کھایا تو انگلیاں کیا ہی شرم و حیا جو چاہتا ہو کہ ہو نام عشق میں روشن</p>
<p>جو بیستون پیر میں فرما دو کچکاروں قدر ابھی پہاڑ سے نکلے جواب کی مانند</p>	
<p>ہے زرخندان لب چشم دلارالم پسند لپٹے اپنے ہر پر اگے بت خود کام پسند کہ نہ اخلاق کی کوہی نہ ایہام پسند تمہیں ہمچین تھے اللہ کے آرام پسند تیرے کامے ہیں مجھ کو اہل قیام پسند آشیائے کوکریں طائر او ہام پسند بخت خفتہ ہے مرا جھقدار آرام پسند کہ مہین چیز کی کی نہیں ہے دام پسند خاص دیدار کا جلوہ ہو غضب عالم پسند کف کے تحت میں کھونڈیں اسلام پسند یونہیں ریکارہیں سب مجھے مآرام پسند جانور ہے کرے دانہ جوتہ دام پسند انہشت آپ بھی کرتے ہیں لب باہم پسند یہی شیشہ ہر جی سے ہر جی جام پسند</p>	<p>۲۱ نہ مجھے سبب نہ پستہ ہر نہ بادالم پسند تم کرو دل میں کروں زلف ریہالم پسند چہوڑ کر وصف ہنس پڑ ہوں عالم پسند قبر ٹھکرا کے مری کتے میں کن سز وہ روشناس ایک جانا کھوں تری گروش نظر آجاسے جو او کو دین تنگ بتان دل مبتاب ہو او تباہی جفا کشی راہ پہر لیں بوسہ اگر دل نہیں لیتے ہیں حش سر نہ طور کو انکھو نہیں جگہ دیتے ہیں ہند و چشم کجا مصحف رضا کجا پتلیان آنکھوں سے اٹھتیں نہیں چلنا کیسا جال سے رزق جو ہاتھ لے جو خیال جو لن ترانی کی بہت آپ پہلی بیتی ہیں خون دل آنکھوں میں بہرہ کے پیا کرتا ہوں</p>

<p>وہ تو ہے خاص پسند اور یہ ہر عالم پسند  ہے مے دل کے نگینے کو ترانہ پسند  کیون کروں رسمِ رہ نامہ و پیغام پسند  تنگ کو کرتے نہیں عاشقِ بزم پسند  طاہرِ قبلہ نام ہے دل آرام پسند  ہے مجھے عشق کے آغاز میں بزم پسند</p>	<p>جو لگاؤ کی نگہ ہر وہ بناؤ کی کہان  اب مٹائے نہ مٹے گا ترانہ پسند  رمزِ الفت کو نہیں دستِ زبانِ مطلب  نام کو کرتے نہیں عاشقِ بزمِ قبول  جھکے سینے میں ہے خود اپنی جگہ پر بیتاب  آگ وہ سینے میں بڑھ کر نہ پانی نکلون</p>
<p>شہرِ مآقی نہیں ہے قرارِ تخلص بدلو  کس طرح عشق کی دولت میں ہر نام پسند</p>	
<p>رویف ذالِ محجمہ</p>	
<p>جب لپٹا تو ہوا مشک کی پڑیا کاغذ  لوحِ محفوظ ہوا ہے ترے خط کا کاغذ  جب طرح سے کہ داتا ہے شکنجہ کاغذ  خامہ ہے گردنِ عنقا پر عنقا کاغذ  ناوکاغذ کی ہے کنگبِ چلیکا کاغذ  پتلے پتلے یہ ترے ہونٹہ میں گویا کاغذ  نقطے تلِ سطرین میں لیفینِ رخِ زیبا کاغذ  نکل آیا مے اعمال کا کورا کاغذ  ہو گا ابری مرے نامے کا سراپا کاغذ</p>	<p>بہر کے اون لہن کی تعریف سے خط کا کاغذ  کہو تباہ مری تقدیر کا لکھا کاغذ  قبرِ یون دیگی ہمارے تنِ لاغر کو فشار  لکھتے لکھتے تری مسموم کراحوال  بحرِ الفت میں رہ درم کتابت کیا مال  ہو گئے ہیں مے دندان ہو سکے اندگیر  ہے لغافہ ترا یا شاہِ مقصد کی نقاب  حشر میں اشکِ ندائے بڑا کام کیا  سکر بابتک ہے لکھا دیدہ بڑا کراحوال</p>

<p>بنگیا کہلتے ہی گلزار کا تخت کاغذ  آپ کے نام ہوا ہے مے گھر کا کاغذ  جلکے بل کما سے تو بل کما کی ہو کا کاغذ  کہ عصا اور کا قلم ہے یہ بیضا کاغذ  کاغذ زر کی طرح بک گیا سا کاغذ  ہو گیا سب کمر دیوان کا سا کاغذ  آئینہ ہے تے نامہ کا مصفا کاغذ  ورنہ خط کہلتے ہی اتنا نہ لپٹا کاغذ  کھل گیا صورت آغوش نم کاغذ</p>	<p>خط میں رنگین مضامین جو ہر تھر تھے  بک گیا ہے مراد لے روز ازل کی ہر ہمتہ  رشتہ سحر زلف کی رنگت کا جلا کر دیکھو  خط کے لکھنے میں کاتے ہر پہر عجائب  وصف دس رنگ طوائی کا جو لکھا اوپر  اونکے قاسم کا بند ہا وصف قیامت لائی  چہرہ شاہد مقصود کہا دیتا ہے  کھلکے وہ مجھ سے ملینگے یہ کہلا نا ہے  ہر ہمتہ پہیلا کے لیا اونکے جو میر خط تھے</p>
<p>اوس جلو ریزی کے قدر رنگا جلد خبر  گھوڑے کاغذ کے بنا کر کمین و ڈر کاغذ</p>	
<p>تمام ہوتے ہی خط خود ہی اور چلا کاغذ  قلم و دوات نہ پائے طیب یا کاغذ  یقین ہے کہ خانی ہونا مے کا کاغذ  تن اپنا رنج سے کھل گئی کے ہو گیا کاغذ  برنگ برگ ہو دیوان کا ہر کا کاغذ  بلا دور ہو کے مجھے اونکے نام کا کاغذ  لگایا تاج میں جاے پر ہما کاغذ  مثال آئینہ ہو جاے پر ضیا کاغذ</p>	<p>۱۲ بہر آجواہ کے مضمون نامے کا کاغذ  اصل رسیدہ ہوں نسخہ لکھنے بیٹھو اگر  لکھوں عبارت نگین جو خط میں اُس گل کو  کہی شاد کیا تھے ایک پرچے سے  یہ تازگی ہے جو لکھوں سفید کاغذ پر  چڑھا ہے نشہ افیون خال مرا ہوں  تمہارے خط سے ہوا اوج ہر فقیہ و فکرو  لکھوں جو آئینہ رو سے صاف کے اوصاف</p>

<p>کوئی نکالے تو مجنون کے وقت کا غنہ          بہر شنگے یار کے خط کا ذرا ذرا کا غنہ          ادھر لکھا کہ او دہر صاف دہو گیا کا غنہ          کہ یار کے خط دعا عرض نے لکھ دیا کا غنہ          کچھ اسکا دہیاں نہیں ہو ہر اسلا کا غنہ</p>	<p>ہمارا نام بھی داخل ہو کر بے دفتر میں          خدا علیہم کر بے بہرے ہوئے ہیں ہم          کبھی نہ ختم ہوا خط یار رونے سے          جودل دیا ہمیں جاگیر میں ملا بوسہ          حضور خط جو لکھیں اس میں طلب چاہو</p>
<p>گمان ہے خط جانان کا اس قدر ای قدر          پڑا ہو کہ میں دیکھا اوٹھ لیا کا غنہ</p>	
<p>ساتی کا ہونٹہ اور لب جام ہی لہنہ          جھلکے سمیت آپکا بادام ہے لہنہ          بوسہ نہیں تو بوسہ بہ پیغام ہے لہنہ          بوسے کے ساتھ آپکی دشنام ہی لہنہ          مثل زبان یار گل اندام ہے لہنہ          ہے بامزہ گز کے گلفام ہی لہنہ          بستہ ہے تلخ شیر بادام ہی لہنہ          جو کچھ نصیب ہو سحر و شام ہی لہنہ          لیکر ہمارے ہونٹہ سی تا کام ہی لہنہ          یہ شیر بخیر و شکر خام ہے لہنہ          موحین بڑی ہیں بادہ گلفام ہی لہنہ          اے اسیاے گروشل یام ہی لہنہ</p>	<p>۱۸ و صلت میں بوسہ دے گلفام ہی لہنہ          چوسے تو پشت چتر پیغام ہے لہنہ          حقہ تراغضب بت خود کام ہی لہنہ          جو ٹا جہان کھاتا ہے میٹھے کیواسطے          بان لے دہان زخم نہ پیکان کو چوڑنا          اے عشق لخت لہجہ خون جگر جی ہے          لب پر جو گالیان ہیں تو انکو نہیں سیل ہے          شکر سفید پاؤں میں یار ہر تیلیا          یار بے دہن میں نام یہ کسا گیا          پیری میں عشق لب تجھے دغظ ضرور ہے          کیچڑ میں لوٹ لوٹ کر کتے ہیں پرست          گو خاک پہا کتا ترے باعث نصیب ہو</p>

<p>سرے کی طرح خلق میں آتی ہو جیاشنی عبد شباب پیری و طفلی میں تیریں پہل خال ذفن ہو خوب لب بستم خوب ہے ہر دم جیا جیا کے جو تم بات کرتے ہو واعظا دہر تو آؤ ذرا اسکو چمکھ تولو</p>	<p>بیٹھی نظر تری بہتہ خود کام ہر لذیذ نورس مزیکا پختہ ہر خام ہر لذیذ انگور و سیب پتہ و بادام ہے لذیذ گنتے کی طرح کیا یہ دلارام ہر لذیذ تم چوکتے ہو کیا سئے گلفام ہر لذیذ</p>
<p>دل دیکے قدر کیوں لبو کی فرے اوڑاٹین جس چیز میں لگائیے کچھ نام ہے لذیذ</p>	
<p>ردیفے رائے مہملہ</p>	
<p>گردن شیشہ جکانے سے پیانی پر ۲۴ اوڑ کے پونچے گا نام ہر جن نے پر شب غم چپائی ہو کب سیر سیٹھانے پر گر جمی جڑ ہی سہر دہوا عاشق زار چکنا آجائے کمر میں کہنا مانو کیا صبا آج ادھر زلف کی بولائی ہے ماہ و خورشید جو افلاک پہ ہیں ہونڈو ہاں ستم کیہ نتیجہ ہے دل آزاری کا داغ کا نامہ اعمال میں ہونا ہر ضرور تیر کی ایسی ہے فوراً اسی لگجائے ضحون</p>	<p>ہن برستا ہر ساقی تے میخانے پر برگ خوشے میں نہیں خنجر ہن بولانی پر سایہ ہے دیو کیلے دیوانے پر شمع کے پھول سے بجلی گری پروانے پر نیچا ناز سے رکھ کر چلوٹانے پر کالی آندھی سی ہو چپائی مے دیرانی پر چاندی سونے کو کھسکے ہن کر میخانے پر مارضیا کے گم ہوئے ہر شانے پر چاہیے مہر کچیری کی بھی پروانی پر چاند آئے جو کہیں میرے سیٹھانی پر</p>

<p>ہوگا مجذوب کا دہوکا ترے دیوانے پر  کان دہر تانہیں ظالم کے اس چہرے پر  نہ وہ سرخاب پر آنکھ سے نہ پروانے پر  اسم پڑھتا ہوں میں شیعہ کی گردانے پر  تیس دن رال ٹپکتی نہیں بچانے پر  عشق جن بکڑیڑا ہوتے دیوانے پر  آزماؤ نگاہ جاو کسی بگیا نے پر  چوٹے مڑگان کا ہزار ترے خضانی پر  پہر نکالے ہین مے بلبل شیدائے پر  کبھی ادھر سے ہوئے سینے پہ کبھی شانے پر  کیا پڑے بوم کا سایہ سر ویرانے پر  چرب ہوتا نہیں جگنو کبھی پروانے پر  کبھی شیشہ پہ گرا میں کبھی بچانے پر</p>	<p>تو بھی دعویٰ خدائی جو کر گیا لے شوخ  سوچتا ہر کمین مجھ کو نہ تر آ جا سے  راٹن تیری جدائی میں جو کچھ ہوتا ہوں  حالت گریہ میں بھی نام ترارتا ہوں  رضانے تار ہے لٹکے چکائے ساتی  پاون میں ہر وہ سینچر کہ اسی تو بہ  مونی کہتے ہیں جو کہ وہ فقط خدا سے  گر میان ہین تو مر دیدہ تر حاضر ہے  پہر بہار آئی ہر پہر دلو ہوا شوق چین  کیسی ہر بار پستلی ہے طبیعت اپنی  وہ جگہ ہے کہ پرنہ بھی نہ مار سکے  سوز ظاہر ہر جداسوزن باطن ہے جدا  غش ہوا گردن ساتی پہ کبھی نکلے پوٹ</p>
<p>دوہی لے قد رتا اک نقش قدم حیدر کا  رکتے تھے مہر نہوت جو نبی شانے پر</p>	<p>دوہی لے قد رتا اک نقش قدم حیدر کا  رکتے تھے مہر نہوت جو نبی شانے پر</p>
<p>۲۰ کیسے حسن یہ تو نے چڑھایا تیغ بران پر  چڑھی آتی ہے یہ فوج سکندر آب حیوان پر  کہ میرے خون کے چھینٹے تھامے جہیز امان پر  اوتھا لو برجیوں پر اسکو یعنی نوک مڑگان پر</p>	<p>کہلانگ اور جیہ ہمہ لگا برو سے جانان پر  نکلتا آتا ہے سبر ترے لبہای خندان پر  کیا ہی فوج تو مارے خوشی کے لوٹتا ہونین  ہتاری آنکھ سے دل ہو کے زخمی گر پڑا دوڑو</p>

تجھ کو تے قیس شاید چشم لیل پا د آئی ہے  
 دھرو منہ میرے سینہ پر دے گا دل تو کیا پڑا  
 لڑا اگر انکھ ادا سے غیر دنگے گھر میں جا پونچا  
 او دھڑا دس کے نالوں کے اک دو دسیہ اوٹھا  
 کیا ہے ناخنِ محبت سے اسکو جا بجا پرزے  
 ہتیلی پر دھرا ہے نقد جان مثل چراغ اپنا  
 محبت میں بہلا تری دلیل جا نور ٹھہرے  
 لگی میا ختمہ منہ دیکھنے یوں دید بازی کی  
 جنوں میں رہ گئے تھے چند شست استخوان باقی  
 ہوا ہے مرغ آتش زن مرغ دل سوزان  
 لڑائی انکھ تھکے جب ہوا ناسور بند اپنا  
 تمہارے قد پر عاشق ہیں تمہارے خطا پیہر میں  
 لڑائی انکھ آئینے نے سسی نے یا بوسہ  
 او کا سبزہ جو عارض ہو تمہارے لب تلک پونچا  
 قیامت میں جنان پاؤں نہ پاؤں خیر اسو غلط

کہ ہمیر ہاتھ کیسا پیار سے پشت غزالان پر  
 تھو دیکھ نہیں قرآن رکھتے ہیں قرآن پر  
 انگوٹھی پاکے بیٹھا دیوہی تخت سلیمان پر  
 او ہر گنگھو را کہ ابرسیہ چھایا گلستان پر  
 جنوں نے پہول گویا جن دیئے میر کر بیان کہ  
 انہی تو لگ میں ہم کو دتے ہیں اک تری بیان کہ  
 قیامت تو یہ ہے انسان مر جاتا ہے انسان کہ  
 ہوا شک او کو آئینے کا میری چشم حیران پر  
 ہما ہر ہر کے منڈ لایا کیا میرے بیابان پر  
 بنائے آشیانہ شوق سر سر و چراغان پر  
 تری پتلی سے گل کھائے ہیں ہمنے چشم کرمان کہ  
 پڑے رہتے ہیں پای سر و ہم ہوش ریحان پر  
 او دھڑا ہتھ پہیریاں نے کو کین زلف پریشان کہ  
 حلب سے جب بخاروٹھا گستا چائی بدخشان پر  
 پر تو یکیشی میں چھوڑا ہوں تیرے ایمان پر

قیامت ہو گئی قدر رسیہ سخت او میں مدفون تھا

سنا ہے آج بجلی گر پڑی گو غریب بیان پر

نور جبین یا رخ بے مثال پر ۲۱  
 ناقص کہی مجھے نہیں جنگ جلال پر  
 ایسا چراغ ہے کہ جلا دنگو مال پر  
 دیکھی کسی نے باڑہ نفع ہلال پر



برہم ہوئے یہ بوسہ رخسار و خال پر  
 کہتا ہے ماہ داغ تری گوئے گال پر  
 گالی ترے دہن میں سمانی تو کیا عجب  
 کہائے نہ آپ نہ کہ سیکو کہلا سکے  
 خط سیاہ یار پہ لہر رہی ہے زلف  
 تیر جفا ہزار پیرین کچھ اثر نہیں  
 میرے اسیر ہونے کی اسد رخوشی  
 چلنے میں جو نکلے لیتا ہی ہر ایک پانچ  
 اسے منعمور دپے نہیں جسرت کے داغ ہیں  
 اب تک بہا رہے ہیں لعل چوڑے  
 گھٹ کر ہلال ہو مہ کامل غور سے  
 بیل تو اوڑ کے جائیگا صیاد کسی کمان  
 جاؤں جدہر جنوں میں رخ رو کی کہی کوئی  
 میں دام میں پکڑ کے ہوا رشک لہڑا  
 سنبھلو تمہاری آنکھ پر آتا ہے بیل دل  
 یہ دیکھ نہ لیکہ میرے مجھے تو ماہ سداور رنج  
 توصید گاہ دہر میں غافل ہے کسلے  
 میں دیکھتا ہوں خواب میں ہر شب ہلال عید

اک گرم پیسا رکھ دیا دست سوانح  
 جلتا ہے آفتاب فروغ جمال پر  
 لکھتے ہیں لوگ سودا خلاصہ لالچ  
 بیٹھے گا سانپ منعم موزی کو مال پر  
 صیاد نے یہ جال چھپایا ہے جالچ  
 سینے کو میرے فوق ہر گیند کی ڈالچ  
 صیاد ٹوٹ ٹوٹ کے گرتے ہیں جال پر  
 یا ناچتے ہیں مور تری بانگی چال پر  
 تکموظ ہے مال پہ مجھ کو مال پر  
 صیاد وقت جاتا ہے ہر اگلے سانچ  
 کامل ہے جو سرنہ اوٹھائے کمانچ  
 وہ پتے پتے پر ہر جو تو ڈال ڈال پر  
 لعل چوڑ دین مجھے سب میرے حال پر  
 کلیون کے ٹوٹنے سے ہوئے لال لال پر  
 چیتے کو چوڑا ہون نکار غزال پر  
 خوش خوش ہیں آپ کیوں میرے رنج و ملال پر  
 پھندا لگا ہوا ہے ترے بال بال پر  
 شاید پڑے گی آنکھ کسی خرد سال پر

میکش نہیں ہوں قدر مگر کیوں نہ جاؤں میں

بیٹھی میں تیرا صفت تاج ہے میرا کلال پر

میرا دل بیتاب افرآہ رسا پر ۲۹  
 ہوئے سے دماغ اپنا نہ کیوں غرض علیا  
 برباد ہوا دل مرا اوس رخ کی ضیا پر  
 چایا ہے مرا بخت سیدہ آہ رسا پر  
 پارا و تری گئے خود تیرے دریا و شہادت  
 سپر نقلق بنا پہ چلے زندہ یہ مست  
 ہے بکسی دیاس و غم و رنج کا ہنؤ  
 وہ خاک نشین زندہ ہوں جب تک تہہ و ٹہاؤ  
 گردن کو جب کا کر خم شمشیر بنے ہو  
 چلتی ہے وہ آنکھیں سو کی چال تہا کی  
 کسے گامے سینہ سوزا کی جو بڑی  
 پہ آنکھ کو غلو نظر سہمہ ہوا ہے  
 افسوس تیرا منہ کہی جی ہر کے نہ دیکھا  
 رزاق عطا کرتا ہے گناہ کو بھی رزق  
 پہ دیکھنا پاداش میں چکائی غلام  
 ابرو کے سرے پر کوئی کاجل کا بنو ترس  
 آئینے میں یہ آنکھیں یہ زلفیں جوڑاؤ  
 اوٹھے گزین صفت گلشن خدا

ہے بہت مقدس کھمعلق ہے ہوا پر  
 لے اڑتی ہے یہ لال پری ہکھو ہوا پر  
 غبارہ جواوٹھا تو چلا دے ہوا پر  
 جسطرح بخارات چڑھیں اوج ہوا پر  
 ہم سینے کے ہل جائیگے شمشیر جفا پر  
 پہرائی گمشا جو کے مورون کی صدیہ  
 میلا سا لگا رہتا ہے قبر شہدا پر  
 ہو عرش پیاسے کی طرح دست عا پر  
 ہے شرم و حیا پر بھی نظر ظلم جفا پر  
 دل لوٹ ہوا جانتا ہے کچھ باد صبا پر  
 لوگوں کو سمنہ رکا لگان ہوگا ہوا پر  
 رکھی گئی پہر پاڑہ تری تیغ جفا پر  
 جتنی ہے نظر کب سے چہر کی ضیا پر  
 روزی وہی پونچا ہے عقا کو ہوا پر  
 پہ آج کمر کستا ہے تو ظلم جفا پر  
 قبضہ کوئی جڑیے شمشیر ادا پر  
 خود قہر یہ قہر آئے بلا آئے بلا پر  
 کیا گنت گل سے چمنستان ہے ہوا پر

<p>نالوں پہ دل ناز کے بل کرتی ہو وہ زلف کیا نام خدایاں بہ سببِ مہینِ مہین اس ظلم و رضا کا ہے وہی مکنے والا پرواغ ہوئے سینے ترخستہ دلوں کے بہر کشتی سے باد بہاری سردان ہے دل اپنا تمنا سے لب جان بخش پر کیا آلائش دینا سے ہر غیضانِ خدا پاک کیونکہ نہ رہیں عاشق زاراہ کے پائندہ ناحق کی عداوت سے نہ کر قطع محبت خود چلنے لگی ناز سے تلوار پہ تلوار</p>	<p>جس طرح کوئی سانپ کسمپرسی کی صلیا پر چھائی ہوئی ظلمت سے تری آبی بھاپا پر آنکھ اونکی ستم پر ہے نظر اپنی خد پر چادر چڑ ہے پہلوں کی مزار شہدا پر بہر تخت پر بڑا چپلا اوج ہوا پر ہے خضر کا بیڑا کہ چڑھا آب بھاپا پر بیکان نہ چڑ ہے کوئی کہی تیر قضا پر کس طرح ضعیف و کمزور نہ تکیہ ہو عصا پر چھریان نہ جفاؤں کی پہر اخلق وفا پر خود چڑ نے لگی تر چھی نظر بانگی ادا پر</p>
<p>کب چاہ ز نخلدان کا لیا قدر نے بوسہ طوفان اوٹھاؤ نہ کسی مروخدا پر</p>	
<p>۱۸ دل جلے بہتانِ عشق ستم بجا دہر قیس پر دے کہی ماتم کیا فرما دہر انتقام عشق آجائے اگر امداد دہر ابرؤ چشم تہان نص حدیثِ حسن ہے عیدِ حسن یار سے گلشنِ تہ و بالا ہوا دفعۃً کیا دونوں آنکھیں محو جان ہوئیں جاڑا جسوقت اوڑھ کر خون میرا گرم گرم</p>	<p>خود فراموشی کر سے تہمت دہر آستاد پر کیا کریں کس سے کہیں قنادی و افتاد پر قیس پر لیلیٰ مری شیریں پی فرما دہر نون لکھا ہو کاتبِ قدرت نے حرفِ صدا پر گل پہ قمری ہو ادھر لیل و دہر شہزاد پر پس گئے ہاروت و ماروت اکیلا دم زاد پر چڑ گئے چھالے زبانِ خجہ فرولا دہر</p>

<p>باغ کا عالم ہوا ہے خانہ صیاد پر اور بھی طرہ کیا یہ آپ نے شمشاد پر شاخ سے دہاڑ کے جا بیٹھا صیاد پر عشق اگر کچھ باڑہ رکھ دیتا تو فرما دیتا خیر نہیں آپ میرے نالہ و فریاد پر رونا آتا ہے ہمیں جال دل نل شاد پر چھوٹتے جاتے ہیں قیدی رستم جلا پر دوڑ رہے فساد پر تاکید ہے حاد پر باغبان پر باغبان صیاد ہی صیاد پر تو سہی خم رکھ لے لیاؤن سرزما د پر</p>	<p>میرے منہ سے پہل جھپٹتے ہیں ببارائی ہمار اونچا جوڑا اس قدر قامت پہ کیا پستیا ہوا روسے نگین پر ہوا بلس کو دھوکا پہول کل ہاتھ دھوئی اپنے گھر سے تو بھی خوش رہی کوئی ہنستا کوئی روتا ہی یہ قدرت ادب کی ہے زخم پر پنجم آہ پر آہ اور داغون پر یونے داغ جسکی موت آتی ہونے کے چٹکے چلا جاتا ہوا فصل گل میں قصید کہلتی ہر کیوں کی تو ہوا قید بلبلو غنچے کی صورت دم مار داغ میں فصل گل آئی تو میخانے سے سچک ہو ہو ہو</p>
<p>کیون چہری پر باڑہ رکھوئی گلا کاٹو گے کیا قدر رقم مرتے ہو کس ترک ستم ایجاد پر</p>	
<p>وہ چٹکی دل میں لوگ انیل ادھر آئیگا پہلو پر کہ ناخن شیر کا گہرا لگا ہے پشت آہو پر خضے نے اپنا سجادہ چھایا ہے لب جو پر سنگوئی چاندی سوئی چڑھا دوں شاخ آہو پر کوئی افسون نہیں چلتا ہے اس چھوٹے سے بھو پر ہماری آنکھ پڑتی ہے اسی تیرے پہلو پر کہ پڑ کے روح اپنی آپ کے زلف ہمن ہو پر</p>	<p>۱۵ بکڑ کر کہتے ہیں جب آنکھ ڈالو خال نہ پڑ محفل خوف سے ابرو ہمتاری چشم جادو پر تسے خال و خط لب سے یہ ثابت ہو گیا بھکو چلا دیا رگ لگنو کھوکھا دکھلائے جو دشت میں کسی فخری سے بوسہ خال کا ملتا نہیں بھکو ہمتاری بینی نازک سے دل پناہ ہوا زخمی ہماری خاک مرقد سے کچھ کا عطر مٹی کا</p>

<p>بڑی شکل کی مثل بیٹا ہے اوس دم وہ منہ زبانی کرام کا بتیں ہیں ساتھ عصیان کا نہ وہ بیان آ خدا نے دشت و دشت لکھ دیا میرے تقدیر میں لگا نہیں لڑ گئیں اب پوچھنا کیا راز الفت کا یہ پیاری پیاری صورت کی بوسو کی قابل ہے نہ وہ ہم سے اشاری ہیں نہ وہ جوتوں نہ وہ نگہین کبھی باندہ ہیں نہ ہم سے دوسری چہرے ہر تلواری</p>	<p>یقین جیب میری آنکھوں کا ہوا چشم ترازو پر لگے ہیں محبت و دودے کے گلا رنگ کی بو پر مری قسمت کا دانہ رکھ دیا ہر شاخ آہو پر مے قابو میں وہ آئے چڑھا میں دنگو قابو پر فرین ہی جو ٹپختے ہی ہوں جلد صدف پر کسی نے یار جادو کر دیا ہے چشم جادو پر کبھی چمکانہ عشق اپنا جوان چارار پر</p>
<p>سوا شعر و سخن کے اور بھی کچھ فکر رہتی ہے کہ جب کیونہیں لے قدر سر رکھا ہو زانو پر</p>	
<p>ساز و سامان عیش کا افلاک سے چاہا نہ کر کا لے کہ بوسوں یاد کا کل میں بکھل جانا نہ کر یہ بھی قسمت کا لکھا میل یہ لکھا ہی وہ شونخ مستی مل پان کہاے جوں میں مہدی لگا بہ شگون ہے کہ کیوں ٹوکنا چلتے ہوئے رو ز دل کی دور میں سے دیکھ لیتے ہیں تجھے وہ مثل جو خاک اے لسی کہیں چہنپا ہے چا باز آیا ایسی راحت سے جو آخر رنج ہو ٹو آہ سوزان چشم گریان درد و ہجران اغ دل</p>	<p>آگے کم ظرفوں کے احوال ہاتھ پہیلیا نہ کر رات بہ رات نادل بیتاب گھبرا یا نہ کر خط پہ خط تو نامہ بر پر نامہ بر بھیجا نہ کر آنکھوں میں کا جل لگا زلفونین اپنی شانہ کر سکھ سے جاتے ہو ڈوا عطا مجھے ٹوکا نہ کر اے مہ خود میں بہت عشاق سے بہا کا نہ کر روح ہو کنی جسم خاکی میں تنہا ہر پردا نہ کر ہڈیاں کہاں سے کوسر پر ہے ہما سیا نہ کر اتنے کا کہک میں ہمارے تو نہ کر ڈا نہ کر</p>
<p>شمع ہے حب علی اے قدر اپنی نیند کو</p>	

## اس قدر تاریکی مرقہ کا اندیشا نہ کر

کا نہا میں زلف و قامتِ دلدار دیکھ کر ۱۶  
 کہتے ہیں قتل پر مجھے طیار دیکھ کر  
 کر دے اور ہر بدلتے نہیں اور دیکھ کر  
 سمجھائی میں اب گھر میں چھائی تنہا  
 غنچے سے تنگ تر ہوں چمنِ عنایب کو  
 تعبیر اسکی یہ ہے کہ ابرو کا عشق ہو  
 یہ لڑن ترانیاں ہمیں ہرگز نہیں پسند  
 کوٹھے سے مجھ کو جہانکے تڑپ نہ چرائے  
 مژگان کی مثل سو کھلے کاٹنا ہو جو جسم  
 شہر گریبان پڑے نگلی شوق قتل میں  
 چھلکے ہیں دونوں جام شرابِ الہ سے  
 بل کہا گئی کہ تو نہ تعظیم کو اوٹھے  
 کیسا مزاج تھا کہ برآمد نہیں ہوئے  
 اس سخن میں اب نہ کیلیگی زبانِ شمع  
 مذکور کیا ہے تیغِ ہلالی کا لے قمر

دل ہل گیا مرا رسنِ دہر دیکھ کر  
 کیا سپید لا پڑتا ہے مری تلوار دیکھ کر  
 لو بڑ گیا دماغ مرا پیار دیکھ کر  
 مقتل میں آئے دانت پہ تلوار دیکھ کر  
 پہولانہ میں سماتا ہے گلزار دیکھ کر  
 چونکا میں راتِ خواب میں تلوار دیکھ کر  
 موسیٰ کو گیا ملا تجھے کہا دیکھ کر  
 میں رہ گیا فلک کی طیرن یار دیکھ کر  
 بیمار ہوں میں زگرس بیمار دیکھ کر  
 جب مجھ کو دیکھنے لگے تلوار دیکھ کر  
 آنکھیں نہ کھلیں حضور کا دیدار دیکھ کر  
 بھڑکی سمندر ناز کی رفتار دیکھ کر  
 پہ پہر گئے ہیں طالبِ دیدار دیکھ کر  
 چپے ہمتاری گرمی گفتار دیکھ کر  
 مریخ کٹ گیا تری تلوار دیکھ کر

اے قدر راہِ عشق ہے آگے بڑھے نہ جاؤ  
 کھٹکا ہے ہوشیار خبر دار دیکھ کر

اوسنے آنکھوں کی مثل پا کر ۲۲ ساغریں اٹھا اٹھا کر

کیا تجھ کو ملے گا دل دکھا کر  
 ہم دہیان میں زلف یار لاکر  
 کچھ نہ خجک نہیں نہیں ہے  
 یا دابر نہ بولے دل کو  
 بندہ میں اسی لئے ہوا تھا  
 کہتا ہوں کیا ہے تھے بیوش  
 اپنا خط جام ہے تقیہ  
 چلنے میں کد کا دل نہ پس جا  
 اے دل کوئی نالہ حسب معمول  
 ہر ملک عدم بھی کیا ہی لچپ  
 رویا کیا میں نہ وہ پیسج  
 دل میں کوئی حوصلہ نہ رچاے  
 کٹجاتی ہے شب نہ ہی نہیں میں  
 مٹی سے نہ پڑہ ناز میت  
 کالی رنگت پہ گرتی ہو برق  
 اے عمر رواں کہاں گئی تو  
 اے یار جلے کو کیا جلا نا  
 آفت سے دبا ہر قسم عشق  
 جوڑے کو نہ کہو لیے خد را

کبے کو نہ ڈپا خد ادا کر  
 رونے سے نہ لگا لگا کر  
 غافل نہ کسی پہ تو ہنسا کر  
 ناخن کو نہ گوشت کجا کر  
 لور کد یا خاک میں ملا کر  
 فرماتے ہیں ہوش کی دوا کر  
 پیتے ہیں شراب ہم چپا کر  
 رکھیے گات دم ذرا سجا کر  
 بلب لایک آدہ چپا کر  
 کوئی نہ پھر ادواں سے جا کر  
 کیا ٹال دیا ہے سکا کر  
 جی کہول کے مجھ پہ توجہ کر  
 رہ جاتا ہے شوق گدگدا کر  
 یہ فرض تو اے صنم ادا کر  
 ہنسے تو ذرا دھڑکی جا کر  
 تنہا مجھے گور میں سلا کر  
 اب منہ نہ چپائے دکھا کر  
 زاہد تو مے لئے دعا کر  
 قصہ نہ پڑھایے گھٹا کر

رجاتی ہے شمع جہلملا کر	اوڑتا ہے جہان نقاب لٹکا
کیون قدر بتوں کا ذکر کیسا + لے مراد <sup>نہایت</sup> راحت راحت را کر	
روایۃ زائے معجم	
<p>میں کوئیوں پہل گناتا نہیں ہرگز کن آنکھوں سے دیکھوں مجھ بہتا نہیں ہرگز اس واسطے میں آپس میں آتا نہیں ہرگز ویسا تو مزاج آپکا پاتا نہیں ہرگز میں ناز ہی پر یوں کہ ادھما تا نہیں ہرگز یہ گاؤں کا ٹھہرا مجھے بہتا نہیں ہرگز پر کوئی مری راہ پر آتا نہیں ہرگز کہاتا ہے وہ جو منہ میں سا نہیں ہرگز خنجر کو وہ پانے میں جہا تا نہیں ہرگز ایسی کمر ایسا کہیں جہا تا نہیں ہرگز</p>	<p>۱۱ دل آپکے دانتوں پہ تو آتا نہیں ہرگز وہ گھٹتا ہے دن جھکا جاتا نہیں ہرگز ڈر ہے کہ کہیں بہ نہ خیال پکا آجاک جس وضع کی جس خلق کی تعریف نہ تھی اللہ جنوں میں یہ سبکہ دش ہوا ہوں دھوے کی سہی پھول تولادے مے ساتی گو دامق و فر باد نے سیر اہر ایا نہا ہدیہ نہ کہہ میں نے ہی پہچانا خدا کو منظور ہے سیراب تو ہوتا شہ دیدار چیتے کی کمر پائی ہے تو شیر کا جاتا</p>
شوکر مری تربت کو لگاتا نہیں لے قدر سوئی ہوئی قسمت وہ جگاتا نہیں ہرگز	
ہم جانتے ہیں خاطر ہماں ہے چند روز لے قیدیو جہان کا زندان ہی چند روز	<p>۱۵ دل ہی یہ ربط کیسو پہچان ہے چند روز آواز آرہی ہے زنجیر سے ہمیں +</p>



<p>عقد کھلیں گے لکے شروع شباب سے  لیلیٰ سے قیس کہتا تھا مجھ کو نہ بھولنا  ہو گا جوان تو بوسوں سے نیک بناؤنگا  جب میری جان جا تو جانا تم اپنے گھر  ہم دھونڈ کر نکالتے ہیں یار کا دہن  ہے چار دن کی چاندنی پہرے پہر سیرت  گلشن میں لطف بلبلوں گل ہی بارتک  تشنہ کر رہے ہیں پریر دھاری لاش  دم جو گزر رہا ہی دم واپسین ہو وہ  پر زبے اڑیگا جیب جنون یا تھکینگے تہ  بڑھ جائیگا جو ربط خود آئینگے میرے گھر  ممر کے کھوی یا زمین پونچے ہر شخص سے</p>	<p>حلقے میں تیرے گوگرد زبان ہی چند روز  اے میری جان لطف بستان ہی چند روز  ہو نہاؤس پری کا لعل بختان ہی چند روز  دعوت تمہاری ابو سے مان ہی چند روز  پوشیدہ ہے چشمہ حیوان ہے چند روز  شفاف خط سے چہرہ جانان ہی چند روز  سچ تو یہ ہے کہ صحبت یاران ہی چند روز  ہم کو نصیب تخت سلیمان ہے چند روز  بیچارہ عاشق آپکا مہمان ہے چند روز  یہ دست جیب دست گریبان ہی چند روز  یہ اونکی شرم اونکی نگہبان ہی چند روز  اب ہم میں اور کو چہ جانان ہی چند روز</p>
<p>اے قدر بیٹے بیٹے وطن میں جنون ہوا  خیر ہو یا رسیہ بیا بان ہے چند روز</p>	
<p>سج پری لقار افسانہ چند روز ۱۳  شب کو کبھی فراق ہے دن کو کبھی فراق  ہر ایک کی کڑی ہی اوٹھا لگائے صنم  جبکے جوان ہوا نکلے کا بوسہ ملا کر سے  اے شمع تو نے خانہ الفت جلا دیا</p>	<p>دنیا میں اور ہے تراد یوانہ چند روز  سرخاب چند روز ہون پروانہ چند روز  پتھر ہی کھائے گا تراد یوانہ چند روز  منہ سے لگا رہے مے پیمانہ چند روز  رہنے نہ پایا بزم میں پروانہ چند روز</p>

<p>دنیا میں کارخانہ محبت کی فکر کر دشتِ جنوں کو جاتے تو میرے ہر چہرہ پر آیا مہِ صیام چپا جامِ آفتاب اے واعظونہ دیکھئے جنتِ کراستہ نکھے گا دود آہِ دل چاک چاک سے قاصد کے انتظام میں گستاہوں اتار دل کے سوا کہیں نہ تمار اپنا لگا</p>	<p>آباد ہے جہان کا ویرانہ چمنِ درنو گہرا لگا بہت دل دیوانہ چند روز ہو گا مقفل اب دریاخانہ چند روز ہو جائے سیر کو چہرہ جانا نہ چند روز اوجھے گا دامِ زلف میں ریشا نہ چند روز میں آپ جاؤ گا جو وہ آیا نہ چند روز چانا کیا میں کہ جسہ و تھانہ چند روز</p>
<p>انجام کار سوئیگے سب فرشِ خاک پر اے قدر ہے یہ سندِ شام نہ چند روز</p>	
<p>ردیفِ سینِ مہملہ</p>	
<p>۱۳ گات اوہرائی بہرے خسار یا راہ کی برس آگ برساتا ہے ابرو نہ سارا بکے برس اے مہِ کامل مبارک طوقِ منت کے برس ایک سود ایک لہجہ کی شبِ فرقت کا غم دل تو دل تنے جگر ہی لے لیا اور جانِ دیکھئے ابکے ہمیں کیا داغ ہوتا ہے نصیب خشک سالی ہو گئی یا تم ہو اپر آگئے ہجے کے بارہ مینے ہو گئے بارہ برس</p>	<p>ہو گئے وہ قابلِ بوس و کنہار ابکی برس داغ او گئے ہین میانِ لالہ زار ابکی برس پونچھے مقصد کو ترا امیدوار ابکی برس صورت گیسو ہین مجھ کو انتشار ابکی برس مجھ کو بالکل کر دیا بے اختیار ابکی برس دیکھئے کیا گل کھلاتی ہے بہار ابکی برس چار ہونو کو ترستا ہے مزار ابکی برس سخت گزرا ہے تمہارا انتظار ابکی برس</p>

دیکھ ہوا وہی تیرا احسان ہوئے لاغری پہرئے حلقے نکالے ہیں تمہاری زلف سے داغ دے دیکر مے دلوں والی میں کہا چار دیکو بھی نہ لے حد کا ٹین ٹیریاں	کاش پہچانے نہ مج کو میرا پارا بجے برس پہرئے پہنچا بیٹنگے دو تین چار بجے برس کیا گھر وندے پر بنو نقش و نگار بجے برس قید میں جھکو کٹی ساری بہار بجے برس
---	--

قدر نے اگلے برس پوشاک پہنی گئی  
دیکھئے کیا رنگ لائے میرا پارا بجے برس

قتل بھی کر کے کہے گا نہ وہ قاتل فسوس چمپ رکا سوز جگر شب کو نہ پڑانے سے میرے دل میں عوض عیش بہی جزیرت جس سے لو اپنی لگاؤں جی بی پروا ہو اوس سے مانگو کہ جو خالق ہے تمام شیا کا دہن گور سے لیلیٰ کی یہ آتی ہے صدا یون تو جو بوتہا ہے انسان ہی کا تھا ہے میں تہ تیغ بھی کیا تشنہ دیدار ہوں ہاتھ منہ میں نہیں دیتا ہے کوئی کالے کو بند ہو جائیگی جب آنکھ تو چھپتاے گا	۱۱ کیسی بے رحم کا کشتہ ہر مرداں فسوس جل گیا شمع پہ کر کر سب محفل فسوس میرے پہلو میں بہاڑی عوض دل فسوس میں تمہیں یاد کر دن تم رہو غافل فسوس غافل و خلق سے کیوں ہوتی ہو سائل فسوس مے مجنون مے عاشق مے بسمل فسوس مرزع دہر کے لیکن میں محاصل فسوس پیاس کے مارے مردوں میں بسا حل فسوس جانکر زلف پہ دل ہوتا ہے مائل فسوس خواب غفلت سے نہ چو نکا کبھی یدل فسوس
--	---

سخت جان قدر سا اور ایک نگہ میں تڑپے  
یہ جوان اور ہواک دار میں بسمل فسوس

دیکھئے کالی گستاخ میں بہار طائوس بعد ایک سال کے نکلا ہی بخار طائوس	۱۱
---	----

<p>آنکھ اگر ہو تو قدامت کو نہ ہو لے انسان چلین برسات کی جسوقت ہلٹیں سکن کام آتا نہیں معشوق کا جسد ہرگز بول چال کی وہ ہے کہ ہر اردن میں فدا بجلی رنج کے ہو بندوق ہی بادل کی گرج ہیں یہ رفتار کے پامال تو وہ کشتہ رقص لے ہوا رحم ذرا کب سے بٹار کھا ہے چشم گریان میں سما سے انکڑا ادکا کوکتے کوکتے آب آب ہوا جاتا ہے</p>	<p>چمن جسد ہو ہر نقش نگار طاؤس ابر بن بنکے اوڑا صبر و قرار طاؤس کبھی بجلی نہ بنی شمع مزار طاؤس بلبلوں کی ہے نگہ منتی نہ شمار طاؤس باغ میں کہلاتا ہے ابر شکار طاؤس مور کبکوں پہ فدا لکب نہا طاؤس اب تک اوڑے کے پونج جاوی غبار طاؤس بنگے نہر مے آئینہ دار طاؤس ابر دیکھے تو کمین حالت زار طاؤس</p>
--	--

زلحف یہ تم ہو نثار ابر کا وہ عاشق زار  
تم ہی اے قدر رسبو قزو جبار طاؤس

<p>آنکھیں طاؤس ہیں ابر و پرد بال طاؤس ۱۵ جب سے پہنا ہے زمرہ کا جڑاؤ گنٹ غیر ممکن ہے کہ کوا بھی چلے منہس کی چال موسم گل میں ہیں طاؤس کی چوٹی غنچے ڈ تجسس لے ابر جو رگ رگ میں پونچتا ہونچ حسن پامال ہوا یار جو نیچوں سے ملا ڈ پہرے زخم ہرے ہونگے جو ایگی ہمار دود آہ دل عاشق سے ہیں معشوق آب آب</p>	<p>خط و خال رخ رنگین خط و خال طاؤس تنا پہرتا ہے مر یا مر شال طاؤس آپ کی چال چلے ہی یہ مجال طاؤس پہول پتوں ہی ہیشا خین پرد بال طاؤس داغ بن بنکے اوہرتا ہے ملال طاؤس کھودے پاؤں نے سب جس جلال طاؤس داغ بجھا بیگے نقش پرد بال طاؤس ابر شاہ ہے یہ دیکھا ہے کمال طاؤس</p>
---	--

باغ کو دیکھ کر آتا ہے خیال طاؤس  
گھل کے ہونے سے حکمت و نین بال طاؤس  
ہر برس کے گھٹا دہوتی ہے شال طاؤس  
اے ہوا تجھ پرے گا یہ وبال طاؤس  
ابر کو دیکھ کے ہوتا ہے جو حال طاؤس  
مور چیل قبر پر ہونگے پر وبال طاؤس

بزم جانان میں کوئی شیشہ سے ہنسا تھا  
جنکی ظاہر میں ہے زینت نہیں باطن میں کمال  
دیکھ عشاق کو خادم ہیں یہ سارے مشوق  
ابر کو تو نے اوڑھ لیا ہے گرے گی بجلی  
زلف کو دیکھ کے وہ دل پر گزرتا ہے  
داغ کمانے مرنے ہی ثابت ہوگا

اپنا چملا تو عنایت کر دے ابر بہار  
قدر گل کمانے کو آندہ ہی جو مثال طاؤس

یون بے بلا کے ہم تو نہ جائیں خدا کی پاس  
دوہرے پیالے کھجور ہوئے دھڑکے پاس  
اوستھینکے ہم جہان سے اونکو ٹہا کی پاس  
ہے ایک قتل گاہ بھی دلالت کا پاس  
شب کو انہیں ٹہا ہی لیا گدگد کے پاس  
چین و ختن کے نلے میں باد صبا کی پاس  
سنے ہزاروں رکتے ہیں ہم کمیہ کے پاس  
دن اس طرح گزرتے ہیں اوس مہلک کی پاس  
روتا ہوں بیٹیہ بیٹیہ کو غل جتا کے پاس  
دیکھو تو ایک تاج ہے شاہ و گدگد کی پاس  
کیسا قریب بیٹھا ہے زانو دبا کے پاس

۱۵

روز آئین تم جو آج بٹھاؤ بلا کے پاس  
تیرے مرض چشم کا یہ طور آج ہے  
نے اونکے زانوؤں کے نہ نکلے گا اپنا دم  
انگھون کے پاس برو جانان کی دہوم ہر  
اچھا ہنسی نہیں میں نکالا ہے سہنے کام  
خوشبو سے زلف یار کا کیا فیض عام ہے  
کیا کیا ہیں شورنگ طلائی کے صوفین  
کمر کیے پرے چوڑے شام ہو گئی  
یاد آتے ہیں جو یار کے رنگین دست و پا  
خالق ہے سر پرست امیر و غریب کا  
کب سے کھڑا ہوں اونکو مرد ہیان کو نہیں

<p>کیا ایسی کائنات سے زلف و اما کی پاس اک جھوٹا ہی ڈال لود و لٹس کے پاس آتے نہیں ہیں وہ کہی ماری حیا کے پاس</p>	<p>کرتی ہے ایک ل پہ ہمارے ہیں بل دیکھا جو اپنے کو چے میں بو لے لکڑ کے وہ کچھ کم نہیں قریب سے ہکو حجاب یار</p>
<p>اے قدر اپنی قدر نہ عسرت میں کوئی جایا نہ کیجئے کسی یار آشنا کے پاس</p>	
<p>ردیف شین معجم</p>	
<p>۱۵ مجھ کو فکر سب تر تلی ورا نہیں زر کی تلاش تسینہ پایا تو کیوں باقی رہی گھر کی تلاش آف ہمارے جستجو تف کی کیا کر کی تلاش پہر دہان ہونے لگی پہلوں کے زیور کی تلاش حشر میں ہوگی مقرر اس ستمگر کی تلاش جس طرح سے ہو برادر کو برادر کی تلاش ہے کمر کی یاد دہان تنگ دلبر کی تلاش موت نے کیا کیا مے بالائی بستر کی تلاش کسی الفت ان گلوں کو رہتی ہو زر کی تلاش گھر سے بے گھر ہو کر دے گی تر کو گھر کی تلاش رات کو مردہ بنا دیتی ہے دن بہر کی تلاش ماشوقوں نے کس قدر اللہ اکبر کی تلاش</p>	<p>خاک چھانی نیار یونکی ساتھ در در کی تلاش دل تو میرا لپکے سینے سے بھی لٹین حضور خاکساری ہنسنے پائی ملگنی اکسیر اسے پہر بہار آئی ہے پہر جا کے نصیب باغبان کچھ نہ کچھ توفیق ملے ہو گا خدا کے سامنے اس طرح غم ڈھونڈتا ہے پرتا ہے مجھ کو بدتر شاعروں سے بڑکے دنیا میں کوئی جزیر نہیں لاغری سے تار بستر ہو کے فرقت میں بچا انکی باتوں پر کہی ہو گا نکمے لے آدمی آپ سے بے آپ ہو جائیگی مجھ کو ڈھونڈ کر فکر و دزی سے کہی راحت نہیں انسان کو ڈھونڈ کر آخر نکالے اس شعل علی پر تجھ کو</p>

<p>ہے مثل لڑکا بغل میں ہے ڈھنڈا ڈھنڈا خوب گزرتی ہے طبیعت جب کہیں ہوتا ہنجر</p>	<p>پاس دل ہے کہو لکڑی زلف مغنبر کی تلاش کیا جو نکاتی ہے کنوئیں ہر مصرع ترکی تلاش</p>
<p>اک یہی باقی رہا ہے یا آئیں خیر ہو آج ہوتی ہے وہاں قدر سخنی کی تلاش</p>	
<p>ہو گا نہ کہی نالہ و فسر یاد فراموش ۱۵ سو سر جو کٹیں پیر و ہین سر ز سر نو ہو اتنا ہے نظر خواب میں ہلو ملک الموت میں اپنا گلا کاٹو نکاتی نہیں چکی تقدیر کا لکھا جو رہائی کے دن آئی قاتل ترے دیدار میں یہ محو ہوئی ہم اک سل سی دہری رہتی ہی جاتی ہے تار آرد کے ہی بیچے ترا مذکور نہ جائے ایسی کہی تصویر خیاں کی کینچلیگی صیاد کہی او کو نشانے میں نہ چو کے یا داتی ہیں ہر لحظہ تری لامی زلفین امید ہے جس وقت کہ ہوشا و ترا دل دشمن کو بھی تو قسمت روزی میں ہوا ہرست زمانے میں جڑی ہو جی ہے</p>	<p>اس بات پہ پیل سے بد کردار اموش ہے شمع ترا عاشق بیدار فراموش ہوتی ہے نہیں صورت صیاد فراموش کیون مجھ کو کیا اے ستم بجا فراموش صیاد کے دل سے ہوئی صیاد فراموش محشر میں ہوا شکوہ بیدار فراموش دم بہر نہیں ہوتا غم فرما فراموش ہو چہر یون تلی ہی تری یاد فراموش کرنا نہ کر کو کہیں بہنار فراموش جب تجھ کو کرے مزع جہنم فراموش ہوتی نہیں آنکھوں کی تری صا فراموش او سوت نہو یہ دل ناشاد فراموش فرعون نہ ہا مان نہ شداد فراموش ہیں قیس و زن و امق و فرما فراموش</p>
<p>اے قدر میں اشکو کی جڑی کیون لگاؤں</p>	

ہوتا ہی نہیں برقی سائنس تادفراموش

## رویف صاوملہ

۱۵ بے اسکے بڑے ہنگامہ کبھی یار سے خلاص  
 جشت میں رہی خار بیابان سے محبت  
 اوتنا ہی تجھے روز جزا داغ ملے گا  
 کنگھی پہ بہت سورہ خلاص نہ پڑھیے  
 دیرون میں وہی شکل حرم میں ہی صورت  
 اوس سحر و روان کے جو گل روی ہو عشق  
 خود صحن رخ دہو کے پلانے لگی بانی  
 بوسے دئے او کو مجھ سے منہ نہ بنی لگایا  
 نفرت ہمیں گل سے ہے تو اکسیر جشت  
 کس درجہ مزاج او کا برا ہے مے اللہ  
 سچ تو کہو کیا آئینہ دل کی طلب ہے  
 ہم لنگ نہیں ملک خدا ننگ نہیں ہے  
 بے کھٹکے چلا جاؤ گا جنت میں پس لگ  
 وہ حکوہ الفت پہ یہ فرماتے ہیں ہنسکر

ہو او سکے کسی محرم اسرار سے خلاص  
 صحت میں رہا اوس گل بیخار سے خلاص  
 جتنا ہے یہاں درہم دنیا سے خلاص  
 کام آئیگا اتنا دل بیمار سے خلاص  
 کس کو نہیں اوس بت عیار سے خلاص  
 قمری نے کیا بلبل گلزار سے خلاص  
 اسد جہ بڑے عاشق بیمار سے خلاص  
 مجھے نہ گنہگار یہ اختیار سے خلاص  
 رکھتے نہیں ہر کسی زردار سے خلاص  
 دین میں سے جشت ہے تو دوچار سے خلاص  
 اسد جہ ہے کیوں آج گنگار سے خلاص  
 غیر و نکو مبارک ہے ہر کار سے خلاص  
 ہے مجھ کو تمہاری درو دیوار سے خلاص  
 بکتا ہو تو لے آؤں میں بازو از خلاص

لے قدر عجب طرح کا مذہب ہے بتوں کا  
 کانسے محبت کبھی دین دار سے خلاص



## رو فیضاً و معجزاً

<p>۱۵ کہ مجھے دیکھو دکھا دیتے ہیں تارے عارض          دیکھ پاتے جو غلیل آپ کے پیارے عارض          کیا دبا جاتا ہے اس بوجھ کے مارے عارض          آپ کو عرش سے خالق نے اوتارے عارض          اوڑنہ جائیں کہیں بن بگنے شرارے عارض          دور سے ہی مجھے دکھلائے پیارے عارض          بگنے ہیں تری جوتی کے ستارے عارض          کہیں ایسا نہ دل میرا پکارے عارض          توڑ کر لیگئے اس عرش کے تارے عارض          چاند کو چودھویں تک روز سنوارے عارض          آنکھیں بن بگنے یہ کرتے ہیں لٹارے عارض          کوٹھے بڑا ٹانگ لٹے اپنے بارے عارض          کیسے کیسے نہ ابھی لینے حرارے عارض          نیلگون دونوں طرف ہو گئے سارے عارض</p>	<p>خال سے رکھتے ہیں قدرت یہ تہا عارض          چاند سورج کو نہ فرماتے کہ ہذا ربی          بوسے کے خوشے گنگوٹ میں چوپا جاتا ہے          اسمین کیا شک ہے ہمیب کو تو قرآن اترتا          لے لیا بوسہ کہیں آگ بولا تو نہوں          چاند بھی اتنا چکروں کو نہ ترسائے گا          منہ رگڑتے ہیں ترے پاؤں پر بن ہر حسین          مجھے بوجھ میں جو نکیر بن ترا کعب سے ہوں          خال رخسار کجا داغ ہیں میرے دل کے          جب مقابل ترے رخ کے ہو تو نقشا بگڑے          حلقہ زلف میں آتی ہیں کہ بوسے لوٹ          دیکھ لیتے جو تارے تو نظر لگ جاتی          تمہا جائینگے فوج ہو گئے ہر اک بوسے پر          اس نزاکت پر یہ زلفوں کی تہیڑ ہے ہر غضب</p>
---	--

کدے کدے کہیں کدن تر ہو ٹھونکنے نثار  
 چوم لے چوم لے اے قدر ہماری عارض

۱۳ یہاں بوسہ بونکا دل حنین کے عوض  
 کہہ رہے کہ نگین ملیا نگین کے عوض

<p>بٹ ہی جاؤ گائیں اس حیا جنین کے عوض          بہت کھری ہے تری سیم حسن کیا کسنا          یہی پہر تاج ہے قسمت جو دترس ہو بھو          ہمارا دشت بھی رہنا ہے دید بازون کا          کمان کی بال نکالی ہے چہنے بال کی کمال          ہمارا نام ہے عشاق میں فنا فی العشق          بجائے داغ مے دل سے نکلے ناؤ داہ          کبھی تو دام میں یارون کے آہی جاؤ گے          بجائے بوسہ لب گلیاں سناتے ہو          یونین پونجیتی ہے پونچے کا ہاتھ کاٹن          ضرور چاہیئے ایک آدھ داغ بوسے کا</p>	<p>کبھی تو ہاں ہی نکلیا میگا نہیں کے عوض          ہرن کھری ہری ابرو جبین کے عوض          سر آسمان پہ چکا کروں زمین کے عوض          چہنے ہین کا لے ہرن چشم گرین کے عوض          کمر کا شعر لکھا زلف عنبرین کے عوض          جڑا ہے سنگ لحد مہرین نگین کے عوض          مے چمن میں اوگے سفر پاسبین کے عوض          خدا سنا لے گا ہاں ہاں نہیں نہیں کے عوض          یونیش تھی مری قسمت میں انگبین کے عوض          ابھی تو انگلی ہی پکڑی ہے آستین کے عوض          ملا ہے چاند کا کلمہ تمہیں جبین کے عوض</p>
--	---

کمال تنگ ہری اس کوردہ میں ہم اے قدر  
 ذرا کے کوئی نفرین ہے آفرین کے عوض

### ردیف طے مطبقہ

<p>یہ ہن گلیاں یہ نہنہ کا بچا غلط          حال دعدو کا تری موزون کیا تہا          طفل دلو کو ہر کون پرانی لگائی زلف نے          سچ کہوں آتا ہو کس کفر کو تیرا اعتبار</p>	<p>۱۴ وہ مثل ہے خود غلط انشا غلط امل غلط          اہل مطیع نے مراد یوان سب جپا غلط          او کی باتوں سے ہو کر تہا غلط          تو غلط کو تسین سب جو تری وعد غلط</p>
--	--

<p>         ڈاکر کا کیجے ہر ایک ہے حرف نادرست          زلف کا حلقہ امینوں نے اوتار ہو ہو          خود ہی میں دیتا تمہیں دل خود ہی روناواہ          جھوٹے وعدے کیوں نکالی اس دن تنگست          صا دو کو سو کہ میں جہدم صا دو پر ہو دست          وصفہ رخ نے وہ مراد یوں جبکا جھک دیا          وصل ہو جانی تو سمجھوں سچ ہے اور غلط          فرط بیباکی سے اونکو لکھ گیا ہوں کچھ کچھ          جو گزرتی ہو وہی کہتا ہوں اپنے شعر میں          آنکھ میں تل کی ہے ہمروت کیوں نو          بر نہ آیا ایک مطلب بھی مرا افلاک سے       </p>	<p>         کیا پڑ ہوں میں صفحہ عالم پر تبا غلط          جب ہوں کہ پاس پونچھ ہو گیا نقشا غلط          تمہیں میں جہوت ہو طوفان ہی بیجا غلط          خود ترس منہ سے معا ہو گیا تیرا غلط          کب سے چشم یار پر پہاڑ و زریا غلط          جکے آگے ہو گیا کسیہ کا نسخہ غلط          ورنہ یہ ہوں ہوں غلط مان غلط اچھا غلط          سو گھبر سے ہو گیا ہے یار کا نام غلط          شعر سچ میں ورنہ ہو تقدیر کا لکھا غلط          قاعدہ دیکھو تو جب ہی عین نقطہ غلط          سات درتوں کا رسالہ کہ قدر نکلا غلط       </p>
<p>         آگے کہتا تھا اوزین جان جان ابطن من          قدر سبھار دزمرہ ہو گیا اگلا غلط       </p>	
<p>         اتنے لکھوں یا خط پڑھنے ہوں شوا خط          کیا خط رحمان ہوا یا خط گلزار خط          نصف ملاقات سے پہنچے اے یا خط          کب سے گلے پر لگا ہے بت خوشخوار خط          آپ سلامت رہیں لیجئے سب کا خط          شہر لگا و صمن ڈالے جو تلوار خط       </p>	<p>         ۱۵ ہوں اگر بار خط بھیجوں میں ہر بار خط          رخ ترا تیراں ہوا یا کہ گلستان ہوا          خط کی بھی کیا بات ہے دور کی سوفا سے          دیر نہ ہم ہر لگا ہاتھ چپٹ کر لگا          رنج کمان تک سین نامہ برا کر کمین          آپ کے سر کی قسم مرتے ہیں ابرو پر ہم       </p>

<p>خط میں نہ تو دیر کر یا را نہ اندھیر کر کیون نہ پھر لے گلبدن جانچ کر کھن طول تھا اتنا کلا قطع نہ تھا سلا قشقہ و چین چین زلف و خط خنبرین آنکھوں کی تنویر ہے یا خط تقدیر ہے دوش سے اسکو اوتا نرم بدن پر بآ دل میں جو ہون غم ہری لکھ کو دل گدھر ہے رخ کے جو بوسے لئے زخم جگر ہر دئے</p>	<p>میں تو اولٹ پیر کر بڑھتا ہوں ہوا خط نقطہ ہے تیرا دھن ہے خط پر کار خط دفتر عالم ملا جب ہوا طیار خط سہکو تو اسے نازنین بہاتے ہیں یہ چار خط آپ کی تحریر ہے آنکھوں پر ہے یا خط دیکھ پڑے کانگار صورت نہار خط رقعہ شادی کرے دیدہ خوبار خط ہو گیا میں سے لئے مرہم زنگار خط</p>
--	--

آگے کا صدمہ تنگ قدر وہاں میں دیکھ  
بنتے ہیں جا کر تنگ جاتے ہیں بیکار خط

<p>بہر بہار آئی ہوئے جمع بہر اسباب نشاط دور گردون میں کجا دورے ناب نشاط وہ مرا حال کہ دیتے ہیں مین ادھکار از غم فرقت میں لہو کے گرے آنکھوں سے بوٹی بوٹی مری مقتل میں پڑکتی ہر بڑی وصل ہو خواب میں تو ہجر ہو بیداری میں ہنستے ہنستے شب و صلت میں ہوئی شادی گر مست مدہوش ہوا شہ میں ڈوبا ایسا آنکھیں کھلتی ہیں دیدار رخ جانان سے</p>	<p>۱۵ چمن و بادہ و دف ساقی و ارباب نشاط وہ تو ہے غم کا بنور اور گیرد اب نشاط غم کی برداشت ادھن ہے نہ مجھ تباہ نشاط شیشہ دل میں بہری تھی جو مناب نشاط پرزے ہو کر ہی نہ ہوا ادب ادب نشاط غم کی تعبیر ہو دیکھوں جو کبھی خواب نشاط صبح کا ذب تھی ہماری شب مہتاب نشاط دور سا غم ہے مجھے حلقہ گرد اب نشاط نور کے تڑکے سے کیلتے ہیں مگر اب نشاط</p>
--	--

<p>خواب میں کیجئے ماتم ہی تو آنکھیں کھلیں      ہاتھ پائی جو کرے وصل میں وہ رشکِ قمر      اشک ہون گریہ شادی جو انہیں یاد کروں      روئے خندان ترا دتر ہے لئے تازہ بہار      تنگدستی کی دوائیں ہیں سرفروستی</p>	<p>نیند اوجھٹ جائے اگر دیکھ میں ہم خوابِ نشا      بامِ پرفرش کتان ہو شبِ مہتابِ نشا      دانت ہیں تیرے ہنسی میں درخوشِ آشا      آج مرجایا ہوا ہے گلِ شادابِ نشا      سیکھ لے ہم سے کوئی نسخہ نایابِ نشا</p>
<p>دن چڑھا خواجگہ وصل سے اوٹھے ایقدا      صبح سے بیٹھے ہیں الفام کو اربابِ نشا</p>	
<p>رویفِ ظلمے منقوطہ</p>	
<p>گستاخ ہوا جو نہیں سمجھتا ہوں کب لحاظ ۱۶      چتون میں تھرچال میں محشر لبون میں سحر      اب یہ سنا کہ آئینہ بنتِ انہیں ہاں      ان روزوں بات بات میں رہتی ہو چیر چھا      خورشید اب چمکے نکلتا ہے سامنے      یہ رلبط ہے عروسِ لحد اور میں ہوں ایک      تم ایک اگر کہو گے تو میں دس سناؤنگا      مجنون کو ہم سے پوچھیے یا ہم کو تیس سے      کیوں یا روہ اشارے وہ باتیں کہہ گئیں      خنجی کے مثل جانے سے باہر ہوا تو کیا</p>	<p>باتی نہیں رہا ہر کیکا ادب لحاظ      ہے بچی بچی لفظ دن میں تیرے غضبِ لحاظ      مشہور ہو گیا ہے تراتا حلبِ لحاظ      میں اور چہرے تار ہوں وہ کرتے ہیں جب لحاظ      باہر نکل کر آپٹے کہو یا ہے سب لحاظ      اب وہ کمان رہا کہ جو تھا پہلے شبِ لحاظ      تمکو نہیں حجابِ تو مجھ کو ہے کب لحاظ      آپس میں خوب رہتے تھے تعظیمِ ادب لحاظ      آنکھوں کے مثل سیکھ گئے لعل لبِ لحاظ      وہ آدمی ہے رکھے جو وقتِ غضبِ لحاظ</p>

<p>سہنسنا تہما زلف میں ہوئیں ہتھ پہیران دھڑ          کون اپنی آبرو کو دہان خاک میں ملائے          تم رشتک مہر ہو تو چراؤ نہ دن کو آنکھ          رندوں سے مفت حضرت دعا عطا دیتی ہو          کیسویں ل سے آنکھ چرائے نہ کیوں بنگاہ</p>	<p>دل حب تلک تہا پاس جبہی تک تہا لحاظ          آتا ہے ہکو جاتے ہوئے بے طلب لحاظ          تم ماہ ہو تو پہر نہ کرو وقت شب لحاظ          بوڑھا سمجھ کر کچا کرتے ہیں سب لحاظ          شوہر سے ہر عروس کو ہے ایک شب لحاظ</p>
---	---

وہ تو سمجھ چکا انہیں لغت ہے قدر سے  
 پہر ایکو قیاس ہے نئے سبب لحاظ

<p>روئے میں جان کا خدا حافظ ۱۵          حضرت دل جنوں مبارک ہو          تپ غم سے مزاج برہم ہے          میرا دل لیکے کہو دیا کیا خوب          نظم کرتا ہوں حال دزد و حنا          آنکھ پڑتی ہے دل پر اوس بریکے          دست و حشمت نے پاؤں پہیلارے          لے صنم وصل ہو تو پوچھو ن پاؤں          کہینچتا ہوں میں تیغ نالہ و آہ          تیز ہے او کا نشتر مژگان          مزرع دھڑکے متاع غرور          اب ڈھری جمتی ہے خدا کی پناہ</p>	<p>ڈر ہے طوفان کا خدا حافظ          رخ ہے میدان کا خدا حافظ          دن ہے نجران کا خدا حافظ          آپ کے دھیان کا خدا حافظ          میرے دیوان کا خدا حافظ          اپنے قرآن کا خدا حافظ          اب گریبان کا خدا حافظ          خیر ایمان کا خدا حافظ          تیرے دربان کا خدا حافظ          اپنی شریان کا خدا حافظ          اسمین انسان کا خدا حافظ          شوق ہے پان کا خدا حافظ</p>
--	---

ایسے نادان کا خداحافظ غصہ ہر آن کا خداحافظ	لاکھ بکے نہیں سمجھتا دل جھٹکی ہر وقت کی معاد
قدر کو بتکدے میں دیکھا ہے اس سلمان کا خداحافظ	
رودیف عین جملہ	
<p>۱۵ کیا کیا تو پپ ہی ہے مثال شرار شمع اندھیر کر رہی ہے شب انتظار شمع گیسو تو دو شمع میں رخسار شمع کالے کے سانسے نعلین زینار شمع تم سے بچا جو نہ بنے اس ہی بار شمع جل کر سستی ہوئی دھڑلے بے اختیار شمع ہمراہ غیب قبر پر لایا جو بار شمع جلدی نکال لے کہیں لگا بھار شمع پوشاک کو کرے نہ کہیں تار تار شمع روتی ہے حال زار کیا لار زار شمع فانوس ہے نقاب تو رخسار شمع رخسار سے ہو یا کون ملک قد بار شمع کب چاہتا ہوں میں سحر نگ مزار شمع</p>	<p>کشتہ رو کی یاد میں ہی بقیہ ار شمع اوتق کو دہو کے نکلتا ہوں میں بار شمع بہر بہر لگے دھرتے ہو پروانہ ار شمع دل بھگیا مارتے گیسو کے روبرو مجھ سے جو خاک بچ رہی پروانہ بنگیا پروانہ سوز عشق میں جب جان بچکا شعلے کی طرح کانپا دھا جسم ناتوان پروانے سوز عشق سے جل چکے خاک ہون آتا ہے یار بزم میں فانوس کو اٹھاؤ لکھتا ہوں بیٹھ بیٹھکے جبا دسکے سنانے گلگیر زلف یار ہے پروانے خال میں ساخچے میں اونکاسا لہجہ ڈھلا ہوا تاریکی لوح کی خبر کوئی لے ذرا</p>

<p>ادب لایک لاکہ جلاؤ ہزار شمع</p>	<p>وہ ایک ہی ہے لاکہ دلیلیں کوئی کر</p>
<p>اے قدر روشنی میں کٹے گی شب بعد ہو جائے گا جمال شذوالفقار شمع</p>	
<p>ردیف غلین مجسم</p>	
<p>اوستے ہی باغ دہر میں ہمیں اوستا کٹے داغ یہ رمز ہے کہ چاند ہو امبتلا کٹے داغ روشن ہماری قبر میں ہوں شمع ہاؤ داغ اے یار کیا جمال کہ دامن پر آئے داغ سایہ کٹے ہے سرو ہمیشہ ہمارے داغ طاؤس کی روشنی حشی نے کہاے داغ کیون مثل مہر نام کو اپنے لگاے داغ جب بیاں میں نگار جگر کا مٹاے داغ ہے داغ میرے واسطے میں ہوں ہر داغ دلیں کھلے ہوئے ہیں مے دیدہ ہاؤ داغ زخموں کا کچھ شمار نہ کچھ انتہاے داغ محضر پہ ہر گولی جبیل نے کہاؤ داغ سینہ میں اپنے لالہ شگفتہ ہے جاے داغ گل نذر دیکھ بیل نالان نے پاسے داغ</p>	<p>کھلتے ہی مثل لالہ ہوئے مبتلا کٹے داغ اہل عروج رکھتے ہیں دل میں کدو تین افسوس گھر قریب کا روشن ہو یا رسے ہوں تم سے صاف قتل کرو تیغ پونچھ لو ہے عشق سلطنت مرادل بادشاہ وقت باغ جہان میں دود جگر سے گھٹا ڈھی کیون کوئی اونکے خال سیفا م پر مے ہم کو مٹا یا نقش قدم کی طرح تو کیا جس کو تو انبا ہوں میں گرمی عشق سے اے تیر یار نکلتے ہیں ہر لحظہ تیری راہ عشق بتان میں ظاہر و باطن ہے ایک سا دہر میں تما ساملہ در بار عشق میں سینچا ہے ہمیں دیدہ خونبار سے اے سکار میں خزان کے یہ نام صفی ہوئی</p>



انکثرے دل و جگر ہوئے آنکھوں کے سامنے | کس کے اس جہان میں خدانے دکھایا داغ

مانند شمع جلنے شمع پر زبان  
اے قدر کیون بیان کیا ماجرا داغ

## روینے فائے فوقانی

بیل کا خون ہفت بہا یا ہزار حیف ۱۹  
اپنے کئے کا پاس نہ آیا ہزار حیف  
دنیا سے تو نے ربط بڑھایا ہزار حیف  
دلکی کدو توں سے یہی ہکھو داغ ہو  
اے گل لحد پہ خاک اوڑھتی رہی صبا  
منعم نے کیوں جہان میں بنائیں عمارتیں  
مختار ہے وہ شوخ مراد و سپہ در کیا  
مانند زلف کیوں نہ پریشان ہا کروں  
تار و تکی طرح آنکھوں میں کالی تمام رات  
کیوں اپنا پردہ فاش کیا اپنی ماتم سے  
پید کیا کیا تھا تو نے عبادت کیلئے  
ستے تھے ہم حضور کا ہر شے میں داخلہ  
ہم جانتے تھے بوسہ عنایت کر دے گئے  
ہم نے اٹھائے ناز ہمارے تمام عمر

صیبا و تجھ کو رحم نہ آیا ہزار حیف  
مجھ کو بنا کے تو نے مٹایا ہزار حیف  
اک سیوا کے دامن آیا ہزار حیف  
تو کیا نہ آئے گا ترسا یا ہزار حیف  
اک پہول بھی نہ تم نے چڑھایا ہزار حیف  
ویرانے میں مکان بنایا ہزار حیف  
آیا ہزار شکر نہ آیا ہزار حیف  
سر پر چڑھا کے تو نے گریا ہزار حیف  
وہ ماہ ایک مہی نہ آیا ہزار حیف  
غیر دن کو تم نے گھر میں بلایا ہزار حیف  
اک برس نے اپنا بندہ بنایا ہزار حیف  
پر آپ کو کمین بھی نہ پایا ہزار حیف  
بوسہ تو کیسا امنہ نہ لگایا ہزار حیف  
تم نے جنازہ بھی نہ اٹھایا ہزار حیف

<p>دیوانہ اوس پرہی نے بنایا ہزار حیف          پہ بھی گیا نہ اپنا پرایا ہزار حیف          صد حیف یا کسی نے کیا یا ہزار حیف          کیون خاک میں پہرا زمین ملایا ہزار حیف</p>	<p>سائے کی طرح ساتھ چور کتا تو خوب تھا          سو بار کہ چکا کہ ہے دل آپ ہی کا مال          مرنے سے میرے سب کو کم و بیش غم ہوا          ہاں کہ دیا تھا سکنے اُس کی تیرے کلم</p>
<p>دیکھا جو کما کو قدر نے غش کما کے گر پڑا          کیون تمنے دوڑ کر نہ اوٹھایا ہزار حیف</p>	
<p>ردیف قاف فوقانی</p>	
<p>اور شب بہر دیکھ لوں میں یا نہیں تو کل فراق          منزل ثانی لحد ہے منزل دل فراق          ہر صدمے پانچے تکبیر تھی مقتل فراق          آہ سوزان کی دکھا دوں میں تجھ شمل فراق          تحم الفت پہنے بویا او سکا پایا پہل فراق          دہوم لوہ ہڑالے وصال ورا و سطرین لعل فراق          میرے بار غم سے ایسا ہو گیا بوجھل فراق          اشک بونہدین سوز برق آئین نہنگا دفن فراق          مجھ سے تمس ہو گیا لے مر شب دل فراق          دیکھئے دکھلائیگا اب کونسا جنگل فراق          دوڑتا بہت خود سواری میں تری میل فراق</p>	<p>۱۸ آج دن بہر راہ دیکھی وہ نہ آئے الفراق          شہر مہتی سے جو دو منزل پہنچی عشق کی          چلتے چلتے دہلی اک تلوار مجھ پہ حلقہ لپی          کیا شب تاریک کے ڈر ہی نہیں جالتے تھے          بدلے نیکی کے بدی ہو یہی قسمت کا لکھا          جاتے جاتے وہ پلٹ آئیں تو اچھی سیر ہو          یہ تو اب میرے اوٹھائے بھی اوٹھ سکتا نہیں          تو گیا لے مہر او دہرائی نئی بسات ادھر          عید کی شب جیسی شاد مگر کوئی رند ہو          گھر سے ہم تابہ ستون پونچھ وہاں ہی تاج بند          بچہ و غم تیرے جلو میں چلتے ہیں ایشا عشق</p>

<p>دور رکے اپنے یہ جلتی ہوئی مشعل فراق واقعی آیۂ الفت کا ہی صیقل فراق وصل کی صورت جو دکھائی بھی ہی تو کافراق میری رگ رگ سے نکالیکا مر کس بل فراق دیکھنا یہ عقدہ مشکل کرے کاحل فراق یا آہی وصل جانان بعد ہوا دل فراق</p>	<p>آفتاب جب سے بہتر شب تاریک وصل اور بھی چمکے محبت جب جدا ہو کر ملے آئی بھی میرے نصیب سونے تو بیٹھے مجھ پر ریخ و غم کی جنتی میں ہو گا ڈھیلا بند بند عاشقی میں ایڑیاں رگوں میں مگر نکلی نہ جان عیش و طہار مجھ سے اٹھیکانہ پہر ریخ و طہار</p>
---	---

چل دیئے منہم ہیر کردہ فراق چلا تارا  
الغیاث الغیاث الفراق الفراق

<p>آسمان غم ہو گیا سمنے اٹھایا بار عشق اوس طرف وہ اس طرف میں جمیں یو عشق مہربان معلوم ہوتے ہیں یہ تبار عشق وہ مہین خط میں لکھا کرتے ہیں صبر عشق ایک تو مرگ مفاجات اور ایک آنے عشق آج کل چمکے ہوئے ہیں طالع بیدار عشق بند بھی کر دو کہی یہ روزن دیو عشق حشر توڑ گیا کراہی گا اگر ہوا عشق ہوش میں آؤ بیٹھ لے کر می بازار عشق مثل خزان سگھ کر کاٹا ہوا عشق بیچ لو جا ہو مہین چمکے سب بازار عشق</p>	<p>۱۳ ہم وہ ہیں اللہ کے آگے کیا اتوار عشق جنسی الفت ہو گئی رہتے ہیں میری بڑ حضرت ان ٹنڈی سانسین اور خاموشی ہو گیا ہم ازمین آفتاب لکھتے ہیں تہا قدم حسن سخت و نون آفتاب میں حفظ میں کھو خدا سکھائے ذراع کا دلمین خزانہ ہو گیا شکوہ دیکھا ہے تو نکمہ نہیں سلائی پیر چرخ چارم سے اترا آئینے گہرا کر مسیح قبر شکر اگر مرے پای حنائی سے کہا روتے روتے آپکے غم میں یہ نوبت ہو گئی حسن کے بندے ہوئے ہیں آزما لوتی</p>
---	--

تیرے دستا فضیلت بند کی دستا عشق	دو نو نکو واعظ سر بازار ادھالے گا دینے
ایک امق ایک مجنون ایک فریاد ایک قدر بس یہی چار آدمی ہیں واقف اسرار عشق	
رولیف کاف تازی	
<p>۱۴</p> <p>میرے مرقد پہ غافل ہیں غرغولوان ایک چوٹی اٹری سے گزرتی تری جانان ایک ہمنے دیکھا نہیں اس ٹھٹھا کا انسان ایک اوستمگار ہوا تو نہ پشیمان ایک شمع روتی ہے سرگور غریبان ایک مسا پیدا نہ ہوا لے مہ تابان ایک اوس غبی کو نہوا حفظ قیصران ایک کب کل پرزے ہو ہوتا یہ گریبان ایک نہ چھٹا ناخبر را مجمع زندان ایک کچھ سمجھتا نہیں اپنا دل نادان ایک مرگئے پر نہ چٹکا کوچہ جانان ایک ہے اوسیدم سے دماغ اپنا پریشان ایک ایک بھی ہند میں جتنا نہ مسلمان ایک انکھ میں پتر ہے سب صل کا سامان ایک</p>	<p>نہ چٹا عشق رخ رنگ گلستان ایک نظر آتی نہیں صبح شب ہجران ایک حور دین حور ہو یونین پری ہو بجان بیگنہ قتل کیا ہے تو یہ ہنسنا کیسا تیرگی دیکھ کر لے ماہ شب مرقد کی آسمان سے یہ فرشتوں کی صدا آتی ہے اتک ل نے نہ پہچان رخ یار کا صف ملکے آپ گلے سے یہ بڑی خیر ہوئی خیم کے خم صاف ہوئے اور نکاسا ہی جی میں آتا ہی کہ زلفوں کے حوالے کر دینا چپکے ہر فرشتوں کی طرح جاتے ہیں ہم کل شرب صل میں ہونگی تھی جو بگ گیسو حق تو یہ ہے کہ اگر درستان ہو جاتا نفس رقیق و آواز دف و صحن چین</p>

<p>روئے نگین کی صفت کرتا کیا لے قصہ تو نے دیکھا نہیں شاید مژدہ لو ان ابتک</p>	
<p>منہ لگاتا نہیں لے قدر زمین یا بہت خوب کیلتے نہیں ہمے لب خندان ابتک</p>	
<p>۱۵ ہے مگر بال جبر کمر نازک ہے بہت خاطر شہ نازک آپ ہیں یا جبر کمر نازک ہے دہن سے کین کمر نازک برگ گل سے زیادہ تر نازک بنے رہتے ہیں رات بہر نازک شانے طیار ہیں کمر نازک مجھے کیا تم ہوئے اگر نازک بنو گے کیسے وقت پر نازک اجی ایسی بھی کیا کمر نازک وقت آیا ہے لے قمر نازک اُف مزاج اشناقتہ گر نازک چہا تیان خفت ہوں کمر نازک کہ کلائی ہے کعبہ نازک</p>	<p>یون تو ہے اونکا جسم بہر نازک بات میں ٹوٹے بات میں جڑ جاے بندہ ہی او قدر ہے زار و خفیت ہے کمر سے دہن کین نایاب کچھ نہ پوچھو کہ اونکے ہونٹہ ہیں کیا ہر بہانے سے مالتے ہیں مہین ادھر اسینہ جھکے کمر خد میرے سینہ پہ سر نہیں دھرتے پہلوان بٹکے توڑتے ہو دل رکنے دیتے نہیں ہوا تہ مہین کین جایا نہ کیجئے شبکو جب پڑی انکھ لاکھ بل کماڈی اپنے موقع کی ہے ہر اک شے خوب تیغ باند ہو برابر ابرو کے</p>
<p>سخنت با تو کی قدر کو نہیں تاب کین خستے سے ہے جگر نازک</p>	

## ردیف کا فارسی

کچھ مرض کرنی ہی مجھے سکر سی الگ  
 بستر لگائے مری دیوار سے الگ  
 دل کیے بیٹھیں کافر و دیندار سے الگ  
 کیونکر موز لطف یار بخ یار سے الگ  
 گل ہوں مگر وہ گل کہ ہو گلزار سے الگ  
 گردن تو ہو خجی خجی بنو خوار سے الگ  
 نقش قدم رہے قدم یار سے الگ  
 ساغر کبھی نہ لب میخوار سے الگ  
 کاٹو گے ہاتھ الگ مری تلوار سے الگ  
 دم بہ نقاب ہو جو رخ یار سے الگ  
 دستار سر ہے تن زاری الگ  
 رکھے گا ہاتھ گیسو خمدار سے الگ  
 سولے حضور عاشق غمخوار سے الگ  
 زانو نہ کیجئے سب بیمار سے الگ

دم بہر کو چلے مجمع اغیار سے الگ  
 دیوانہ جانکڑھیں کہتا ہے وہ پری  
 ہم اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنائیں  
 اوتھتا نہیں ہے سانپ خزانے پٹھنکر  
 بوہون مگر وہ بو کہ جو ہو پھول سے جدا  
 اتنی گریز کیا ہے تڑپتا نہ چوڑے  
 مین لاغری سے خط کفیلے دھت ہون  
 یار ب مدام بوسہ چشم صنم ملے  
 ابرو کی لون بلائیں تو کہتے ہیں ناز سے  
 پہنتی کو نمین قد پہ ابھی نخل طور کے  
 اندر ہرور ہا ہے نرا کو سے یار مین  
 کہتے ہیں ہنس کے دیکھو نہ کالاکین ڈسے  
 ہر وصل میں یہ فتنہ خواہیہ جاگڑھا  
 دیکھو نہ اے سچ کین جان پر بنے

اے قدر اندون ہے دماغ آسمان پر  
 ہے یہ زمین جہان کے اشعار الگ



# ردیف لام

معمودیدار کو تم غش میں جو پانا شبِ وصل ۲۱  
 چال ہے پاؤں میں مہندیکا لگانا شبِ وصل  
 شبِ غم کا جو سنا آہوں فسانا شبِ وصل  
 رکھے اللہ تری شمع کو ہوگی نہ سحر  
 میں ہی جانوں کہ مے دلا پسو لاہوٹا  
 اک مہین یا رکی پٹی سی لگے روتی ہن  
 قاب تو سین کے رتبے سے نہیں کم ہوگا  
 دونوں باتوں سے جگر تمام کے بیٹھو صاحب  
 سوز غم اس میں بہاؤ کہیں چھپے نہ پڑن  
 جتنے بہون شبِ غم میں کف افسوس ہے  
 مر کے ہو جاتا ہو مشوق حقیقی ہو صال  
 دونوں صورت میں ہوئی وعدہ خلائی تھی  
 زندہ سے جاتے ہیں جی اوٹھتے ہیں سے  
 تیری قسمت میں تھا اسے غیر تر پانا شبِ وصل  
 مجھ سے جب درہی بیٹھے تو برابر ہی مجھے  
 چاندنی رات تو ہے دورہ سا نہ ہی ہو  
 لاکھ چالیں چلو نفقے کے در و چھینٹے دو

لخو زلف معنبر کو سنگھانا شبِ وصل  
 ہاتھ آیا ہے ترے خون بہانا شبِ وصل  
 نیند کا کرتا ہے عیار بہانا شبِ وصل  
 خیر بہتر ہے تر اٹھ نہ دکانا شبِ وصل  
 کاش ٹوٹے کوئی بازیکچا دانا شبِ وصل  
 در نہ یوں چین اڑتا ہے زمانا شبِ وصل  
 دونوں برو کے اشاریے بلانا شبِ وصل  
 چھپتا ہوں شبِ فرقت کا فسانا شبِ وصل  
 میرے سینے سے نہ تم سینہ ملانا شبِ وصل  
 یاد آیا جو زبانوں کا لڑانا شبِ وصل  
 شبِ مرقہ کو سمجھ لیتے ہیں دانا شبِ وصل  
 چلے آنا شبِ ہجر اور نہ آنا شبِ وصل  
 میرے نالے شبِ ہجر اچکا گانا شبِ وصل  
 میری تقدیر میں تماچیں اوڑنا شبِ وصل  
 اونکا آنا شبِ وصل اور نہ آنا شبِ وصل  
 کہ کٹو اسی یا نکمیں نہ چرانا شبِ وصل  
 نہ چلے گا کوئی صاحب کا بہانا شبِ وصل

<p>اپنے طلب ہے ہو مطلب جو تمہاری مرضی خیر شریف ادھر لاسے تو احسان کیا لیٹے لیٹے وہ بگڑا دھتھے ہیں گھر جانے پر</p>	<p>ہم نے مانا نہ ہمیں پاس سلانا شب وصل مشفق من مرا کنا تو نہ مانا شب وصل کر دین لیتا ہی رہ رہ کے زما شب وصل</p>
<p>شبِ فرقت میں تمہیں اُس نے ستایا جتنا قدر تم اس کے عوض اس کو ستانا شب وصل</p>	
<p>۱۵ باغ کا تہا چراغ گل غم سے تھے داغ داغ گل دل میں ہماری جان کا نام نہیں نشان کا ایست بست کر گزرت ہر کیا تجھے خبر دل کی جو تھی بند ہی کل پھوٹے لالہ گوئی اشک ہیں ہوشش سما باغ ہیں تابِ قباب شور اٹھا جاہ کا چہرہ بتوں کا نق ہوا قامت مرغ سے راہ ہے تجھ پر چین تباہ ہے تجھے پتنگ داغ داغ تجھے مزا باغ باغ دیکھ لکھ کیسے دو تادل مرا سرد ہو گیا ہسکو کمان داغ ہے سیر خود فریاد ہے ابر غبار ہو گیا لعل و گہر پر گیا ساقی ادھر بھی کوئی تو جسم بڑھائے یا ہو ہو گئے تم جہاں کھر خرم سے گل گل گئے مجھے نہ آتا تو عنذ لب میرا ترا ہی ان نصیب</p>	<p>پاکے تر اسراغ گل ہو گئے باغ باغ گل عشق کی دو دمان کا آج ہوا چہر باغ گل رہ گئی کھول کھول کر باغ میں کیوں ایلاغ گل زخم سے بصد خوشی کھائے بصد فراغ گل خرم سے شہم آتاب رشک سے داغ داغ گل چلنے لگی جہان ہوا ہونے لگے چراغ گل سرد شمال آہ ہے اور رنگ داغ گل تو ہی ہے نرم میں چراغ تو ہی میان باغ گل کالے کے سامنے ہوا آج مرا چہر باغ گل سینہ تو خانہ باغ ہے سینے کے سائے داغ گل قطر دن سے ملے ہو گیا گوہر شہر باغ گل نکت گل ہو مکی بو اور ترا یاغ گل اور ذرا جو نہں پڑے ہو گئے باغ باغ گل مجھے ہر گراں حسیب تجھے ہی بد داغ گل</p>



چین اور اکین قدر ہر ساتون فلک سے پہنچ  
ساتی و بادہ و صنم چنگ گزک چراغ گل

خط بھیجتا نہیں بت خود کام آج کل ۱۸  
اندھیر کر کے زلف نے دل کو اڑا لیا  
ساتی پھر ہوا ہر کہ قسمت بھری ہوئی  
فصل بہا آتی ہر بلبل کی خمیر ہو  
ہر کو بھی جان نثار دن میں گنتا ہر قدر  
ساتی سب تو کیا ہی نہیں خسم پہ بندہ ہم  
سارے جہان نے کلمہ جو اس یا رکھا پڑا  
صیاد ہر کو چوڑ دے کہ ہم نہ ہوں نہ ہوں  
ان روزوں دہر کیا سمجھ دیتا ہی ٹھوکرین  
ٹھوکر لگاتے قبر کو کہتا ہر وہ مسیح  
مترگان کلن پہا ہر مے دے لاندین  
کمرے میں لیٹے رہتے ہیں اس آفتاب کے  
للقاد آپ آؤ کہ مجھ کو بلاؤ تم  
مسکن کیا ہر مے دل داغ دین  
فصل بہا آئی ہر ڈہلتے ہیں شتر  
کیا پھر کسی جوان کو نظر پڑاؤ گے  
ای ماہ چارہ یہی دن میں شباب کے

آج بے کاش موت کا پیغام آج کل  
ہوتی ہیں چوریان یہ شام آج کل  
ہر دور جام گردش ایام آج کل  
طیار ہوتے ہیں قفس و دام آج کل  
ہم بھی ہوئے ہیں شہرین بنام آج کل  
لیکن ہمارے پاس نہیں آج کل  
کیا گت گئی ہر رونق اسلام آج کل  
لاکھوں تڑپ ہے میں تہ دم آج کل  
مٹا ہی یہ سارا بلق ایام آج کل  
تکو تو خوب سوچا ہر آرام آج کل  
اس چھوٹی سی گڑھی پہ بندہ لام آج کل  
کیسا گزرتی ہر سحر و شام آج کل  
کبتک ہے گل اسوت خود کام آج کل  
سیر چمن میں ہر وہ گل اندام آج کل  
رہتا ہر دور بادہ گلغام آج کل  
کچھ بیٹھے بہت ہو لب باہر آج کل  
مقصود کو پونچھے عاشق نام آج کل

شیشہ نعل میں دوش پہنم ہاتھ میں سبو  
ای قدر لب لبب ہی جب ام آج کل

لیتے گئے وہ راحت صبر قرار دل ۱۹  
کھویا بس ایک آہ نے صبر قرار دل  
سینے میں جگر ہا ہی براغبار دل  
زخموں کا کچھ حساب نہ داغوں کا کچھ شمار  
ترچھی نگہ کے تیر سے صیا چھید لے  
ذروں میں ہی ٹھکانا نہ قطروں میں ہی پتا  
ہر آہ بامراد ہی مرنالہ پڑا اثر  
پیارا نہیں مجھے وہ زیادہ حضور سے  
یہ ضعف ہی زبان تک آنا حالِ عمر  
کیسا ہوا ہی آپ سے باہر سراق میں  
درویش ہر کجا کہ شب آمد سرے اوت  
اٹکا کبھی جگر میں کبھی دل میں ہی مقام  
بس ننگے پاؤں گھسے ٹھکانا پڑا بھی  
جھپکی پلک بنگاہ مرا کام کر گئی  
ایسوں کے آڑے آتا ہی کوئی جہان میں  
بتا ہی اہم جیسے بجز ارض سے  
از بسکہ بقیہ رہی لے ہاتھ میں لے

اُجڑا پڑا ہوا ہی ہمارا دیار دل  
جی بھگے سحر یار میں نکلا بھار دل  
کیا جیتے جی بنے گا اتنی مراد دل  
کیسا کھلا ہوا ہی مرالہ زار دل  
آگر ہنسنا ہی زلف میں تیری شکا دل  
اُجڑا وہ دیکھیے تو ذرا انتشار دل  
کیا پتھی ہا نکلیں بول رہی ہنر دل  
جب آپ ہی پہرے میں تو کیا اعتبار دل  
کین کس طرح سناؤں تمہیں حال زار دل  
دل پر کسی طرح نہ ہا اختیار دل  
کیونکر نہ زلف یا زمین ہوا قرار دل  
دل ہی خدا جگر کے جگر ہی خدا دل  
سُن پائیے جو نالہ بے اختیار دل  
ٹٹٹی کی آڑا آپ نے کھیلنا خدا دل  
چھاتی یہ اپنی ہی کہ ہوے پردہ دار دل  
بن بنگے ہنکے آپ پہ نکلا بھار دل  
جاتا ہی تیرے ہاتھ سے ناغل شکا دل

وہ بت کجا کجا گائے شہ مار دل	حیران ہوں یہ رام کہانی سنے کا کون
ای قہر پر پرزے پرزے اڑا یہ شہید غم لو کر بلا میں چسکے بناؤ مزار دل	
<p>۸</p> <p>پتھر تڑل شیشہ مار دل ہشیا رہنا خالق ہر عالم سننا ہوں بھر تہری جفا میں کرتا ہر شب بھرا گلاد کیا بن پڑا ہر اسد کبر کعبہ نہ کیئے ہر کر بلا دل کرنی تھی یا بی بی جو خلقت نہ تاتھا مجھ کو بے جا دل باتھوئے ملکر جلا ہی سجھاؤ ہر جلا دل نہ تاتھا مجھ کو زلزون پڑا کی قربان کرتے ایسے جولا کھون تاتھا دل ایکے رمی اکٹھے ایکے لڑی اکٹھے ایکے گیا دل بگیا دل آخر جگر کو گسنے اور آیا پہلو میں میر یاد تھی یا دل</p>	<p>کب تک سہیگا تیری جفا دل ناٹش کر گیارہ جزا دل دل سے الگ چل تو کچھ بتائیں دیتا ہوں کوئی گلین عیش و تمنا زخمی برابر اسید و ارمیاں کشتہ سر اسیر زخم ہر کی شدت انگوٹھی کشتہ کس کو روون ہر ایکیت لوا دو بکر فتنے جگا کو سینے سے میرے مکھڑاٹاؤ تیر فرہ پر ہم کرتے صدمتے ایسے جو صدمہ ہوتے کھینچے اسد کبر تھی پڑی اکٹھے بکڑی اکٹھے پڑی اکٹھے دزد خانا کا ہاتھ آیا یا سوز دل نے چھو کا خدا یا</p>

## ردیف

<p>۱۸</p> <p>اب پو پختے ہیں کوئے یار میں ہم مل ملکا اوڑے غبار میں ہم اسی یار ہیں کس شمار میں ہم کیون رہتے ہیں کوئے یار میں ہم ٹھہر گئے کوئی مزار میں ہم دیوانے ہوئے بہار میں ہم</p>	<p>سوئے جا کر مزار میں ہم جب خاک ہوئے تو اوج پایا پوچھے گا کون روز محشر ہی یار کا گھر تو کوئی دلیں دفنا کے چلے ہیں آپ گھر کو افسوس کہ کچھ نہ لطف دیکھا</p>
---	--

دل چھوڑ کے کو پئے بہستان میں	پھرنے لگے کو بہار میں مہم
گیسو کا نہ حال جسے پوچھو	ان روزوں میں انتشار میں مہم
کیا جو شش جنون سے لاغری ہو	کاٹا ہوا ہے ہین بہار میں مہم
تنہا ہوں گے تو ہوگی وحشت	پھاڑینگے گفن مزار میں مہم
جسم لاغر سے درم نکمجاے	کیون او لکھے ہین ایک غار میں مہم
وصف خط عارض منور	لکھتے ہین خط غبار میں مہم
گل دیکھ کے ہاتھ پاؤں پھولے	بیخود ہوے یہ بہار میں مہم
ہین تارنگاہ انتظار میں پڑے	یہ زار ہین انتظار میں مہم
اے کبے تو نگاہ رد برد ہو پڑے	ٹھنڈے ہین بس اے کبے غار میں مہم
جانی پیارے حضور معشوق	کیا کچھ نہیں کہتے پیار میں مہم
جب عشق کیا تو شرم کس	چلا اوٹھیں ہزار میں مہم

ای وقت در کہین وصال بھی ہو  
مر جائیں فراق یا میں مہم

خدا کو مانو ہنسی نہ جانو میرے دل چنکارو تم	۱۷	ہلکا عرش خدا کا پایہ ذرا تو خوف خدا کرو تم
زمانہ اولٹا ہی کیا کرو تم بداجو ہی وہ ادا کرو تم		وفا کرین جو چنکارو تم دعا کرین ہم دعا کرو تم
سرور و صلت کہ پنج فزوت دواے الفت کہ درو		نشان بوسہ کہ داغ حسرت قبول ہو جو عطا کرو تم
رہیگی یونہیں بلوں پہ چوٹی نکالے لاکھ مالک سیدی		نکل گیا سانپ جب خبی لیکر پٹیا کیا کرو تم
ہمیں نے پہلے گل لٹایا ہمیں نے قاتل ہمیں بنا		ہمیں نے یہ رنگ سب جھپٹا ہمارے حق میں عدا کرو تم
ابھی کفن مردے پھاڑا لیکن ابھی مردوں سے نکلیں		ابھی جو معشر کی چٹکے چالیں ذرا قیامت بجا کرو تم

دل دگر ملکوں پر چھاو تو جان قربان چلوں  
 نیا ہوگا اسی میں باہم ہے یہ دونوں ملک عالم  
 ہزار دل ہوں جو اس جفا جو دینے تھے نہیں ہو  
 چلو بہت ہو چکی رو کاوٹ کما نکا پردہ اٹھا لو گت  
 لگا ہوا دل ہے خیر بہتر میں جو اغیار میں کدہ  
 ہماری شہر گچھ کہ رہی کہ روح ہمیں ایک ہی کہ  
 ہون بگت اشا گاہ میں ہیں کفر و اسلام سے رہیں  
 ہمارے ناکوٹوں جو باؤ یقین بخش کھا کے لوٹیا  
 بہت نہ پھٹکے ہوئے رہو تمہیں سے ہوا جو پڑی ہو تم  
 بجا ہی ہوجامر کا تھا تھا را اس میں گناہ کیا تھا

اب ایک سری اسے بھی کیا قدم پر اپنے خدا کو تم  
 کرین تکلان نہ تھے کچھ ہم سے شرم دیا کرو تم  
 اسیر کی قبتیل ابرو شہید ناز و ادا کرو تم  
 بیٹ بھی جاؤ گلے سے جھٹ پٹ بہت غم کی کیا کرو تم  
 ذرا نہیں اختیا جیہ پھر اس کے بارے میں کیا کرو تم  
 تمام گردن لٹک ہی ہی ابھی نہ پنجہ جدا کرو تم  
 ملو تم اس سے وہ جو کجا میں نے تم شنا کرو تم  
 نہ لوٹ جاؤ نہ غش میں آؤ تو دفعۃً واہ وا کرو تم  
 جو بولے لون تو کیا کو تم گلے لگا لون تو کیا کرو تم  
 یہ میری تقدیر میں لکھا تھا کہ مجھ پہ جو رجفا کرو تم

بتاؤ اسی قدر کیا کما تھا یہی نتیجہ ہر عاشقی کا  
 غریب و بکیس ذلیل و رسوا خرافہ مستہ پھر کرو تم

## ردیف نون

جو ہر عرش پر وہی فرش کپڑی حاصل کلاکان نہیں ۲۳  
 مجھے بوسہ دینا ہو جو بھی نہ نہیں مان کہہ تو انہیں  
 یہ نصیب تیری شہید کہ کمال شوق تھا دید کا  
 میں نہ ہر بلوغ و جوہون میں وہ گل ہوں شمع جیا کا  
 نہ جگر تیرے نظر پڑی نہ اشارے ابرو نکسے ہو

وہ یہاں بھی جڑوہ وہاں بھی جڑوہ کسین نہیں کمان نہیں  
 ترے نہیں کہہ بن نہیں کہہ بن میں تیرے زبان نہیں  
 جو کلا بھی ہی تو وہ تر نہیں جو چھری بھی ہی تو وہاں نہیں  
 جسے فصل گل کی خوشی نہیں جسے پنج باغ زان نہیں  
 تو شہ کا بھیلہ کا کسطرچ ترے پاس تیرا کمان نہیں

مجھے کیا جو شورشور ہو میں پوچھ لو جو سز و  
مرا کینل تھا وہ سر ہر کسے باغ ہی آہ کا  
جو لٹھے تو سینہ دھکا کر جو چلے تو ٹھوکر سن مار کر  
جو سمجھ گیا وہ سمجھ گیا جو بہک گیا وہ بہک گیا  
میں وہ سر و باغ قدیم ہوں کبھی پھولے جو کبھی  
کہ ہر اڑ گیا مرا قافلہ کہ زمین میں پھٹ کے ماکیا  
مرا دم لہجہ تازی و غفلت نہ سونگا لاکھ بکا کر و  
ترا قمر باز جیم ہی ترا رسم دار نیم ہر  
چلے حال ل کو جو پوچھے مری ہتکڑی تو تار و  
کوئی خواب تھا کہ خیال تھا شب روز اس سے وصال  
ترے ابرو نکو میں چوم لون نہیں خون گرفتہ میں اس قدر  
جو ہزار غدر بھی پیش ہوں وہ کہ سیر طرچ نہیں مانا  
یہ مری فرنگ کی شتیان بھی سفیدناے عجات ہیں  
ہوئیں زرد زرد جو بیتان یہ بھی اک طرح کی بہار کہ  
دم مرگ تیرے قریب ہوں مجھ اپنے فوج کی عید کہ  
بہت اسپ تو نہ گھنڈ کر ترا منہ ہی چاند ہوا کہ  
وہ زبان خنجر صبر ہوں کہ زبان میں جسکی سخن نہیں

میں لحد سے اٹھکے چلون ہاں مجھ اتنی بات تو انہیں  
کہ ہلو ہر کسے پرانگل میں وہ ہل بجھا کہ ہلو نہیں  
نئے آپ ہی تو جوان ہیں کوئی کیا جہا نہیں جوان نہیں  
کہ عجیب حال ہے کہ مگو وہ زمانہ نہیں وہ عیا نہیں  
میں وہ قمری نو اسیر ہوں جسے اپنا طوق گر انہیں  
نہ غبار اٹھا نہ جس سجا کین نقش پا کا نشان نہیں  
تمہیں جہت کہ جنوں ہی مجھے اس قدر خفقان نہیں  
یہ فقط میں قصے کہانیاں کوئی دوزخ اور جہان نہیں  
میں کلیجا ہاتھوں سے تھا دم بھرا کے تاب بیان نہیں  
مجھے کچھ خبر نہیں کیا ہوا وہ کین نہیں مکان نہیں  
تسے کیسے فکون میں سو گھ لون مجھے اس قدر خفقان نہیں  
کہوا سحر تو خد نہیں کہوا الامان تو امان نہیں  
کبھی اسکا بیلا نہ پار ہو جو مرید پیمان نہیں  
میں بسنت اسکو سمجھتا ہوں یہ چمن میں فصل خزان نہیں  
میں لٹکے تجھے شہید ہوں کہ چھری ہر تر و تان نہیں  
کین پرزے پر زرا انور مال کوئی گمان نہیں  
وہ دہان زخم مال ہوں کہ دہن میں جگر زبان نہیں

اٹھو قمران پہ نہ جان دو آجی جان ہی تو جان ہے کہ  
کوئی کام ایسا بھی کرتا ہی اے میان میں ارمیاں ہیں

<p>اسلئے پیدا ہو ہے مر جان دو گو ہر آب میں  بلکہ تر تباہی حساب آسامر گھڑ آب میں  جسطرح گوہرین ہو آب اور گوہر آب میں  چشم ترین ہی فرہ دست سکندر آب میں  دیکھتے ہیں سب کوف مر انوار آب میں  نوک تک ڈوبا ہی قاتل کا خنجر آب میں  مردم دیدہ کی صورت ہی مر گھر آب میں  تو نہانے کو آتری ماہ بیکر آب میں  وہ کر تک ہی مرین گردن تک شتا و آب میں  میری کشتی کا پڑا رہتا ہی لنگر آب میں  اس کنول کی ہی نموداری برابر آب میں  دھوئیکا وہ گل اگر زلف معنبر آب میں  ہر صدف موتی کرے تمپر خچا و آب میں  ملکیا انجم کو خود آب بیکر آب میں</p>	<p>۱۵ صاف کرتے ہیں لب دندان وہ اکثر آب میں  جوش گریہ سے ہی شل موج بستر آب میں  تجھ میں عالم ہی فنا عالم میں تو موجود ہی  بھاگ اے غم بھاگ بھی کشتی تری ہو گئی تار  نرخ پہ خط آیا تو آئے سے نفرت کیوں ہوئی  مجھ کو حیرت ہو کر دامن مورچہ لگتا نہیں  روتے روتے سب درساں میں پانی پھر گیا  ہر بھنور رخسار کی خسو سے نیا مالہ بنے  وہ کمر پر تیغ رکھتا ہی مرین اپنے حلق پر  دیدہ تر سے نہیں ہٹتا ہی میرا غم شل  جب سے کھولی آنکھ تہنے آنکھ کو رو تے لکڑی  نافٹاے سنگ بنجا لگیے دریا کے بھنور  کیجیے اک دن لب جو خشت رکھ دندان نا  ہو گئے بھر جہاں ہی کیا فانی اسد ہم</p>
<p>عشق میں اے قدر بھلائے تو ہر جاؤ گے تم  دوب جائے جب کہ ہو تیرا اک مضطر آب میں</p>	
<p>۱۲ دے دے چلیکے گا ٹھاکر دل بیتاب ہمیں  اجی آنا نہیں ایسا ادب آداب ہمیں  کیسی باروت آؤ ادیکایہ مہتاب ہمیں</p>	<p>شب فرقت میں سب نہالے ہیں اجاب ہمیں  اٹھیں غیر دیکے لیے جو تو نہیں تاب ہمیں  خال کا نام کو کیا رخ تابان کم ہے</p>

<p>             لہو کے گھونٹ تمہیں اور می ناب ہمیں              کر دیا نامہ اعمال نے آب ہمیں              لاکھ ہینادے کوئی قاقم و خباب ہمیں              کیا کھلائے تھے کباب بطر غاب ہمیں              اسی لہجہ آج بغل میں نہ بہت داب ہمیں              موج لائی ہی بہا اگر گرداب ہمیں              اجی لا حول ولا کر دیا بد خواب ہمیں              اور ٹپاے گا خیر بے آب ہمیں           </p>	<p>             زاہد و جبکا جو حصہ ہی بونچ جاتا ہی              جی میں آتا ہی کہ ہم بھی اسے اپنے ہوندا              خاکسار و کنی تو گوری ہی میں ہی ریت و              رات آنکھوں میں کئی نیند نہ آئی بے یار              کل شب ہجر میں پیار اپنا جت لیا گیا              بھاری موباف سے وہ اتنی کچھ نانی ملی              اسی نیکرین نکالا ہی کسان کا جھگڑا              ہمنے ناتی ترے ابرو کا پسینا پونچھا           </p>
<p>             کان مشتاق میں اک اور غزل پڑ بیٹھا              یاد رہا گی یہ محبت احباب ہمیں           </p>	
<p>             اڑ کے پانی میں طے ریزہ کیاب ہمیں              سو جھتا ہی نہ کنواں اور نہ تالاب ہمیں              یاد آتی ہی جو بربادی احباب ہمیں              خود دکھاتا ہی تھی کا سہ گرداب ہمیں              زلف و رخسار سے دکھلا خب تاب ہمیں              ہچکلی آتی ہی ملا ایک دم آب ہمیں              پردہ پوشی سے کیا اور بھی بیتاب ہمیں              کس جگہ چھوڑ گئے ہے سب احباب ہمیں              کبھی گرداب ڈبوئے کبھی سیلاب ہمیں           </p>	<p>             ملنے اٹکوں میں نخت دل بیتاب ہمیں              لیے جاتا ہی کہ ہر ادل بیتاب ہمیں              دشت غربت میں بگولوں سے لپٹ جائیں              کیا سمندر سے بہلا ہم دردم جان لگین              کیوں گھٹا چھائی ہی لٹا اٹھا یا رنقاب              ایک ہاتھ اور لگا جبین نہ پھر پکڑیں              یہی نا حضرت موسیٰ کی طرح غش آتا              یہ اندھیرا ہی کہ دشت ہی لحد میں ہسکو              چشم ترکا کرین شکوہ کہ گلا آنسو کا           </p>



<p>شکوہ فرماتے ہیں کیوں کرتے ہو بد خواب ہمیں  دشتِ وحشت میں بھی گھسے رہے احباب ہمیں  نظر آجائیں آہی درنایا بے ہمیں  چاند دکھلائی دیا صورتِ مُرغاب ہمیں  ساتی انکھوں کی سے جلدِ مرغاب ہمیں</p>	<p>وعدہ وصل پہ دلو تو وہ شرارتے ہمیں  وامق دلو کہنِ دقیس نے کیا ساتھ دیا  دانت کھلجائیں اگر یار ہنسے جی خوش ہو  وصل سے اُنکے کسی شب نہوا گھر روشن  سر بھرا دیتی ہے بھاتی نہیں موہے کی شراب</p>
<p>ایک سا ظاہر و باطن ہے ہمارا اور قدر  چشمِ بے خواب ملی یا دل بیتاب ہمیں</p>	
<p>۱۶ نہ اُس سے ملا ہوں نہ اُس سے جلا ہوں  یہ جیتوں کو غمِ کہ قہر خدا ہوں  میں وہ قطرہ اشک چشمِ فنا ہوں  لڑا کین سے پابند زلفِ رسا ہوں  وہی بولتا ہے جو میں بولتا ہوں  میں دیو شبِ جبر کا ناشتا ہوں  مجھے تم بھی چاہو جو میں نکو چاہوں  اُن کی گرمی عشقِ جلتا تو ہوں  یہ کتنا ہی اسکو ابھی دیکھتا ہوں  میں دلدادہ شاہِ دلر با ہوں  میں ہندوستان بھر کی آہ ہوں  ابھی انگلی اُٹھے جو میں خود نما ہوں</p>	<p>خدا جانے میں اُس کا سایہ ہوں کیا ہوں  یہ ابرو کو بل ہے کہ تیغِ قضا ہوں  مری سرکشی عینِ افتادگی ہے  پہنتا تھا ہر سال منت کی یہی  وہ رہتا ہے خود میری گردنِ گرین  انکھ بھائے گا دمِ شرمِ سیرا  کین تالی اک ہاتھ سے بھی سچی ہے  میں وہ داغ ہوں داغِ جو جس سے پیدا  بس ایک آہ میں ہی نہ گلوں نہ گردش  میں ہوں قدرِ دان اپنے ہر قد و انکا  غضب یا گیسو میں ہے آہِ دزدی  مرعید سے میری آنکھیں ہوئیں میں</p>

<p>میں خود حلقے سے زلف دتا ہوں نہ میں کس راہوں نہ آہن راہوں میں وہ کشتہ تیغ شرم و جہاں ہوں</p>	<p>کمر جھک گئی گھل کر اُن کی سودن پر نہ خفت اٹھائی نہ کوی گرا نی ہوا میسری تربت کا سبز لہجہ</p>
<p>کو تھے ای قدر بوسہ جو مانگا منہ میں کس دیا سنے چپکے سے یا ہوں</p>	
<p>محاورے جو پرانے تھی وہ بدلتے ہیں یہ جوش ہے کہ بدن عاشقوں کے پہلے ہیں خدا ہی خیر کرے دو تنور اُبلتے ہیں تمہارے ہنس کی چالیں تہ کو چلیں ہیں کمر تو ایسی ہی بھڑکتی رہتی ہیں ڈرئی اذیتوں سے وانت سے نکلتے ہیں تمام رات یونہیں ڈوبتے پھلتے ہیں کہان غلاف سے یہ نہمچے نکلتے ہیں وہ موسم آیا ہے انگو جبین بھلتے ہیں بٹھا کر اکھنچیں پلوں کے نچکے جھلتے ہیں ہمارے سامنے کدن قریب بھلتے ہیں ڈوبتا ہلتے ہی عشاق ہاتھ ملتے ہیں یہ ہنس موتی نکلتے ہیں لعل اُگلے ہیں ٹھکو کی طرح ترے دیر سے تھک جاتے ہیں</p>	<p>دہن سے نالے عوض آہوں کی نکلتے ہیں ۲۰ ہمارے جگر و دل لہو اُگلے ہیں کہان وہ نوح کا طوفان کہان مٹی میں غضب ہر روز کھٹکا ہوتا ہے جوتی ہیں نثار ہے رگِ خیریاں نہ ہر تار نفیس بڑی شفقت و محنت سے مٹی ہر روٹی کبھی غشی ہو کبھی چو نکلتے ہیں وقت میں کہان نقاب اُٹھا کر دکھاتے ہوا برو گھٹائیں جھوم کر اُن میں مبارک امی زندہ تمہارے واسطے بننے بنایا خشنانہ کبھی نہ بوسہ سبب ذوق نصیب ہوا وہ اُٹھتی اُٹھتی جوانی وہ ابھی ابھی گات جو آنکھیں پئی گئیں آنسو تو نکلتے نکلتے جگر قریب زلف ہر بھیند انکائے کو طیا</p>

<p>سنا ہی عاشقوں کے دل میں پسندے ہیں          میں منہ بہ کتا ہوں اسوقت آپ کہتے ہیں          تمہارے موتیوں کے مالے مورا گلتے ہیں          بڑے بڑے ابھی نقص آپ میں نکلتے ہیں          جو مرد ہیں وہ کسی بات میں نکلتے ہیں</p>	<p>حضور ڈھانک بھی لیں چکنی چکنی راز کو          نہ بیٹھتے ہونہ جاتے ہونزع میں ہونہ          دل جگر میں پڑے داغ داغ ہونہ جھلے          دہن کو بیچ سنا تھا کمر بھی بیچ ہوئی          مرد لاؤ نہیں بھی راضی ہنسنا و نہیں بھی</p>
<p>ابھی تھا اصل کا ترارا در ابھی انکا          جلد ہٹوا نہیں باتوں سے قدر جلتے ہیں</p>	
<p>مر جا قطرہ اتک اصل کمر کچھ بھی نہیں          آنکھ جب بند ہوئی شام و صبح کچھ بھی نہیں          کہ ادھر منہ سے کہا اور ادھر کچھ بھی نہیں          اجی لا حول ولادیدہ کہ تر کچھ بھی نہیں          آپ تو آپ مجھے اپنی خبر کچھ بھی نہیں          جسم و جان شمع صفت تابہ کچھ بھی نہیں          یوں نہ ہن کہنے کو کچھ ہی کمر کچھ بھی نہیں          جو نہ بانگی ادا تر چھی نظر کچھ بھی نہیں          کہ نمایاں ابھی آثار ہی کچھ بھی نہیں          دیدار دے کے سوا نظر کچھ بھی نہیں</p>	<p>ابر آگے تر سے ایدہ کہ تر کچھ بھی نہیں ۱۱          عشق زلف الفت رخ مر گئے کچھ بھی نہیں          ایسا اقرار بھی کچھ مال ہی او عہد شکن          کوئی شہ نہ مری آہو نکا بجایا نہ گیا          آپ میں آؤں تو میں ایکو دم ہونہ ہونہ          سر میں لگ اپنے لگی جا کے کچھ بھی نہیں          اس سے بوسہ تو ملا وہ نہ کبھی ہاتھ لگی          حق نے تلوار تیری ہی سپاہی کے لیے          خفنگان شب غم خشر میں پھر لیٹ ہے          بوسے کیسوں کے سوا اور نہیں بھگو داغ</p>
<p>صفر کرتا ہی اکائی کو دہائی سے قدر          در حقیقت وہ بہت کچھ ہی اگر کچھ بھی نہیں</p>	

اجی ایسا بھی مزاج کی گلی تر کچھ بھی نہیں ۱۱  
 طرہ العین یہ نیز نگ نظر کچھ بھی نہیں  
 تم اُسی سمت کو جاؤ تو خدا کو پاؤ  
 دم نہ گھٹجاسے تنہا کا یہ دل ہر یا قبر  
 من میں من شیخ فرید اور غل میں انٹل  
 کسی سپہ میں بھی یا نہ سویا اگر  
 جفت خنایں میں شہرِ پُرون آپ سنیں  
 کچھ کیا ہو تو کمون لاکھ نکلیں دھجھیں  
 آج بھی چار پہر در پہ کٹا دن ہم کو  
 دیکھ پاتے جو غلیل آپ کے خسار و جبین

میں تو سمجھا تھا بہت کچھ ہو کر کچھ بھی نہیں  
 کھو لکر دیکھ چکا من تو کچھ بھی نہیں  
 جھڑن لوگ بتائیں کہ کدھر کچھ بھی نہیں  
 کوئی رخنہ کوئی روزن کوئی در کچھ بھی نہیں  
 جب تو ناصح کی نصیحت میں اتر کچھ بھی نہیں  
 درد دل مال نہیں دردِ جگر کچھ بھی نہیں  
 بے تنکے نمزہ مرغانِ سج کچھ بھی نہیں  
 خون قزاق ہی کیا زادِ سفر کچھ بھی نہیں  
 قاصد و نامہ و پیغام و خبر کچھ بھی نہیں  
 پہلے کھٹکتے کہ بس شمسِ قرم کچھ بھی نہیں

کس طرح راہ کشی کی عدم آباد کی قدر  
 ہمسفر کوئی نہیں زادِ سفر کچھ بھی نہیں

خزان کی فضل میں کیفیتِ شرابِ عین ۱۵  
 نہ تم خدا ہونے ہم کو گھٹتے ہو سی  
 غضبِ حقیر کے پسینے کی بو خالی قسم  
 میں اسکو کتا ہوں معشوق ہو جو گر اگر م  
 لٹے پٹے رمضان میں سیکھے والے  
 جو تم بلاتے غمِ سر و زکو خیر بلواؤ  
 گلو گئے ساتھ گلستان میں خار ہوتے ہیں

وہ جاڑے پڑتے ہیں گرمی آفتاب نہیں  
 ہمارے آپ کے پردہ نہیں حجاب نہیں  
 کہ موتیا نہیں کیوڑا نہیں گلاب نہیں  
 حرارتیں نہیں جبین وہ آفتاب نہیں  
 بغل میں شیشہ نہیں شیشے میں شراب نہیں  
 یہ ہم میں عجب ہر غصے کی ہکوتا نہیں  
 میں کیوں حضور کی محفل میں باریاب نہیں

<p>وہ کون ہے کہ خرابات میں خراب نہیں  زبان تیغ میں قاتل ترے جواب نہیں  اگر شرابستہ رہی کباب نہیں  اب آج ہم نہیں یاد دل کا اضطراب نہیں  جواب تم جو ندو اس کا کچھ جواب نہیں  او نہیں حجاب نہیں مجھ کو اضطراب نہیں  اکہ جسطرح تری رحمت کا کچھ حجاب نہیں</p>	<p>وہ کون ہے جو نہیں مست کیف دنیا میں  سوال بوسہ ابرو پہ ڈٹ گئے ہیں قریب  ہمارے نشے بھلا مغلیں میں خاک میں  شبِ فراق میں پہلو دبا لئے بیٹھیں  دہن کا حال تو سے نہ تھمتے پوچھیں گے  نہیں کے خوب اٹھے حشر و عیش کر پئے  اسی طرح سے میرے حجاب عیاں ہیں</p>
<p>تمہارے آنے سے کیا قدر کر رہا ہے  جگر پر رکھو تو ہاتھ ابو اضطراب نہیں</p>	
<p>چھری کہتے ہیں اُسکو مرغِ بسمل اسکو کہتی ہیں  ہم اُسکو باسے لیلیٰ اور محل اسکو کہتے ہیں  اُسے کہتے ہیں محض میر محض اسکو کہتے ہیں  اُسے کہتے ہیں آنکھ اور آنکھ کا تل اسکو کہتی ہیں  جو صحن اسکو کہتے ہیں تو منزل اسکو کہتے ہیں  اُسے کہتے ہیں دیوانہ سلاسل اسکو کہتے ہیں  کمان کہتے ہیں اُسکو ماہ کا دل اسکو کہتے ہیں  اُسے وہ ہونق خطِ باطل اسکو کہتے ہیں  اُسے ہشیا کہتے ہیں تو غافل اسکو کہتی ہیں  اُسے کہتے ہیں جو آسان شکل اسکو کہتے ہیں</p>	<p>۱۵  تڑپتا ہے ترے پیشِ نظر دل اسکو کہتی ہیں  بڑبڑاتی زلف اُسے جذبہ دل اسکو کہتے ہیں  غم و رنج و مصیبت میں خوش دل اسکو کہتی ہیں  تمھاری نان دیکھی اور خالِ ناف بھی کھیا  تسے خزاں افشان دونوں میں اب نہ کھنڈ  دل خوشی سے آہن کا تسلسل کم نہیں ہوا  جگر کو پرزے پرزے کر دیا خزاں تابان  دہن کچھ دھرم ساد کھیا کچھ خطِ سی پائی  نظر کرتی ہے کام اپنا دل اسپر لوتہ ہوتا ہے  کجاوہ نزع کا عالم کجا یہ جس کی سختی</p>

<p>انہیں ہم نقشِ حُب کتے ہیں عاملِ اسکو کتے ہیں  اُسے امرت تو ہمزہ ہر بلابل اسکو کتے ہیں  جلدِ جل اسکو ہم مشورِ جلدِ جل اسکو کتے ہیں  جو خوشنم آید اسکو خوشنمزل اسکو کتے ہیں</p>	<p>پڑے جینا غِلمین نے کھینچا اُس پر پڑیں  جلایا اپنے تیرے مار ڈالا سبزہ خطائے  کلجے پر ترپ کر جا پڑا دل اک فغان کر کے  چمک کر داغ نے دکھو منور کر دیا کیسا</p>
<p>فدا ہوتا ہے <b>قِر</b> راوِ پُر انہیں جلسے میں جھلکا کر  جو پروانہ اُسے تو شمعِ محفل اسکو کتے ہیں</p>	
<p>۱۸ ملا جانا ہے سینہ جذبہ دل اسکو کتے ہیں  حدیثِ تاب تو سینا جو کامل اسکو کتے ہیں  تر پنے پر نہ اسکے جائے دل اسکو کتے ہیں  بتایا جانِ ثارون نے کہ قاتل اسکو کتے ہیں  ابھی سے مڑے تم پہلی منزل اسکو کتے ہیں  کبھی حق اسکو کتے ہیں کبھی سل اسکو کتے ہیں  وہ ہنس کر ٹال ہی تم سخت مشکل اسکو کتے ہیں  انہیں وہ جوں سے ہم جوں کے قابل اسکو کتے ہیں  کلجیا گنگ کا فواد کا دل اسکو کتے ہیں  اُسے ہر شرم مجھ کو حق مشکل اسکو کتے ہیں  بہ شرعی قید ہی طوق و سلاسل اسکو کتے ہیں  طیب مہربان ہی مفت قاتل اسکو کتے ہیں  حقیقت میں ہوا نہ مگر دل اسکو کتے ہیں</p>	<p>کھینچا آتا ہے ظالمِ عشق کا دل اسکو کتے ہیں  سینہ چٹی بھون مد مقابل اسکو کتے ہیں  نہ مچھلی اسکو کتے ہیں نہ بسمل اسکو کتے ہیں  انہیں جینے جو دیکھا سب سے پوچھا نام کیا اسکا  لحد میں رکھ لکے مجھ کو میری بادیوی کیستی ہو  مرضِ ہر عشق کا میں تختہ شوقِ طیبان ہوں  جو رد کر جانِ دین ہم وہ اسی آسان سمجھتا ہے  اگر رخسار تیرا چاند ہوا غِلمین کھلائے  ہنسنا وہ آہ سنکر نالہ سنکر قفقہ مارا  نہ وہ قتل میں آتا ہے نہ میں قتل سے جانا ہوں  گلے آفت لگی پابند زنجیر تامل ہیں  اُتار اس کو تو کھو یا درِ سرِ احسان ہی اسکا  اگر تو لوٹ ہی اس پر تو نے نسخہ اس میں دیکھا ہے</p>

<p>جو کنگی رہی معشوق خود بجاتا ہر شوق غضب کا ضعف ہر بس لکھی راہ جنوں ہے سجا ہر تخم جیسا ہو غم و سیاہی آتا ہے ہوئی ہر زندہ درگور اکے میرے جسم غامی میں</p>	<p>کلی چکی ہر ہم شور غدا دل اسکو کہتے ہیں چلے میں دو قدم اور ایک منزل اسکو کہتے ہیں کڑی ہر کات کتنی سختی دل اسکو کہتے ہیں پہنسی ہر روح تن میں پا در گل اسکو کہتے ہیں</p>
<p>جدا کیونکر کریں احرار ہم سینے سے جانان ہم اپنی جان اسے ایمان اسے دل اسکو کہتے ہیں</p>	
<p>لا کے دنیا میں ہمیں زہر فنا دیتے ہیں ۲۰ بوسہ جب مانگتا ہوں شور مچا دیتے ہیں رحم بھی ظلم ستم سے نہیں خالی اذکا دل میں درد آنکھوں میں آشوب جگر میں ہوش فیصلہ سچ اسی بات پہ جو سائیکہ کچھ نئی حضرت نل سنے یہ کالی ہر ٹرپ لوں تازی سے نہ کیوں حضرت موسیٰ بھڑپے عاشق ابرود قنات میں ہوا ہوں حبسے چاند میں میل ہر سورج میں جل میں غا منعمون کا نہیں دروازہ گردن پر احسان جس سے وہ آنکھیں لڑیں خاک و پانی مانگے سچ ہر دل بام تھا وحشت تھی عیان فلوس آنکھ جاتی ہیں گری پڑتے ہیں گھبرائے ہیں</p>	<p>۱۷ اس بھول بھلیاں میں غا دی ہیں بات توڑی سی ہی ہو تو وہ بڑا دیتے ہیں داسن تیغ سے زخموں کو ہوا دیتے ہیں عشق کیا دیتے ہیں اک روگ لگا دیتے ہیں دیکھئے بوسہ نہیں دیتے ہیں یاد دیتے ہیں بیٹھے بیٹھے مجھے مخلص اٹھا دیتے ہیں بات وہ کہتے ہیں اک اک لگا دیتے ہیں اٹھی سیدھی مجھے دس میں سنا دیتے ہیں عیب بھی حسن کے ہمراہ لگا دیتے ہیں آپ کیا دینگے وہ خالی کا یاد دیتے ہیں مارے تلواروں کے یہ ترک بٹھا دیتے ہیں وہ مراد دست تھا سب کا پتا دیتے ہیں زلزلہ پر پیچ وہ کیوں اتنے بڑا دیتے ہیں</p>

<p>ایک بوسے کامے واسطے ارشاد ہوا  نزع میں پاس سے انوس اٹھ جاتی ہیں  دل گانے سے مجھے فائدہ اٹا تو ہوا  روے رنگین نہیں ٹہنتیں ہماری آنکھیں  خوش ہو کر تے میں لوک رنج بھی دیتے ہیں درد  آنکھیں لڑتی ہیں تو کرتے ہیں ہر کام تمام</p>	<p>آپ کو دیکھیں مجھے دیکھیں کیا دیتے ہیں  بیچ منہ ہار کے وہ مجھ کو غنا دیتے ہیں  میرے پہلو میں ہے پھول کا دکھا دیتی ہیں  پاسے نظارہ میں کیا مندی لگا دیتے ہیں  بوسہ اک دیتے ہیں اک لڑکھائی دیتے ہیں  وہ مجھے دہی پایا نہیں جبکا دیتے ہیں</p>
--	--

دہن یار کی تعریف لکھی کیا کہنا  
قدر تو جھوٹ کو سچ کر کے دکھا دیتی ہیں

<p>۱۴ شک و شبہ نہیں مری دل میں  کیا حارث ہو خون بسل میں  زلف مشکین کا دہان ہر دل میں  قبر میں لیٹ کر اٹھانے گیا  جسم شفاف سے نظر آئے  ہر شہید دنی زندگی اس سے  الحذر تیری زلف سے اے یار  اے بتویہ اثر ہے صحبت کا  ٹھنڈی سانسین بھرنی قتل کیوت  خیر مجھ کو نہ گھبریں آنسو سے  ہر طرف لگ گئی چمن میں لگ</p>	<p>کیسی صحت ہو اس حامل میں  مندی کالی ہو دست قاتل میں  یا کہ لبلی ہو اپنی محفل میں  تھا گئے ایسے پہلی منزل میں  آپ جو کچھ چھپائے دل میں  دم عینی ہے تیغ قاتل میں  خوب جکاڑا مجھے سلاسل میں  بُٹ بنا ہوں مہتمامی محفل میں  لگ گیا زنگ تیغ قاتل میں  میرا گھر جا بیٹے ترے دل میں  شوہر تھا مالہ عمناد دل میں</p>
---	--



<p>خود پلٹے تہیں آ کے سینہ سے  نالے کرتی ہے قیس پر سیلی  خون میں ہم ہنسا گئے یکے  کاملوں کو بڑی سہائی ہے</p>	<p>استدر جذب ہے ہرے دل میں  زنگ بچتا ہے ایک محفل میں  ہولی کھیل ہے کوی قاتل میں  عکس عالم ہے ماہ کامل میں</p>
<p>قدر پہلے تو دل دیا اون کو  اجی اب سوچتے ہو کیا دل میں</p>	
<p>۱۶ سایہ تاج کدایا نہ ہمارے کم نہیں  رنگ اُٹے منہ سے کنیا کے اگر چٹی گندہ ہے  حبطن نالہ سنائی لی کا ناقہ چسلیا  داغ جب چمکے تو سب کی جیسے نالے تو رید  پھول ہو پیش نظر دست خانی یا کیا  سو کھے گھاٹوں تشہ دیدار ترے جاہیں  حشر پر پا چال ہر صبح قیامت روے یا  ابرود خگان قنات منجو تیر و سنان  وقت پر جوا ہو کملو دے کب کہتے ہو تم  ایڑیاں رگڑا کروں کب دم نکلتا ہو میرا  دست نکلیں جو اس سفاکے گھائل کیا  بات جو حق ہے وہ من الحق خیر سے نہ ڈر  نقد گن لے دگر مگر گلگون تو لے پر نہ نمان</p>	<p>مڑ کھپلا اپنا تخت بادشاہی کم نہیں  حب نکھارا پنکار تو مڑا دھکا سے کم نہیں  قیس کی آواز بھی بانگ در سے کم نہیں  دود دل جدم اٹھا کالی گھٹاسی کم نہیں  سیت اُسکے ہاتھ کی عطر خاسی کم نہیں  کعبہ کو بے تان بھی کر بلا سے کم نہیں  فتنہ محشر سمجھئے وہ درسی کم نہیں  اب ہمارے خون کے دنیا میں کیا کم نہیں  ہاتھ اٹھا کر کو سنا دست و عاسی کم نہیں  دید بھی تاثیر میں اب بقا سے کم نہیں  چو زیر سے زخم کا دزد خاسی کم نہیں  یہ ذرا تاثیر میں کڑوی دوا سے کم نہیں  لال کر دنگا جھٹھے تیری دوا سے کم نہیں</p>

لعل لب یا قوتیان میں امی سیجا زمان  
خون ہی دونوں کا ایک اور ایک ہی ہر گز شکیلا

گو ہر دندان تری جہت الشفاسی کم نہیں  
مصطفیٰ حیدر سے حیدر مصطفیٰ کم نہیں

کافر و دیندار سب کے قدر دم بھرنے لگے  
شہر اوس بت کا خدائی میں خلاسی کم نہیں

ہم تو دم آپ ہی کا بھرتے ہیں ۲۰  
خضر نظر فرمیں کٹھرتے ہیں  
الحذر کیا غضب کی جہنم جہ  
اک نہ اک آج پھانسیے کا ضرور  
سر دل کی ہرین ڈبوتی ہے  
سر اگر کاٹے تو آف نکرن  
بانگین سے مٹائیے چسکر  
نخل قاست میں کٹے پھوٹتے ہیں  
عقد پر دین فلک بناتا ہے  
ہونٹھ چلتے ہیں صورت مقرر  
کوئی ہر گر اٹھا نہیں سکتا  
ایک صد تے جو انہ ہوتا ہے  
کس گھڑی ہم مراد کو پوچھیں  
وہ بھی سن لین تو آنکھوں میں ہو  
ٹھوکر دن سے جلاتے ہو مردے

اے سیجا تمہیں یہ مرتے ہیں  
پانی چاہ ذفن کا بھرتے ہیں  
نے چھری آپ ذبح کرتے ہیں  
کل سے گیسو بہت سنورتے ہیں  
بح عشم سے نہیں اُبھرتے ہیں  
انہیں قدموں پہ ہاتھ دھرتے ہیں  
سر و گلشن بہت برتے ہیں  
نئے جو بن ترے اُبھرتے ہیں  
جھکے کانوں کے جب اُترتے ہیں  
آپ باتوں میں گل کرتے ہیں  
گہرائی جب بکھرتے ہیں  
لاکھوں صد تے دین اُترتے ہیں  
آپ تو رات بکھرتے ہیں  
دل پہ صدے جو کچھ گزرتے ہیں  
انہیں چالوں پہ لوگ مرتے ہیں

چٹکیان لے رہا ہے جوش شباب	سکیان بخت پروہ بھرتے ہیں
جو خدا سے ڈرین ولی ہو جائیں	جنتِ خاکم سے لوگ ڈرتے ہیں
بات کہ کر چبا گیس وہ شوخ	نزع ہے جیتے ہیں نہ مرتے ہیں
دلین آتے ہیں میری آنکھ کی راہ	گھبریں کوٹھے سے دُائرِ زمین

قدرِ شمس اپنا خاکا ہے  
اُس میں استاد رنگ بھرتے ہیں

شبِ فراق میں ہم یہ خیال کرتے ہیں ۱۳	کہ دیکھیں سوتے ہیں یا انتقال کرتے ہیں
مثالِ بدرجو کب کمال کرتے ہیں	جو کجا کر آپ کو پہلے ہلال کرتے ہیں
لحمِ دینِ خوب نکیرین چال کرتے ہیں	زبانِ غیب میں مجھے سوال کرتے ہیں
سنا ہے قدرِ ہر اک سے سوال کرتے ہیں	ہم آج آگ میں بیٹھ کر کولال کرتے ہیں
وہی تو مصبحِ قدیم ہیں معنی باریک	کمر کا جب پیشتر احتمال کرتے ہیں
شرابِ ایک ہر کوثر کی ہو کہ لندن کی	اک اپنے واسطے زہِ حلال کرتے ہیں
امید بوسے ہر صورت سوال ہر اجنبی	زبانِ حال سے ہم عرضِ حال کرتے ہیں
ہماری لاش تک آتے جگر دہتا ہر	صلا حینِ دور سے گرنے مثال کرتے ہیں
چبا کے بان دکھاتے ہیں اپنا تنگ ہیں	وہ آج آگ میں چمکے کولال کرتے ہیں
کلیجا ہلتا ہے کیا ہونا کسے شبِ ہجر	کینِ لحد کے فرشتے سوال کرتے ہیں
شبِ صال میں کیونکر انہیں تائین ہم	یونہی تو روزِ ہمیں وہ نال کرتے ہیں
میں جانتا ہوں کہ گھر اٹکا آپ مٹا ہے	وہ جاتے ہیں کہ دل بایمال کرتے ہیں

غزل پر اپنی یہ کتے ہیں قدرِ پُغزل

کلام اٹلتے ہیں اپنا کمال کرتے ہیں

جو چشم ہم ترابرو خیال کرتے ہیں ۱۱ چہری سے آپ ہرن کو حلال کرتے ہیں  
 فدا ہم اُنپہ عبث جان مال کرتے ہیں وہ خواب میں بھی کیسا خیال کرتے ہیں  
 جو دم فنا ہوا مردہ بدست زندہ ہے عزیز دیکھئے کیا سب احوال کرتے ہیں  
 ہماری دل کی امید و نکو توڑتے ہیں کہ اہوان جسم کو حلال کرتے ہیں  
 خموش بیٹھنے کا لطف ہم ٹھکتے ہیں وہ چھپر چھپر کے خود بول چال کرتے ہیں  
 تمھاری آنکھوں کی گردش جنوین آتی ہر یاد کبھی جو دشت میں چل بل غزال کرتے ہیں  
 تمھارے ابرو وینن ایک سے ہو اک ٹکڑے کہ بے چہری ہمیں دونوں حلال کرتے ہیں  
 وصال میں یہ رگڑتے ہیں اُنکی ہونٹ سے ہونٹ ملا کے دونوں کو ہم اکٹال کرتے ہیں  
 عجیب پیار کی نظر دیکھو تے ہیں بیابا حضور بیٹھی چہری سے حلال کرتے ہیں  
 وہ مٹی دینے کو آئے ہیں غیر کے ہمراہ ہماری خاک کو گرد مال کرتے ہیں

یہ کل کی بات ہے قدر بونا ساقہ تھا

جو ہاتھ پاؤں ہوئے پائمال کرتے ہیں

کو سون و دشت میں دوڑ جاتے ہیں کب ہمیں عقل و ہوش پاتے ہیں  
 دامن اس فقیر سے چھڑاتے ہیں چھوڑو چھوڑو ابھی ہم آتے ہیں  
 ہم کم کفن باندھے آج جاتے ہیں آزمائین جو آزماتے ہیں  
 دیکھئے حال شمع و پروانہ خود بھی جلتے ہیں جو جلاتے ہیں  
 اندنوں صاف سہرہ الفت وہ بھی آتے ہیں ہم بھی جاتے ہیں  
 زلف پر بھیج آج اٹھتی ہے بیڑی مست کی وہ بڑھاتے ہیں

<p>ظلمِ ظلم ہے ستمِ پستم تارے گن گن کے کھاتے ہیں رات جان بچنے کی کون صورت ہے ہے تباہی فتنہ و جبر اللہ یوسف دلیکے جتو میں آج خسہ کی توند سے طمع و اعطاف حضرت دل تھاری رانوں پر بند کی آنکھ ہو گئیں آنکھیں دم کھلتا ہے اپنا اے عیسیٰ دل نہ بھولے گا یاد دے صنم</p>	<p>ساتھ غیہ و سنے آپ جاتے ہیں دانت اُنکے جو یاد آتے ہیں زندگی جن سے تھی وہ جاتے ہیں رخِ جہر ہو اسی کو پاتے ہیں قافلہ آنسوؤں کے جاتے ہیں زندگی تیرے دم میں آتے ہیں پھسلے پڑتے ہیں پھسلے جاتے ہیں آنکھ پر دے میں ہر اڑاتے ہیں تم نہ آؤ گے ہم تو جاتے ہیں اس پر تیراں ہم اٹھاتے ہیں</p>
--	--

قدرِ مہمانسرا ہے یہ دنیا  
لاکھوں آتے ہیں لاکھوں جاتے ہیں

<p>۱۵ سہرا کے بعد ہو بس کنار عید کے دن مگر اُترتا ہے اسکا خمار عید کے دن کمان سے آبلو پوچھو ننگار عید کے دن برس میں پائے وہ دونوں قرار عید کے دن گھڑی گھڑی نکرو تم نکھار عید کے دن شبِ برات کی راتیں ہوں یا عید کے دن گھر سے ہیں مسجدِ منین بادِ خواہ عید کے دن</p>	<p>دھڑی جماؤ ملو عطر یا عید کے دن صیام میں ہمیں کچھ کھانے کی چڑ تھی بتائیے تو کہ نکلا کہ ہر سے عید کا چاہ بے ازل میں جو دونوں وہ عافیتِ شفا یہ دن وہ ہے کہ سب اپنے پر لے آتے ہیں خدا کرے کہ ترے زلفِ رخ کی دھوم ہے گئے تھے روزہ چھڑانے کو بڑی جو نماز</p>
---	---

<p>حضور ہو سے عنایت ہوں گوری گردنے شب وصال میں چپ چپ حضور بیٹھے ہیں کہ ہر گیا وہ بتوں سے مرا گلے ملنا دل و زبان و لب و سینہ وصل میں ملجائیں ہوے جو خون مسلمان تو ہاتھ کیا آیا شب وصال میں ہوتے ہیں ہم جٹا دیگ دکھانی چاہیئے محراب و نون و نون کی</p>	<p>گلے میں جا بیٹھو لو نکا ہر عید کے دن کہ جھٹ سچ ہو کوئی روزہ دار عید کے دن وہ کیا ہوے مے پر درو کا عید کے دن کہ ایک عید میں ہوں ہمو چار عید کے دن لگانا ہاتھ میں ہندی گکار عید کے دن بنے ضرور سہارا مزار عید کے دن کرین دو گانہ اداجان شاعر عید کے دن</p>
<p>لیٹ کے قدر سے بھر کا دل چڑ گئے گھر تم گ لینے کو آئے تھے یار عید کے دن</p>	
<p>متلون</p>	
<p>جائیے کیا کو چہ دلدار میں ۱۵ کیا عجب آنہ ہو سنگ مزار بزم میں تڑپا دل پُر داغ کب یار کے کوچے میں میں سب عقل و ہوش تم تھی اک جنبش ابرو سے یا کاشٹے ہمیں ہونٹھو کو غصے میں کب صبح کو کاٹوں گا میں اپنا گلا سحر سے آنکھوں میں جو اسے رشک جو</p>	<p>ایک بھی روزن نہیں یو ار میں مر گئے ہم حسرت دیدار میں رقص ہے طاؤس کا گلزار میں بک گیا سودا مرا بازار میں گر پڑے ہم ایک ہی تلوار میں گھومتے ہیں قند و گفزار میں رات جو کٹ جائیگی تکرار میں میں نہ ہی آجکی رفتار میں</p>

<p>تار سے ہی گنتے ہے اے انشلاہ  پاگئے انعام جو گلہ ستے لے  خیر ہو یا رب مجھے رش طو کی آج  سینے میں ملت انہیں دکھ پتا  ضعف سے جنبش نہیں کیا تم پر آے  طوق ہیں یہ کاف و دیندار کے</p>	<p>کھٹ دی شرب دیدہ بیل زمین  میں بھی تو دل لایا تھا سکر میں  بیٹھے ہیں وہ مجھ سے غیار میں  ڈھونڈ رہے تھے توطرہ طرار میں  تاب یہ کب سے دل ہمیں ار میں  قیہ میں وہ سبھ و زار میں</p>
<p>صاف ہیں اجاب کے دل قدرے  رہت ہے وہ آئینہ بازار میں</p>	
<p>ستمائے نہ آسمان کھینچتے ہیں  جو اک آہ ہم ناتوان کھینچتے ہیں  سزا پائی چوٹی کی تعریف کر کے  رگوں سے سنبھالے ہوئی ہیں بدن ہم  ہو سے بد جو اس ایسے عاشق کشی میں  وہ میکش ہیں انگور دل کا بند ہے تو  کمان دیکھیں لیجاتا ہے آب دانہ  اویں جذب دل کی کندون سے عاشق  دیکھا دو نگار دون کو ایک آہ کر کے  کلیجہا ہمارا خود آہن رہا ہی  بسکیرہ نہ کو بھی قسطنجی ہوا لازم</p>	<p>یہ تو ٹانگہ کے ہم کمان کھینچتے ہیں  پر منہ پہ ہفت آسمان کھینچتے ہیں  وہ گدھی سے میری زبان کھینچتے ہیں  کھلون سے یہ بارگراں کھینچتے ہیں  کہ خنجر کے بدلے کمان کھینچتے ہیں  ابھی بادہ ارغوان کھینچتے ہیں  یہ دونوں فرشتے کمان کھینچتے ہیں  جہان چاہتے ہیں وہاں کھینچتے ہیں  کہ ناتقے کو یوں ساربان کھینچتے ہیں  وہ آئین ہم اون کی سنان کھینچتے ہیں  جہادوں پہ سب باوہان کھینچتے ہیں</p>

یہ کانٹے ہی پھلیاں کھینچتے ہیں	بھوون پرین دلہا سے بیابا مل
<p>عزل کتے ہیں قدر اپنی غزل پر یہ کھینچی ہوئے چپ کمان کھینچتے ہیں</p>	
<p>کبادہ کھنچا اب کمان کھینچتے ہیں سمت ردا کی خان کھینچتے ہیں کبھی دست پر منان کھینچتے ہیں ہمیں دار پر یہ جوان کھینچتے ہیں فرشتے مارتا رجاں کھینچتے ہیں ہمیں تم یہ بارگراں کھینچتے ہیں وہ کیون خنجر خونفرشان کھینچتے ہیں کہ تصویر موے میان کھینچتے ہیں جواک سانس ہم ناتوان کھینچتے ہیں سحاب آکے جب بادبان کھینچتے ہیں کرے پروہ اک کمکشان کھینچتے ہیں کہ میری شبیمین جہان کھینچتے ہیں کلجے پروہ نک سنان کھینچتے ہیں</p>	<p>۱۲ گئیں نرمیان سختیان کھینچتے ہیں وہ چوٹی کے پیچ اب جہان کھینچتے ہیں کبھی پاسے ساتی پہ ہم لوٹتے ہیں قیامت سے قامت کا حسن سراپا کریں گے رنو کیا وہ پاک لہر کو اٹھائے گا کیا عشق کا بوجھ گردن چھری ہر وہ سیندور کالا تشقہ نیکون بال کی کمال ہم لوگ کھینچتے ہیں میںون ہی دم بھولا رہتا ہے اپنا غضب چل نکلتی ہے کشتی باد نکلتی ہے سر عجب مانگ سیدی مصور بھی سب میرے دشمن ہوئے ہیں گلے پر بناتے ہیں تصویر خنجر</p>
<p>کوئی موہنی اسکے ہاتھ آگئی ہے بہت قدر کو قدر دان کھینچتے ہیں</p>	
پھولوں ہی کا انار ہے تاگوش چمن میں	۱۲ کیا فصل بہاری کا ہوا جوش چمن میں



گلگشت کو جاے تری پاؤش چمن میں  
 پھر تارہون میں کوئے ہوؤ آغوش چمن میں  
 کھو لو تو ذرا صبح بنا گوش چمن میں  
 دزات پڑا رہتا ہوں بہوش چمن میں  
 گلگشت چمن میں بھی ہوں روپوش چمن میں  
 یاد آتے ہیں اُسکے لباموش چمن میں  
 ہر دانہ شبنم ہے درگوش چمن میں  
 نیلوفر و موسن میں سید پوش چمن میں  
 چل تو سہی اے وعدہ فراموش چمن میں  
 کیونکر زہے سر و بسکدوش چمن میں  
 شمشاد کو کچھ خاک نہیں ہوش چمن میں  
 بڑھ آئے ہیں وہ نامر ددوش چمن میں

کیا کیے قابل نہیں یہ سینہ پرداغ  
 دیتے ہیں جو انان چمن یار کا دھوکا  
 صاحب گل شبنم کے دہوئیں آج اٹراؤ  
 عشق گل رخسار کا کچھ حال نہ پوچھو  
 میں مثل صبا ہاتھ نہ صیاد کے آیا  
 کس پیار سے غنچوں پر گرنا تو نہیں آنکھیں  
 پہنے ہیں عروسان چمن بھولن کا گنا  
 سنبھل غم بلبل میں پریشان کیو ہے بان  
 دکھلاؤں میں تجھ کو گل و بلبل کا ماشا  
 بار آور دن پر چلتے ہیں اس باغ میں پتھر  
 ای یار زمین دیکھ کے متین کھڑا ہے  
 ہے فصل بہاری میں گل و سرو پھولن

یا قسری و شمشاد ہین یا بلبل و گل ہین  
 یا قدر کے ہمراہ دو مینوش چمن ہین

باد بہار بھی دم علیسی سے کم نہیں  
 آگے بڑھنا جائے گا اب ہمیں تم نہیں  
 پیروں کے مثل پشت جو انہیں ختم نہیں  
 یارب ہمیں تو خواہش بلغم نہیں  
 آنکھیں لڑا کے ہم میں جو دکھیا تو ہمیں

کیا غم ہوئے جنون جو ذرا ہم میں نہیں  
 ۱۶ لومرٹے مگر کہیں ملک ہم نہیں  
 ہین صاحبان اوج تزل سے پیغمبر  
 آنکھیں تو سبیل میں ہوئے ہیں خرم  
 تیر نگاہ یار کے تیر بان جانیئے

جوتن غضب سے آنکھ تھامی چھلاوا ہر  
 دنیا ہو دید سے محو نہیں ساتی جوابے  
 رکھ دلت مہر کا لکڑا رشا دہو اگر  
 مڑگان نمازیوں کی صفین بتایاں نام  
 لے لے منہم کبھی ہاں بھی تو کیجئے  
 زینہ مجاز کا جو حقیقت کے باہر تک  
 کیون ہم کو قتل کرتے ہو ظالم کیسے گب  
 عشق دہان تنگ سے دعا غنا خانو  
 آنکھوں سے اپنی یار نے ہمو گرا دیا  
 اے چرخ صبح ہوتی ہی اُن سے جدا کیا

شیر و نمین یہ چھپٹ نہیں آہو ہر ہم  
 کا نہ فقیر کھڑے یہ کچھ جام جم نہیں  
 سر تا سر نیر آپ کے سر کی قسم نہیں  
 محراب کعبہ سے ہرے بارو میں خم نہیں  
 ہر روز آپ وصل میں کہتے ہیں ہم نہیں  
 عشق خدا نہیں ہے جو عشق صنم نہیں  
 بدنامیوں کا خوف ہے مرنیکا غم نہیں  
 وہ کون ہے جو لہری ملک عدم نہیں  
 اب دیکھتے ہیں ہم کہ وہ چشم کرم نہیں  
 آنے دے رات تو نہیں یا آج نہیں

اے قدر کو سے یار کا ہر حیران میں  
 اگر جانیں کشت نہیں ہر جسم نہیں

بے مشقت کام دنیا کا ہوا حاصل کمان  
 دل کو لیکر انا سیکے ہو اقبال کمان  
 طے سو کھا خلق آب تیغ کے قابل کمان  
 سب جہان میں فیض جاری عرش پر نوا  
 توشہ اقلیم خوبی میں گداس عشق ہون  
 ہر نسل ملاح و چین است و کشتی در فک  
 آنکھوں میں ہیں راتیں ہمنے تاروں کی طرح

۱۴  
 ملک غواص کو گوہر لب ساحل کمان  
 عاشق بیدل سے طالب لکڑی بابل کمان  
 بھوٹ تو منہ سے لیر چلتا ہی اقبال کمان  
 واہ میخانہ کمان ساتی دریا دل کمان  
 تو مے قابل کمان ہیں تر قابل کمان  
 کشتی محبوب کمان ساتی دریا دل کمان  
 کیون ابھی سے اٹھ چلو تم اسی کمان

<p>دیکھنا گزریاں نہ کر بوتا ہے دل کمان آپ جس دوا کے خواہاں ہیں حاصل کمان بندہ پرور آپ کی انگلیں کہ ہر پرن ل کمان اس سے بہتر کوئی میر سبزہ ساحل کمان سچ ہے صاحب ہم کمان ناچکی محفل کمان اس عدم کی راہ میں پہلے ہوئی منزل کمان</p>	<p>کیا در جاناں کا اے قاصد پتا بتلائیے ہاتھ خالی رکھتے ہیں ہم لوگ نقد صبر سے غیر کا کیا دہیان ہے اچھی طرح باتیں کر آنکھ میں آنسو بھرے ہیں گردہیں خراگن تر غیر آئین شوق سے دیو ٹہری پر اپنی روکنا وقت شب بھرن کا ڈر ہم نہ کوئی ہمسفر</p>
<p>کیا کو کے قدر بولو تو جو بوجھے گا خدا عمر غفلت میں گزارے تو نے ای غافل کمان</p>	
<p>جیونٹیوں نے کھائی ہوئی لوگوں کی ہڈیاں ہیں خس و خاشاک مرغان چین کی ہڈیاں سب نفیر و نہیں ہوں صرت ہل سون کی ہڈیاں آج تو کیا درد کرتی ہیں بدن کی ہڈیاں جھلکے لنگ لاکھ دیکھیں برہمن کی ہڈیاں سو کھڑکا ٹٹا ہوئے بل کے تن کی ہڈیاں ہم بنائیں گے قلم لکیر ہرن کی ہڈیاں چوکر ڈالے کوئی ہر سنگن کی ہڈیاں دور سے گن بھیجے میرے بدن کی ہڈیاں مل گئیں ہیں خاک میں ہر ستین کی ہڈیاں صورت ناتوس بولین برہمن کی ہڈیاں</p>	<p>۱۳۲ عشق شیریں میں گمیلین خس تن کی ہڈیاں آتش گلزار بھڑکی ہے چین میں اعجاز کیا عجب تاثیر ہو شور سخن کی بعد مرگ وصل کی شب کیا بانہ سوچا کہتے ہیں آتش کھڑاب میں بھی سرد ہوئے نہیں ٹپے وہ فصل بہاری اور یہ گنج قفس چشم آہو کی سیاہی سے لکھینگے وصف چشم وہ بھی جانیں صد مہ نو خزاں میں تو ہا ہر ای سیماسطرح کی لاغری دیکھی نہیں بوٹیاں اکیر کی کیونکہ نہ نکلیں خاک سے وہ صنم معجز نما بیتن جو مردن سے کرے</p>

<p>واسطے قنطن کے لینا میرے تن کی ٹیڑھ دفن کر دو اپنی بے گور و کفن کی ٹیڑھ</p>	<p>خط جو لکھے گا قیونکو تو میری موت سے بس سزا پائی کہ مانتا تک ٹھوکرین کیا یارین</p>
<p>بعد مرنے کے ہوا اسے قدر یہ بارگاہ ہو گئیں تابوت میں لاکھوں ہی من کی ٹیڑھ</p>	
<p>ہمیں تو صاف روشن ہے کہ اسٹلہ ہی لمپٹ میں یہ زنجیر و نمین قیدی یاد دل عاشق ہی ہر لٹ میں صدائے صورچران پانچونکی کھڑکھڑاہٹ میں یہ شب بھی جاگیں کیا یونہیں زلفونکی بناوٹ میں کہ عالم کا بے بادل کا ہر سی کی اودھٹ میں چہا یا منہ عروس صبح نرس شبکی گھونٹ میں</p>	<p>چہا تے ہو عبت تم روی روشن اپنا گونٹ میں متاری زلف تنگ بون ہی کہ کلا جلیٹا نہ ہے قیامت کی مہین جالین خشربر پاکرتے آتے ہو صفائی میں تو دے صاف کے دن وصل کا کاٹا ہنسی آجاسے ہونٹوں پر تو بجلی سی چمک جائے کہا اُس سہ روے صاف پر کچھ لگے گیسو کو</p>
<p>کہا تک خواب غفلت قدر آنکھیں اپنی مل ڈالو پڑے ہیں آج تکیے میں جو کل تک تھے چوہرٹ میں</p>	
<p>کیا ہو دستہ سنبل پہ چہنے آشیان برسوں نہ سلجھی ہیں نہ سلجھیں گی یہ دونوں گتھیاں برسوں جہاں بھڑا نکلتا ہی نہیں مٹا نشان برسوں کہ سر پر خاک اڑا کر دی ہے باو خزان برسوں خبر ہوتا نہیں عاشق سے وہ نامہربان برسوں قیامت کے ہیں کیا منتظر ہم خستہ جان برسوں نہ آئیگی ہمارے جسم میں تاب تو ان برسوں</p>	<p>۱۱ تصدق اُنکے چوڑے پر رہا ہی مرغ جان برسوں رہی فکر میان برسوں رہی فکر دہان برسوں امیری سی فقیری ہو نہیں آنا رہا جا تے ہیں ملایا خاک میں گردون کے لکڑ کا گلشن ہستی ستا ہے کہ رہا ہی جھکا تا ہے رہا تا ہے لگاؤ قبر کو ٹھوکر جو ہونی ہے وہ ہو جائے ہمیں جھکے دیے ہیں اس قدر در و جدائی نے</p>

<p>اسی آتش رخسار سے کھونگٹ جلے اٹکا          بدن سے روح جب نکلی ہی کتنی ہوئی نکلی          انہم نے پھر بھی باقی رہ گیا سخت جانی کا</p>		<p>یہی پردہ رہا ہے میرے اُنکے درمیان ہر          چلے پھر اُس جگہ ہم چین اُٹھائے تھو جہاں ہر          سگ جہان چبا گیا ہماری ہڈیاں ہر</p>
	<p>اُسی کو چے مین قسمت لیچلے اے قدر کو بھی          نہکتے ٹھوکرین کما تے ہے لاکھوں جہاں ہر</p>	
<p>بنایا ہے مہین جب کر چکے مہین امتحان ہر          بنایا ہے پناہ گئے کمین تیر انشان ہر          ہماری خاک سے اگتا رہے گا ازغوان ہر          رہا ہی باغ مین ہر اک شجر پاشیان ہر          رہی تھی زندہ درگور اس جگہ روح روان ہر          نہ آئے ہوش مین ہمست جا کم نکان ہر          بہت چھانے مہین ہننے بھی زمین و آسمان ہر          سنی ہوا کئے کو چے مین صدی باسان ہر          رہیگی مثل پیری باغ مین فصل خزان ہر          کہ ان ہاتھوں سے کی ہو خدمت پیرخان ہر</p>	۱۱	<p>ہے مہین عالم ذات مین ہم ناتوان ہر          جو لاکھوں گردشیں بھی کھائیں ساتوں آسمان ہر          انہم زخم کرا ایک مدت تک نہ جائے گا          چمن کل پتا ہوتا ہے اے صیاد واقف ہے          ہوا ہی مگر مٹی پر جاے عبرت قالب خاکی          بے لکڑی کا لکڑی کا نشا ہو چڑھ گیا یارب          نہ تمسارہ پرور ہے نہ تمسارہ پرور ہے          بہرے مہین کان اپنے کیا صدی صورتیں          جوانان چمن کو اس قدر لوٹا ہے گلچین نے          رہو گناہ جام کوثر سے نہ خالی ہاتھ اے واعظ</p>
	<p>محبت مین اُٹھاتے قدر کو مین احسان اعضا کا          مثال دل کیے مہین نالے ہننے بیزبان ہر</p>	
<p>چمکی مہین میں سبلی جاگر گری عدن مین          پروانہ ہون چمن مین بلبل ہون انجمن مین</p>	۲۱	<p>لب پرنہی جو آئی دندان کھلے ہن مین          بہر زپ خوب لایا مین عاشقی کے فن مین</p>

کیا گلفشان زبان جو اُس تنگ تروہن میں  
 دل رخ سے اڑکے پونچا گیسو ہے پر شکن میں  
 کس زربادہ کش کو یاد آرہی ہے اسکی  
 جوش جنون سے ایسا کانٹون میں بدہ گیا ہوں  
 وقت میں نہ پیٹے میں اس طرح پڑا ہوں  
 ٹھوڑی پہ خال نکھلایا خضہ خط لب نے  
 گیسو کی ایک لٹ میں دل بچا نئے ہوصد ہا  
 جولن ترانیاں ہیں پوری کسانیاں ہیں  
 یہ دل کا آئینہ بھی جسام جہان ناہر  
 میں یا میں رخ پر مڑا ہوں ایسا گھل کر  
 کیا جوش ہو سگم گل جو بن پڑ گیا ہے  
 وہ بھٹ گیا ہی بادل وہ گھل گیا ہے سورج  
 خنجر قدم بنے ہیں اور انگلیاں ہیں بھپوے  
 اندر سے جلایا دیکھا جو وہ سراپا  
 منہ سے لگا جو ساعے پیٹھے جو ان بسکر  
 زلف دراز پونچی بل کھا کے اڑیوں تک  
 مجھو نکلے سوز غم نے ریشہ دو انیاں کین  
 پیکان دزخ دل پڑاتا ہے رشک مجھ کو

بلبل چپک رہا ہر اک غنچہ چسپن میں  
 کعبہ عرب سے اٹھکر داخل ہوا ختن میں  
 ہچکلی لگی ہوئی ہے شیشے کو انجن میں پڑ  
 مچھلی کی طرح مطلق خون اب نہیں بدن میں  
 جسطرح کوئی مردہ لپٹا ہوا کفن میں  
 یہ دلو حسن ڈالا تیری چہ ذوق میں  
 کتے بوسبکی مشکین تم ایک ہی رسن میں  
 خالق پکارتا ہے خلقت کے پیہر میں  
 غربت کی سیر کیوں بیٹھا ہوا طن میں  
 میرا کفن بنا لو اک برگ یا من میں  
 بھولی نہیں سماتی ہر اک کلی چمن میں  
 وہ رخ چمک رہا ہے گیسو ہے پر شکن میں  
 تھے نگاہیں تھے بن کشتوں کے پشتے رخ میں  
 اک اک لگ گئی ہے غمخون کی تن بدن میں  
 شامل تھی چوب چینی شاید مگر کفن میں  
 پٹایا عشق بچان یا غمخس ناردن میں  
 دو لکڑیاں رگوں کر لگتی ہے اک بن میں  
 اپنی زبان دید و تم بھی مے دہن میں

داغون نے دلو گھیرا سینے میں ہے اندر

اے قدر چاندیسہ آیا کئے گمن ہین

## رویف واو

تیرے دونوں کے ہین دونوں مجھ دکا ابرو ۱۷  
 تیغ افکن ہین وہ آنکھیں تو نگہ برق انداز  
 دل نہوصاف تو ظاہر کی فقیہ کی کیا مال  
 اختر و صبح و شب و روز و ہلال اک جاہلین  
 کبھی محراب عالمین کبھی شمشیر و غا  
 موسیٰ سر پہن شمشیر سراج تو سر قیہ عرش  
 لب نازک کی صفائی سے جوانی چمکی  
 جودان ہوگی تجبی تو میسان حج ہوگا  
 انہیں تلوار دن کے سایے میں پڑی تیرے  
 پچاں بیان سے کوئی ناحق کوئی گردن مار  
 ہر دہن لفظ نہ مرکز خط پر کار ہے خط  
 کیونکہ روکش لے منہ پر پیر پستی کی  
 لاکھ ٹیڑھا ہو تو بل اسکا نکالین کیسو  
 آج تلوار کے منہ موت مری لکھی ہے  
 ایک نیزے پہ جڑیں کسے یہ دو تلوارین  
 قلعد حسن ہر رخ رخنکے سلح خانے ہین

اک ہلال رمضان ایک سے بتلوار ابرو  
 قدر انداز ہین پلکین تو کسا انداز ابرو  
 ناحق آئینہ صفت صاف کے چار ابرو  
 آپ کے خال جبین کیسو رخسار ابرو  
 مگر کے پتلے ہین اسدرے عیسار ابرو  
 قاب تو سین کی زمین ترے خمدار ابرو  
 عکس سے ابرو سنکے یار ہوا چار ابرو  
 طور و یار جبین کعبہ دیدار ابرو  
 دست شفقت ہین پے درم ہمیں ابرو  
 ہو گئے کیسو بچان کے طرف دار ابرو  
 چہرہ ہی دائرہ حسن تو پرکار ابرو  
 سر پہ ہر وقت ہین کھینچے ہوئے تلوار ابرو  
 لاکھ بانکا ہو تو چھینیں ابھی ہتیار ابرو  
 یاد آئے ہین مجھے جب تو کلمی بار ابرو  
 قد بلا یہ تماشا ہوئے خمدار ابرو  
 برچی مرگان ہے چھری نکھہ ہی تلوار ابرو

ہم جھکاتے ہی ہے شوق سو گردن کی قدر

بل کی لیتے ہی بے ناز سے غم دار ابرو

ٹھک تالاب نہیں صیاوے گھیر بگلشن کو ۱۱  
 پھٹک جاتا ہر کیسا دیکھ کر عاشق کو فرین کو  
 دم تک بیڑ پے کون جھجکے کون مقتل میں  
 چلے بیخانے سے میکش گھر دسی بکھلے دیوانے  
 سلائی پھیر وغیرہ کی آنکھوں میں تو بہتر ہر  
 سنا جس وقت دم بھر تا تھا یہ چاہہ زرخندان کا  
 کہ ورت انکی طلیت میں ہر جو دنیا میں غلام ہیں  
 چلا جب حسن خطا بڑھنے سے پھینکی گئی تھیں  
 غنیمت ہے کہ مجھ کو لوٹ کر ہٹ مار کر رہا ہے  
 وہ سید ہی سیف بن جاتے ہیں جب سر کو اٹھائے ہر

اکی شاخ خطوبی دے تو اب میرے شیر میں کو  
 لگا رکھا ہر اپنی چال پر کیا اپنے توسل کو  
 وہ دیکھیں میری چوٹوں کو میں دیکھوں انکی چوٹ کو  
 سہارا ئی چلے میلے کے میلے میرے گلشن کو  
 عبث تھنے کیا ہر بند دیوار کو روزن کو  
 کیا تالاب فوراً کھو کر عاشق کے فرین کو  
 ملی ہر روز خلقت سے سیاہی رو آہن کو  
 یہ دیکھو چوٹیاں کھینچے لیے جاتی ہیں فرین کو  
 جو بیچ پوچھو تو رہر جاتا ہوں اپنے فرین کو  
 ختم شیر میں جدم جھکایا اپنی گردن کو

مے زخم جگر اے قدر انکوں سے ہرے ہونے  
 اگر ابر بہاری نے کیا سب بگلشن کو

بڑا خیال نے ادا اعتبار رو سے رہو گی ۱۱  
 نہ پوچھو مکمل قدرت کے عجب نیابتی ہے  
 تمہاری سادگی پر آنکھ پڑتی ہر زمانے کی  
 اسیران چمن کی خیر ہو صیاوہ ظالم نے  
 سہی لکھ لیا ہر مجھے دل اس آئینہ رونے  
 چناؤ کو حنائی بچے بخشے یا خدا تو نے

کسوٹی پر لگائے جس طرح کسی کوئی کندہ کو  
 مرتع کر دیا ہے باغبان نے صحن گلشن کو  
 دیا کاجل عبث دہا لگایا دیوروشن کو  
 چڑ بایں استینین کھینکے باندھا ہر کو  
 کہ اس آئینے میں دیکھا کرونگا اپنی جون کو  
 مسی مالیدہ لب تو نے دیے گھما ہر سون کو



<p>اُڑت مئی منہ سے گھونٹ کے قزو دل کی ہے  سہارائی صدا طوطی کی ہر نقار غنائے مین  نشان کی کچھ تو رکھیے اپنی سودا کی گریاس اپنے  خزانہ میں تو رکھ بیٹھ لی تھی اسنے کروں مینا</p>	<p>شب گیمین روشن کر چراغ و شمع کو  ذرا باد لگ کر جنے مین سمورہ کنو شمع کو  چھری بنو ایسے کٹا کے میری طوق ہر  سہارائی ہر توڑے محبت کے کوئی گردن کو</p>
<p>کوئی ہے نور کوئی نڈ کوئی گل کوئی کا نشا</p>	<p>ذرا سے قریب چاہنے رہو تم دوست دشمن کو</p>
<p>چشم حق بین ہر تو اللہ کا جلو ابھی ہو ۱۵  یہ بھی ہو وہی ہو دولت بھی ہو دنیا بھی ہو  کیسے نالوں سے امثالوں مین زمانہ سبز  لا مکان نام ترے گھر کا ہے مطلب سمجھ  جھوٹا کھاتے مین مگر جان تو بیٹھ کیلے  دیکھیں کس طرح جسے پھر گل و بلبل گل رنگ  ٹھنڈی سانسین تو بھرون روز کا رنگ  آسکھیں تو تنس کرین ہونٹھ جلا مین کیا تو  ہے خودی اتنی تو کوٹھا بھی کوئی بنوا  دیکھ تو دراز سے قیس بگو لو نہ نجبا  دھڑا رہا ہے یہ پٹی سے چٹا اور مہر  تاے سنکر مے چلا اٹھو انشا اللہ  ذکر نہ ہو پر اُچھتی ہے طبیعت اپنی  ہے چھاتی سے لگایا ہے کوئی بوڑھو</p>	<p>صدا صادق اگر ہے در کیا بھی ہو  اس پتہ تو چاہتا ہے دولت عقبی بھی ہو  فائدہ کیا اے صاحب کوئی منشا بھی ہو  کس گلے ڈھونڈ مین تجھے تیری کوئی جا بھی  ساتھ ان گالیوں کے پاس بیٹے بوسا بھی ہو  تو بھی ہوا دراز عاشق شیدا بھی ہو  اتنی بارش تو ہوئی موسم سہرا بھی ہو  تم تو قاتل بھی ہو اے یار سیجا بھی ہو  تم حرف راہو تو کوئی عالم بالا بھی ہو  کیا عجب بات بھی ہوناتے پرسی بھی ہو  ہم بھی ہوں آپ بھی ہوں چلے کا جا بھی ہو  تو سی میری طرح حال تمہارا بھی ہو  اسکا جب لطف سے انسان کو سودا بھی ہو  تم جو دل ہو تو کوئی دلیں سودا بھی ہو</p>

کرتے دمہرتے نہ بنے حضرت موسیٰ سے بھی کچھ  
قدر کیا جانیں کبھی لگنہ سے دیکھ بھی ہو

<p>۱۵ خوب ز پر مری جان آنے دو آنے دو منہ میں زبان آنے دو زیر دیوار مکان آنے دو روز عید رمضان آنے دو بلبلو فصل خزان آنے دو زلف تاملوے میان آنے دو اتنا کہ تیجی ہاں آنے دو دل وہاں ہاتھ میان آنے دو آنے دو جسم میں جان آنے دو اور ابھی کھچکے کان آنے دو کچھ تو اے سرد روان آنے دو اب وہ جانا ہے کسان آنے دو اسکے تم تاب و توان آنے دو لو کیجے میں سنان آنے دو</p>	<p>دل کو تم آنے دو ہاں آنے دو ٹپکی پڑتی ہے مری رال اس کچھ میں سایہ ہون کہ چڑھ جاؤ گا زاہد و بادہ کشی دیکھیے گا دیکھن یا راکھسن ابدی نکل آنے دو عدم کا ڈھرا پھر مجھے لو کہ لین دربان تو سلام واہ کیا زلف سے کیا چھاتی ہے کھینچنے دو ہمیں آغوش میں تنگ سخت جانی سے ہون لوہی کا تو ابھی انگلیا سے عبت کتے ہو ٹھہر و زند و ابھی و عظمیٰ دو دیو حیران سے لاؤ گا کشتی لو مے دل پہ نگہ ڈالو تم ۛ</p>
---	---

تیغ کھینچے ہو نہ راتے ہیں

قدر کو آج میان آنے دو

وہ بات کیجیے کہ کوئی خردہ میں نہو ۱۳ وہ یار ڈھونڈیے کہ جانیں کہیں نہو

<p>و امن نہو ہلال صفت آستین نہو کوٹھ حضور کا کہیں عرش برین نہو صیاد سے لکے کوئی چین بر چین نہو جس نے جلایا ہکو کہیں وہ تمہیں نہو کیونکر دہان زخم سے صدا فرین نہو سبز اُس چین میں کبھی یاسمین نہو جب تک نگاہ شوق مری خرد بین نہو سونا ہو وہ مکان کہ جہین مکیں نہو ساتی پلائے جا مجھے جتک نہیں نہو تیری طرح چنان کوئی زیر زمین نہو کچھ بات ہے کہ اچکانانی کہیں نہو اے یار تیری آنکھ اگر سب گین نہو</p>	<p>وشت میں کچھ سوا سگریہاں نہیں نہو تم نے بلایا ہمیں معراج ہو گئی اب میں پھر کل پھر کل کے نہ اچھو کا دامین اُس شعلہ رو سے شرمین پوچھینگے دلچلے کیا کہنا اب تو خوب ہی طیار ہاتھ ہے جس آج میں دھوئے رو صبح کو ہرگز نظر نہ آئے گا آنکا دہان تنگ مے یار دل اُجاڑ نہ کیونکر ہارے جب تک نہ درد سر ہو معنی تو گائے جا آتا ہے زرد لہ تو یہ کہتا ہوں دلے میں مغرو اپنے حسن پہ ہو دیکھو اُس نہ اندھیر پھر زمانے میں کا ہیک کو کبھی</p>
--	--

نالان ہوا جو میں پس دیوار بول اُٹھے

دیکھ تو کوئی قدر ہمارا کہیں نہو

<p>دل بیتاب نے پراور اُبھارا ہم کو کھل گیا حال رہ راست کلسارا ہم کو سبے دوزی نظر آتا ہے یہ پارا ہم کو صف مژگان نے ترے پارا سارا ہم کو بیوصال اب نہیں کچھ ہجر کا چارا ہم کو</p>	<p>۱۲ کم نہ تھا یہ ترا کوٹھے کا اشارا ہم کو پشت مسجد کی ہی کعبے کی طرف اے وعظا ایک عالم کی سائی ہے دل مضطرب سر چڑھے تھے تری زلفوں کو لبوں پر سیر خلوت قبر میں ٹھہری ہے ملاقات انکی</p>
--	--

<p>کر گئی آپ کی تلوار بڑھی اور ایندا  رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہی غیر حساب  سرمین جب آگ لگی جا کے کچھ تو دین  گایان کو سننے دھمکی بھی جہنم کا بھی سی  دل روشن بھی کتا ہی کہ قدروں سے لگین  دل میں شعر لکین منہ میں زبان شیرین</p>	<p>کے گے گاب اس آسے سی دو پارا ہکو  بس تری ذات کا رہتا ہے سارا ہکو  چڑھ گیا شمع کی مانند حرارۂ ہکو  تم لپٹ جاؤ تو سب کچھ ہے گوارا ہکو  اپنی جتنی کا بنائے وہ ستارا ہکو  من و سلویٰ ہی خالق نے اُتارا ہکو</p>
<p>پہلی بازی میں تو دل ہار گئے ہم اے قدر  اسکے تھے میں وہ دل عشق میں ہار ہکو</p>	
<p>نہیں بہتا نہ کنایہ نہ اشارا ہکو ۱۳  زندگی میں کہیں ہوتی جو صفائی باطن  کا جل آنکھوں سے جو پنجوب تو تانا دکھیا  ایک ہی ہاتھ سے تالی بھی کہیں سجتی ہو  دل پھٹک جاتا ہے جب آنکھ پھٹک جاتی ہو  مرتے جیتے تری الفت میں کٹی ساری عمر  اپنا گھر چپکرا سکو ابھی لے لیتے ہم  راہ نکلتے ہیں ترے حکم کی سر حاضر ہے  ہو گیا کوچہ جانان کی طرف رخ اپنا  نیرے رخسار پر اپنا دل روشن ہو تیار  تیرا دل جانتا ہے جتنا تجھے چاہتی ہیں</p>	<p>وہ ادھر آنکھ اٹھی تیری وہ مارا ہکو  جانتے چہنم لمحہ آنکھ کا تارا ہکو  ناف آہو میں ملا غم سارا ہکو  جو ہمیں پیار کرے ہو وہی پیارا ہکو  چوڑی خوب دکھاتا ہو چکارا ہکو  لے بنے زندہ کیا اور آنکھوں نے مارا ہکو  اپنے کوپے کا جو دیا وہا جا رہا ہکو  اب رو تیغ سے کافی ہے اشارا ہکو  جسکڑی قبر میں یاروں نے اُتارا ہکو  چاند کے پاس نظر آتا ہے تارا ہکو  دل سے آنکھوں سے کلیجے سے پیارا ہکو</p>

پتھ در پتھ ہین سمین ترے زلفونکی خیال	سہ ملا کوئی سانپونکا چارا ہکو
ہر چہ در کان نمک رفت نمک شادی قدر جا کے پاس اُنکے ملا دل نہ سہارا ہکو	
معض ناوا قفس تھے ہم برہمنہ اسی صیاد ۱۵ ایک بوسہ ہو عنایت بھیلبل جلاؤ دونوں عارض سے تمھاری خاک ہو بر باد چاہیں عشاق آپ سے معشوق کی یکجاؤ طفل اشک نکھونے جا کر پھر نہیں پھر کبھی مجھے تھا اقرار چہین مین وہی وقت آگیا بچہ مین بھی خندہ پیشانی ہی رہنا چاہیے بیڑیاں پھناؤ یا قیدی بناؤ زلف کا مجھے نفرت ہو تو بیشک ہو پریر ادا کو صنم دل نے پاہوی جو کی تھو جسے مل ڈالا پھر بہا رانی ہے پھر میرا جنون زور نہ پتہ کان اپنا سب پکڑتے ہین ہمارے نام سے ہاتھ مین تار گر بیان پاؤ نہیں ہون آبلے جس جگہ دیکھے کوئی رتبے تمھاری نک جھلکے	ذبح تو کر ڈالنا ابکے اگر فریاد ہو قتل پر مین یون ہون راضی آگے جوار شاد ہو آتش غرود ہو یا گلشن شاد ہو قمریان چاہیں تو جو نالہ ہو وہ شمشاد ہو گھر سے کیا یاد ہو طفلی مین جو بر باد ہو مدتوں کی بات ہے تمکو بھی شاید یاد ہو منہ سے جہنم یاد ہو شور مبارک باد ہو مجھ پر جو ہونا ہو وہ جلد سے ستم آباد ہو آدمی سے انس ہو اسکو جو آدم زاد ہو تم بڑے بیدار ہو میرا جرم ہو جہلا د ہو فصد اگر کھولے تو سودا کی ابھی فساد ہو اسمین یا و امق ہو یا مجنون ہو یا فریاد ہو ولین درد آنکھوں مین آنسو بپڑا مسکی یاد ہو مسکدے مین محنت ہو باغ مین صیاد ہو
اپنے گھر تک ایک آنچھ مین لگالائے آنہین قدر کیا کہنا تمھارا تم بڑے استاد ہو	

کیون مری دلکنی ہر لٹا کرتے ہو ۱۶  
 پاسے ناز کو جو پا بند بنا کرتے ہو  
 تم وہ ہو اہل جہان تھے کنارہ اچھا  
 کوئی اتنا نہیں معشوق نہ ہو جیسے اتنا  
 دیکھو اے حضرت دل پھر اسی جانب کو چلے  
 دیکھتا ہوں نہیں جسے بس نظر آتے ہوں نہیں  
 کیا تعجب ہے کہ تم لوگ خراب بن بھو  
 لب جان بخش ہو بل نہ بط مریں جاے  
 ہر کو کیا آپکے عاشق ہیں تالیق نہیں  
 یہ دو عمل تو نہ بھائیگا کسیکو صاحب  
 کیا مثل بیچ ہوئی ہر مردے دہر کار کے  
 کیا قیامت کی ہر رفتار عیساذا باعد  
 تنکے چنواؤ گے تم عشق مزہ میں شاید  
 ایک جا ہو تو کوئی ڈھونڈ نکالے تمکو  
 آنکھ لڑاتی ہے مجھے زلف میں تم بچاتی ہو

کسا گھر ڈالتے ہو سوچو تو یہ کیا کرتے ہو  
 کس طرح آؤ گے تم فتنہ پیا کرتے ہو  
 لائیں ان مار کے پانی کو جدا کرتے ہو  
 کبھی عاشق سے بھی تم لوگ وفا کرتے ہو  
 وہ ستائے ہیں تو پھر مجھے لٹا کرتے ہو  
 اس قدر تم مری آنکھوں میں پھر کرتے ہو  
 نہیں معلوم کیا خوف خدا کرتے ہو  
 اسی سچائی گل رنگ بیا کرتے ہو  
 تم جو کچھ کرتے ہو اے یا ربجا کرتے ہو  
 کبھی جسے کبھی غیر دے ملاتے ہو  
 ہم وفا کرتے ہیں تم ہم پر جفا کرتے ہو  
 دو قدم چلتے ہو اک حشر پیا کرتے ہو  
 زرد مجھ کو صفت کا ہر بار کرتے ہو  
 دل میں آنکھوں میں کیلے میں رہا کرتے ہو  
 سحر سحر باسی رہا کرتے ہو

زہر کھا کر کہیں مر جاؤ بلا سے اے قدر  
 تلخ باتیں لبشیرین کی سنا کرتے ہو

۱۸ دم لبوں پر جی ذرا نیٹھیے تو ایسے تو  
 کیا دہن کوئی معما ہے یہ بتلائیے تو

ہم بھی چلتے ہیں کوئی دم میں ٹھہر جائے تو  
 مصرع اب میں جو معنی ہیں وہ سمجھاؤ تو

ہنسکے وہ کہتے ہیں تلو امر اسلایئے تو  
 وہی گہر کے چلے آئینگے ہی حضرت دل  
 نہ میں سایہ ہوں نہ جن ہوں نہ جھلا دانہ یہ  
 داغظو کون سنے گا یہ نماز اور اذان  
 نزع میں دیکھکے وہ ملعن سے فراتے ہیں  
 اچھا مانا نہ سی غیر سے الفت نہ سی  
 چاند کا داغ کجائیس کجا بوسون کا  
 لاکھ بوسے جو عنایت ہوں تو دل تیا ہوں  
 ہاتھ پائی میں بڑا مانا کیسا صاحب  
 غیر دن میں نشٹے ہوں دیدے کی صفائی ہو  
 آج کچھ بانسون اوچھلتا ہے کلیجہ امیر  
 تنکے چنتا ہوں یہ سودا ہر خرہ کا جھکمو  
 سرانزع میں زانو بہ وہ رکھ کر بولے  
 خلق کی طرح ابھی عمر ہماری کٹ جائے  
 گایاں ہی سہی یہ شرم تو جائے صبا

قدر اب پوچھنا کیا ہاتھ ادھر لایئے تو  
 اور کچھ آپس ہوتا نہیں گہر لایئے تو  
 ایسا کیا دم تو شریف ادھر لایئے تو  
 سرٹک کر ابھی چند سے یونین جلائی تو  
 ہم بھی تو جانیں کوئی سوانگ نیا لایئے تو  
 چاہتے ہیں جسے آپس کی قسم کھائیئے تو  
 دیکھوں یہ چاند ہے یا منہ ہر ادھر لایئے تو  
 میرا تو مال ہی کچھ آپ بھی فرمایئے تو  
 داؤ پر ہنسنے چڑھایا ہے نکل جائیئے تو  
 مین کٹا جاتا ہوں کچھ آپ بھی شرمائیئے تو  
 ہاں زار و ڈر کے سینے سے پیٹجائیئے تو  
 اجی کچھ خیر ہے فصیدین مری کھلو ایجو تو  
 دیکھوں کس طرح سے موت آتی ہو مجھ لایئے تو  
 کہیں خنجر کی طرح آپ بھی رک جائیو تو  
 کیسے تو کیسے تو کچھ کیسے تو فرمایئے تو

بو سے بو سے پوہ دی ہیں جو نکالے قدر  
 بیجے بیجے ہاں آئیے تو آئیے تو

ردیف کے ہوز

سیکے گاہ الفت بیدار رفتہ رفتہ ۲۰ لو ہو گئی یہ کھیسٹری نوا درفتہ رفتہ

بھولینگے بوستان کی ہم یاد رفتہ رفتہ  
 ہوگا مرا قبے سے نقش مراد قائم  
 نامے اگر یہی ہیں میرا گلا پڑیگا  
 منکے طوق اُتار دقمری رہو گے کتبک  
 جاتا ہے تیرے غم میں صبر و قرار شہر  
 قارون نے کیا طمع کا مضبوط گھر بنایا  
 ہو ہو کے قتل عاشق عادت بگاڑ دیگو  
 ہونے سے حشر برپا دفتر کھلیگا میرا  
 شیرین گرانہ اسپر اکبار کوہ غم تو  
 گلشن سے ہو گم گل کچھ کچھ کل چلا ہو  
 تصویر کھینچی کھینچی اتنی دہن کی نوبت  
 دل تیرا کیا ہے بے بت کالا سا کوہ اڑیگو  
 اب تو یہ بیچ مسکون ہے ہمتھارا مفتون  
 وہ دیکھتے رخ کا بند بھاری دھیان مجھکو  
 آخر کو مرتے مرتے کوئی نہیں بچے گا  
 چوچکا ہوگا کتبک بوس و کنا مطلب  
 ہوتے چلے ہیں لہر میں درد اور داغ سنا  
 یونہیں جو روز کلچین کھیاں چنا کر گیا

تجھے بھڑک مٹے گی صیا د رفتہ رفتہ  
 تصویر کھینچ لیگا بہر زاد رفتہ رفتہ  
 آخر کو سانس ہو گئی نہ یاد رفتہ رفتہ  
 بوٹا سا قد بنے گا شمشاد رفتہ رفتہ  
 ہوتی ہے سب کما کی برباد رفتہ رفتہ  
 تحت النری کو پونہچی بنیا د رفتہ رفتہ  
 ہوگا مرا سچا جلا د رفتہ رفتہ  
 سب کر دکا تیری نہ یاد رفتہ رفتہ  
 کھو دیگا میرے تون کو فرہاد رفتہ رفتہ  
 دیوانے ہوتے جائیں آزاد رفتہ رفتہ  
 تصویر خود بنے گا بہر زاد رفتہ رفتہ  
 بڑھنے تو نے ہماری نہ یاد رفتہ رفتہ  
 کیا اور ہوگا عالم سجاد رفتہ رفتہ  
 ہو جائے گا نیت لرن سب یاد رفتہ رفتہ  
 ہونگے تمام قیدی آزاد رفتہ رفتہ  
 ہنس کر کیا یہ آسنے ارشاد رفتہ رفتہ  
 ہو جائیگا یہ جنگل آباد رفتہ رفتہ  
 ہوگا مست ام کلشن برباد رفتہ رفتہ

جو تجھ کی عنایت یوں قدر پرہیزیگی



ہو جائیگا یہ شاگرد استاد رفتہ رفتہ

صاف گوسالہ بخرا ہو جو ڈالے تو نگاہ ۱۳  
کیا سیر کر دے گا سرمہ سی جلا کر تو نگاہ  
دل کو یہ ٹھنڈا کر گی یا جگر کو چاک چاک  
اُس گل عارض پہ ہر لحظہ پری رہتی جو یہ  
اُن ری تیزی بار ہوتی ہے تھاری نگاہ  
رات غیر وین کئی ہر آب لچھتے ہو عبث  
عاشقوں سے آجکل چہون بھی ہر احمذ  
برجیوں میں گھر گیا ہوں میں بھی شل مرد  
آٹھ آٹھ آنسو ڈلاتے ہیں یہ ہر شتاق کو  
کیا بھر و سامہ بان چشم عنایت کا مجھے  
تیر کو خنجر بنانا کس نے سکھلایا تھیں  
آنکھ کھلتے ہی کھلا مضمون وجہ اللہ کا

آنکھ تیری سامری ہرے بت جادو نگاہ  
اسقدر مجھ پر نکر دیوں گرم لے بد خو نگاہ  
ڈھونڈھتی ہے کچھ کچھ لے جا جان پہلو نگاہ  
کیا عجب ہو نکست گل کی طرح خوشبو نگاہ  
تیر بند ہو گئے صید افکن آہو نگاہ  
اوہ جی پہچانتے ہیں عاشق گیندو نگاہ  
ذبح کر ڈالے گی جسد پائیسگی قابو نگاہ  
اک طرف پلکین بلائی جان میں وراکو نگاہ  
زلف و چہرہ خال و خطہ رنگان و لب و رنگاہ  
چار دن بھی آپکی رہتی نہیں کیسو نگاہ  
کب تک ٹیڑھی رہی صورت ابرو نگاہ  
تیر جلوہ دیکھتے ہی ہر طرف ہر سو نگاہ

کیا غضب ہے ایک ہی آنچھ میں مارا قرقرو  
سیکھ آئے کانور سے لے پری جادو نگاہ

ہاں اس بیخانی میں تو امیر شادی غم کر سکتا ۱۴  
زندگی ہنسے نباہی ابرو پر چشم کر سکتا  
ڈالتے ہیں باپ بیٹے میں نفاق اہل غرض  
عشق لیکر زلف کا نکلا میں کو سے یار سے

تو قسمہ شیشے کا دیکھا دیدہ پر غم کر سکتا  
نیچے تیرا ہاتھ قاتل ہمارے دم کر سکتا  
دیکھئے سہراب کو لڑوا دیا رستم کر سکتا  
سانپ کھلا تھا جان تو جھڑجھڑا دم کر سکتا

<p>تاچ میں توڑ لیا تھے تو دم توڑا مرا  تو سمجھتا ہے کہ میری عمر بڑھتی جاتی ہے  دیکھ کر ملک و خمار سے گل تر گویا  مر گئے پر بھی سجا سینگے یہ آثار جنوں  غیر کی خاطر کنواں کھودے تو خود بھی ڈوب گیا  دھیان داس ہوا مگر طے کر بیان ہو گیا  تو غم مجنون میں اے لیلیٰ بہت رویا کر  اٹھ گیا خسار سے گھونگٹ خطا بھل گیا  اے نفیخت فیض من روحی جدا ہو مجھ سے کیون</p>	<p>موت کا گھنڈہ لگا پازیب کی چھ چھ کر ساتھ  وہ تو کم ہوتی چلی جاتی ہے ہر اکدم کر ساتھ  پانی پانی ہو کے ہجائیگا اب شبنم کی ساتھ  سنگزن بھی جاہمین دواک سے مگر تاکر ساتھ  خلد سے شیطان بھی نکلا حضرت آدم کر ساتھ  اک پھر رابھی اڑا کر تاج اس پر چم کر ساتھ  زنگ تیرا بھجائے گریہ نام کے ساتھ  شب پرک پر دیسے نکلی عیسیٰ مریم کر ساتھ  ہاں مری جان بڑی بچی عاشق بیہم کر ساتھ</p>
<p>انکھیں کیا پھرتی ہیں انکی اک چھری پھرتی ہے  ہوش اڑتے ہیں مے ان آہو دیکھ کر ساتھ</p>	
<p>میرے آتے ہو کے کیون اپنی چوڑا پردہ  کس طرح دیکھتے تو آپ ہی اپنا پردہ  خوب تو پردہ نہیں افلاک کے رہنا کھیا  کفر و دین لسی ہو تو جائے ظاہر پہ سجا  آج کل مشق تصور تو یہاں تک پہنچی  کوئی کیا جانے کہاں جا کر ہوا اپنا وصال  ہاتھ ہر دقت گر بائیں بڑا رہتا ہے  کیا لکھوں وصف کمر کسی کوں مژدہ</p>	<p>۱۵  سانے آئیے عاشق سے بھلا کیا پردہ  چشم مہولی میں ہوئی برق تجلی پردہ  سانے آئیے اسد رے گاڑ ہا پردہ  اس سے کیا ہوتا ہی سید ہا ہو کہ لٹا پردہ  انکھ جب بند ہوئی کھل گیا سارا پردہ  قبر تھی گوشہ خلوت تو کفن تھا پردہ  واہ اے دست جنون چاک ہی سارا پردہ  کوئی کیا جانے یہ کیا راز ہے کیا پردہ</p>

تھام کر اپنا جگر قیس دہن بیٹھ گیا کان پردے سے قینہ کا گاہک تہا ہے مثل نوز انکھ کے پردے میں نہیں کھٹا ہوا بھوٹ نکلا ترے خسا کا رنگ اور نہ حسن دل سے اکھو کا اشتا ہو ملک ٹھنہ میں عشق بدنام ہو اچھ نہوا حسن کو غم	سجد میں محل لیلی کا جواٹھا پردہ کان کا پردہ ہے اس پردہ نشین کا پردہ ہے بہت مد نظر یا رتھ رار پردہ لال پردہ نظر آیا ترے در کا پردہ دوڑے طالب دیدار وہ اٹھا پردہ کیون نہ دامن کی گلچہ بھاڑا زینا پردہ
--	--

پس دیوار میں رویا تو یہ کتا ہے وہ شوخ

قرر نے فاش کیا آج ہمارا پردہ

## ردیف یاے تھتانی

حالت تو دیکھ مردم چشم سیاہ کی پامال تو نے عاشق غمخوار کو کیا ہین جراتو نئے سینہ سپر خاکسایان موسے کمر میں ناف کو دیکھا تو کھل گیا میں خود شہید ناز ہوں اپنے نصیب کا اس چشم سگرین کے اثر سے عجب نہیں بیج ہے کجوں کے ساتھ میں ہوں رات باز پھرتے ادھر بھی راہ کرم سے لطف تھا دل اسطرن زبان ادھر کھینچنے لگے	۱۴ پھانسی گلے میں بڑبلی تارنگاہ کی گرد ملاں ہو گلی سب گرد راہ کی گرد سپاہ ہوتی ہے ٹٹی سپاہ کی گھٹتی ہے ایک یہ مے تارنگاہ کی قسمت میں ہو کجی تری ترچہ جی نگاہ کی زنگت ہو سہ مئی تری تارنگاہ کی ٹیرھی بھوین جعین اپنے ٹیرھی نگاہ کی میں ہی نہ چھوٹی ترے پاسی نگاہ کی کس کشمش میں جان بڑی میری آہ کی
--	---

<p>یہ دونوں قمریان ہیں مری سرِ آہ کی جھنکار کی جگہ ہے صدا آہ کی دشمن بنے جو ہر کی اپنے نگاہ کی سورج گمن ہوا یہ شرارت سے ماہ کی گیر دبنے قدم سے ترے گرد راہ کی جھکا رہے ہیں باہمی نہیں صوتِ بناہ کی قسمت اٹ گئی مری روزِ سیاہ کی</p>	<p>تالون سے میری سرمد منصورست ہیں ہیرو دخیز شیشہ دل کی شکستگی خردوں سے کیا سلوک کرے گا کوئی بزرگ آیا قمر بین نور یہ گرمی ہے ہر کی یہ سبے چال پائے حنائی کی آگاہ یہ چاندِ نضران کا خلافت اور ایک روح امید روزِ وصل تھی کس بنفیب کو</p>
<p>اے قدر تم بھی کہتے خوشا بد پسند ہو دل اون کو دید یا جو ذرا واہ واہ کی</p>	
<p>بو لے یہ ہو رہی ہے قوا عہدِ سپاہ کی چھت گر طر سی نہ سر پہ کمین خانقاہ کی اک گاؤں پر چڑھائی ہوئی پادشاہ کی تصویر کھینچ دے کوئی نجاتِ سیاہ کی چاپین چڑھیں زبان پہ کیون دادِ خواہ کی جٹی بھوون پر شاعر و ن نے کب نگاہ کی ہے آسمان زمین مری قلعہ گاہ کی اس سمت آہ کی کبھی اس سمت آہ کی طاؤس راہ تکتے ہیں ابر سیاہ کی پھبتی کھونکا آپ بہ من مہر سیاہ کی</p>	<p>۱۲ پلین تری جھپک گئیں جب ہنسنے آہ کی واعظ خبر آتا ہے عرشِ الہ کی کیا میرے دل کی عشق نے حالتِ تباہ کی میر تری جبین پہ چاہیئے ٹیکا کلنگ کا شکوہ جو ابرو دکا کیا کیا غضب ہوا دو مصرعہ نہیں آپ کی تضمین ہو گئی بھول ہوئی شفق ہے شہید کے خون سے کرد و بدل بدل کے کٹی رات ہجرین جب تک دھڑی جھا کے تعین بلغ کو جلو گاہے وہ گرمیاں کبھی یہ سرد مہر یاں</p>

صورت خدا دکھائے نہ اُس رو سیاہ کی	نام شبِ فراق سے دل کا پتہ ہی روز
اے قدر حسنِ طبع جانان دو خوشی ہے دونوں لبوں پر بات میں ہنسنے نگاہ کی	
<p>میزانِ تلی ہوئی ہے ہمارے گناہ کی تلوارِ دل میں تیر گئی ہے تراہ کی تلوارِ باندھتے ہے ہم بے پناہ کی تختِ اُلٹ دیا مری شستی تباہ کی اچھا حضور خود ہی کہیں راہِ راہ کی باقی کمانیاں رہیں زندانِ وچاہ کی چھڑکا جو بانی بیٹھ گئے گردِ راہ کی ایسی ہوا بند ہی مرے بختِ سیاہ کی ٹکرا کر اس جہاز نے کشتی تباہ کی مچھکوا نہ ہیرِ اقبیر کا ہے راتِ بیاہ کی</p>	<p>۱۱ ہم پر بھوین چڑھی ہیں کسی کج گلاہ کی اندازِ ناز و قہر سے تنے نگاہ کی ہنسنے کیسی آٹ سے جیتا نہ معر طوفانِ بنگے یکدم عین آیا معتب راہِ وفا میں آپ ہیں ثابت قدم کہیں زندہ ہے نہ بھائے نہ یوسف نہ شاہِ مصر فراق میں اتنا کہتے ہی آہیں بھی تھم ہیں گل ہو گئے جو تیر پر اجاب لائے شمع دل ٹوٹا ایسے صدمے دیے آسمان نے ہے اس جگہ جو وصل کا وعدہ حضور سے</p>
آہوں کا کچھ اتر ہے نہ کچھ قہر کا کال دل را بمل رہی است تری و ملین راہ کی	
<p>۱۵ جہانِ الفت و بان میں ہوجاں میں ہوں تیر یہ اپنا اپنا موقع ہے یہ اپنا اپنا قابو ہے کہ ہر اک نو گرفتارِ نفس میں باغ کی بو ہے نہ کشتی ہے نہ ساحل ہے نہ گھاٹِ امیدِ ناپو ہے</p>	<p>جہانِ گلشنِ بان گل ہوجاں گل ہوجاں بوج بہت اُڑتے ہے اب وصل میں تھکوا نہ چھوڑ دنگا اے صیا و چھپر گلازارِ محب کو یاد دلو مجھے اسی کیسی جھونکا ہی تو نے کس سمندر میں</p>

<p>تھارے خال گو کیسا وارپوس کے سب ہونے لحد کے منھ میں کیا پونچا گیا میں شیر کے منھ میں یہ پیاری صورتیں ہیں یا کہ قدرت کے کھلونے ہیں تھارے منھ پر ایسے کوئی ہرگز چھ نہیں سکتا شہیدوں کو ترے حاجت نہیں کچھ غسل بریت کی کبھی ہرین میٹھی نظریں یا رکی گاہ ہے پھر جیوتن مرا صحرے وحشت ناک ہشت ناک ہے ایسا فراق یا میں منھ سے کون کچھ کچھ نکالتا ہے گھٹا انڈھیر کی چھائی کی کیسی بلغ ہستی میں سر ہانے بیٹھکروہ فاختہ پڑھ جاتے ہیں اکثر</p>	<p>کوئی زبور کوئی سانپ کوئی انین کچھ ہے نہ رانین ہیں نہ سینہ ہے نہ پہلو ہر نہ بازو ہے پچل جاتا ہے ان طفل دل کی کیا برسی خوش ہے جو بد آئے تو داعی ہے ہلال آئے تو کروہ ہے ترے تلوار کا پٹھا نہیں قابل لب جو ہے کبھی امرت کبھی زہر ہلال چشم جادو ہے کہ داع پشت شیران ہی جو نقش پای آہو ہے طبیعت ہی ٹھکانے ہے ندول ہی اپنا کیسو جو طبل ہے تو وہ شہر ہے جو گل ہے وہ شہو ہے شہیدان امرے مرقد کا انکساق ابرو ہے</p>
--	--

خدا معلوم کیسا گو کہ ہے قدر کا مذہب  
کہ شیعہ ہے نہ سنی ہے مسلمان ہے نہ ہندو ہے

<p>ہم مناتے نہیں جی یا رخا ہوتا ہے جب کبھی آہ کا مضمون بھرا ہوتا ہے بیچ دینا ہے تو دو پاس کی کون جاتا ہو کبھی سیر نہیں جو کوئی ہر جاتی ہے خط جاتا ہے تو آنکھوں پر اسے کھتا ہوں نفس گرم سے بکتے ہر نفسی نفسی سرخ جبر حیران ہو پھرتی ہے ادھر میری آنکھ</p>	<p>۱۳ یہ تو بے بیج ہے مگر بیج بڑا ہوتا ہے نامہ برخط کے اٹھاتے ہی ہوا ہوتا ہے اور تو اور مری جان یہ کیا ہوتا ہے چاندنی کا بھی کین کینیت ہر ہوتا ہے تیرا نامہ مری قسمت کا لکھا ہوتا ہے جینے اٹھتا ہوں تو اک حشر ہوا ہوتا ہے مردم دیدہ مرا قبلہ نما ہوتا ہے</p>
--	--

<p>آج اک دوست کے اک دست جدا ہوتا ہے چور زخمون کا مے دزدخا ہوتا ہے سبزہ کنہ مکہ ترے عارض پہ ہر ہوتا ہے بحر زخا سے اک قطرہ جدا ہوتا ہے ہر گھڑی اس ترے کیا کنو سے کیا تپا ہے</p>	<p>دل کی جانے سے کیلچے مین پڑا ہے کلام زخمی دست خنائی کا نہ چھو احوال بونہ پانی کی ننہین چاہہ دقن مین موجود بوسے قدسی جو ہوا حضرت آدم کا طوطو تو مے دل کی سمجھتا ہی سمجھتا ہوں مین</p>
<p>دل جو ہوتا ہے شہید غم الفیۃ قدر داغ دل شمع مزار شہدا ہوتا ہے</p>	
<p>کسی بیتاب کا دل بوتا ہے بہت بڑھ بڑھ کے قاتل بوتا ہے تھکا را ماہ کا بل بولتا ہے برابر زخم سبل بوتا ہے اگر چپے ہو سائل بوتا ہے یہ سدا شیشہ دل بوتا ہے جرس منزل بمنزل بوتا ہے مگر شمع دل بوتا ہے مجھے آواز دو دل بوتا ہے جرس مابین محمل بوتا ہے ابھی ساتی محفل بوتا ہے یہ رن ہر وقت قاتل بوتا ہے</p>	<p>۱۵ گجر سکر یہ قاتل بوتا ہے مدد سے سخت جانی بات رہا ہے دہن سے ہو گئی چہرے کی شہرت سیا جراح نے پر کیا بھروسا سمجھ صورت سوال ای سوئم اسکی ذرا صدمہ ہوا آتی ہے لب پر کوئی فریاد رس پیدا نہیں ہے لب جانان ہے برگ گل سی نازک حضور قلب سے ہر سدا جہ حاصل تناشا ہو گئے لیلیٰ کے نالے وہ دریا نوش ہوں ناگون اگرے براہ چکیاں لیتے ہیں سبل</p>

<p>چو وہ زہرہ شامل ہوتا ہے ہر اک مثل جہاں ہوتا ہے</p>	<p>ٹپک پڑتا ہے لب سے سحر بابل جہان و دہلے اک شور اٹھا</p>
<p>نہ منہ مانگے اہل ملتی ہے لے قدر نہ سیدھا منہ سے قابل ہوتا ہے</p>	
<p>تیرے تلو و کاعرق عطیہ خناتو ہے طاؤز روح نکلتی ہے ہما ہوتا ہے لاٹھیوں سے کین بانی بھی جدا ہوتا ہے جو تو کہتا ہے ترے منہ کا کہا ہوتا ہے کہ غبار اڑ کے مرا خاک شفا ہوتا ہے یہ وہ ہر وقت کہ سایہ بھی جدا ہوتا ہے چھینٹتا ہوں تو وہ کہتے ہیں یہ کیا ہوتا ہے صبح کو شمع سے پروانہ جدا ہوتا ہے واہ کیا تنگ دھانی میں مزا ہوتا ہے بادِ حسن بھی کیا ہوش رہا ہوتا ہے کارِ روانِ اشک تو ہر نالہ دریا ہوتا ہے آبِ شمشیر مجھے آبِ بقا ہوتا ہے سہی کھٹکا ہے مجھے دیکھیے کیا ہوتا ہے</p>	<p>۱۴ بھول بنتا ہے چور نگین کف پا ہوتا ہے اُس شہ حسن پر دم جب کافا ہوتا ہے اشک موتوں نہوں لاکھ بلکدین ہم ایک گن کیا ہی کسی بات میں تو بند نہیں لب جان بخش پر شکریہ ہوا باندھی ہے ساتھ دیتا ہے شب تار جدائی میں کون وصل میں کوئی کرے دستِ رازی کو نگر داغ دے کمین پیری میں تو بچا ہمارے وصل میں وہ بہت انکار نہیں کر سکتے یہ وہ نشا ہے زشتوں کے قدم کا پنتے ہیں جب کوئی مسرِ محبت کا سف کرنا ہر سخت جان وہ ہوں کبھی قتل نہیں ہو سکتا شور آپس میں کیا کرتے ہیں گلچین صیاد</p>
<p>آپ جاتے ہیں اُدھر جان اُدھر جاتی ہے یہی قدر ہمیشہ کہ جدا ہوتا ہے</p>	



<p>۱۵ ہم گر پڑے آہ آہ کر کے کیا تم کو ملتا تھا کر کے اس کو ہم گواہ کر کے کھوئے گئے تم سے راہ کر کے پچھتا نا نہیں گناہ کر کے رکھ لے اسے جو دکاہ کر کے یہ کوہ کو رکھ دے کاہ کر کے دیکھو تو ذرا نگاہ کر کے لٹکے ہیں فرشتے چاہ کر کے کھو یا ہمیں ہم سے راہ کر کے اب رو سے ذرا تباہ کر کے دل لینگے واہ واہ کر کے پھر آئی ہے منہ سیاہ کر کے منہ جانب قتل گاہ کر کے</p>	<p>تم اٹھکے اک نگاہ کر کے منی میں ملی مری جوانی + + + افستین ہوئی تو نسی جھوٹے پاکر تھیں آپ میں نہ آئے دل تو تراست در دھٹائی منہم یہ روپے کی زیر پستی ہم گھل گئے عشق میں عجب کیا دل میں مے پھانسی ہی لگی ہے جھانکے نہ کنوئیں بہین نے تنہا مہوش کیا ملا کر آنکھ میں آنکھوں سے اس سحر کرنی ایدل ہم چڑھ گئے اُنکے دم پر یکے کچھ شرم نہیں تجھے شہر کشتوں کو تو قبہ رو کیے جا</p>
<p>اے قدر رحمت ہی خدا ہے کیون پھر گئے اشتباہ کر کے</p>	
<p>۱۴ ہاے کیا کیا صورتیں ہیں صد آدم زاد کے کچھ جاملے رنگ بیلں نے مری فریاد کے ڈال دوں سونے کا ٹڈیاؤں میں جلا د کے</p>	<p>قدر گل بوڑغضب ہیں گلشن ایجاد کے ڈھنک ٹالو گل نے اس ترک تم ایجاد کے کا ٹگر غیر دیکے سر لالے جو سیری نذر کو</p>

<p>عیش و عشرت میں بھرے ہیں بنا و برباد  آشیانہ پھینکتا ہے یہ بھی اُڑے تو سہی  راہین اسکی لٹا دیکھو دن کو ساقیو  آئے جو بن برع و سان جین آئی ہمار  ظلم سر آنکھوں پلکین رحم بھی کچھ ہے  یہ حرات ہے کہ پڑ جائیں ماسی سکاؤں  توٹی بڑتی ہے خلافت یار کی تصویر پر  منستین مائین ہزاروں جب ہوا جوشِ خون  شاخ گل کا بلبل مجوس کو دھوکا ہوا  زخم سینہ بوتا ہے یا چٹکتی ہے کلی</p>	<p>کے کلکار نے سفل ہو گئے مبارکباد کے  چند میٹھیں روزِ نو نہیں خانہٴ صیاد کے  تم بھی تارون ہو کہ بجاؤ گے سرِ پلا کے  گنگھی بالیدہ ہوئی طرے چھٹو شاد کے  ڈر یہ ہے جو گرنے ہو جاؤ کین مہیا کے  قطرہٴ خون جا پڑے منہ پر اگر نصا د کے  ہاتھ آنکھوں سے لگایا چاہے بہزاد کے  طوق گہراؤں سناروں سے عوضِ صلہ کے  پڑ جو کھولے اڑ کے بیٹھا ہاتھ پر صیاد کے  تیر میں کیا پڑ لگے تھے میل شاد کے</p>
<p>قدرِ عدم کو دشتِ وحشت سے چلا  حوصلے دیکھو ذرا اس خانانِ برباد کے</p>	
<p>پس بسکے چھنسا خود مراد اپنی خطا سے  حسرت سے گلے ملنے لگا شوقِ جفا سے  ہم پہلے ہی کہتے تھے اُسے بڑے خدا سے  ڈھونڈے نہیں ملتا ہی بتا مجھ کو کہ کا  ہر انگلی تری ہو گئی انگشتِ شہادت  جو ٹرا دے کھنچا ہو کہ ملاتے زمینِ آنکھیں  اُس بادشاہِ حسن کو خطا لیکے ہوا کم</p>	<p>۲۱ رفتار کی پاپوش سے زلفوں کی بلا سے  میں تشنہ دیدار تھا وہ خونکے پیاسے  بذنام ہوا یا رُمرے ہم جو قضا سے  کس درجہ بدن آپ چراتے میں حیات  زنگین ہوئے ہاتھ جو خون شہاد سے  لو اُڑ چلی اب تر چھی نظر بانگی ادا سے  کیا جفت ہوا میرا کو تر بھی ہمارے</p>

چھلکے مہین می نو سہی اوندہ ہے ہوئے کاسے  
خوشبو ہی کہین سیت ترے عطر تناسے  
اسد رے نفرت انہیں خاک شہداسے  
سایہ کہین ہوتا ہے جدا مرغ ہواسے  
کنہل مرا کا لاسے کہین نقل ہماسے  
بسمل ترا ٹھنڈا ہو مگر آب بقاسے  
طاؤس ہون پیدا وہین خاک کف پاسے  
کلی پہ تری خفس گرین اوج ہواسے  
خود شکل ہو کشتی کی عیان دست حماسے  
کیا آنکھیں لڑائی مہین کہین اہل وفا سے  
کیا منہ پہ تماشائین بڑا پے مین مہاسے  
اٹھو لو کشیدہ ہو جو بیٹھو تو ذراسے  
خود کو کھر و پھوٹ آئین ہمارے کف پاسے

گردون پر سو مہر مہین قدرت کی کرشمے  
خوشترنگ کہین پھول سے ہر دست خنائے  
وہ پانچے ہاتھو نہیں اٹھائے ہوئی نکلے  
گو لاکھ تری ہو مگر ساتھ ہے شامست  
شاہی سے بھی ہر شوخ مرا گنفت سیری  
مقتول تری تیغ کا ہوز نہ جواوید  
نقش قدم یار جو اجمہ از دکھائے  
ایسی نہیں دیکھی وردندان مین صفائے  
وہ رند ہون مرمانگون جراتی ازل سے  
آنکھیں تو مہین تری ہم تن چشم مردست  
چھٹکے ہوئے تاسے ترے دیکھو فلک تیر  
دجائے قیامت تو بنے فقہ محشر  
ہم دشت نوردی مین اگر خار پنائین

کچھ ابروؤں پر پل ہے وہ بیٹھے مین خفا سے

سے قدر دراز دیکھکے ہر شیار خبردار

جنون ہوا سے لہریں گئے جوانی کی  
نہ کر کر ہی کہین ہو جائے سخت جانی کی  
یہ سب اُننگ تھی اُٹھتی ہوئی جوانی کی  
کسی سے ہم کبھی چھڑے نہ پہلوانی کی  
لگائی سینہ جہان ہمنے با سبانی کی

شمار مین نہیں موجیں جہان فانی کی  
اُن ابروؤں سے عبث دل نے پہلوانی کی  
پٹ گئے مے سینے سے مہربانی کی  
نہ منہ کی کھائی نہ لی ہمنے ن ترانی کی  
نکالی راہ جو کی تاک یا رجانی کی

<p>اجل نے مہر کی افلاک نے نشانی کی          رکنا نہ حلق پہ کیا بات اسکے بانی کی          زمین نشانہ ہے آفات آسمانی کی          تمھاری چاپ کو حاجت نہیں کمائی کی          چلی نہ صانع قدرت سے خاک بانی کی          صد بھی غیب سے آئی تو ن ترانی کی          بہار جوش پہ ہے موسم جوانی کی          بنا سے ساری حقیقت کھلی جو بانی کی</p>	<p>بنا بڑی سندوں سے ہمارا محضر عشق          ہمارے یار کا تیرا ب میں بھیا خنج          پسے ہیں خاک نشین اہل اوج کو ہاتھوں          بغیر اٹائے پڑ گئی جگر پر آپ کے آنکھ          ہمارے یار کی تصویر بھی بنا نہ سکا          میں کیا کمون کہ دہن کو ضرور دیکھو گا          ہوئے ہیں کیا ہی جو اناں باغ سرخ سفید          ملا جہاں سے جہاں افسر کی ہم کو پتا</p>
--	--

نہال گل چمن دل کے چھپتے تھے قدر  
 کہ روضہ خوان نے منبر پر روضہ خوانی کی

<p>زلف کا دھیان رہا کرتا ہے          آئینہ دل ہے کسی عاشق کا          جگھٹے رہتے ہیں معشوقوں کے          اُس پر ہی سے نہیں بن پڑتی کچھ          خون اپنا تجھے بخشا میں نے          یوں پڑے رہتے ہیں تیرے در پر          یاد ہر وقت تری رہتی ہے          ایک ارمان بھی دلیں نہ ہے          کس عقل و جنون میں ہو لاگ</p>	<p>۱۳          جی پریشان رہا کرتا ہے          جب تو حیران رہا کرتا ہے          گھر پرستان رہا کرتا ہے          کب وہ انسان رہا کرتا ہے          کیوں پشیمان رہا کرتا ہے          جیسے دربان رہا کرتا ہے          ذکرِ مرآن رہا کرتا ہے          یہی ارمان رہا کرتا ہے          روزِ مسرہان رہا کرتا ہے</p>
--	--

<p>گھر یہ دیران رہا کرتا ہے جیسے مہمان رہا کرتا ہے حفظ تہران رہا کرتا ہے تم پر قہر بان رہا کرتا ہے</p>	<p>میرے دل میں جو اداسی ہر وقت نوح اسطوح ہے دنیا میں یاد ہے ہلکو تھاری صورت وہ مجھے پوچھیں تو کتنا فاسد</p>
<p>جب تک تم نہیں ملتے اسے جان قتل درجہ جان رہا کرتا ہے</p>	
<p>برابر قلعوں سے بھر ہے مین تیرا دم ساقی لٹاتے سارا میخانہ کہیں ہوتے جو ہم ساقی خود انگشت شہادت ہے براڈی کی قلم ساقی آسی جام ہو تیرا سرخ جام بسم ساقی لگائی آگ مین آگ اُن کیاتو نے ستم ساقی لبون پر دم ہے ہو دور وہ دام انبہ تم ساقی لہو روئیگے شیشے ہو گا اتنا میرا غم ساقی سب جو بھڑکے ہو نگارے سر کی قسم ساقی کچھی کچھ کر چلی چل کر کیا غم دو قلم ساقی آسی ہو مبارک تجھ کو یہ جاہ و چشم ساقی جو میخانے سے اٹھے مست ہو کر وہ غم ساقی براڈی نے کد شیری دی بیروے یا کہ رم ساقی قدم تیرے نہ چھوڑ دکان مین اسکے قدم ساقی</p>	<p>۱۷ ترے آگے پے تسلیم شیشے ہو کے خم ساقی اے ساقی تو اک اک جام مین آنکھیں چرا تا ہو صدائے قلقل مے سے یہ تیرا کلمہ پڑتی ہے نفیست ہون بھر دے مرا شکول مہاسے سرخ جان کی کیون مجھ کو دلائی یاد مے کر لگی ہے روح ہو نغمہ جہا جہم انہ رکھ طرب کلیجہا سنہ کو آئیگا لڑک کا میرے ماتم مین ہزار آنکھیں ملا تو جام پر کب آنکھ پڑتی ہے ہوئی ہے تیری مین آبداری تیغ کی پیدا فلک سے جام پڑ کر زند تارون سے زیادہ مین ابھی ہو شور ققل سے صدائے قوس کی پیدا نہ چھوڑون اُس بت ترسا کی آنکھوں کا کھلی بکا پڑا رہنے نے مجھ کو پائے خم پر دوستی مین</p>

<p>مے برق غضب ساقی مے بر کرم ساقی ہو ساغ تاجی حکم روان مینا علم ساقی کہ جیسے می ہو سکر جا کے مابین جرم ساقی</p>	<p>دکھائیں ہین اگر آنکھیں سہاؤ کی ندی بھی دکان ہے تخت تو ہی بادشہ رندوئے شکر کا ترش ہوتی ہین یون آنکھیں تری پڑا کر دین</p>
<p>لیا ہے قدر کا دل ایک پیانے پر یاقوت لگی ہے آج تیرے ہاتھ یہ بھاری رقم ساقی</p>	
<p>تیز کس درجہ نگاہ یار ہے ہر بامی مرغ آتشخوار ہے ہم سے دل ای ماہ کیوں نیاز ہے ہر گھڑی میری گلی کا بار ہے جو مریض زکس بیمار ہے کچھ خدا جانے یہ کیا اسرار ہے مست ہے ہر ہوش ہر شرار ہے ہے وہ ماقبل جو یہاں ہیشار ہے اس ہی تابعدار ہے کہ نصف اقرار ہے</p>	<p>۱۰ تیسے ہو خنجر یا تلوار ہے ساقی ہوش بڑا عیار ہے ہو گئے ہو چاند گویا عید کے نالہ و شیون سے تنگ آیا ہونہیں اُس لب جان بخش سے پانی شفا دل بتوں پر آگیا ہے خود بخود آپ ہین ہرگز نہیں ہے چشم یار ہوشمندی جس دنیا میں نہ کر رات بھر کے وعدے پر خاموش ہو</p>
<p>آپ چکر آنکھ سے دیکھ آئیے قدر ان روزن بہت بیمار ہے</p>	
<p>ازل میخانہ یکیش روح محو کن تھی خدا ساقی مے سحر عطا ساقی مے بلغ نسخ ساقی جب آئی میکد سے چہرہ ہستی آئی گھٹا ساقی</p>	<p>۲۰ اٹھائیں جھوٹا کہتا ہوا نشے میں یاد ساقی حباب جام لاساقی مگر گلگون پلاساقی اُسے بھی لگ گئی شاید یہی انکی کچھ ہو ساقی</p>

جھکا دے جام کی جانب ادا سے اسکی گردن کو  
 کمان کثرت کمان وحدت کمان خلقت کیا جاتی  
 دیاجب پھول تو نے ہجر میں پھول اٹھکھویر سے  
 ترے میخانے پر اسد کی رحمت برستی ہر  
 صد اقلقل کی میخانے میں حق اسد بجائے  
 گزرتے ہاتھ دھوؤں دل ہر جہل جھنگر کیا بچا  
 عبث رندوں سے وہ شکل دہن اب نہ ہر آستانہ  
 مرغ تابان سے کراؤ اسد کی حیران  
 نہ یہ آسین اشارے ہر نہ یہ آسین نظار دین  
 تری گردن پر منکا میرا ڈھلکا ہر عجب کیا ہر  
 یہ بیضا دکھائے واعظوں کی آنکھیں کھل جائیں  
 نہ تو رندوں سے کھلتا ہر نہ وہ خم سے نکلتی ہر  
 بطامی کو کیا ہے مرغ آتشخوار میجھ کر  
 ابل کر من کل آتی تو بجھ سہی چکجاتی  
 کون جب راز اپنا لوگ کہتے ہیں شرابی ہر  
 سنا ہے چاندین سورج سے ہو جاتی ہر ضوید

سکھا دے اپنی بوتل کو بھی تو باکی ادا ساقی  
 کجا میکش کجا بادہ کجا مغل کجا ساقی  
 مرا قل ہو گیا سنتے ہی قفل کی صد ساقی  
 کہ میجھلی ہے موج میڈ ہنک ہر خم کھٹا ساقی  
 ہر بوتل جو کھٹا ساقی تیرا طوطی بوتل ساقی  
 کہ گرا گرا مرمیڑے ٹھنڈی ٹھنڈی چڑو ساقی  
 ہے نسل بادہ کمنہ پرانا منہ لگا ساقی  
 نشیلی آنکھڑیوں سے جام جم حکمیں لاساقی  
 کجا ساغر کٹو اسی تری آنکھیں کجا ساقی  
 کہ نکلے موت کی چکی میں قفل کی صد ساقی  
 صفائی سے حقیقی پر پراڈھی تو اڑا ساقی  
 سکھا دی تو نے دخت رزکو بھی اپنی حیا ساقی  
 لگائی آگ پانی میں دکھائی لاگ کیا ساقی  
 جو اڑتا گاگ بوتل کا پیچھا چھوٹا ساقی  
 میگلگون ہے کیا ہی راز پوش دعا ساقی  
 چڑھا کر میجھکاتا ہے میرا لقا ساقی

اگر پیسا منو اے ق ر کب آنکھیں لاتی ہیں

کھری کتا ہومین بیرن خان ہون آسین یا ساقی

اگر می دل مضطرب یہ یہ ہو جائے ۲۳ گلے میں شب کی تنہی حد یہ ہو جائے

یقین ہر فصد خونین مفید ہو جائے  
 شبِ مزار میں جب تیری دید ہو جائے  
 مٹائے رُخ پہ اگر خطِ پدید ہو جائے  
 عفا سے قن سے قن آدم آئینہ دہ  
 طلسمِ حسنِ بستانِ یارِ موسے کمر  
 دل گرفتہ سے نکلے جو آہِ حیرت ہو  
 ہمارے دشتِ جفا خیز کا ہر اک ذرہ  
 سیاہ کار ہوں ایسا کرین جو فنِ اجا  
 سمجھ گیا ہوں معمِ تری خموشی کا  
 حنا کو آب کر کے گرم دستی قاتل  
 یہ گھل رہا ہے تن زار کیا تعجب ہے  
 انہیں جو شوقِ مین کھینچوں ابھی گولی لٹائیں  
 پلاؤ میرے ساتی دے کچھ لگ ہی لگ  
 تمہیں ہوں دیکھکے ہم فاقہ مست ایسی شاد  
 تمہاری شرمِ شاعرِ بحرین بھٹکتے ہوئے  
 حضورِ بلبل و گل تم اگر منسوب ہو  
 وہ عضوِ عضو سے نزدیک تر ہو بہ تر روح  
 مراقبے یہ میرے خون کا پیا سا  
 عذابِ جان تمنا تمہاری فقے مین

ہمارے قفل کو نشترِ کلید ہو جائے  
 مرا سفید کفن صبحِ عیب ہو جائے  
 وصولِ حسن کی کامل رسید ہو جائے  
 سماؤں اُنہیں اگر اُنکی دید ہو جائے  
 کوئی نمود کوئی ناپدید ہو جائے  
 کہ قفلِ بستہ سے پیدا اکلید ہو جائے  
 اُڑے تو جو ہر تیغِ یزید ہو جائے  
 تو لوحِ قبرِ نگینِ حدید ہو جائے  
 وہ بات ہو کہ دہنِ ناپدید ہو جائے  
 گکھل کے ہاتھ مین خونِ شہید ہو جائے  
 تری کمرِ کیطسجِ ناپدید ہو جائے  
 کمنہ جاذبِ جہلِ الورید ہو جائے  
 عجب نہیں پتِ غم مین مفید ہو جائے  
 جو آؤ تم رمضان مین تو عید ہو جائے  
 بدنِ چراؤ کمرِ ناپدید ہو جائے  
 ابھی تو دونوں مین گفتِ نشین ہو جائے  
 ہر ایک رگِ مری جہلِ الورید ہو جائے  
 جو مین حسین بنوں وہ یزید ہو جائے  
 کرو جو وصل کا وعدہ وعید ہو جائے



<p>مین جسکو دیکھوں مجھے تیری دید ہو جائے ڈکار نسرہ ہل من فرید ہو جائے</p>	<p>چڑھاؤن عینک اگر اینما تو تواسی ڈ بھرد جو صورت دوزخ بھی پیٹ زائد کا</p>
<p>اثر یہ جدت مضمون کا چاہیئے اے قرر کہ کوئی بحر ہو بحر جدید ہو جائے</p>	
<p>۲۸ مین دیکھوں یہ چوٹی ہے کیا کالی کالی شعبہ میں جھائی گھٹا کالی کالی ہے شاہوکی سترج کلکی ہماری سبت ایسے کالے ہر ان ہننے دیکھے جو سایہ پڑے میرے روز سیہ کا ڈٹے ملے زندگیست جدم جو سودا گے گیسو میں زنجیر تھنے نصیبوں سے کیا گور ہکو ملی ہے شب ماہ میں وہ پچھلے بال کھوئے کیا جوش سودا نے کھو کھنیا نہ اس لعل کو کہ جدید اداست مگر یہ جیسے کروخو جھک پڑگی چین پر کھلی سب پر آخر تری گرم دستی سیست ہر چشمہ فیض بارے ہوئی عکس صد گنگ سو سن سے بدلی</p>	<p>کہ پیچھے پڑی ہے بلا کالی کالی جھکی ہے بلا پر بلا کالی کالی کہ ہے مشن نعل ہما کالی کالی دکھاتے ہیں انکھیں وہ کیا کالی کالی تو ہود ہو پ شربے سوا کالی کالی جھکی میکے پگھٹا کالی کالی ہوئی شکل زلف دونا کالی کالی ہی بخت سیہ سوا کالی کالی ہوئی چاندنی جا بجا کالی کالی کہ رنگ سے ہے تار بپا کالی کالی نہ لب پردہ پڑی تو جہا کالی کالی کہ قبلے سے اٹھی گھٹا کالی کالی ہوئی کھولتی ہے حنا کالی کالی کہ ہے ابر حمت گھٹا کالی کالی ذرا پیلی پیلی ذرا کالی کالی</p>

<p>             ہو ہے سقف تحت السما کالی کالی              گھٹا اٹھی ہے دیکھ کیا کالی کالی              ہوئی اور تیغ ادا کالی کالی              جو اڑھی ہے کعبہ عب کالی کالی              اٹھیں آندھیاں بار بار کالی کالی              کہ لیلیٰ سے بھی ہے سوا کالی کالی              تو ہے خاک تحت الشرا کالی کالی              گھٹا ہے بروے ہوا کالی کالی              کہ آئی ہے اوڑھے رد اکالی کالی              تری شکل ہے مہلقا کالی کالی              اگر گوری گوری ہو یا کالی کالی              کہ پستلی سی ہے خوشنما کالی کالی           </p>	<p>             اثر ہے ہمارے ہی دو دفغان کا              لٹہ ہا دے ٹو سسج سرخ اتو ساقی              سیہ تاب سیمیا کہ ابرو پوسمہ              مے کب بدل کے ٹٹنے کا غم ہے              ہوئے ہین سیہ سخت برباد لاکھون              گھٹا چھائی دیوانے مجنون ہوئی ہین              جو شامت زدے تیرے مدفون ہوئے ہین              بخارات دل آہ پر چھپا گئے ہین              شب غم کو دوں روز و صلت کپڑا سا              مین دیکھو نگا منہ اٹکا دیکر فیقتہ رہ              محبت مین یکسان ہے ہر ایک صوت              ذرا چشم مجنون سے لیلیٰ کو دیکھو           </p>
	<p>             سیہ نامہ قدر مشرین نکلا              اٹھی دھوپ مین اکھٹا کالی کالی           </p>
<p>             کہین رنگت نہ اڑجائے نینا کی              حیا ہے تجھ کو قاتل انتہا کی              تجھے ساتی قسم اودی گھٹا کی              ہے خطا سب زبونی کیسی کی              نگاہیں قمر کی زلفین ہلا کی           </p>	<p>             نہ پیٹو لاشس پر مجھ مینو کی              کہین ایسا نہ ہو اوجھا پڑے ہاتھ              شراب سرخ کی بوتل اٹھا لا              دکھتا ہے ترا کندن سا چہرہ              قیامت کا ہے قد اعجاز کے ب           </p>

<p>جور دینسکی بھی کثرت رہیگی          اُلجھ پڑتا ہے واقظ راہ پھلتے          ہمیشہ سہ کو ٹکرایا کیے ہم          فراق یار کا احسان بکون لین          ہوا گالوں پر دو خطاں لیاں          ترے کو چے مین ہین کشتہ کے پشیتے          اُسی سے بگٹے لکب خرامان          ہوئے مین یار کے گیسو پہ پوش          سفید ایسا ہوا ہے خون عالم          لحد مین رکھکے بولی موت مجھے          دُعا فقر فخر سی کی جو ہے چاد          مراد و نا ہوا ہے نیکشی کا</p>	<p>تو ہجسایگا گل کر جسم خاک کی          عجب عادت ہے اس مرد خدا کی          ترے دروازے پر نوبت بجا کی          قضا نے یا الہی کیا قضا کی          کہو کس دلیلے نے بد دعا کی          یہی کچھ ہوگی صورت کر بلا کی          ملی چو خاک اُسے نقش پا کی          کسی گشتہ نے شاید قضا کی          عجب کیا رنگت اُٹھائی خاک کی          یہی ہے راہ اُس دولت سرا کی          پین سیلی تو موج بوریا کی          تمھیں لے بادلو رحمت خدا کی</p>
--	--

کبھی توقدیر کی تربت پہ جاؤ  
 کہ اُس نے جان نکالے پندرا کی

<p>ہوا سے عشق گزشتہ نہ پھر ادھر آئے          نہ نامہ آئے اُدھر نہ نامہ بر آئے          حضور بیٹھکے کشتی مین اپنے گھر آئے          چپن ہے اربہ ساقی لگا کے کشتی مے          جگر کے زخم جو خداں ہوئے توین بھی ہا</p>	<p>پرائی چوٹ نہ یارب کین اُبھر گئے          وہ آپ آتے مین یارب ہی خبر آئے          پڑی جو آنکھ تو دل مین مے اُتر گئے          اسی اکھاٹے مین پر یونکا تخت اُتر آئے          جو وہ بھر آئے تو آنکھو نہیں انکھ بھرا</p>
--	---

<p>کسی سے کام ہو تم کون ہو کہہ آئے          مسیح جو تھے فلک سے ابھی تر آئے          ہم انکے گھر میں گئے وہ ہمارے گھر آئے          وہ کسے قتل پر اب باز نہ کر آئے          چرخ گول ہو جو یہ سہ مزار پر آئے          سفتا ہم ہو آج اپنے گھر آئے          کہ انکے عارض نازک پیل بھر آئے          اس آئے میں سکندر کا منہ نظر آئے</p>	<p>گلی میں دیکھ کر اپنی وہ ہنسکے پوچھتے ہیں          بپا ہو حشر کراہے اگر ترا بیمار          یہ عشق حسن کو چپ کی راہ صاف ہوئی          کمر کے عشق میں کھو گیا ہوں شکر          یہ بندھ گئی ہے ہوا اب سیاہی کی          تعلقات جہان سے چھٹے ہیں مرقدین          فقط خیال ہی آیا تھا ہما کو بوسون کا          جوا نکھر ہو تو جہان نسیرین جہانین ہے</p>
---	--

خدا ہے قدر یہ پہلہ ہوا ہو وہ قاتل  
 یہ حکم ہے کہ آئے اگر ادھر آئے

<p>۱۲ پھوٹے جناب موج نسیم بہار کے          رخصت ہوئے نغزان کہ دن آئی بہار کے          کمدیگے رہنے والے ہیں ہم کو یار کے          یہ دن ہیں ساقیو بیاوی کے نکھار کے          تارے چمکے ہیں شب انتظار کے          یہ سب اثر تھے آہ دل بہتہ دار کے          منتظر ہیں آہ فصل بہار کے          ہنس کر جتنے پھول اٹھائے مزار کے          صحرے کو بھیجی ہو چمن سے ابھار کے</p>	<p>غنچے چنگا گئے چمن روزگار کے          لے باغبان باغ میں کدے پچا کے          رضوں جو ٹوکے گا درخز دوس پر ہمیں          برسات میں بہا کرے ندی شراب کی          آنکھیں ترس رہی ہیں مری تری زلف کو          اٹھ اٹھ کے بیٹھ بیٹھ گئے آپ بزم میں          گھر ہے ہیں اب تو وطن میں ہم اجنوں          پھوٹو کا میرے سینے پر ابنا ہو گیا          بلغ جنوں کی نیلے وادفت کر دیا</p>
--	--

<p>تسخے آٹ گئے ہیں ہمارے مزار کے دھڑ کے شباب میں بھی ہر روز شمار کے</p>	<p>تم آئے فاختے کو تو بھونچال ہو گیا آغاز میں بھی ہو کہو ہے انجام کا خیال</p>
<p>مضمون میں ہر مری بندش کند ہے اے قدر شاعری میں نے میں شکار کے</p>	
<p>۱۴ روئینگے صورتِ قوارہ خزانے والے پانی سے سینچتے ہیں باغ لگاؤ والے ایک سے ایک ہیں کھجکے کے زمانے والے اٹھ تو بیٹھے مے ناز و نکی اٹھانے والے وہ نہ آئینگے تو ہم بھی نہیں جانے والے ہنس تو دے اے مے بھونکو اٹھانے والے نیند میں اٹھے ہیں گھر پال سباز والے بہنگے شمع لہ میر سے سر ہانے والے آبِ خنجر میں نہانے میں نہانے والے چنگی کو نین ہو عنادل کو اڑانے والے زندہ درگور ہوئے خلق میں آنے والے آنکھوں میں بھرتے ہیں آنکھوں کی سمائی والے پھر کراک ہاتھ تو اور دمرے جانی والے</p>	<p>خوش نہوں دولت دینا سے زمانے والے داع دیدیکے رلاتے ہیں لانے والے کالی آنکھیں ہیں غضبِ لہین بلا خالی فتا قبر ٹھکرا کے یہ اُس رشک میحالی کہا جان جالے کہ ہر وضع میں آؤ نہ خلل پھر مری قبر پر انبار لگے پھولوں کا لو ابھی شام ہوئی واہ چلے آپ کدھر قبر میں رکھتے ہی یہ آہ شر بار اٹھی غسل میت کے شہید و کورتی کیا حاجت پھول جھڑتے ہیں وہ تقریر پر جان جسم خاک میں مری روح بھی کتنی ہے خواب میں آتے ہیں جو پاس مری جوتے تھے مجھے جیتا ہوا چھوڑے مرامہ دیکھی</p>
<p>بعد مرنے کے ہوا قدر گنا ہونکا یہ بوجھ ٹپے مرنے کے لاشے کے اٹھانے والے</p>	

<p>منکسر جوتے ہیں ہنس دالے  نالے لکڑا ہوں میں اثر دالے  ہنسنے گھورا تو ہنس کے فرمایا  کبھی رویا کبھی اڑائی خاک  بے اجازت کبھی چھو دو گناہ پاؤں  آہیں کر دینا لگی آسمان میں چھید  مہندی ملکر وہ شوخ کہتا ہے  صبر تو یا رہے مشکل ہے  ہے سلامت جو سنگ در او نکلا  ہم نے آترینگے تیرے کوٹھے سے  ٹھنڈی سانسین یہ ہنسنے آسمین ہرین  دیکھ تیرا شکار ہوتا ہوں  کب سے تو وہ بنا ہے میرا جگر  دل کی خاطر تو سینے سے لپٹا</p>	<p>۱۵</p>	<p>نخل جھک جاتے ہیں شر دالے  سنبھلے آہن میں جگر دالے  استغھے آئے برسی نظر دالے  تنگ ہیں مجھے بحر مر دالے  انہیں قدموں پہ ماتحت دھروالے  ادھر آجائینگے اُدھر دالے  سینک لیں آنکھیں خیر تر دالے  اور جو چاہے کام کر دالے  سیکھو دن مجھے درد مر دالے  تو اگر چاہے سر اُتر دالے  کانپ کانپ اٹھے ہیں تر دالے  اومے پیتے سی کر دالے  دوڑا سے تیر سی نظر دالے  اب مجھ کیا ہو سکے پر دالے</p>
<p>قدر کیا اپنے پاس دل کے سوا  اڑیں پر دالے پھولین زروالے</p>		
<p>چشم جانان ہر ن سے بہتر ہے  بڑھ کے شیریں سے ہو جو بندہ نواز  سنگ کو انکے لب سے کیا نسبت</p>	<p>۱۱</p>	<p>زلف مشکین خن سے بہتر ہے  بندہ بھی کو کہن سے بہتر ہے  یہ عقیق میں سے بہتر ہے</p>

<p>دشت غربت رطن سے بہت ہے          گوراکھ طاسمن سے بہت ہے          بس خوشی سخن سے بہت ہے          دم کلجائے تن سے بہت ہے          فکر رنگین دامن سے بہت ہے          میسر امشد چمن سے بہت ہے          تیرا تدارون سے بہت ہے</p>	<p>طعن اعدا و مان نہ شکوہ دوست          قد بالاس ہے سرو سے اعلیٰ          حق کو تلخ جھوٹ بولو گناہ          رنج و ہجر ان سہا کروں کتب          خانہ دل ہے بڑھ کے جملے سے          صورت گل کھلے مین زخم بدن          ایسی رفتار ہے نہ ایسا تار و</p>
<p>قدر کی قدر آپ کیا جانیں          قیس سے کو کہن سے بہت ہے</p>	
<p>۲۷ جو کہ تو نقش قدم بنے جو اٹھ تو بانگ درا ہوئے          گرے ذکر بین جو آنکھ سے تو وہ اشک بیا ہوئے          کہ بدن میں روح سما گئی تو غبارِ دوش ہوا ہوئے          تو پر سندر آتشین پروال جسم ہما ہوئے          کبھی ہم چین کی ہوا ہوئی کبھی ہم ہوا کی گشا ہوئے          اٹھے ہم توست است اٹھ جو بڑھو تو کن کی صدا ہوئے          یہ دل و جگر کے کیا ہوئے کوئی تازہ برگِ خا ہوئے          جو اسیر حلقہ ناز تھے وہ قیل تیغ ادا ہوئے          قیغس میں طارِ باغ کیا کوئی مرغِ قبلہ نا ہوئے          مری بیرون میں تھر سلسلہ تمھاری زلف و تابا ہوئے</p>	<p>ہوئے کاہوان سے جد و جہد ہم رہ عاشقی میں فنا ہوئے          اٹھو یاد قد میں جو سینے سے تو وہ نالے تو کی صدا ہوئے          جو عدم سمجھو ہم اٹھے عجب انتشار فنا ہوئے          مے سوز دل کی خبر نہ تھی کوئی استخوان جو گل گیا          کبھی ناع کھائی ہی آہ کی کبھی آہ کرتے ہی رودیے          ہوا غل عدم میں نہ ناگمان کہ ملائی یار و یمن میں نہ          جو ہوتا ان میں بھرا ہوا تو ہر ایک زخم سہرا ہوا          جو ہوا سے زلف بکھر گئی نظر انکی صاف بدل گئی          انہیں تنگ یونین فشار ہے کہ پیش میں جسم نزار ہے          نہیں دشت تو کئی یہ دلوں کے چین و عشق نکل چلے</p>

جو اجمار سینہ کا دمیدم ترسے آنکھوں سے نمود ہے  
ہمہ تن کبھی ہوئے درد غم ہمہ تن کبھی ہوئے کسے صبر ہم  
بڑھی عمر تو ہوئے حشر وہ بڑا تندر تو ڈھائیں قیامتیں  
کبھی ہنسے ہین خدا تو اماں کبھی جرم سایہ صفت عیاں  
نہیں کچھ سکت تن زائیں ہوئے زرد زربہا مین  
کبھی ایک بوسہ مین دیا کبھی مرتے مرتے بجا لیا  
ترسے ہاتھ جب سے لگا جو دل تو خواہنے پسین پاؤں  
ہوا بعد وصل عیب مزہ خموش بیٹھے جدا جدا  
نئی عاشقوں کی ہرینیتیں کہ ہرین شاترین بھی مینیتیں  
اٹھی ہر جوان خیال سے لگے کنگر ویدہ حال سے  
ہے ذکر نہ صیام مین لے مرہ غوار یہ غیبتیں  
ترمی آنکھ سے گرے ہوئے وہ مر جگر مین کبھی ہوئے  
یہ قدم قدم پر چمکنے پاؤں کہ بڑھ سکوں گے آگے تم  
جو نگہ پر چشم سیاہ مین وہی برق طور ہر راہ مین  
نہ زمین مین تو کم کر گئے تو کبھی نہ کوئی تر پھلے  
جو عدم مین تھے ہوئے خلق وہ جو دین تو وہ چلے ہے

ترقازہ دونوں حساب گل ترموج باد صبا ہوئے  
کبھی آپ اپنا مرض ہوئے کبھی آپ اپنی دوا ہوئے  
بڑھیں پلکین تو وہ ترم ہوئے بڑھیں زلفین تو وہ بلا ہوئے  
وہ کہیں رہے وہ مین ہے نہ لے رہی نہ جلد ہوئے  
پر کا کیا بنے غم سے ہم کلام کا ہر با ہوئے  
جو مسج لب مین ہو کر مین کو کس مرض کی دوا ہوئے  
مے زخم دل مین جو چوتھے وہ تمام درد و خدا ہوئے  
ہمہ تن مین صبر سکون ہوا ہمہ تن وہ شرم دیا ہوئے  
جو گھٹے تو خال سیاہ ہوئے جوڑے تو زلف رسا ہوئے  
کہ وہ کپ ٹٹے وہ کدھر گرا بھی باس تھے کبھی کیا ہوئے  
ترسے روزے دے عطا خیر تقضا ہوئے نہ ادا ہوئے  
مے نالے تیری نظر ہوئے ترسے غم غری آہ رسا ہوئے  
جو تھکے کو چے کی خاک مین مین فن مین فنا ہوئے  
ترمی آنکھ پر جو خدا ہوئے وہ شہید راہ خدا ہوئے  
وہ فنا مین اپنی بقا ہوئے جو بقا مین تیری فنا ہوئے  
جو رہا تھے ہو گئے قید وہ جو اسیر تھے وہ رہا ہوئے

بنے قدر ایسے غبار ہم ہوئے گرد و شومین ہر غوار ہم


کہ شال دائرہ فلک جو اٹھے تو بے سرا ہوئے

جی بھی تیس دان تو مین زبان ہے

۱۱

سنگ کو کے لیے سختی بیان ہے



<p>ہماری روح بھی ہمیں گراں ہے کمان ہر تو کمان ہے تو کمان ہے لحد عاشق کی بخشش کا کنواں ہے کہ تیرا پاؤں قاصد در میان ہے دھواں آہو کا دھواں آسمان ہے ہزاروں مین وہ اک جیوہ جوان ہے فقط منظور نکو امتحان ہے وہ گیسو بھی بلائے ناگمان ہے ہیان رہتا ہوں لیکن دل وہاں ہے</p>	<p>عجب کچھ حال جسم ناتوان ہے جگر میں آنکھوں میں دل میں نہان ہے مہ سیما بے اغ قلب مضطر جواب خط وہاں سے تو ہی لانا شرارے نالہ دل کے مہینہ جسم جہان میں اسکو مین نے چن لیا ہے نہیں فرقت سے گھر اسینگے عاشق خدا ڈالے نہ اب پھندے میں اس کے وہاں ہو تم ہی ان ہے یا مجھ کو</p>
 <p>مے اُن پر آئینہ ہم سے ہزاروں کمان لے کر کوئی دستہ روان ہے</p>	
<p>سیر ہو اجون سوار عقل پیادہ پا چلی جب لک جان نے باڑھ دی ہو لگی چلا چلی دل کی کلی کھلا چلی دل کی لگی سمجھا چلی لاش ترے شہید کی جانب بکرا چلی بھاگی چات یکے جان موت برہنہ پا چلی جھوم ہے مہین شیخ و شاب کی عجب ہو چلی واہ حیاے یار واہ نظر و نین تو بھی آ چلی کیا ہو مے کو مارتے مجھ پر چلی تو کیا چلی</p>	<p>۱۹ آگنی فصل نو بہار دشت میں وہ ہوا چلی ایک طرف ادا چلی ایک طرف قضا چلی باغ سے جب ہوا چلی میکے سے گھٹا چلی تو نے نہ آ کے دید کی بیٹھکے گھر میں عید کی جب نہ ملی یہاں امان قلعہ تن سے بے مکان واہ رے دورہ شراب خانقہ میں ہوئے خراب طالب دید مہین تباہ سے شرنگین نگاہ غیر کو تم آجھارتے تیغ سے سر اُتارتے</p>

<p>اُڑ گئے برگِ عقلم ہوشِ باغِ مینہ ہوا چلی نقش ہوئے نہ کارِ گراور نہ اک دعا چلی قافلے میں بجا دراہوئے لگی چلا چلی مجھ پر بڑا کوئی عذاب مجھ پر کوئی بلا چلی لیکن اب اُنکے آنے سے روحِ بدین چلی تبعِ نگاہِ نازیا مجھ پر اگر ذرا چلی اب نہ پلٹ کر آئیگی ٹھوکرینِ عکس چلی گھر پرین جاؤں اچھے لے میری دہان بلا چلی گھر میں گھر بناؤنگا میسر ہی اگر ذرا چلی آتے ہیں سب کو غش غش آج شراب کیا چلی</p>	<p>اُبر بہار کا ہے ہوشِ رعینون کا ہر خردش موت کی لگ لگی نظر جب تو مر بیض چشم پر شور اُٹھا جواہر کا صبر و قرار اُڑ چلا ٹوٹا چمان کوئی شہاب سمجھا میں فانا چلا مرے تھے جھکے جانے سے اُنے وہ سہاگے روکے دل پر اُنکے وار جان کر دنگا میں رخسار ملک عدم کو جاگیگی گھر بھی وہیں بنا گئے جاتی ہیں جان ہائے اُسکو لکھوں تو یہ رسا نظر دینیں جب میں آؤنگا دل میں ترے سماؤنگا ساتی و زرد و بادہ کش اور پکارین العطش</p>
--	---

قدر یہ فوج جب چڑھی تو نیکی قلب کی گواہی  
ناز بڑھا ادا بڑا ہے غمزدہ چلا حیا چلی

<p>چھٹی ہندی نہ پاسے خوب روئے بسر کی تلب کس آبرو سے مسیحائی عیان ہو گئے تلو سے مجھے بیعت ہوئی دستِ سب سے چمن میں آئے تھے کس آرزو سے مگر پایا ہے کتنی جستجو سے انکا یاد دل جو اس آئندہ رو سے</p>	<p>۹ وفاداروں نے سینچا تھا موت گھر کس طرح سے جو جلازمین دہن ہے چشمہ حیوانِ خوبی پیالہ پی لیا سپیرِ مغان کا ہزارا فوس قیدی ہیں قفسِ مین رگ گردن سے گونزدیک تر تھی آٹاری عکس کی تصویر سہنے</p>
---	--

نجل ہوتا ہے بل گفتگو		دہن یا غنچہ بربغ عدم ہے
	کیسے ہو رہے وقت رد کیجو	لگا لودل کمین اک خبر دے
<p>۱۳</p> <p>مٹھی بھلے صبا مری خاک خزارے واعظ کی پگڑی کیا کہ کفن تک تارے مسجد کی کلیساں کوئی یا بتارے مین چیتا ہوں کوئی دل بقیارے ہونگے سین کمین کوئی انکو چارے کروٹ کسی طرح سے یہ لیل و نہارے تو بھی تعیلو نکی نہ لے قدیارے تیر نگاہ دل سے ہوا وار پارے تلوار ٹیک کر کمین قاتل قرارے واعظ کا سبز عمامہ اُتارے کچھ اور شک نہو تو قدم جان نثارے اے دل تڑپ کے بوسہ رخسار پارے</p>		<p>سوغات مجھ سے لیکے رہا کوی یارے ساتی کے تو دم نہ کوئی بادہ خوارے جب میکہ میں معتب آکر قرارے بکتا ہوا یہ قدر رہا کوی یارے لو اُنکے اُٹھتے اُٹھتے ہی کیا ہو گیا جھو کروٹ جو بدلے یا تو دیکھو نین زلف رُخ زلفوں نے ہنسے بل کی جولی بل نکل گئے شیشہ بھی ٹوٹ جاتا ہر آسیب چشم سے دم ٹوٹتا ہے میرا تماشا تو دیکھ لے ساتی جو چھانا ہوا موز سرخ سرخ کو کیا دھل سے حضور نے مجھ کو جلادیا قسمت کھلی کر زلف کے پہن یوں بھی نہ گیا</p>
	آنکھوں کی راہ آج وہ دل میں سماتے ہیں	دل کھو لکر تو رفتہ رفتہ گھو گھلے
<p>۱۰</p> <p>گھٹی کرے گلاب سے جونا پارے چوری کرے کدناک کے لے یا آدھا ہے</p>		<p>بیل نہ باسی نہ کمین انکو پکارے انسان فصل گل میں می خوشگوارے</p>

<p>تو میرے بوسہ لینے پر اتنا خف ہوا  مشہد نہیں ہے کوچہ ترا کر بلا نہیں  دم گھٹ رہا ہے کیا نفس تنگ میں مرا  یار بکسکے دلیں نہ کب جا پشتم یار  پھانسی جسے لگائی وہ ٹھوکر سے جی اٹھا  للسد اونچی کرتی نہ پس کرین حصو  ہے شیر کی چھت کمر دلیں تو خوف کیا</p>	<p>بوسہ بھی کوئی چیز ہے تو لاکھ بار لے  رکھوں اگر میں پاؤں مرا اتر لے  جھونکا کوئی ادھر بھی نسیم ہمارے  شیشے میں اس پر ہی کوئی اٹھ لے  یہ بات ہے تو کیوں نہ قدم زلف یارے  ایسا نہ کہ کوئی کہیں پیٹ مارے  پلو کوئی برہمچو سے اسے گھر گھر لے</p>
<p>اے قدر نالے کر کے گرا آسمان کو  للا کر لے پکارے میرا ن مارے</p>	
<p>کچھ روز دن یار ہم دو قالب ایک جان تھے  کن مشکلوں سے ٹوٹے ساتوں جو آسمان تھے  بچپن سے ہو گیا کچھ حسن و عشق باہم  اچھے جو تھے اٹھے وہ ہم سے جو تھے ہے وہ  آواز تھی جھپڑ دنگی یا صو کی صدا تھی  انجام کار کر دیکھا جہان میں یکسر  کیا آب تیغ و خنجر تھی موج باد صبر  بیشک وہ ہوتے راضی ناصح تھی زار نالی  قاصد مر اسیم چا پوچھے مجھے تو کسنا  زلف سیمین آنکلی کیسے مئے تڑپ کر</p>	<p>جس وقت تم جہان تھے اس وقت ہم دہان تھے  اے تیرا وہ بھی رستم کے ہفتخوان تھے  وہ شاخ ارغوان تھی ہم شاخ زعفران تھے  پہلے ہوے روانہ جویر کراوان تھے  مرقد سے اٹھ کے بیٹھے جو جہان جہان تھے  ظل ہما تھا جن پر وہ مشت استخوان تھے  گرتے تھے سرباز گویا گل خزان تھے  کیوں بولے حضرت دل کیا تمہری زبان تھے  جب میں ادھر کو آیا روتے تھے نیم جان تھے  افسوس حضرت دل کس شب کے میمان تھے</p>

غیر دن کا کیا اجارا کیوں جوڑا نہوں نے مارا  
میں قدر تھا ساتھ ساتھ میرے قدر دان تھے

۱۱ بولے وہ ہم سے ہنس کر روز ازل کہاں تھے  
میرے اگر عدو تھے میرے عذاب جان تھے  
بولے فشار دیکر رستم کو تیرے رستم  
یہ بار عشق بنے انجاسم کا اٹھایا  
دل کی تڑپ غصے سے ہم سے تو کوئی پوچھے  
کچھ بات سے کہ مرزا بوسہ طلب نہ کرتا  
فرت کی سختیوں سے بوجھو نہ حال اپنا  
یہ موت زندگی بھی ہے انقلاب عالم  
کیا وصل میں کھلا تھا راز دل ایک ہو کر  
یہ عشق یہ جانی کیا روگ لگ گیا ہر

کی عرض ہئے اُن سے یہ اتہم جہان تھے  
جب بٹ رہی تھی الفت اُس وقت تک کہاں تھے  
رو کا نہ زور میرا مشہور پہلوان تھے  
کُسا رکا پتے تھے چکر میں آسمان تھے  
یا زیر آسمان تھے یا زیر لامکان تھے  
کیا بندہ بے زبان تھا یا بے دہان تھے  
لوگوں پر ہم گراں تھے اس درجہ ناتوان تھے  
نیچے زمین کے مین جو زیر آسمان تھے  
ہم اور یار دونوں اک خط تو امان تھے  
ہم بھی کبھی کیننگ ہم بھی کبھی جوان تھے

ہم سن عدم کو پونچے کیوں آپ تھک کے بیٹھے  
اے قدر نقش پا تھے یا گرد کاروان تھے

۱۰ کہاں ڈھونڈوں میں دل دلبر وہی ہے  
نہیں کچھ آئینہ سازی پہ موقوف ہے  
ہے داغ جگر یارب سلامت  
اُسی کا ذرہ ذرہ خوش چین ہے  
مثال آئینہ ہم سب کے ہیں صاف

ہنسی ہے اُسکے ہونٹھو نہ وہی ہے  
جو صاحب دل ہوا سکندر وہی ہے  
شعبہ نسیم کا مد انور وہی ہے  
فرخ خضر و خاور وہی ہے  
جو دل میں بات ہے ہنسنے پر وہی ہے

<p>کہ اس تلوار کا جو سر دی ہے اے جو گھر میں بجا رہی ہے حکومت ایک عالم پر دی ہے وہی طبل و علم شکر دی ہے</p>	<p>نہ کیونکر وصف زندان ہو زبان پر تلاش رزق میں اتنا تردد خدا کے فضل سے ملک جنوں میں وہی نالہ دی آہیں دی اشک</p>
<p>نکا لاکھ اُنہوں نے پھیلے آج تمہیں لے قدر کیا اگر گھر دی ہے</p>	
<p>۱۵ جب ذرا تڑپا قدم اٹھا اٹھکے قاتل کیلئے تو کفِ افسوسِ زیبا میں جلا جل کیلئے آگ کھاتا ہے چکورا کا ہا کا مل کیلئے گل سرپا گوش ہین شور غنادل کیلئے شب کو بوسے افسردہ دل کا مل کیلئے رو نقینِ تین تیرِ حرم سے ساری محفل کیلئے گر گر اپنی نے بوسے پایِ قاتل کیلئے جان شیریں ہنسنے دی دہر ہلاہل کیلئے چور کا کھٹکا ہے اس عالم میں غافل کیلئے پھر جنابِ حق سے منہ پھیرا ہوا باطل کیلئے صورتِ اسپند بیتابیِ جوتل کیلئے یہ تو فرماؤ کہ کیا سوچے ہوا مل کیلئے یہ نہ کیا کم ہے صیاد و غنادل کیلئے</p>	<p>خود مہینِ آدابِ شہادتِ پاؤں بل کیلئے عیش و غم تو امِ اگر مینِ عالمِ اسباب میں دل ہمارا داغ کھاتا ہے رخ پُر نور پر عاشقوں کا حال معشوقہ پہ ہوتا ہے عیان نیل کا نو پیر پڑے ہین صورتِ رخِ قمر ہو گیا اندھیر تیرے اُتھتے ہی اندھیر و بعد مریکے بھی اتنی خاک ساری رگہی سبزہ خطِ پرتو مرتے ہین گراںدھیر سے جاگ لیلِ خوابِ غفلت سے کہ شیطانِ ستار ان تو کئے بھر دہانِ تنگ پر آیا ہر دل بیقرارِ آنسو رخ پر ہون میں سیماں الہ وعدہ فدا جو ہی ہم مان سکتے ہین لے شاخ گل کوڑا بنے گل کی رگین ہون ٹیڑھا</p>

مین نے بادام اُسنے اس بادام کی جھپکے لیے	مین ہوا آنکھوں پر شید اغیر بلکون پر نذا
مرتبہ استاد دہلی کا کہوں اے قدر کیا یہ ہمارے کمان حجابان وایل کیلئے	
<p>جہانمیں سر جو اٹھا کر دی خراب ہے مدام ہاتھ میں اک ساغر شراب ہے مجال کیا جو ترے نیچے میں آئے خدا کر کے زمانے کو انقلاب ہے ہے جو عین غزل میں نہ انتخاب ہے کہ اب تلک ہی پرے وہی حجاب ہے سنا نہیں کہ کہیں غم ہے شراب ہے جو آپ کو ٹھپے پر دزات ہے نقاب ہے بہت سجا ہے کہ چندے اُنہیں حجاب ہے نہیں ہے رخ اگر مورد عتاب ہے، ڈ</p>	<p>۱۱ گھر کی مثل نہ ثابت کبھی حجاب ہے وہ بات ہو کہ جو کچھ حرمت شباب ہے مے لہو کی حرارت نہ چھو احر قاتل جنی ہے آج جو غیر فکری کل ہے دور اپنا لکھا ہے ہمنے بہت وصف خان بارو کا نگاہ بد سے نہ کیا اگر حیرت ہے عبث وہ زلف کی مانند بل کی لیتے ہیں تمام ملبس و پروانہ اڑ کر آئین گے جب اختلاط بڑا کھٹتی ہے تو وضع پھر تری خوشی سے خوشی ہر مین وہ عاشق ہیں</p>
جواک ہاتھ میں ساتی کا ہاتھ ہولے قرار تو ایک ہاتھ میں اک ساغر شراب ہے	
<p>زمین یہ مین رہوں کہ وہ نہ فتاب ہے تو شب کو وہ تری محفل میں بار بار ہے وہ دے شراب کہ زائد کا دل کباب ہے کہلا ہے کہ رخ یار پر نقاب ہے،</p>	<p>۱۲ کردن جو آہ شر بار سکوتا ہے مثال شمع جو جل جلا آہ آہ ہے بہار آئی ہے ساتی بہار آئی ہے مری نگاہ میں کیساں مہین ظاہر و باطن</p>

<p>دہان یار کے ضمنوں عدم سیلا تے ہیں  دیے لبوں کے کبھی بوسے گایاں کبھی دین  جو حکم کیجیے صاحب تو ایک رات کی رات  بجائے زندہ کلی صحبت بڑی ہرے و غنظا  کسوٹ دزلزلہ آیات عشق ہو جائیں  خدا کرے کہیں نہ دیکھ دین زاہ آسے  تم ایک گالی زمین دوہم ایک بوسہ لین</p>	<p>ہمیشہ ہم تو اسی فنک پین خراب ہے  غنائتین رہیں ہمیں کبھی عتاب ہے  تھمتے کو پتے میں یہ خانمان خراب ہے  سہی بہتے جو عزت میان جناب ہے  جاگوین داغ ہے دہن اضطراب ہے  گر و عمامہ وجہ پے شراب ہے  ہماتے آپکے صاحب ہی حساب ہے</p>
<p>اگر یہ خاک ہو اکیسا سے ہر ہے  جو در زلف لطف ہو تراب ہے</p>	
<p>میکھانہ وہ مکان ہے جو آئے بن گئے  کل آپ ہی وہ رو مٹ گئے آپ گئے  تیرنگاہ سے دل عشاق چھن گئے  نالے ہمارے جب جو پچ نہ گئے  ایذا ہوئی سفر میں تو موسے وطن گئے  جسے بنایا تمہیں معشوق بن گئے  جب موسیٰ خزان میں وہ سوے چمن گئے  شرمندہ میری قبر سے روز کفن گئے</p>	<p>پیکر خم شراب کو میخوار تن گئے  معشوق کے مزاج کا کیا اعتبار ہے  ظالم خدا کے واسطے تمہارے نقاب ال  سارونکے ٹوٹنے کا گمان یا کو ہوا  دنیا کی کلفتوں سے دم اپنا کھل گیا  یہ کیا ابھی تک یونین بھولے ہو رہے  آنکھوں کا فرش زگس شہلانے کر دیا  افلاس کا بڑا ہوزین میں گوا گیا</p>
<p>اے قدر ہم سے دوڑ کے جو رہیں لپٹ لگیں  جنت میں لیکے داغ حنین و حزن گئے</p>	



<p>۱۳ یہ گھر جسے بنایا ہو وہ صاحب خانہ آتا ہے          بڑا گھنگھور بادل جانب میخانہ آتا ہے          کہ میری بزم میں پرانے پر پرانہ آتا ہے          سکھائے سے کہیں انداز معشوقہ آتا ہے          ترے کئے میں اغوا کب لے دیوانہ آتا ہے          یہ کیا لیلیٰ کا ناتھ جانب ویرانہ آتا ہے          زبان پر جو نہ آتا تھا وہ بیتا بانہ آتا ہے          جب آئندہ منگاتا ہے وہ دلبر شام آتا ہے          غضب ڈھلتا ہے جسم بزمین یہ دیوانہ آتا ہے          تمھاری تیغ کو کیا شیشہ کہتا ہے          کیسے گھر میں صاحب یون کوئی بگناہ آتا ہے          مین رو دیتا ہوں جب ہونٹوں تلک چماتا ہے          کسان سے خط کتابت ہو کوئی جانا نہ آتا ہے</p>	<p>بڑی ناز و نسک دلیں جلوہ جانا نہ آتا ہے          خدا کی واسطے تمھاری لگائے خم کا خم ساقی          اندھیری رات میں داغ جگر ایسے چمکے ہیں          وہ بھولی بھولی باتیں نیچی نیچی نظریں خلتی ہیں          جو گھر گزری وہ گزری جو گھر گزری وہ گھر گزری          بگولادیکھ کر صحر میں بولا قیس وارفتہ          نکھلتا ہے تمھاری نام انکھ باتوں باتوں میں          خدا کے فضل سے وہ سن جو خام بھی جو دین          دل جیتی کو تیری یاد میں کیا کیا نہیں آتا          نکلتی ہے کرسی پر بھوم کر وہ مجھ گھرتی ہے          بناوٹ سے بگڑا کردہ بت عیار کرتا ہے          لب لیسوں کے بوسے مجھ کو اب کیا دلاتی ہیں          وہ بھوکھوئے بیٹھے ہیں ہم انکو بھولی بیٹھے ہیں</p>
<p>بہار آخر ہوئی ہے قدر کی تربت پہ سیلا ہے          یہاں بڑی بڑے ہانے کو ہر اک دیوانہ آتا ہے</p>	
<p>۱۳ کب تک چھپو گے ہم سے ایسا دیکھ لینگے          آئے تو ماہ روزہ تلوار دیکھ لینگے          ہم روزن قفس سے گلزار دیکھ لینگے          جو کچھ دکھائیے گا ناچار دیکھ لینگے</p>	<p>جب آنکھ بند ہوگی دیدار دیکھ لینگے          میخانہ بند تو ہو کا نینگے حلق اپنا          کھڑکی قفس کی چاہے میا بند کرد          مختار ہم نہیں ہیں مجبور تم نہیں ہو</p>

<p>غش ہو گئے یا نہو گئے دیدار دیکھ لینگے موقوف آج پر کیا پھر پار دیکھ لینگے طاؤس باغ جہم رفتار دیکھ لینگے نکلونہ پردے سے تم غیار دیکھ لینگے جب چھینے آئے گا دیدار دیکھ لینگے ساتی الگ رہیگا میخوار دیکھ لینگے سب لوگ اپنی اپنی کردار دیکھ لینگے اب ہم بھی اور کوئی اے یار دیکھ لینگے</p>	<p>کوٹھے پر آ کے صاحب جلوہ دکھائیے تو اچھا کیا جو تھے وعدے پھل کے مالا میں لینگے قص اپنا اے سرو باغ خوبی وعدہ جو وصل کا ہر گور و کفن میں اچھا آخر براہ دیدہ دل میں سمائیے گا و اعظہ میکدے میں شبنمی گہار اگر مرنے کے بعد کوئی ساتھی نہیں کسی کا غیر ورنہ دل لگایا عاشق سے منہ چھپایا</p>
<p>کو چے میں ان تو نکے اے قدر بھر بھر اگر ہم قدرت خدا کے اسرار دیکھ لینگے</p>	
<p>پر جان بھی آہو سکے ہمراہ نکلتی ہے ہو ٹھون ٹلک آتی ہے اک اہ نکلتی ہے تکواری تیری کس پر ہر ماہ نکلتی ہے بن بن کے مئے انوسب چاہ نکلتی ہے سب میرے خزانے سے تنخواہ نکلتی ہے قد سے پیری چپکون کوتاہ نکلتی ہے پردگی تناکب اے ماہ نکلتی ہے جب تیر نکلتا ہے ایک اہ نکلتی ہے کیا تم سے بھولوں پر یہ کاہ نکلتی ہے</p>	<p>۱۳ جب سانس میں لیتا ہوں ایک اہ نکلتی ہے غم دوسرے دل اتنا جب آہ نکلتی ہے اے چرخ سم پر پوچھ چاند ہو چھپکر رد لو اتنا ہی اے بدخود بھڑ ہاتھ لگاتو کچھ دوسرے بانی سے کچھ گالیان کھاتو میں صبر کا ہوں دشمن اس نام سے لجن اس بحث سے کیا مطلب آئے تو تم شرب تیر اُنکا جو چلتا ہے دل اُس ہی ہلتا ہے خسار دن پر لے دلبر ہی نہ خطہ و بھر</p>

<p>ہے آگ لگی دیکھو سینے کی خبر تو لو دل آنکھوں سے لڑتا تھا آخر میں ہوا کتنا غم سے تو کوئی دیکھ کر جیٹا گتا ہون بڑے</p>	<p>بن بن کے شہاب ابو ہریرہ نکلتی ہے اب کھودو لہجہ جس جا جگہ نکلتی ہے کس ناز میں ہونٹھوں سے لے واہ نکلتی ہے</p>
<p>اب غیر ٹھگتے ہیں اب قدر لپکتے ہیں ڈ اب کانٹے سرکتے ہیں اب راہ نکلتی ہے</p>	
<h2 style="text-align: center;">مستون</h2>	
<p>ایسی گردش میں پڑے داغ جگر آئے ہوئے ۱۳ بیگنہ جسے گلا کاٹا ہے ابرو نے مرا تابش رخ کی دلیلیں ہیں وہ چشمان سیاہ سوے شرکا نہیں رازی سو درازی ہی تری بڑھتی دولت جو مے سینے میں غماغِ فراق موسیقی آنکھوں میں تم کہتے ہو اندر سے اتر ٹھنڈی سانسیں جو کبھی بارون نے فوٹنیں پھینکی چھاتیان ایسی کمان ایسی کمر کو کمان میر اپیکر ہی گر خاک گلستان سے بنا قتل کرتے ہیں یہ گال آنکے وہ کیوں سیاہ کیا نازا کہتے ذرا باتوں میں گرمائے جو وہ شیر ابلق ہیں تری آنکھیں کب ہو چنیں سم</p>	<p>داغ سی شعلہ ہوئے شعلوں سے جوالے ہوئے بیٹھے رہتے ہیں گریبا نہیں سڑا لے ہوئے گری اسد رجہ ہوئی دونوں ہر کان لو ہوئے تیر وہ پہلے ہوئے تیر دن پھر بجالے ہوئے لگے آہن جو نکلتی تھیں وہ بنا لے ہوئے جس گھر کی آنکھیں لڑیں آنکھوں سے توالی ہوئے آبلے سینے میں جتنے تھے وہ مٹا لے ہوئے سار کو اسفا صدمہ سانچے میں ہٹ چلا ہوئے جب بہا رانی مے زخم جگہ آ لے ہوئے آفتین میرے یو کو رس ہوئی کالے ہوئے شبنم گل کی طرح ہونٹھوں پہ پتھالے ہوئے تیرے شرکا کنگھی کھڑکے ہیں یہ پائے ہوئے</p>

	<p>ترک ہو جائیں نہ مدت کی ملاقاتیں کیں  <b>قرر</b> رہتے ہیں بہت غصہ تراٹا لے ہوئے</p>	
<p>وہ بجلی کو ندتی ہر باغ ہے گھنگھور بادل ہے          دھڑی ہو ٹھونپہ مہندی ہاتھو نہیں آنکھوں میں کاجل ہے          کہ اب تو خفگان خاک میں طیسج لمبل ہے          پیالہ ہاتھ میں ہر دم نبل میں مکی بول ہے          وطن میں خاک اڑتی ہو کر سب جھگل ہے          کبھی بجلی چمکتی ہے کبھی ذقت میں بادل ہے          فرخ اپنا بھی اس ظلمت کیسے نسل شعل ہے          مین سر ٹکڑے توڑو گا جو میخانہ مفصل ہے          خدا کے فضل سے اپنی وہ تقریر مسلسل ہے          قدم ہے یا کہ پنجر ہو گئی ہے یا کہ قتل ہے</p>	۱۱	<p>شراب سب سے ہر معشوق ہیں بول بہ بول ہے          نگہ کر آج آئے ہو کرو گے قتل کس کس کو          قیامت آئی یا تم آئے ہو یا زلزلہ آیا          بہار آئی ہے اسے زائد چڑھی تھی مغر کو ایسی          نکلا ہے جنوں گھسے ہم روتے ہیں صحران          کبھی آہیں نکلتی ہیں کبھی آنسو اُمنڈتے ہیں          پھٹے کپڑے دین بھی رونق دہی ہے ہر فقیر کی          خمار اتنا ہے اسی ساتی کہ سر میں درد ہوتا ہے          مثال زلف آج تیرے سارے بل نکلیا میں          عجب قمار ہے قاتل کہ لاکھوں کشتہ ہوتے ہیں</p>
	<p>بنیں کیونکر نہ ابر حمت آہیں خاکساروں کی          سحارات زمین سے سنتے ہیں یہی <b>قرر</b> بادل ہے</p>	
<p>یہ بھی کیا یا رکی جدائی ہے          عہد کی یہی کمائی ہے          کوئی سننا نہیں دوہائی ہے          زلف کیون اس قدر بڑھائی ہے          یہ بھی اک طرز آشنائی ہے</p>	۱۲	<p><b>قرر</b> کیا ڈرو موت آئی ہے          جان تک تمپہ صدقے کرتا ہوں          نالے کیسے دوہائی سانی ہیں          کیا شجہ بے عاشقان کم ہے          غم کے سارے گنہگار جانا</p>

<p>ملک الموت کی دودھائی ہے کیا رقیبون نے ننگ کی کھائی ہے یہ جنون میں مجھے سمائی ہے یہ بھی اک نشان کبریائی ہے عینک آتش چڑھائی ہے مرے ہم تو چھوٹائی ہے غمزدہ یار کی دودھائی ہے پرشب وصل مویائی ہے</p>	<p>دیو جبران ستار ہا ہر مجھے بوسہ مانگا تو گالیساں پائی آپ سے ہو چلا ہونین باہر ناز تکو دیا نسا زہین دور کی سوچتی ہے پیکے شراب اپنے دم تکہین عشق کے جھکڑے بھکے کو نکھین دکھا تا ہے ناصح ہجر میں ٹوٹتے ہیں سب اعضا</p>
<p>جان دیتا ہوں قدر درود کر نیں داتی ہے وہ ترائی ہے</p>	
<p>۲۰ سینہ بیل ہمارے جب تو دھری ہوئی لیلی پسپی ہوئی ہی شیرین مری ہوئی ہے سبزہ چڑھی اسکو بیڈ بہ چری ہوئی ہے ڈبیا یہ موتیوں سے منہ تک بھری ہوئی جمشید کا پیالہ ہر کھوچی ہوئی ہے پاسے اہل میں شاید بڑی بھری ہوئی ہے سیم جال تیری اس سے کھری ہوئی ہے کا جل کی کوٹھری سے ہر کوٹھری ہوئی ہے گو یا کنوئیں کے منہ پر اک دل مری ہوئی</p>	<p>تربت میں بقیاری دلیں بھری ہوئی ہے اُس بکے زلف لبے کب جا بزی ہوئی ہے منڈتے ہی خط ہوا ہے ابھو چو شرم نازان کھلتے ہی ہجر میں آنکھ آنسو کھل بیٹھے دیکھو فنا کی سیرین مٹی میں زل رہی ہے گیسو نے دی ہر بچانسی اکا ہر دم ہمارا ہے میری آنکھ کا تل نظارے میں کوئی اتنا ہی تنگ و تاریک اپنا سیاہ خانہ چاہ ذوق پرانے آیا قریب کا دل</p>

<p>خمنجر جہاں سے حق میں ہر خنجر ہوئی ہے پتے سے گنچھ میں کیا ابتری ہوئی ہے اس کال کو ٹھری میں دشت بھری ہوئی ہے یا قوت کی یہ طیار انگشتری ہوئی ہے میری سفید عینک بالکل ہری ہوئی ہے قاسم سے تیری خایہ وہ بھی ڈری ہوئی ہے تھی جو سفید بوتل وہ بھی ہری ہوئی ہے کشتی میں درجوائی دریا پری ہوئی ہے شاخ جریدہ اپنی بالکل ہری ہوئی ہے غمنے سے تیرے پیدا یاد دہری ہوئی ہے</p>	<p>کرتا ہے دُج تیرا پا جا بگ بگ بندن کا دور فلک نے کھوئے جیسے جو ہر خمنہ ہے چشم سر گین سے پیدا رم غزالان بوسہ دہر کا لیکر کاٹا ہے ہونٹہ اُن کا وہ سبز رنگ ایسا آنکھوں میں گھب گیا ہے قد پر ہوا ہون آتی نہیں قیامت فصل بہار آئی سبز بیکدہ ہے ساتی کا فیض جاری منٹ کے پیرے چھوٹے ترداسنی ہماری مرنے پہ کام آئے آنکھوں سے تیرے کا زبیدا ہوا ہے غمزدہ</p>
<p>دریا سے نکلے گوہر مومن سے نکلے جوہر اے قدر مجھے پیدا یہ جوہری ہوئی ہے</p>	
<p>یہ اُسے چری ہوئی ہے کہ اجل مری ہوئی ہے مری چشم کو ہر افشان کوئی جوہری ہوئی ہے مری زرد زرد رنگ گل جھری ہوئی ہے جو خرہ ہوئی ہے شہرہ تو گھسری ہوئی ہے تری تیج ملازگے جو کھنچی دھری ہوئی ہے ارے میرے دل سے پیدا تری دلبری ہوئی ہے یہ درق اُنک گیا ہے عجیب ابتری ہوئی ہے</p>	<p>۱۷ دہ گہ جری ہوئی ہے مری جا بتری ہوئی ہے کھلے کیسا خرگان بھی خشک تابدا مان ہے بہار کی بدلت جو بدل چلی جو صورت جو ہے تیرا زلدیر تو ہے مید جان مضطر تو کھنچا کھنچا ہے کب سے کہیں مجھے چل بھی جا مرا دل ہے کیا مصفا کبھی تو نے نہ نہ نہ کیا جگر اُن سے چھٹ گیا ہے مراد دل اچھٹ گیا ہے</p>

<p>جو ہین پلکین فوج و لشکر تو ہی سر متع و خضر      مراد و ہجر پڑ ہے سفید دیو یارب      ترے لب پہ دل بسا ہی تری آنکھ پر فدا ہی      ترا خط صبا جولا ئی اُسے کیون ہوا سمائی      ہر اک آنکھ ہے تمھاری کوئی آہو تباری      کین ناز کی حرارت کین غم سے کی شات      تری چشم سر گدگد کا مے دل میں دھیان آیا      ابھی کو ٹھہر ملائے نہیں لکشان کو تے      ابھی رخ تراستم ہی ابھی خط ستر کو ہے</p>	<p>تری آنکھ سے ستر کر کے جانبری ہوئی ہے      وہ اڑی ہو صں کی شب کیسہ پری ہوئی ہے      کوئی سحر ہوا ہی کہ فونگری ہوئی ہے      نہ ہوئی ہی کچھ خدا کی نہ پیری ہوئی ہے      مری کشت عمر ساری انہیں کی چری ہوئی ہے      یہی شونجی و شرارت ہم تن بھی ہوئی ہے      مے آئے ہے پیادہ سپید پری ہوئی ہے      تری ناگ موتوں وہ غضب بھی ہوئی ہے      وہ گلاب کی قلم ہی کہ ابھی ہری ہوئی ہے</p>
<p>جو ہی سز رنگ ساقی کرین مع اُسکے خط کی      چھنے قدر راج سبزی یہ ہین چری ہوئی ہے</p>	
<p>۱۱      زلفون میں چھپ کے کیا کوئی اُن سے گلا کرے      پانی کو دوڑتا ہوں کہ گھم میں لگی ہوا گ      کشتو کمون زندگی کی قمت دو باد ہے      فرقت میں انکی ہک کوڑا ہے خدا سے کام      اغیار اُنکے ہاتھ میں منہری لگاتے ہیں      آئے دیکھ دیکھکے ششدر ہوئے ہیں اب      دچھ کی نگاہ کمان ہے کہ ہم پسین      تریف اس جڑہ کی خوشامد ہی آپ کی</p>	<p>کتے ہین انس آپ سے میری ہلا کرے      جب دیکھ کسی کا نہ روئے تو کیا کرے      وہ چال چلیے آپ کہ محشر ہلا کرے      وہ بھی خدا خدا کرین یونہی خدا کرے      ہے ہر حکم دست تا سب ہلا کرے      ایسا کیو بھی نہ خدا خود نہا کرے      وہ موت ہی کمان کہ ہمیں ہلا کرے      تم ایسے ہو کہ جان کو تیر خدا کرے</p>

<p>وہ ترک ہے، اشاریہ میں لٹک کر ٹا کر ہے معتشوق اُسے سہمنا ہونین جو دفا کر ہے</p>	<p>ابرو کمان تیر مرزہ بر چھپی نہ ہے نگاہ عاشق وہ اُسکو کہتے ہیں جو ظلم ہے</p>
<p>کیون قدر ذکر قیامت بالاکا بکھر گیا کمدن میں دل سے شور قیامت بپا کر</p>	
<p>سینہ عشاق کا تیر و کافرانہ ہو جاے دونوں عالم میں وہ دیکتا ہی زمانہ ہو جاے پہلے قاصد سے مری جان روانہ ہو جاے میری جانب کو اگر سارا زمانہ ہو جاے دل صد چاک جسے کہتے ہیں شانہ ہو جاے دل جسے کہتے ہیں پانی کا خزانہ ہو جاے</p>	<p>آنکھ پھیر تو پر آشوب زمانہ ہو جاے صفحوں دل سے مٹا دے جو کوئی نقش دوئی جان جان آپکے آنے میں اگر ہو کچھ دیر ایک بوسے کا روادار ہو گا وہ شوخ آنکھوں زلفوں کی بناوٹ کا جوا جاے خیال ہر مرزہ یار کی خستہ خانے میں نواہ ہو</p>
<p>قدر و نزات جو لو نام امام مظلوم گہرا شک بھی تسبیح کا دانہ ہو جاے</p>	
<p>۱۲ قرآن اٹھایا ہے بڑے مجلسا ز نے صعوی کو اُکے چھاپ لیا شاہباز نے ایسا فحش کیا ہے ریائی نسا ز نے اُس حوروش کو ناز نے میرے نیاز نے گھیلادیا انہیں مری سوز و گلا ز نے محمود کو عن سلام بنایا یا ز نے شاید کہ آہ کی ہے کسی عشقا ز نے</p>	<p>گھیل ہی روے یا کو زلف دراز نے دل مل دیا تری مرزہ جانگداز نے سجدے سے سر اٹھا نہیں کیا میں یا کیم اُس پر فدائے کیا میں اسطیع آے وہ اشک گرم پونچھکے ہمیں ہو گئے جب عشق ہو خیال کمان آبرو کا پھر تا ہے جو ٹوٹے ہیں تو کتا ہے وہ قمر</p>



<p>جب کوچہ ستمین دھریا نے قدم بل کھا گئی کمر جو وہ تغظیم کو اٹھے برونین اُس تہ سے ہوا وصل یک شب گلزار روزگار میں بھولے تھکے نہ ہم</p>	<p>جھک کر قدم لیے دہن زلف دراز نے مارا ہے مجھ کو بس اسی ناز و نیاز نے سو شہدے کیے فلک حقہ باز نے پامال کر دیا ہمیں اُس سر و ناز نے</p>
<p>جنت میں ساتھ لیکے چلے اس فقیر کو کیا قدر کی ہے قدر کی شاہ حجاز نے</p>	
<p>۱۶ دیکھا اگر ہم کو منتظر ہو جائے جیتے جی جو وہ ظالم ہمارے ہو جائے پھولوں کی وہاں کثرت اُسکی پھول ہی نکلت کرتی ہے جبین تیری کھد عرق ریزی اُٹھکے پلہ میرے زان چو غیف محشر میں جب ذرا چڑھی عینک اپنا تو لو کی دفن کرنے اور قاتل میں ابھی تو باقی ہوں ایسا دشتِ وحشت میں خشک ہے ہر لاش ابنودل سے لے ظالم تیرا دل بدل بلوٹ جب سفید کپڑوں سے چھوٹ نکلتے تن کا رنگ ذکر زلف بیچان سے حلق میں پڑا پھندا سیر دشتِ وحشت میں خارا اگر بناؤ نہیں دل میں وہ اگر آئے آرزو بنے دل کی</p>	<p>آنکھ میں جو تپتی ہے روئے یا ہو جائے کیون نہ مجھ کو مرنے پر پھر فشار ہو جائے گم کہیں نہ گلشن میں وہ نگار ہو جائے تاکہ خنجر رابر و آبدار ہو جائے کاشش ہر گنہ میرے اجڑا ہو جائے دیکھ لوں میں جس رخ کو روٹی یا ہو جائے کشتہ کھانے سے پھر شمار ہو جائے زند کے پاسے مجھ کوں کا ایک خار ہو جائے کچھ اگر خدائی میں اختیار ہو جائے خود بخود گلابی پوش وہ نگار ہو جائے بانی تک جو آرا ہو نہ ہر مار ہو جائے خود ہی پاؤں کی ہیر جی خاوار ہو جائے باغ میں اگر جائے نو بہار ہو جائے</p>

لوگ ذرہ ذرہ میں دیکھ لیں تراجلوہ آپ کی ہو جو جھڑکی وہ مجھے گوارا ہو	جب ڈرامے دل کو انتشار ہو جائے میسری جو خوشامد ہونا گوارا ہو جائے
مشق دید بازی میں قدر ہے قدر انداز آئے جو شکارا ننگن خود شکا ہو جائے	
چکر پر ابھی خط سیغام نہیں ہے کہتے ہیں وہ آئے سے آنکھ اپنی لوار کر تعظیم کو اٹھتے ہیں بیابان میں بگوئے دل تنے جلایا تھا کلیجہ ابھی کچا یا جاننا بہت کو چہ جانان میں ہوئے فرج اک صبر و جبر ہے ہر موج و زباب پھر داغ جگر کہتے ہیں بھونکی طرح سے ہنجا نیلگے ہم آپ جو جھک جائیگی ساقی کیا کام تمھیں خمیہ جو ناکام رہی ہم تو اپنا رخ و زلف سنوارا ہی کیا کر افسوس کہ میں مٹ ہی گیا عشق کمر میں جو شمع شہستان ہی چراغ سحری ہے پوچھا جو مر نام میں رورو کے یہ بولا اس خاک کے کیا نامیوں کی خاک لڑائی	وہ صبح ہے یہ جبکی کہیں شام نہیں ہے اس طرح کا تو ام کہیں بادام نہیں ہے گوشتہ میں کچھ عزت اکرام نہیں ہے اب تو کسی پہلو مجھے آرام نہیں ہے کبھی میں کوئی قابل حرام نہیں ہے دیوان ہے جامی کا مر اجام نہیں ہے پھر آج بعض میں وہ گل نام نہیں ہے خُم نمٹے گا تو جو میان جام نہیں ہے سو کام تمھیں ہوں میں کچھ کام نہیں ہے بیمار تر صبح نہیں شام نہیں ہے گمنام ہوا پھر بھی مر نام نہیں ہے ہے کون جو غور شیب نام نہیں ہے گمنام ہوں بن نام ہوں کچھ نام نہیں ہے ڈھونڈ ہو تو کہیں گور میں بہرام نہیں ہے
ساتی نہوا قدر کی جانب کوئی دودھ	

پھر کیا ہے جو گر دش ایام نہیں ہے

۹ وصل میں کہنے لگے کوئی کمانی یاد ہے  
 قید میں جی چھوٹتا ہے دیکھ کر صیاد کو  
 الفت گیسو میں مر مر کے بچے ہیں و قمر  
 شوق سے بیتاب ہیں پھر دیکھ لینے خطایا  
 نزع میں بھی دھیان جزو الفت قمر خارا کا  
 جوش و شمع جن دنوں تھا کیا بسک عالم تھے  
 کر دیا برباد مثل ذرہ ای غور شید رو  
 جب جوانی تھی لڑکپن کو کیا کرتے تھے یاد  
 ۹ میں یہ بولا قصہ فرقت تو جوانی یاد ہے  
 کسکو دانہ یاد ہے اب کو پانی یاد ہے  
 رات کی الجھن وہ شب کی ناتوانی یاد ہے  
 کدے اسی قاصد جو پیغام زبانی یاد ہے  
 مرتے دم تک یہ بلائے آسمانی یاد ہے  
 ہٹکڑی ٹیڑھی کی اب تک گرائی یاد ہے  
 چال چلتے ہو کہ دور آسمانی یاد ہے  
 پیری آئی ہے تو اب عجب جوانی یاد ہے

پھنس چکے ہو قدر پھر بھی شوق کو سمجھے نہیں  
 زرد چہرہ اور رنگ زعفرانی یاد ہے

۱۳ چاند رخ سے ترے بڑا کیا ہی  
 ہنسنے مانا کہ تو نہیں کوئی شے  
 چاک کرتے ہیں سینہ کیہ کسر  
 ہنسنے جھپیل ہیں جبہ کی راتین  
 زور ہے کیا مال انکسار ہے مول  
 کہتے ہو سو جفا کو ایک وفا  
 مر رہے ہیں رقیب مرنے دو  
 ہیں دہان و کمر اگر معدوم  
 ۱۳ مہر کے سامنے سہا گیا ہے  
 پھر یہ مشہور جا بجا کیا ہے  
 دیکھیں تو تیرے پاس کیا کیا ہے  
 حشر امی و اغظو بلا کیا ہے  
 ہے یہ اکیر کیمیا کیا ہے  
 ہے وفا یہ تو پھر جفا کیا ہے  
 اس میں نقصان آپکا کیا ہے  
 پھر یہ نقطہ سادہم کیا ہے

<p>تھیں دیکھو یہ ماجرا کیا ہے تلف یہ مکار بیوا کیا ہے آپ کا اسمین مدعا کیا ہے کوئی کتسانین خطا کیا ہے</p>	<p>آنکھ ملتی ہے غش سا آتا ہے کبھی تھوکیں نہ مرد دنیا پر میرے پہلو میں دل ہوا انہوا روز عشاق قتل ہوتے ہیں</p>
<p>قدر مرتا ہے غم میں یا استاد آخر اس درد کی دوا کیا ہے</p>	
<p>یون تو بچہ درد ہم کی دوا کیا ہے نہیں معلوم یہ بلا کیا ہے آرزو تیرے ولین کیا کیا ہے کہ ترا گیسور کیا کیا ہے دل تو دل ہم سے بچ چکا کیا ہے اب تیرا یہ تو انتہا کیا ہے اے صاحب تھیں ہو کیا ہے مونڈ ہے کیا گات کیا گلا کیا ہے دیکھئے مرضی خد کیا ہے اے آگے بہلا خنا کیا ہے</p>	<p>پاس آؤ مضایقا کیا ہے آدمی آدمی پہ مرتا ہے ۱۱ آرزو ہے کہ پوچھ بیٹھے یار وہ بلا آہ نارسا ہے مری دل وہی ہم وہی حضور وہی جان جاتی ہے غم میں بے لعل ایک بوسے پر سیکڑون تہین کسے دیکھوں کسے نہ دیکھوں میں یار آتا ہے یا کہ جاتی ہے جان ہاتھ میں میرا خون ملے کما</p>
<p>لیچملی دل نگاہِ دزدیدہ ۱۲ دوڑے قدر دیکھت کیا ہے</p>	
<p>بے ہوش آنکھ تری انگریز ہے</p>	<p>کیا زندگی موت کا ہنگامہ تیرا ہے ۱۳</p>

<p>جو نقش پا ہی مہر قیامت سے تیز ہے  بے دست و پا مہون عشق کر اگے جھکا ہوا  زندہ نکال دیا بھر اسے محل فام سے  پل ہے صراط کا کم و ابرو بتان  اللہ سے انتظار گل رخ کی دید کا  لے لے ہوا لوح میں ذرا چین ہو نصیب  آنکھیں چھری ہیں بلکین سنان میں نگاہ تیر  سیما بے دراک کا عالم ہے وصل میں  اللہ سے دماغ ہمارے مسج کا  ابرو کے نیچوں نے غضب تو بے رٹا دیا  کیا جاؤں حال قال میں میخانہ چھوڑ کر</p>	<p>وہ چال چل ہے ہین لگا کر سترخ ہے  دست تیرے نہ تو پا کے گریز ہے  سب میکہ و نمین آج صدای بریز ہے  باریک بال سے ہی تو خنجر سے تیز ہے  آنسو نہیں ہیں دست نرہ عطر پیر ہے  اُسکو نہ لائے وہ بڑا فتنہ خیر ہے  چتون کا کیا بیان ہو وہ سب سے تیز ہی  جنت انلا میں یا رکوا دتی گریز ہے  غنجوں کی کرسیاں میں تو بھونو کی میز ہے  افشان نہیں ہے جو تیر شیر تیز ہے  مکار صحبتوں سے تو بھگو کر گریز ہے</p>
<p>کیونکر نہ واہ واہ رہے بکرت کر کی  لے قدر یہ عروس سخن کا جیز ہے</p>	
<p>۱۳ ذرا میں آنکھ تیری لے بیٹے پر بھرتی ہے  یہ نقش اول میں کافی تمام قے کئے کچھوایا  کوئی حکمت نہیں چلتی خدا کے کارخانے میں  نہیں ہر تہا گلا اپنا تو اسکا ہاتھ پھرتا ہے  لب معجز بیان ہی جان پڑ جاتی ہے باتوں میں  لحد پر یا رکوا دیتا ہے آا کے تو سن کو</p>	<p>چھری میرے گلے پر نفٹ سے تقصیر بھرتی ہے  غضب ہے ہاتھوں ہاتھ اس حرک تصویر بھرتی  دھری رہتی ہے سب تدحیج تقدیر بھرتی ہے  جو ملتا ہے چھری قاتل کی بے تازی بھرتی ہے  چمن میں بن کے بلبل آپکی تقریر بھرتی ہے  ہماری خاک اڑ کر ساتھ دانگی بھرتی ہے</p>

<p>میرے درخشاں چہرے آپ کی شمشیر چھرتی ہے مگر آنکھوں کے نیچے آپ کی تصویر چھرتی ہے چھری نکر زبان تیری دم کبھی چھرتی ہے زبان مونٹھوں پر ایک ایسے سے چھرتی ہے کبھی شب کو کبھی دن کو تیری تصویر چھرتی ہے قیامت سے جیسا باند ہے ہوئے شمشیر چھرتی ہے</p>	<p>نقطہ ہی میرے دیکھ واسطے یہ جنبش ابرو ڈبلا ہی نکل آنکھوں کا پھری ہین بتلیان میری شب وصل صنم میں اے موذن ذبح ہوا ہوں لبشہیرین کے بوسوں کا مزہ جانا نہیں منہ سے سہہ و خورشید بنگرا جا سجا صورت ملانے کو یہ بھی نظریں مارے ڈالتی ہین اس طرف دیکھو</p>
---	--

کبھی وہ قدر سے راضی کبھی نا راض رہتی ہین  
کبھی قسمت چمکتی ہے کبھی تقدیر چھرتی ہے

<p>۱۳ کیون لہر میں ہے نہ تاریکی وہ مجھے دیکھ لکھکے ہنس دیتے ہین آپ کے سامنے یوسف کیا ہین کی بھی طاعت تو خدا کی طاعت زلف و رخسار سے ہمست ہوئے کردے یارب مے دلوں پر داغ آنکھ ملے ہی مراد دل چھانا کوے جانان میں لڑائیں آنکھیں بنگلیں اپنی فلک سیر آہین کچھ بھی غفلت کا نہ ٹھہرا پایا بوسے پر بوسے لیے آنکھوں کے</p>	<p>عجب سر میں نے سیکاری کی آنکھ چھتی ہی نہیں یاری کی تو رکھا مردم بازاری کی نو کر کی کی بھی تو سرکاری کی شب منتاب میں میخواری کی تو نے طاؤس پہ گل کاری کی سیند دیتے ہی گرفت زری کی کعبتہ الدین میخواری کی ڈوریاں خمیر زنگاری کی ملی تنخواہ نہ بیسکاری کی رات بھر وصل میں میخواری کی</p>
---	---

نہیم باد آنکھوں سے کھلباتی ہیں      حالتین مستی و ہرشیاری کی

قدر پریری میں ہوا پیا برکاب  
صبح دم کوچ کی تیاری کی ڈ

۱۵      انک دریا کی طرح اٹھتے ہیں بیتابی سے  
اس قدر جوش بہاری سے ہوئی سیرابی  
خون عاشق سے کر خونج بڑان سیراب  
تیرے جلوے سیراب مہے یہ جلوہ گری  
جان بیعانہ ہے مٹا نہیں لعل لب یا  
کیا کوئی گالی بلا تھی شب فروت یا ب  
دل سوزان نہیں اک شعلہ جو الہی  
سواٹھے ہو تو ادھر بیٹھی نظر سے دیکھو  
حضرت عشق کے قانون پہ چلتے ہیں ہم  
لبنا زک سے جو سستی کی ادا ہٹ چھوٹی  
کی دعا لاکھ مگر میں سے مقدر نہ کھلے  
مردم چشم کو آنے میں کیا دیکھتے ہو  
آپ ہی مجھ کو ٹھایا ہے تو ماتم کیا  
فروت یا میں جل تھل ہو میں دونوں آنکھیں

پتلیاں آنکھوں میں کچھ کم نہیں مرغابی سے  
باغ میں پھول کنول جنگلے شادابی سے  
کہ زبان اسکی نکل آئی ہونے آبی سے  
ماہ گردون کوچکا چوند ہی متابی سے  
مول بڑھ جاتا ہی چرپہ زکنا یا بی سے  
راست بھر نیند نہ آئی مجھے بد خوابی سے  
چین جب کو کسی پہلو نہیں بیتابی سے  
لو زبادام سے آنکھیں میں شکر خواہی سے  
انگریزی سے نہ مطلب ہے نہ نوابی سے  
فالسائی وہ ہوئے بات میں غبابی سے  
یہ دہ تالا ہے کہ کھلتا ہی نہیں چابی سے  
جھا نکستی میں تھمیں پران درمحرابی سے  
اے فلک فایدہ کیا بیر میں آبی سے  
مردم چشم ترا کرتے ہیں مرغابی سے

خاک در در کی بس اب چھانتی پھرتے ہر وقت  
قدر کیوں آنکھ لڑاؤ کسی ہر زبانی سے

گلے تک ٹھٹھکی گلزار میں دیوار چھو لون کی  
جوانان عین کے سر پہ ہر دستار چھو لون کی  
مجھے دے نذر ڈالی بسبل نادار چھو لون کی  
لٹی ہے باغ میں افسوس کیا سرکار چھو لون کی  
ہوئی ہے بلبلوں پر ہر طرف بوجھار چھو لون کی  
بنی ہے شاخ گویا قامت دلدار چھو لون کی  
سہارا بے دیکھتا ہوں ایک گل میں چار چھو لون کی  
گئی ہے آبرو کیا کیا سربازار چھو لون کی  
ہماری قبر تک محتاج ہے دو چار چھو لون کی

۱۰. ہوئی ہے ہم میں اور اس گل میں کیا مار چھو لون کی  
سہارا آئی ہو گلشن نے قبا سے سبز بدلی ہے  
میں وہ رنگین بیان ہوں جب بھی گلشن میں جاں کو  
خزانے ہاتھ سے توڑا زگل کا ہے عالم میں  
چمن میں آنجل اس زور سے پانی برستا ہے  
سراپا داغ چیمپک میں نمایاں جسم نازک پر  
سمن رخسار گیس آنکھ زہیق ناک لب لالہ  
بکے ہیں کوڑیوں کے بول دعویٰ کر کے اس گل سے  
گزارا حباب کا ہوتا نہیں گورغریبان پر

رسائی قدر کی کیونکر منہ اس بزم رنگین میں  
چمن میں رکتے ہیں حجت ہمیشہ خار چھو لون کی

۱۱. ہو گئی کالی بلا وادی گھٹ ساونکی  
دیکھ ساقی چلی آتی ہے گھٹا ساونکی  
دھوئے دیتی ہے گناہوں کو گھٹا ساونکی  
جب رچی ہاتھ میں قاتل کے خنساونکی  
بانی برساتی ہے جھڑجھڑا ساونکی  
واہ کیا سر ہے اندوزوں پر ساونکی  
ہاتھ پھیلا کے طلب کی ہود عا ساونکی  
دل بھر آئیگا جو آئیگی گھٹ ساونکی

۱۲. ہجر میں دے دے چلتی ہی ہو ساونکی  
اشک بھٹے مے اب تو پلا میٹھ کو  
آج کل کوئی پیسے کو نہ تردد امن ہو  
ابر بن بنکے اٹھا گنج شہیدان سے جنا  
مسی مالیدہ لب یار لابتے ہیں مجھے  
آہ کرتا ہوں جو درد کے تو فزاتے ہیں  
برگ گل میں کہ جوانان چمن نے شاید  
برق چمکی جو فزقت میں تو پھلکا جگر



<p>خیر کے کاٹ دے فیصل غلاماؤ کی          ساقیورست سے عجب ہوش رُبا ساؤ کی          لٹو بنی مجھے جو چھو جائے ہوا ساؤ کی</p>	<p>ہوتی ہوسن سے طبیعت جو سین جھولتے ہیں          رندہ ہوش ہیں طاموس پیسے ہوش          مہر داغ دل سوزان میں ہے بجلی کی چمک</p>
<p>وقت رخصت یہ کما قدر نے آنسو بھر کر          یہیں رہ جائیے چھائی ہے گھٹ ساؤ کی</p>	
<p>۹ اک خطا ہو گئی بشر ہی تو ہے          لاکھ باتیں ہیں اپنا گھر ہی تو ہے          اک فقط مجھ کو درد سہی تو ہے          کیا بسا ادا سکی ہے جگر ہی تو ہے          بل نہ کھائے کین کر ہی تو ہے          کبھی یون بھی اڑے خبر ہی تو ہے          تھا جد ہر منہ تراؤ دہری تو ہے          چلتے چلتے تھکے سفر ہی تو ہے</p>	<p>پڑ گئی آپ پر نظر ہی تو ہے          گالیساں دین رقیب کو تو کیا          اے طبیبو وہ زلف کافی ہے          شب فرقت میں آب آب ہوا          اتنا بھاری نہ ڈالے بٹواف          میری آہوں نے آنکھیں دلیں اثر          وصل میں کیوں نہ حشر توڑو نہیں          پاؤں پھیلائے ہنسنے مرت میں</p>
<p>وہ کہتے ہیں یہ سحر ہی تو ہے</p>	<p>۱۰ ق ر ر نے کیا زبان پائی ہے          لوگ کہتے ہیں یہ سحر ہی تو ہے</p>
<p>خیر صورت آشنائی ہو گئی          منہ سے جب نکلی پرائی ہو گئی          شمع انگشت حسائی ہو گئی          شاخ زگر سے وہ کلائی ہو گئی</p>	<p>دو گھڑی میں کیا رسائی ہو گئی          مشل مینا پیٹ کا لہکا نہو          آج کل یہ سرور سری چھائی ہے          ہاتھ آنکھوں سے لگاتے ہیں حسین</p>

<p>یا تیر سری لن ترانی دیکھ لی          چھیر نادرات کا اچھا نین          کیا ہی درد آمیز ہے میرا کلام          لاغری میں طوق نکلا پاؤں سے          جسم میں بیدم پڑے رہتے ہیں ہم          ایسے بگلے آدمی سے بت بنے          جب فزہ الفت پر فخری کا ملا          عشق میں تیرا ہم ایسے ہوئے          ہو گئے لاکھوں خداوند آج کل          آئینہ بھی ہو گیا اُن پر فقیر          ہو گئی اکیر کا روغن شراب          فکری میری عرش تک جانے لگی</p>	<p>شرم پڑہ کر خود سائی ہو گئی          سیجیے آخر رلائی ہو گئی          بات جو نکلی دوصائی ہو گئی          خود بخود میری رہائی ہو گئی          قبر کو یا چار پائی ہو گئی          کس قدر تم میں رکھائی ہو گئی          ہم یہ سمجھے پادشائی ہو گئی          دیو جہان سے کلائی ہو گئی          نام کو گھٹھڑ خدا کی ہو گئی          چار ابرو کی صفائی ہو گئی          یار کی رنگت طسائی ہو گئی          اُنکی چوٹ تک سائی ہو گئی</p>
<p>زلف پر اے قدر رہتا چھ گیا          ہنر پر اپنی چڑھائی ہو گئی</p>	
<p>دل پاک صاف ہو تو حمد کیا ضرور ہے ۱۰          نیلم ہے خال پنجہ ہی مر جان عتیق لب          ہر وقت ساتھ رکھیے مجھے جالیو جان          ہجر تانین اب تو لہو تھوکنے لگے          دیتا ہے روزِ حشر یہ رند کو دکھ کیا</p>	<p>جس سے کوئی نتیجہ وہ شراب طہور ہے          الماس دانت ساقِ تمھاری بلور ہے          کیونکر کہ ہو پری تمھیں سایہ ضرور ہے          شاید کہ اپنا سیٹھ دل چور ہے          دماغِ زبان روک ابھی دلی دور ہے</p>

<p>خیر سے کلاٹ دے فیصل غلا ساونکی  ساقی تورت ہے عجب ہوش رہا ساونکی  لو جی مجھے جو چھو جائے ہوا ساونکی</p>	<p>ہوتی ہر سوسن سے طبیعت جو حسین جھوٹے ہیں  رند ہر ہوش میں ملاوس پیسے بیوش  مہر داغ دل سوزان میں ہے بجلی کی جھپک</p>
<p>وقت خست یہ کما قدر کرنے آنسو بھر کر  یہ دین رہ جائے چھائی ہے گھٹ ساونکی</p>	
<p>۹ اک خطا ہو گئی بشر ہی تو ہے  لاکھ باتیں ہیں اپنا گھر ہی تو ہے  اک فقط مجھ کو درد سہی تو ہے  کیا بسا اسکی ہے جگر ہی تو ہے  بل نہ کھائے کین کر ہی تو ہے  کبھی یوں بھی اڑے خبر ہی تو ہے  تھا جد ہر نہ تراؤد ہر ہی تو ہے  چلتے چلتے تھکے سفر ہی تو ہے</p>	<p>پڑ گئی آپ پر نظر ہی تو ہے  گالیں ان دین قریب کو تو کیا  اے طبیبو وہ زلف کافی ہے  شب فرقت میں آب آب ہوا  اتنا بھاری نہ ڈالیے موبانف  میر ہی آہو نے انکو دلین اثر  وصل میں کیوں نہ حشر تو ڈونین  پاؤں پھیلائے بنے رفت میں</p>
<p>خیر صورت آشنائی ہو گئی  منہ سے جب نکلی پرائی ہو گئی  شمع انگشت حسائی ہو گئی  شاخ زگر سے وہ کلائی ہو گئی</p>	<p>۱۰ دو گھڑی میں کیا رسائی ہو گئی  مستل مینا پیٹ کا ملکا نہو  آج کل یہ سرور سری چھائی ہے  ہاتھ آنکھوں سے لگاتے ہیں حسین</p>

یا تیر سہی لن ترانی دیکھ لی  
 چھیر ٹناد نرات کا چھاننیں  
 کیا ہی درو آمیس سے میر کلام  
 لاغری میں طوق نکلا پاؤں سے  
 جسم میں بیدم پڑے رہتے ہیں ہم  
 ایسے بگڑے آدمی سے بت بنے  
 جب مزہ الفت و فخری کا ملا  
 عشق میں تیار ہم ایسے ہوئے  
 ہو گئے لاکھوں خداوند آج کل  
 آئندہ بھی ہو گیا ان پر فقیہ  
 ہو گئی اکیر کا روشن شراب  
 فکری میری عرش تک جانے لگی

شہم بڑہ کر خود سائی ہو گئی  
 لیجیے آخر لڑائی ہو گئی  
 بات جو نکلی دوھائی ہو گئی  
 خود بخود میری رہائی ہو گئی  
 قبر گرو یا چار پائی ہو گئی  
 کس قدر تم میں رکھائی ہو گئی  
 ہم یہ سمجھے پادشائی ہو گئی  
 دیو جہان سے کلائی ہو گئی  
 نام کو گھٹھ کر خدائی ہو گئی  
 چار ابرو کی صفائی ہو گئی  
 یار کی زنگت صلائی ہو گئی  
 انکی چو کھٹ تک سائی ہو گئی

زلف پرے قدر رہتا ہے گریا  
 ہنر پر اپنی چڑھائی ہو گئی

۱۰ دل پاک صاف ہو تو حد کیا ضرور ہے  
 نیلم ہے خال پنجہ ہر جان عقیق لب  
 ہر وقت ساتھ رکھیے مجھے جالی جہان  
 ہر تباہی میں اتو لہو تھوکنے لگے  
 دیتا ہے روز حشر یہ رند کو دیکھیاں

جس سے کوئی نتیجہ وہ شراب ٹھوس ہے  
 الماس دانت ساق تمھاری بلور ہے  
 کیونکہ کہ ہو پری تمھیں سایہ ضرور ہے  
 شاید کہ اپنا ستیشہ دل چور ہے  
 دعا غطا زبان روک ابھی دلی دور ہے

<p>یک تخت بڑھاتا ہے نالہ لڑاق میں اے یار بہنے آپکو پایا جہان تہان چہرے کا نور برق تجلی سے کم نہیں پوشیدہ و عیان ہے اسطرح ذات پاک</p>	<p>اثبات ہوا کہ نا انہیں لفع صورت ہے کعبے میں بتکدے میں تمھارا طور ہے کوٹھا بھی چاندنی میں بہ از کوہ طور ہے جیسے فلک سے مہر کا عالم میں نور ہے</p>
<p>مے شوق سے پیا کر فصل بہار میں اے قدر اسکا نام رحیم و غفور ہے</p>	
<p>بیٹھے بھلائے ہوئی الفیت کیسی ۱۴ منعمودین میں اسد کے خست کیسی موجو منگی ہی تو ہو جانچ تولین ای ساقی سر پکٹا ہون میں چو کھٹ پہ تو ذاتی ہیں خاک میں گر لگیا میں تم جو مے واسطہ رو نہ وہ ساقی ہی نہ مطرب نہ وہ اجاب اپنے کیا کمر کو سہیں کیا کات ہی کیا کھڑا ہے نقش پایہ ہو گئے ہم تیرے قدم آؤ ہوئے ناے سن سن سکے مے یا رکا دل بھر آیا ملنے دلنے دوہیں حسن اگر چاہتے ہو چار آنسو نہ کبھی تنے بہائے اگر کچھ نہیں ہو جھٹا ظلمت کدہ عالم میں زلغین اوکھی رہیں ابرو رہی سرگوشی میں</p>	<p>سربہ ٹوٹی مرے اسد قیامت کیسی خاک میں مل گئی تار و بکی دولت کیسی ذائقہ کیسا ہی ہو کیسی ہے رنگت کیسی آج دروازے پہنچتی ہی یہ نوبت کیسی کیا کہون تم سے ہوئی سمجھ کنڈر کیسی دیکھتے دیکھتے برہم ہوئی صحبت کیسی انہیں دو چارے ہی آپ کی شہرت کیسی گھنگھر ج چوٹ پڑی ای شب ذوق کیسی سوز سن سنکرا سے آگئی رقت کیسی دیکھو بٹنے سے نکھر جاتی ہی رنگت کیسی میری تربت پہ رستی رہی حشر کیسی پردے بڑھاتے ہیں ہو جاتی ہی غفلت کیسی دلو لیکر تری چتون ہوئی چہریت کیسی</p>

<p>ہمنے پائی ہے شہم فراغت کسی          مجھ کو حشر سے تو ہوا ایک وحشت کسی          کہ بنی ہے ترے کو چڑھن یہ تربت کسی          انہیں لوگوں سے ہوئی ہر مری شہرت کسی</p>	<p>چا فرزندین نیکرین کو سمجھایا ہے          اپنے دیوانے کی کون بھاگتی ہیں کو کون          ہاں افسوس کیسے بھی نہ پوچھا ستا          واہ وا جد و جوان وصل علی ارشد صبح</p>
<p>پیار سے سینہ پہ منہ رکھکے وہ فراتے ہیں  <b>و</b> در سچ سچ کہو اس دم ہی طبیعت کسی</p>	
<p>حسرت بھری ہوئی ہے ندامت بھری ہوئی          ہر سات کر سونگی کرامت بھری ہوئی          اصلی ہی کیوں حضور کہ نگت بھری ہوئی          باقی تو سب طرف سے ہی نیت بھری ہوئی          دوزخ بھرا ہوا ہے کہ جنت بھری ہوئی          کالی گھٹائیں دیکھی ہے رحمت بھری ہوئی          رگ رگ میں خون کی طرح ہی وحشت بھری ہوئی          آنکھوں میں جاے سرمہ شرارت بھری ہوئی          میں ڈالتا نگاہ جو حسرت بھری ہوئی          جب دیکھے تو خطا میں شکایت بھری ہوئی</p>	<p>۱۱ کب بڑیوں سے ہے مری تربت بھری ہوئی          اچھ خیر ترے گھر میں ستم کی کمی نہیں          کیا خیال کالے کالی ہیں کیا چہر لال          مجھ کو جو آرزو ہے تو تیری ہے آرزو          کیا تو ہے کہ میرا ٹھکانا کمین نہیں          اسید مغفرت کی سیدہ کار یونہی ہے          آتے ہی فصل گل کے غزالی ہوئی ہنسی          مسی کے برے نے منہ میں ہزاروں ہیں لفظ          ہوتا شباب میں گل افسردہ رخ ترا          یہ کیسے پرزے پرزے کیا نامہ یار</p>
<p>یار غیب میں فراق تو کھایا بجائے گا          اس کمانے سے ہے قدر کی نیت بھری ہوئی</p>	
<p>ہر سانپ بچھو دیک یہ تربت بھری ہوئی</p>	<p>۱۱ دل میں ہر زلف و فصل کی الفت بھری ہوئی</p>

<p>سچ ہر تمسین رقیب کا کیونکر ہوا اعتبار          محفل سا پیٹ جلد بدن جیسے گلبدن          مین آبے کی شکل ہون چھڑو نہ تم مجھے          آتا ہے لاکھ بار مگر آپ ہی کا دیوان          رونے سے میرے خوش تو ہو کچھ بڑی بڑی          دل میں برابر اردو دن کا پڑا ہے کھیت          ہر رو گئے سے آتی ہے بانگ انا عجیب          آئے بھی میرے گھر تو وہ غیر دیکھتا تھا          کیسا جاما ہے ساقی رنگین مزاج واہ</p>	<p>سب رنگ کی جہان میں ہی خلقت بھری ہوئی          نرمی بھری ہوئی ہے نزاکت بھری ہوئی          آنسو تلے ہوئے ہیں طبیعت بھری ہوئی          وحدت ہے میرے دلیں بکثرت بھری ہوئی          ہے ہوتوں سے چشم مردت بھری ہوئی          مردوں سے ہی تمام یہ تربت بھری ہوئی          ماندر روح تن میں ہے الفت بھری ہوئی          الفت بھی کی تو مجھے عداوت بھری ہوئی          شیشو نین کو کاغذ نین نفاست بھری ہوئی</p>
<p>اے قدر انگوٹھ دیا حق نے ہکو صبر          ہر با سے ہیکم کی حکمت بھری ہوئی</p>	
<p>۱۲          ٹھہرو میں خود پھیر لو نگا لیکے خنجر آپے          آپ سی آنکھیں نہ گیسوے معبر آپے          خاک صحرا تھی بچھو ناگ تیکے کو عوض          ہجر کی شب چونک چونک اٹھا ہوں بے آہن          خیر جاؤ اے صنم اسد حافظ آپ کا          یا الہی لا مکان تک آپکا شہر ہے          یہ وہی تو حضرت دل میں بڑے شہر بندہ          غیر تو محفل میں آئیں بندہ ڈیڑھ ہی تک نہ</p>	<p>آپ تو صاحب ہوئے جاتے ہیں باہر آپ          اپنی صورت تو ملائے ماہ انور آپ          حال و خشت کیا کہو نین خاک پتھر آپ          نیند میں باتیں کیا کرتا ہوں شب بھر آپ          دیکھیے اب کب ملاتا ہے مقدار آپ          حسن مانگے پنجمہ غور شیدا انور آپ          ذکر انکا اچکا ہے یار اکشر آپ          ہاں یہی امید تھی اے بندہ پرور آپ</p>

<p>کو نسا نقصان ہے کیون پھیر دیتے ہیں  کنگھی کرنے میں الجھ پڑتی ہے یہ سرزدیان  قامت بالادکھا کر جتن حاجی چاہے مٹاؤ  تم نہیں آتے نہ آؤ ہم تو آئینگے ضرور  خیر اب ماین نہ ماین آپکو ہے اختیار</p>	<p>کسکے ہاتھوں جا کے بچوں دلوں کی آپ  بل کی پھر لینے لگی زلف معنبر آپ  اے صنم سمجھینگے عاشق روز محشر آپ  سے مروت ہم نہیں اے ماہ انور آپ  کھ اٹھا ہوں ایندڑ کی ہو کے خطر آپ</p>
<p>شاعری پر یہ گھنٹے اے قہر تو بہ کیجیے  اب بھی دنیا میں پڑے ہیں لاکھوں تہر آپ</p>	
<p>جب نمود گالوں پر خطا یار ہو جائے  غم میں کھیل رہے سمجھتے تھ جوار ہو جائے  ہم اگر قیامت میں جگے ٹکٹکی باز میں  منکر ہوں میں ایسا آہ کر کے جڑ ٹھون  پھوٹے جو مرا چھال ہو صدانا الحق کی  کر دین جو دل بدلے ہیج قنابے ہمیں  سوسدرا بی اکشیشہ یک نار و صدیا  میری آہ سوزان نے باغ کو سکھا ڈالا  دیدہ مروت میں موتی نگاہیں ہیں  زار ہوں پیٹھی سے پیاری میں موت ملی  اشکے اگر سینچیں بل غطال دیار  زلف جودل کھینچے جذب الہی کھینچے آئے</p>	<p>۱۶ خطہ مصلب سارا بنوار ہو جائے  طفل روح فرقت میں نیسا رہ ہو جائے  آفتاب محشر بھی روئے یار ہو جائے  آتے آتے اُس در تک تن غبار ہو جائے  معرفت کا ہر کانٹا بڑھکے دار ہو جائے  کیا عجب ترا گیسو تابد ار ہو جائے  کسکے کسکے آنکھوں پر دل نثار ہو جائے  کیون نہ ہے قمری کو غار غار ہو جائے  غیر کو اگر دیکھوں میر یار ہو جائے  خود کس را مادر میں اک فشار ہو جائے  شاخ میں جو گل نکلے روئے یار ہو جائے  وہ تکار اگر کھیلے خود نکار ہو جائے</p>



<p>داغ ہر چہ حسرت سے حسرتوں کی کثرت سے دل سے تنگ آیا ہوں جنب کی طرح ہو چھین نیت سے کیا برجی ہر نظر تو دیکھوں میں</p>	<p>اپنا سینہ پر خون لالہ زار ہو جائے اور اگر اُنہیں دیکھے بقیہ رہے ہو جائے سینے پر نہ آنیج آئے دل کے پار ہو جائے</p>
<p>حسن و عشق کی کثرت ہو جو حلقہ وحدت یار تدر ہو جائے قدر یار ہو جائے</p>	<p>حسن و عشق کی کثرت ہو جو حلقہ وحدت یار تدر ہو جائے قدر یار ہو جائے</p>
<p>غزل سلسل</p>	
<p>جو عضو باطن خدا بناتا تو ہم دل بقیار ہوتے جو ہاتھ ہو کہو خدا بناتا تو دست افروز ہوتے اپنا جو ہکھو پہلو خدا بناتا تو بستے ہم چاک چاک پہلو خدا جو سر ہی ہمیں بناتا تو بستے فرہاد کا شریقی جو گرد کر کے خدا اڑاتا تو اڑتے گرد ملاں ہو کر جو خاک ہو کہو خدا بناتا تو کنگے ہم آب آب ہوتے خدا ہمیں آسمان بناتا تو سبزہ پائمال بنتے جو نقش ہو کہو خدا بناتا تو بستے ہم نقش نامرادی جو پھول ہو کہو خدا بناتا تو جلکے بنتی چراغ کا گل جو خار ہو کہو خدا بناتا تو ہوتے ہم خار خار حسرت خدا کسی کے گلے لگاتا تو پڑتے پنجرے گلے الجھکر خدا جو شانہ ہمیں بناتا تو ہم غلش ہوتی اپنے دل کے</p>	<p>۲۱ جو عضو ظاہر خدا بناتا تو دیدہ اشکبار ہوتے جو پاؤں ہو کہو خدا بناتا تو پنا پناے نگار ہوتے جو ہکھو سینہ خدا بناتا تو سینہ رزنہ دار ہوتے خدا جو قد ہی ہمیں بناتا تو قیس کی جسم نار ہوتے جو تنگ کر کے خدا جھاتا تو جکے لوح مزار ہوتے جو آب ہو کہو خدا بناتا تو سکے ہم خاکسار ہوتے خدا ہمیں لکشان بناتا تو جادہ رگزار ہوتے جو غبار ہو کہو خدا بناتا تو اپنے دل غبار ہوتے جو غفل ہو کہو خدا بناتا تو جلکے غفل چنار ہوتے جو بار ہو کہو خدا بناتا تو اپنی خاطر کا بار ہوتے خدا کسی کا جو ہار تا گلے کا اپنے ہی ہار ہوتے خدا جو آئینہ ہو کہو کرتا تو اپنے حیران کار ہوتے</p>

جو تارہ کو خدا بنانا تو اپنے انگٹوں کا تار ہوتے	جو عقدہ ہو کو خدا بنانا تو عقدہ کا رستہ اپنا
جو رات ہو کو خدا بنانا تو ہم شب انتظار ہوتے	جو روز ہو کو خدا بنانا تو بننے روز فراق جان
جو درد سراغ خدا بنانا تو گردش روزگار ہوتے	جو نرم عشرت خدا بنانا تو بننے ہم انقلاب دوران
جو شراب ہو کو خدا بنانا تو کھنچکے سے کاخ ہوتے	جو کباب ہو کو خدا بنانا تو پھنک کے سوز کیا بننے
جو آج نغمے ہیں سکھا تا تو دنگو لالان ہزار ہوتے	جو ہمارے جو پر لگا تا تو شب کو پروانہ بنکے جلتے
جو دلوں مردہ خدا بنانا تو اُس کے ہم سو گوار ہوتے	جو جگر ہمارا خدا جلاتا تو جان کرتے سہی ہم آہیر
جو آج الفٹ کو سنگ کرتا تو سنگ کے ہم شرار ہوتے	جو آج الفٹ کو آگ کرتا تو آگ کے بننے ہم ہنذر
جو کسی کا انیس کرتا تو تیر کے غمگسار ہوتے	جو کسی کا جلیس کرتا تو ہوتے غمخوار ہم غصہ کے

غرض کہ ایسا مصیبتوں کا ہمارے لکھو فرما رہا ہے  
کہ قدر ہم کو خدا بنانا تو ہم ذلیل اور خوار ہوتے

## رباعیتا

### رباعی

عالم کو ہے جسکی جستجو تو ہی ہے	لاٹانی ہے تو ہو بہو تو ہی ہے
انسان کے جامے میں عیاذاً بآسد	بآسد کہ ہم تہین مین تو تو ہی ہے

### رباعی

مکن نہیں بے صلاح یا رے نظر	یا دل کی ہوا مین راسے یا رے نظر
دل کی پوچھو تو یہ جگر کب اُسکا	دیکھو جو نظر کو نہیں یا رے نظر

## رباعی

بس روز دم شمار اٹھو نگامین  
کیا قب سے بقیہ را اٹھو نگامین  
جب امتی امتی سونو گما لے قدر  
اسمدا احمد پکار اٹھو نگامین

## رباعی

غفلت جو جہان میں تجھ سے ناشی ہوگی  
مرنے پہ کمال جان ناشی ہوگی  
دینا سے تو پل بعد میں دیتے ہیں جواب  
اس شہ کے ناکے پہ تلاشی ہوگی

## رباعی

مجنون کا تمام شور کرنے دیکھا  
نہ باد کا سارا زور کرنے دیکھا  
اے دل جو تڑپ تو اُنکے در پر چل کر  
ناچا جھگل میں مور کرنے دیکھا

## رباعی

ساتی کو بڑا ہے تم سے اچھا پالا  
میخانے جب گئے تو جیتا پالا  
جب دیکھیے ہاتھ میں ہیرے کی تولی  
اے قدر یہ تم نے خرچ کیا پالا

## رباعی

گھل گھل کے ہوا ہے جسم سارا مٹی  
مٹی میں ملانے لے خود آرا مٹی  
کھدوا کے لمحہ برباد نہ کر  
تو اینٹ کا گھر نہ کر ہمارا مٹی

## رباعی

پھر شہر میں قدر سازندگان آیا  
پھر باغ میں میل خوش اہان آیا  
کیونکہ نہ جوان ہو پھر زلیخا سے سخن  
پھر مصر سے یوسف کنعان آیا

رباعی		۱۰	
دانا جو کبھی گرم سفر ہوتا ہے	ہر آنکھ میں مثل اشک ہوتا ہے		
نکلے جو وطن سے آبرو پاتا ہے	قسط بھی چٹکنے میں گہر ہوتا ہے		
رباعی			
آئی ہے بلائے ناگہانی ہم پر	انا اللہ بنگلی ہے دم پر		
جو گرگ پدرین قدر ہم پر گزری	ہرگز وہ مصیبت نہ پڑے آدم پر		
رباعی			
سینے میں یہ غم نہیں تو سینا بیکار	مینا میں یہ غم نہیں تو مینا بیکار		
بالفرض اگر عمر میا ملجاسے	واحد کہ بے پدر ہے جینا بیکار		
رباعی			
حضرت کا رفیق زود میری مین تھا	بازوے قوی دستگیری مین تھا		
یہ دوسرا م کی راہ اور آپ ضعیف	مجھ کو نہ یا عصاے پیری مین تھا		
رباعی			
ہر دشت جفا خیز ہے اولاً تجھے	ظالم سمجھ گا میں اربو لا تجھے		
یون میں لہر ہو پنبہ زخم لہر	امید نہ تھی یہ لہر ہو لا تجھے		
رباعی			
ہو میری علی تو در گھٹ جائی بھی	واحد کوفہ غم بھی ہٹ جائی بھی		
ہے رحمت خوشیہ اسی سے اوقد	وہ چاہے تو قسمت بھی ہٹ جائی بھی		

## رباعی

اے شاہ ملک تاب جلدی پونچو  
اے شاہ ملک جناب جلدی پونچو  
سونا چھو تا ہون مٹی ہاتھ آتی ہے  
یا حضرت بو تراب جلدی پونچو

## رباعی

اللہ پرست اگر ہوں خدا اس کا گواہ  
دیتا ہے وہی رزق وہی عزت جاہ  
بندہ بندوں سے کیا توقع رکھے  
لاحول ولا قوۃ الا باللہ

## رباعی

سوجان سے زمین غذا نام سنین  
ہم روز و لاد سے ہوئے نام آور  
ہے چشم ددل و جگر مقام سنین  
تاریخی نام ہے غلام سنین

## رباعی

سیکھے سحر و برق ہی بندش کے بند  
مجھ سا بھی زمانے میں نہوگا اسی قدر  
پھر غالب و سب نے بتائے پیوند  
بدنام کنندہ لکھو نامے چند

## رباعی

درجے میں بڑا ہوا جس سے قدر  
اول تو مدرس بھی ہے ہر دہائی کا  
دو گنا ہوا رتبہ یہ کہے کس سے قدر  
پھر اُس سے ہم وعدہ دہریس سے قدر

## رباعی

اے قدر عث موت تجھے کھلتی ہے  
ہر تار نفس سوئی ہے گھٹنے لگنے  
ساعت بھی حساب کے کین ملتی ہے  
یہ دل کی دھڑک نہیں گھڑی چلتی ہے

ریاعی		۱۰	
بعضے کہتے ہیں شعر کنا ہے نحس	بعضے کہتے ہیں اسکا لکنا ہے نحس	اے قدر سخن نہ تو مردہ بے شہر	جو یہ ہے تو پھر غمخوش رہنا ہے نحس
رباعی			
اس یزمین اپنی مہربان میں سب لوگ	معتوق مزاج و نوجوان میں بے لوگ	اک یہ بھی ادا ہے شعر کہتے ہی نہیں	گو یا محبوبے دہان میں سب لوگ
رباعی			
ہر سہ عین بار شاخ ہو جائے گا	ہر تیرت میں اوج کاخ ہو جائے گا	اے قدر بہت ذکر بتان کر تاہی	دیوان ترا سنگ لایح ہو جائیگا
رباعی			
کچھ آپ بتائیں اسکا چار اصاحب	اف اوہ ز کام نے تو مارا صاحب	ریزش لائی ہے وہ حرار اصاحب	دم ناک میں ہو گیا ہمارا صاحب
رباعی			
پہلے کھانے سے پیٹ خالق بھر دے	بھر جاے جو پیٹ پھر مویا بھر دے	جب پیٹ بھی بھر دیا بشر ابن بھی دین	پھر کو کوئی معتوق بری پیکر دے
رباعی			
کتکب قاضی سے میں ڈر دگا تو بہ	کتکب مفتی کا دم بھر دن گاتو بہ	دیوانے ہو زاہد و مجھ آرائی ہے	اس فضل میں میں تو بہ کون گاتو بہ

## رباعی

بندے نے خزان بھرتو نہا ہی تو بہ  
آتے ہی مہارٹوٹی کیسا ہی لو بہ  
سوار کا کہہ کر گزشتہ صلوات  
بچھرتو بہ شکن ہوا آئی تو بہ

## رباعی

اپنا مشرب نیا کالاہم نے  
خرقہ حُجَبہ اُتارا ڈالاہم نے  
ایہ معین تھی ہی ہو میت ہے مہین  
لے اب تو پیا ترا پیا لاہم نے

## رباعی

حبس کا منتظر تھا قد ریا ہے  
کیا اُن پہ شبابِ مثلِ بد ریا ہے  
سختی آئی ہے چھاتیان ابھری ہیں  
ہر ایک انار اب تو گد ریا ہے

## رباعی

داغوں کا بندہ باجو زور ہنسنے دیکھا  
زخمِ نینِ رہا جو چور ہنسنے دیکھا  
ناسور پڑا جب گریں سو میں داغ  
یہ چور کے گھس میں مور ہنسنے دیکھا

## رباعی

آورد چو نامہ قاصدِ فرخ چھر  
از جوشِ نشاط و طربِ الفت و مہر  
بالید چنان دلم گردید سپہر  
پس مہِ علی بران سپہر آمدہر

## رباعی

ہیں موج کی شل خط کی سطرین بیتاب  
جکڑ میں ہے ہر دائرہ کھل گرداب  
ڈوبا ہے سفینہ کھواسِ خمسہ  
القاب نہ یاد ہے نہ جھکواؤ اب

رباعی		رباعی	
گو میرے پدر نے ربطا عالم توڑا	پیرسلہ و فنانہ اک دم توڑا	اسد رجب ہے نظام کا دم بھرتے	توڑا تو نطفہ ام پورین دم توڑا
رباعی		رباعی	
تھی شمس قدر خوش بیان گو گردش	جس طرح سخن سے ہوزبان گو گردش	چکر مین تھیں بلگرام گردش سے مری	تھی چاند کے ساتھ آسمان گو گردش
رباعی		رباعی	
دس سال کے بعدین وطن میں آیا	ٹوٹا ہوا پھول پھر چمن میں آیا	ڈھلکا ہوا دریہ پھر عدن میں آیا	نکلا ہوا دانست پھر دہن میں آیا
رباعی		رباعی	
ہشیار ہو قدر بلگرام آیا ہے	سوچو تو زمانہ کے کام آیا ہے	اتنا نہ ہنسو یہیں ہوئے تھے پیدا	روئے تھے جہان وہی مقام آیا ہے
رباعی		رباعی	
یا کو بے بتان سے روتی ہم نکلے تھے	اُطرح تو اشک آنکھ سے کم نکلے تھے	یا عشق بتان دل سے نکالا ہونے	جس طرح کہ کبھی سے صنم نکلے تھے
رباعی		رباعی	
لازم کہ لبش سبجز نکوئی نکرے	وہ بات کرے کہ شکوہ کوئی نکرے	ہوتا نہیں استخوان زبانین ای قدر	نکتہ ہے کہ سخن گوئی نکرے



## رباعی

ہم کو وہ رخِ شمع دکھانے آؤ  
اس پر دے عینِ غیر کو نہ جلائے آؤ  
منہ کھولے چلے آؤ بزرگِ خورشید  
اے سیم بدن گھلے خزانے آؤ

## رباعی

کیا ڈر ہے اگر گلارے کا قاضی  
ہو وصلِ یونہیں بگاڑ گیا قاضی  
ہے شرطِ نکاح میں بھی ایسا قبول  
دو دلِ راضی تو کیا کرے گا قاضی

## رباعی

یارِ تری رحمت پہ فدائری حیات  
ہر بات میں رسمِ واہ تیری کیا بات  
رحمت ہے کثیر اور رحمت ہے قصیر  
جنت میں آٹھ اور دوزخ میں سات

## تواریخ

مر گئے کیا محمّد و ذاکر  
ایک دن ہاے دو چراغ بجھے  
سوزِ غم سے کما یہ ہاتھ نے  
آج ہے واے دو چراغ بجھے

## تاریخ وفات میر فرید علی صباۃی لکھنوی

کیہ تازِ سخن دزیرِ صبا  
آپ خود راند و بر زمین آمد  
آہنجانِ گرمِ تاختِ زینِ میدان  
کہ غبار سے نہ جستِ تامر قد  
اشبِ کلکِ قدرِ ساش یافت  
اوفتادہ صبا از اسپِ خود

## تاریخ وفات بشارت علی دکنی

<p>خدا باد در حرم قدم یاروے          آئیں غمش بودیا فصل دے          کہ بیکارفت ادبے یارے          حدیث فغان و جنون تا سبکے          بگفت ابشارت علی مردیے          ۱۲۶۲ھ</p>	<p>سفر کرد سو بے جان یارین          چو برگ خزان ہوشما ریختہ است          نہ بخشد مطلق آب حیات          صبور و ضرور است اقدرباش          چو لبش نیدر با تفت چنین حادثہ</p>
<p>تاریخ میلاد و فرزند سید محمد رضا بلگرامی</p>	
<p>خدا داد پوری با قبال جفت          گنگل نوز سید از نہال شکفت          ۱۲۶۳ھ</p>	<p>بسید محمد رضا خان من          نشاندم زبے نخل تاریخ او</p>
<p>تاریخ مسجد</p>	
<p>مسجد تعمیر کرد راہ خدا          تعمیر نمود مسجد طرہ بن          ۱۲۶۴ھ</p>	<p>چون فتح محمد زہ صدق مصفا          از بھر کتاب قدر تاریخ نوشت</p>
<p>تاریخ تصنیف کتاب نشی فرزند علی رفیع بلگرامی</p>	
<p>بنوشت رفیع از پے دل چاکان          گلہ ستہ راز سر و جب پاکان          ۱۲۶۵ھ</p>	<p>این نسخہ مقوی دل غمناکان          تاریخ بمصرعی نوشتیم اے قدر</p>
<p>تاریخ میلاد فیاض بیگ ابن مرزا عباس بیگ دہلوی</p>	

خان ذی رتبہ و ذی حوصلہ مرزا عباس نازکی ناز و دشتی منعم شہ گری لب علین بکینی خال سیاہش حبشی بشکفان غنچہ تاریخ ولادت آقہ قر	پسر سے نام خدا یافتہ عالی نسب گلرخ گلدنی سہ قدی غنچہ لبی موسے مشکین ختنی چہرہ صافش طبعی بر دس دین گل عباس نخل عجبی
--	---

### تاریخ فراغ علم مولانا سید عبدالعزیز بلگرامی

فضیلت ذی خدائے سید عبدالعزیز کا خدا حافظ ہوا لکھا یہ کلام اللہ کے فظ زبان بجز نبائی کرتی ہو بساے نازک پر نمین بیوجہ ہرگز آمد و رفت نفس انکے توی برین سبیلین صاف ہے ہر کیا بیان لکھا فراغ انکو ہوا ہر علم سے یہ ماہ کامل ہرین شہان دانش کا قدر لکھ صراحت تاریخ	خط تقدیر تھا گویا فراغ انکے قد میں ہے جہ طرہ گوہر آب میں اور آب گوہر میں مسیح ابولتے تھو جہ طرہ آغوش مادر میں اشاہ ہو کہ سیکھا ہنئے علم سید دم بھر میں جڑی میں آئے اللہ نے سد سکندر میں انہیں کی روشنی پھیلی ہو تو نہت کنوین ہوئی کامل یہ علم گاہ بارہ سو چتر میں
---	---

### تاریخ مکرمہ میر احمد حسن بلگرامی

عجب مکرمہ ہے میر احمد حسن کا لکھو ہے قدر یہ صراحت تاریخ	کہ جب کا تذکرہ ہوتا ہے گھر عجب ہے رہا بنایا راستہ پر
--	---

ایضاً

چو میرا حرم کس بنا کر دے بگو اے قدر تاریخ بنائش	چکرہ رشک بخش قصر قصیر نہے کرہ بنانے بود بہتر ۱۲۴۴ھ
تاریخ زناشوی مقبول عالم مارہروی و دائرہ متفقہ	
زحق - با عقد ہایون مبارک بگو - قدر مصرع تاریخ ہجری	شدہ - مشتری و مہ امر و زبام شدہ - کد خدائی مقبول عالم ۱۲۴۴ھ
تاریخ میلاد سید مصطفیٰ ابن ابن علی برادر مصنف	
دیدہ پر ابن علی رام دم تاریخ ولادتش گویم اے قدر	بالند بخویش ز انجمن تا انجم از شہر صیام ملیہ ابست دہم ۱۲۴۴ھ
ایضاً در مصرع	
اگر دیدہ ولادت سعادتمند از وقت در شود ماؤہ کبر مصرع	از عیش پس شدہ جستانی لبریز این نجم جمال ست صباح انگیز ۱۲۴۴ھ
تاریخ مسجد و امام باڑہ	
سید احمد حسین صاحب نے متصل ایک امام باڑہ بھی ڈ لکھ یہ تاریخ دونوں کی اے قدر	ایک مسجد نئی بنائی ہے جس سے تا حشر نام جاہی ہے مسجد و روضہ حسین ہے ۱۲۴۴ھ

## تاریخ وفات سید محمد ابراہیم در ہر مصرع

رئیس نامور سے عہد نامہ دار و کریم  
سفر بنودہ زمستی محمد ابراہیم

وفات کردہ ز دنیا سے دن ہزار ہوس  
ز قدر سال چہارم بگرک و شنو

## تاریخ درگاہ بلگرام

دست بکشود ہم بیان برست  
کہ مقابل بہ اصل شد یک دست  
نقل مرقد مقابل اصل است

خان والا نژاد سید جان  
کہر دتمیر روضہ عباس  
قدر تاریخ گفت و گو ہر سفت

## تاریخ کتاب توبہ تارام شایان لکھنوی

ہوئی بس دہوم اسکی جا بجا خوب  
معانی خوب بندش خوب ادا خوب  
وہ قصہ میرا دکھا ہی کہا خوب  
جو کار کر کہا - کیا خوب کیا خوب

مسابہارت کی شایان نے جہدم  
ٹپکتی ہے فصاحت وہ روانی  
شینہ کی بودمانند دیدہ  
جو پوچھی قدر سے تاریخ اسکی

## تاریخ انجمن اکا پیور

کہ بوسے گل بسراہ او برید بود  
بیاض او ہمہ در عیش صبح عید بود

نہے لطافت انجمن نامہ نگار طور  
سواد او ہمہ در راستی شب معراج

<p>ہزار و ہشت صد و یک سو سی و تین نوشت قدریان و نہان سی سال</p>	<p>کنون ہشت و دوم طرح او جدید بود ہزار و ہشت صد و پندرہ بود ۶۱۸۹۴</p>
ایضاً	
<p>عش من بشر بیان پر ہارنی زبان پر قدر شروع سال ہر مصرعہ سو لکھو</p>	<p>شعلہ مطور کا پور نور نشان ہے دو دور سہرہ ہوشم فکر ہے شعلہ مطور کا پور ۱۸۹۲</p>
تاریخ مہمانسرایے ساندھی	
<p>جو کان لندھڑی ڈچی کشنزد ام اقبالہ مرمت کی یہ تاریخ مسیحی قدر نے لکھی</p>	<p>گئی پایا مسافرخانہ کچھ اچانہ ساندھین بہت اعلیٰ بنا ہے یہ مسافرخانہ ساندھین ۱۸۹۳</p>
تاریخ طبع دیوان مولوی سلامت اللہ کشفی	
<p>کلام کشفی جساد و کلام رانازم جو طبع گشت کلامش قبول طبع افتاد یکی بیاض سطور دگر سواد خطش نہے ترانہ و فرد و قصیدہ و غزلش نوشت قدر پے طبع مصرعہ تاریخ</p>	<p>بگوش طبع خاص و عوام شد مطبوع تمام گشت چو دیوان تمام شد مطبوع چو عارض سحر و زلف شام شد مطبوع ہمہ کلام بلاغت نظام شد مطبوع کلام کشفی نادر کلام شد مطبوع ۱۲۶۵</p>
تاریخ بنائے چاہ	

<p>مثال زفرم از آب کرد و طغیانی بنانوده سر راه زفرم ثانی ۱۲۷۹ھ</p>	<p>چو ساخت چاه سرره محمد املیل پے کتابہ نوشتیم قدر تاریشش</p>
<p>تاریخ دروازہ احمد حسن بلگرامی</p>	
<p>کزین دربر آید رہ مدعا در فیض احمد حسن بادوا ۱۲۷۹ھ</p>	<p>درے ساخته سید احمد حسن ز دست دعا قدر بنوشت سال</p>
<p>تاریخ وفات صدر عالم بہانوی</p>	
<p>در دہر ہے فزود قدر عالم رحلت سبحان غنود صدر عالم ۱۲۷۹ھ</p>	<p>صدر عالم کہ بود بدر عالم ڈ تاریخ وصال او نوشتیم قدر</p>
<p>تاریخ حوض</p>	
<p>رضوان کس نیند سورہا ہے جو کوثر و خلد نے بہا ہے سبزہ جو گرد لہلہا ہے اسمین بلبس کا چچا ہے موجوں کی زبان پہ قہقہا ہے باقی اسکار ہا سا ہے حوض آب حیات کا بہا ہے ۱۲۷۹ھ</p>	<p>ڈپٹی صاحب کا فیض دیکھے کیا حوض بنا دیا پسین مین کیونکر کیسے نہ چشمہ خضر اسکا کوئی بلبلا جو بچوٹا بہکا ہوا کیون پھر اسکندر وہ آب بقا ہے نام جبکا اے قدر لکھو یہ سال جبری</p>

<p>تاریخ کتاب غلام محمد مخان و اصل بلگرامے</p>
<p>اے قدر نوشت اصل این طوف کتاب مفتاح کلم کشود فضل ابجد</p> <p>نام پاکش نہاد مفتاح الهند صد فضل دل کشاد مفتاح الهند</p>
<p>تاریخ وفات عم مصنف</p>
<p>عسم من قبلہ ملازمین پڑ سال شتقار و جوان اے قدر</p> <p>جان بجان آفرین سپردافسوس ہے قدرت علی بکر دافسوس</p>
<p>تاریخ وفات ہزاری لال جوان بنارشی گرو مصنف</p>
<p>بیٹا ہو کہ شاکر دہو موت اُسکی غضب ہے اکی میرے جو انگر جوان تو جو سد ہارا این ماتم سخت است کہ گویند جوان مژ دل ٹوٹ گیا بلکہ کر ٹوٹ گئی ہے اٹھتا ہوں میں کہ کیلے ادھر آہ ادھر آہ سیج کتے ہیں سب ہوتی ہی آنکھوں کی موت کس منہ سے پڑھو قدر ریزی مرگ کی تاریخ</p> <p>پھر اُسپہ جوان مرگ ہو وہ راحت جان ہا مٹی میں ملا آج مرزا نام و نشان ہا کینچہ مری کہنچتی نہیں سیمت کمان ہا سب ساتھ گئی تیرے مے تاب تو ان ہا گر تا ہونین کہ کیلے یہاں ہا جو مان ہا بند آنکھیں ہوئیں بڑی پڑا ہو کمان ہا کیسا ہوا چٹ پٹ مرا محبوب جوان ہا</p>
<p>تاریخ شنوے لوح محفوظ</p>
<p>چھوٹے مامون مے فیروز علی فکر سے کر گئے امداد قلم</p>



<p>شعور کھینے کو لگایا جو شکاف لوح محفوظ لکھی صسل علی کیا حدیثوں کو بنایا تصویر شنوی ہے کہ خدا کی قدرت نفس بلبلی معنی معنی منوی خلق کبھی ایسی کتاب یاد کر کے انہیں سر ہفتا ہے جگیا سال کا نقشہ ہے قرار</p>	<p>کھس لکھی خاطر نثر شاو قلم اس قلم زمین ملی داؤ قلم جدا صنعت ہزار قلم دیکھیے زور خدا داد قلم لفظ ہین قمری شمشاد قلم جب سے قائم ہوئی بنیا قلم یہ سریرین ہین کہ فیاد قلم لوح محفوظ ہے ایجا د قلم</p>
--	---

### تاریخ تاج الطیبتا

<p>مولوی صاحب سعید الدین احمد دواہ گوہ تاریخ لایا قدر کا غوص فکر</p>	<p>کیا رسالہ آپ نے لکھا ہو طبع نام بھردیا گویا کہ کوزے میں سمندر کا نام</p>
--	---

### تاریخ مشتر الغیض مولفہ گو بند لال صبا ننگ ناسٹر

<p>رنگ اپنا جاما ہی ہزاروں میں صبا کس شکل سے لکھا ہو مساحت میں رسالہ باندھی ہو دو درون نے عجیب سمین عمارت گھل بوٹے تراشے ہیں کہ شکنیں مربعی نک کیونکر نہ تاریخ مسیحی کی مجھے فکر</p>	<p>اندر سے استاد دبستان ریاضی طوبی کا شجر پڑھ کے ہوئی شان ریاضی کیا تا حد سے سی لکھے ہیں ارکان ریاضی پڑھے گل امید سے دامان ریاضی یہ نسخہ نہایا ہے باجان ریاضی</p>
--	---

ہے دید بہار چمنستان ریاضی	اے قدر کھلا شاخ قلم سے ایل تالیخ
تالیخ مسجد لکیم پور کہ از زر چندہ طیار شد	
چو جہد ویش علی بیج کفر را قانع بسی خویشتن بنا کرد مسجد لاسع شمار جماعت اسلام قائم این جامع ۱۲۸۳ھ	طر از خانہ دین سیدی وزیر حسین کشیدہ دائرہ از عوامل دستہ بنائے سال ز سمار فکر قدر آمد
تالیخ وفات مجتہد العصر سید محمد صاحب لکهنوی	
زمرہ بیع اول شب بستر دور آمد کہ جناب مجتہد ہم شدہ قطرہ زن بہر قدر کہ بگو۔ مقسم احمد شدہ خالی از مجتہد ۱۲۸۴ھ	چوگزشت چار شبنہ بسواد پنج شبنہ سم ہیشہ و بانی بنمودہ بگوشت پے سال رحلت او شدہ قدر اشارت
تالیخ وفات محمد سعید مہونوی	
تن بہ لحد آرید روح جنت رسید پس دم قطع کفن خنق گریبان دید سوے جنان رحلت آہ کرد محمد سعید ۱۲۸۳ھ	شیخ محمد سعید عرصہ ہستی رید حلقہ زنانہ مردوزن مویہ کنان شوکن قدر بزرگ گاہ سال وفاتش بخواہ
تالیخ وفات مولوی عبدالغفور مہونوی	
سر پادرد از وجود دم کشید ز در عدم	آن جناب بحر غفران مولوی عبدالغفور

آؤخ آؤخ از پڑ ہر شہامی آن فرزانہ مرد مے دریا بود چند صبحی صبحش گیر ایمن مصروع اول سیمی و دوم ہجری بود جان سپردہ مولوی عبد الغفور بی دلیل ۱۸۶۹ء	آؤخ آؤخ از کونہ شہامی این چرخ دترم مے دریا باشند ہی وقتش برین ستم قدر زرد اند دو مصروع ہر دو تاریش تم زین سواد اندر لحد شد از لحد اندرم ۱۲۸۵ھ
--	---

### تاریخ وفات ولی بخش خان یسار آباد

مرد ولی بخش خان مویہ کنان مومنان جو ہر تریزین حق چہرہ آئین حق از غم شیر الہ رخت کبود و سیاہ گشت تیار حسین عاشق زار حسین قدر بہ سال حسین دادند اجبر نیل ۱۲۸۵ھ	نالہ و اشک روان رفت خفی و جلی آئین دین حق گشت از دمنجلی وز اثر سجدہ گانا صیلاش مندی تعزیرہ دار حسین مست و ملا علی رفتہ ولی بے دلیل پیش علی ولی ۱۲۸۵ھ
---	---

تاریخ وفات حضرت استاذنا نجم الدولہ دبیر الملک جناب نواب مرزا  
محمد اسد خان بہادر نظام جنگ غالب تخلص مرزا نوشہ عرف بلوی  
کہ مصالیح او ائل عیوایت او آخر ہجری

مراوشت کہ کیا دہلی کا خط تھا مے استاد عالی جاہ غالب خدا ہوسے و خدا یاب و خدا باز ۱۸۶۹ء ۱۸۶۹ء ۱۸۶۹ء	فلک ٹوٹا یہ مجھ پر آہ ناگاہ دوم ذی القعدہ کو اب مر گئے آہ فلک تمکین فلک عصر و فلک جاہ ۱۲۸۵ھ ۱۲۸۵ھ ۱۲۸۵ھ
---	--

۱۲۸۵ھ	خدا سے جاملما شمس حق اکا	۱۸۶۹ء	خدا میں ملگش مشنلی غلبن
۱۲۸۵ھ	ہوے رضوان تاب الحکم ملکہ	۱۸۶۹ء	جھاگیگہ سخن ملک سخن سے
۱۲۸۵ھ	چلا دربار کو کس شان سیوہ شاہ	۱۸۶۹ء	بناتخت روان بس کیا جنازہ
۱۲۸۵ھ	لیا افسوس حسا دم کیون نہ ہمارہ	۱۸۶۹ء	کیا امر فیر میرے چو ظلم
۱۲۸۵ھ	روان بھی میرا نوشہ کے نوشاہ	۱۸۶۹ء	لحد ہے حسن آغوش عروسان
۱۲۸۵ھ	کفن تو چاندنی وہ مستند ماہ	۱۸۶۹ء	ہے اول چرخ و صفت دست قبر
۱۲۸۵ھ	گر لبہ پست دل کوہ پر جا لگاہ	۱۸۶۹ء	کمر کیسی جبکی اس فکر غم سے
۱۲۸۵ھ	غم دل ہے بلا صد واسے ویلا	۱۸۶۹ء	ہے نازل آفت جان دی دینیا
۱۲۸۵ھ	بنے وہ نخل ماتم جو کہ ہو آہ	۱۸۶۹ء	اگر ہو آب خشک غم روان ہا
۱۲۸۵ھ	کرون کیا میں شمار می کے اللہ	۱۸۶۹ء	یہ اشک چشم و دل ملین
۱۲۸۵ھ	گئے غاب بھی انکی ہو کے چاہ	۱۸۶۹ء	کہیں نہیں تاریخین جو بے جد
۱۲۸۵ھ	ہے ساز مرگ پیش اب قصہ کوتاہ	۱۸۶۹ء	اسی ہستی سے اسل آخر کو ای قدر

تایخ مقدم نواب مختار الملک نایب حیدر آباد کن بہ کنو کہ مصرع تایخ ہجری ات

۱۲۸۶ھ	حقا نازل یہ آیت جرتے	۱۲۸۶ھ	کیا مقدم نواب کی بس شہر ہے
۱۲۸۶ھ	جب توج اکبرین بنین حبسے	۱۲۸۶ھ	دیجھ میں ہے نزول اول ای قدر

تایخ ختان سید مصطفیٰ براور زادہ مصنف

چون فتنہ مصطفیٰ شد ادب لاکہ	کلچین شد ہجاء ہنر خنکی
-----------------------------	------------------------

ماسال خستان او نوشتیر ای قدر

شد سندر مصطفیٰ او ادر با سیم

## تایخ ترتیب سالہ مجموعہ نسخ مجاریہ ڈاکٹر صاحب ہادر

جناب آراے کالن برونگ  
ہوے اک باریون ارشاد فرما  
وہ مجموعہ کہ مجموعے کا عوط  
ہوے آمادہ پندت شیوزاین  
ہوے نشی حکیم الدین معاون  
لہو مل ہو اکش تون مین شامل  
غرض نکلا عجب نایاب نسخہ  
پراب تایخ صوری معنوی ہو  
ہو اجب یہ تردد قدر بولا

مے آقا او وہ کے ڈاکٹر صاحب  
کہ مجموعہ بنے بہت سے بہت  
دماغ علم جو جس سے معطر  
ولی نعمی و ڈپٹے انسپکٹر  
شریف و کامل دم دہن ہر  
ذرا بندہ بھی ہاتھ انکتاب کر  
پچھ کر جاے جو دیکھے کیا کر  
کہ سن تکلیف عبارت کی برابر  
پڑھ اٹھا رہ سو اُسپر سال اکھتر  
۱۸۶۱

## تایخ آغاز و انجام سالہ سراج الشریعہ مصنفہ سید علی بلگرامی خاں مصنف

جناب سیدنا خانان وزیر علی  
وطن کن بغش گریہ ہزاران ابر  
وطن زلفت او سکماے غم و زہد  
فقیہہ و متقی وزیر الامام حسین  
باسا سائل شریعہ گر و آورده است

مہ سہاے وطن قطب آسمان دکن  
دکن زند و دش خند ہزار چمن  
دکن زلفت اُدھون عیش درد آن  
خسیل کعبہ ایمان سترن قبلہ من  
خط ہالہ پر و فیش صد ہزار پرن

سوال از خود و از مجتهد جواب آورد  
 نهاده است سراج الشریعت و انما  
 جریده که بود صفی اش رخ یوسف  
 جریده که سوادش سیاهی شب قدر  
 جریده که بود چشم حور در آیه اش  
 جریده که ضیایش همه خراج حلب  
 لغات او زبان غیرت سیل وادیم  
 سجان سلم همان پایه ده که جسم بجان  
 تمام شد چو مرین نسخه شد تمام پسند  
 هر آنچه قدر به آورد ماست ترازو  
 بر آوریم دو بوسه ترانه از گل منکر  
 بر آوریم دو سال حبس بری از شبیه  
 یک نمره مصرع اولاش سال بدو کتانی  
 سراج شرح بطاق صلاح علم نهاده

مگر جواب ندارد وین جهان کهن  
 ز دل فتنه همه مشکوکه چون ز کعبه نشین  
 جریده که بود سطره تار پیراهن  
 جریده که بیا ضشش شهاب هرین  
 جریده که بود زلف حور پنج و شش  
 جریده که صفایش تمام سواد عدن  
 صفات او بلبلان شکسته و حل مین  
 بحکم شمع همان وایه ده که جان به بدن  
 فتاد غلفه او بکوچه و برزن  
 هر آن سخن که گفتیم میتوان گفتش  
 بر آوریم دو کلمه تازه از گلشن  
 بر آوریم دو الماس ریزه از معدن  
 دیگر ز مصحح آخر اش سال ختم سخن  
 چنان که محفل دیوان بدین شده روشن

تایید ترتیب ساله اینک غریب مصنفه رشک سبحان غیر معنی جنبه مشتی قنبر عایض با طوبی

نقشی انشای نثر و شاعری قنبر علی  
 خطابه بینی بر کشد ملک ویران پیش او  
 اینت شترش بل گلزار زانو تیر کشد

نثر ادب و مثال نثر و شاعری نثر  
 فیزه خطی خامه چون بر آرد و در بدل  
 آنت نثرش پیش او صدی گلستان در

ہے نہ بینی مرنگے از گل ہمایا عدل  
میچکد حرف از مدادش یا عطار از وصل  
وہ چہ نام آورد اندر سال ہجری بنفل  
یلے نازم بشاگردی استاد اول  
بر شمر انگشت اگر دستے بداری در جل  
بر صد گردید آہنگ غریبے بل  
سلفی قلعہ

صد صلاوت سے چکد از نغمہ خلق خوش  
سے صد بر صغیر فروش یا صد اختر بر فلک  
در حجاز رفت و آہنگ غریب کشید  
این نگارین نامہ را گفتم دو تاج قد  
مصرع اول بود ہجری و ثانی عیسوی  
ہجوزہ ہر دو سماع آید عطار د بار قم  
۱۲۸۹ھ

## تاریخ تالیف سالہ نجات العاشقین مولفہ شاہ سراج الیقین کہسوی

کہ رخس تاج شاہ خادر شد  
فقت از دشاہ ہفت کشور شد  
خادم خدمت ہم پیر شد  
ہم روانیش آب گوشت شد  
شمع حق یقین منور شد  
۱۲۸۸ھ

چون سراج الیقین نرزانہ  
عالم و حافظ کلام خداست  
و او تالیف مولد احمد  
سطر ہگشت سلک مراد  
شع تاج قدر روشن کرد

ولہ

کشف ظاہر سر ہوئے محفل ضحین باطنی  
حسن معنی پر فداہین عاشقین باطنی  
ہے نجات العاشقین شمع یقین باطنی  
۱۲۸۸ھ

خوب حافظ جی نے یہ میلادین لکھی کتاب  
نام رکھا اس رسالے کا نجات العاشقین  
قدر نے پھر لکھ دیا یوں مصرع تاریخ سال

ولہ

مہکم رسول علیہ الصلوٰۃ کا

صل علی کہ شاہ سراج الیقین نے

وہ جس پر سب پاویں ہیں یہ وحیِ انوارِ دین	وہ رشکِ روحِ مہینِ تویہ کا غبارِ کات
وہ خضرِ براہِ فضل یہ سجادِ کمال	وہ غیرتِ مسیح یہ محضیاتِ کات
وہ بلبلِ چمنِ مہین یہ اوراقِ برگِ گل	وہ طوطیِ سخنِ مہین یہ کوزہِ نباتِ کات
وہ نقطۂ ازل یہ محیطِ ابدِ قیام	وہ مرکزِ جہان یہ درقِ کائناتِ کات
وہ ابر فیضِ مہین تویہ کشتِ مریوس	وہ کوہِ حسمِ مہین تویہ دامنِ ثباتِ کات
ہاں قدرِ رولِ مے در تاریخِ آبدار	وہ نوحِ پیشِ رویہ سفینہِ نجاتِ کات

### تاریخِ تصنیفِ قصائدِ ہفتخوانِ نعتِ تصنیفِ مولانا عبدالاحد صاحبِ بٹولوی

گفت عبد الاحد وحید العصر	نعتِ پنجم بر اسمِ احمد
ہر کہ بشیند و دید از خود رفت	وز پے سالِ قدرِ رفت بخود
فتح شد ہفتخوانِ تاریخِ شش	بے بہا ہفتخوانِ ز عبد الاحد

### ایضاً

ہفتخوانِ نعتِ عبد الاحد	بمدیحِ محمدِ عربی
مدنی و حمازی و کلمے	ترشی ہاشمی و طبعی
قدرِ کبشود قلمِ تاریخ	ہفتخوانِ مدیحِ پاکِ نبی

### تواریخِ کتابتِ قبرِ مولوی شیخ مظہر کریم صاحبِ مرحوم دریا بابوی

افسوسِ زیرِ یکِ ہمہ دانی وفاتِ کرد	درجستِ آن محدثِ معنی شدہِ تقیم
------------------------------------	--------------------------------



۱۸۷۲ میسور	جائے لون مقبرہ مظہر کیم	۱۲۵۹ ہجری	قدرا این کتاب کافی سنگ مراد باد
تاریخ قواعد اردو			
ملک بھی قدم جنگے تب تعظیم سے چین کہ جس پر شش جہت دینا وہاں کی جگہ گیند میں ہوئے عمدہ قواعد خوباب تصنیف اڈوین ۱۸۷۳ء		اسجاکم پاک صاحب ڈاکٹر کلام اقبال وہ اردو کے قواعد میں رسالہ صبح کو نکلا ہے یہ تاریخ مسیحی فی البدیہہ قدر نے لکھی	
تاریخ رہائی میر مہدی علی			
فرش راہ آل احمد خاک پاک بوتراب تین سال آخر یونین نازل رہا آپر غدا ان ری گردش ہی کہیں الیسی نحوست کا جواب آفس اندھیرا اہل عالم سب تھے باپ خرم آب دفعۂ یون گھوٹیں بسکی دعائیں مستجاب آیا پھر آیا زلیخاے سرت پر شباب پھر وہی ساتی وہی مینا وہی جنگ باب چپ ہوئی قدر چہ داستان کو گونگا توڑا ۱۸۹۰ء		سید عالی نسب لا حسب مہدی علی پھر گئے طالع ہوئے وہ قیدی قید نگ قید خانہ برج عقرب تھا تو وہ اُسین قمر قید خانہ اک گمن تھا اُسین نہ خوشید تھے انگہ میں اسود غالب پردہ نہیں انغ و درد قید سے اُس یوسف ثانی کو بچھکارا ہوا پھر وہی جلتے ہی چلیں ہی رہیں جکھٹے برسرِ زند آوم چہ آید بگرد کو کب تاریخ بچھکا دوسرے فکر پر	
تاریخ وفات چودہری مصاحب علی کروی کہ ہر مصرع تاریخ است			

۱۲۹۰ ہجری	چون سینہ شدہ سرزمین چاک و شوق	۱۲۸۱ قمری	مردہ چو مصاحب علی آن یافت قلق
۱۹۳۰ مکرمی	در غلہ مصاحب علی گشتہ و حق	۱۸۴۳ عیسوی	ہاں قدر چنین سخوان تو سال چارم

## تاریخ جانشینی چودہری طالب علی ابن مصاحب علی

طالب علی اے قدر دلی بود بحق	برجاسے پدر جلوس فرمود بحق
برکری سال نقش تاریخ نشست	حق بر مرکز تبار نمود بحق

## تواریخ گلشن فیض مولفہ حکیم سید ضامن علی حلال لکھنوی

میرزا من علی حلال حکیم	وہ جو بہن شہ و طب کے مامن فیض
اصطلاحات ہند انون نے لکھی	سال ہجری بتایا گلشن فیض
قدر نے سال فارسی یہ کہا	گہر پاکباز دامن فیض ڈھانے
روئے فصلی پچھر در تاریخ	ہے عجائب یہ نکلے معدن فیض
دیدہ افروز پچھرے ہر شمس سال	ہی نہ دیدہ مہر روشن فیض
عیسوی سال کا جما پچھر رنگ	ہوا گلہیز واخسرن فیض
پچھر زر سال پر کے سمت مین	ہے سرا پاکلید مخزن فیض

## تاریخ مکان سید وزیر حسین خان

ڈپٹی دارا خد م خان سکندر ختم	شاہ سیر کرم میر وزیر حسین
ساخۂ قصری مبلغ ہجو سر خود رفیع	ہجو دل خود وسیع ہجو رخ خود بزمین

<p>طره اوز دکنده بر سر چرخ بلند قدر همه کن بپاخانه تارنج را</p>	<p>صحن کشا بن نگنده غلغله در غافقین کرده چه قصه ری بنامیر وزیر حسین ۱۲۹۱ هـ</p>
<p>تاریخ مولد شریف مصنف سید زیر حسین خان</p>	
<p>خان من سید وزیر حسین ز در قسم مولد رسول الله در سواد کتاب رنگین نش غنچه سوسنی ست هر نقطه بر بلند ری پریده اوراقش با وجود شهاب ثاقب خود زاد از طبع قریب تر از بخش</p>	<p>خط کش منشیان با سبق ست که ز سر تا پایا بیک نسق ست بر لبش ام خنده شفق ست تخت گلشنه درق درق ست زان یک آسمان نه طبق ست از خجالت فلک عرق عرق ست مولد اشرف نبی حق ست ۱۲۹۱ هـ</p>
<p>ایضاً</p>	
<p>شکر تنگ در حسین ست در سخن طوطی فکر قدر نواز دیشاخ سال</p>	<p>این مولد رسول گواه شکر لبی ست صد صد درود آری که این مولد نبی ۱۲۹۱ هـ</p>
<p>تاریخ وفات شیخ محمد علی شاه آبادی</p>	
<p>هست ز دل عرشیان تابان دغغان قدر رسال روان سال صالحان</p>	<p>رفت ازین خاکدان شیخ محمد علی آه بحق داد جان شیخ محمد علی ۱۲۹۱ هـ</p>

# تاریخ کتاب نجم الاسرار منصفه خواجہ بدرالدین عرف خواجہ مان ہوی

<p>فروغ شہرہ و پروین جناب خواجہ بدرالدین          حکیمے مزدانی مکملہ فہمی و دراندیشی          دے بر شوق اویس گئے بر ذوق اوائل          زہے آزاد پابندی سخن پابند آزادی          دلش و ابستہ صورت دل معنی اسیر اد          بنور انگیزی لفظ آئندہ صلب شہری          باطن تخم افشانی نظا ہر سبب ستانی          چہ شہر و لفریے نجم الاسرار آمہ ناش          چو چشم غمزہ بازان غاش آواز و سخن گوی          ہلال طاق ابر و از قباے او گریبانے          بمعنی کہنہ تصنیف بصورت تازہ تالیف          چو مار و مہرہ مارے زیر خامہ ہر لفظ          ورق از حرف نگونش قلم صرف مضمونش          قلم نبوت و آسودہ بپایان آمد این دفتر          بر آراے قدر نجم سال ادا و اوج فکر تو</p>	<p>بفکر خود صد بند بکلاک خویش یار          تینے مونگکاتے پختہ مغزے نغمہ گفتار          تھن برق شر بارے نم اگر گشت بارے          بکار خویش سستی بکار غیر ہشیارے          بر شوق حسن لکیری سخن شوق دلدارے          بہ شک افشانی معنی داغ آراے تاملاری          بفکر کہنہ استادے بہ نثر تازہ تاملاری          چو تصویر زنگی سادہ رنگ و طفرہ پر کار          چور وے آمدان رنگین عذار سادہ خسار          نگاہ چشم باد و از سر دامن اوتارے          باطن خرمن اندازے لظا ہر خوشہ دار          قلم بہر بیاض صفہ مایا سیمین زار          یکے دامن شبگردے یکے زنبیل عیار          نہالے بار و گردید و بارش بختہ شد بار          دمیدہ مرجہ ابراج معنی نجم الاسرار</p>
---	--

## ایضاً باعی تاریخ

نجم الاسرار ص طلسم جادو	بند و پہ گاہ	اے قدر بود و در و زہر زبازو
تصنیف جناب خواجہ بدرالدین ست	سالتش این	از بد بر آمدہ ست نجم نیکو
		قصہ کوتاہ سبحان اللہ ۱۲۹۲ھ

# تایخ کہ خدائی مزار فیاض بیک ابن ڈوٹی مزار عباس بیگیا نصاب

بطریق سہر کہ ہر مصرع تایخی است

۱۸۴۴ء	آنکہ منہ سنبخت سکنہ سہرا	۱۸۴۴ء	رنگہ شاہانہ دکھاتا ہے چمک کر سہرا
۱۸۴۴ء	دامن جن ہے فیاض کے سر پر سہرا	۱۸۴۴ء	حلقہ شوق ہی یہ ماتمہ میں گنگنا دھوا
۱۸۴۴ء	دیکھے اکا رخ نایاب ہٹا کر سہرا	۱۸۴۴ء	جسے دیکھا نہو خوشید زمین کر ٹوین
۱۸۴۴ء	کیا ہی حیران ہے گردنخ انور سہرا	۱۸۴۴ء	مثل تار نگہ شوق ہوا جو صد تے
۱۸۴۴ء	سب جبین صبح ہو منہ چاند ہی اختر سہرا	۱۸۴۴ء	سرخ جوڑا ہے شوق دہ قطن از فلک
۱۸۴۴ء	صلیہ خلاص کرے کے پنچا اور سہرا	۱۸۴۴ء	تازہ الفت کہبت دام تو پھیلا یا ہر
۱۸۴۴ء	ہی سجانخ یہ یہ سہرے کیے برابر سہرا	۱۸۴۴ء	سب کے ناز نگہ شوق ہیں پلے معکوس
۱۸۴۴ء	دامن نسل عکدار دلاور سہرا	۱۸۴۴ء	تاج ہے روشنی الفت مزار عباس
۱۸۴۴ء	کین اس زور کاوی قدر زخویر سہرا	۱۸۴۴ء	ایک اک مصرع تایخ مسیحی ہے ملا

## تایخ مسجد شیخ صفدر علی حسنا ئیس قصبہ ترک

مسجدے ترکیم کردوشترہ امصارند	شیخ صاحب بانی بنیان دین صفدر علی
مسجدے فی احوال زعفر علی تیار	گنبد تایخ ادمان کر قدر ساخت

## تایخ مسجد آغا علی خان ضنا لکنوی نہیر سجان علیا حرم

عبادت کو خدا کی راہ میں قیسر کی مسجد	جناب آغا علی خان اور اطاعت حسن خان
--------------------------------------	------------------------------------

حرم کی شکست سے اہل اکبر بخیر نبی مسجد

کسی یون قدر نے تاریخ ہجری ایک مصرع

تو اینج ختم تیر کیننگ سر کالج واقع لکھنؤ کہ کیفیت و ماہ واد

قطعه دلا جواب ہدیہ سید غلام حسین قدس سرہ

۱۸۶۷ء	سجود جہد کل عطاہ سوسرٹھ نمبر میں	۱۸۶۷ء	گورنر جنرل عالی روش لائیں صاحبے
۱۸۶۷ء	مگر سدکنہ جسطرح وقت سکند میں	۱۸۶۷ء	قوی ڈالی بنائے خیر خود کیننگ کالج کی
۱۸۶۷ء	زمان عدل ورز ہیر وٹ ہرج کچ میں	۱۸۶۷ء	سماعت بن چلی وہ بنتے بنتے بنگیا کالج
۱۸۶۷ء	ملک پہلو نشین میں اس ہاق عرش یک میں	۱۸۶۷ء	جو بائکین ہیں کینل ریڈ صاحب ہمت لائق
۱۸۶۷ء	ہے زیبائے شجاعت دیکھ بنگیا گم دفتر میں	۱۸۶۷ء	سخی دل سر مارا جو باد نصرت لائق
۱۸۶۷ء	کفیل مال کالج میں یہ دانا بخشش زرین	۱۸۶۷ء	پریذیڈنٹ ہر برج طاقت کرسی تری
۱۸۶۷ء	یہ عالی کرن ایمرسن ہیں فتح مکر میں	۱۸۶۷ء	سعید الملک امیر الدولہ والا خج دی ہمت
۱۸۶۷ء	کوئی ہمسر نہیں جاہ و عروج شوکت زرین	۱۸۶۷ء	یہ تھان سخا و اس پریذیڈنٹ سابق ہیں
۱۸۶۷ء	ہیں یہ وائس پریذیڈنٹ داخل ہل جو ہیں	۱۸۶۷ء	ہی زیبایا یہ ازبس اوج شکر بخش راناکا
۱۸۶۷ء	ہیں سرکاری یہ مجر مجر دانش جملہ مہر میں	۱۸۶۷ء	ہمایون بہر ڈیٹی میرزا عباس خان صاحب
۱۸۶۷ء	دل افزا ہی صفائی خوب ہر دیوار دہر میں	۱۸۶۷ء	ہوئی مسیہ عمارت نیکدل کرنل ہوس
۱۸۶۷ء	لکھی تھی قطع صنعت اکبر کالج کی تقدیر میں	۱۸۶۷ء	ہیں نعمان خرد و لمور صاحب نامی انجیر
۱۸۶۷ء	سر پا زدی ہر کیننگ کالج ہفت کشور میں	۱۸۶۷ء	لکھنؤ غامی ہواٹ حصار ام ایمن ہیں
۱۸۶۷ء	ہیں جب تک خج و مٹا خاک پر موتی سندر میں	۱۸۶۷ء	سلامت یا خدا حکام منصور او یہ کالج
۱۸۶۷ء	ہیں سال عیسوی مقصد ہر اک مصرع میں	۱۸۶۷ء	کمل نظم و لکھی ہر قدر بلکہ امی نے

## تایخ کتاب شمس الضحیٰ مولفہ پنڈت تن ناتھ صاحب لکھنوی

<p>کان علم راجہ ہرشفقی تن ناتھ است          گرمی سواد او نور لیلۃ القدر است          اینست خامہ گرد آورد کا زمانہ حکمت          خامہ سرود آورد و فتنہ در وجود آورد          شمس ضحیٰ آمد گرمی بیانش بین          از حروف دو مصرع قدر شد و تا تایخ          رد از علم لامع شد در جهان ز لطف حق          ۱۲۹۵ھ</p>	<p>کھلک گوہرین سلاکش از دفنائین است          فکر آسمان پیانش دخی آسمانہا است          شرح راز گوئیماست تن رفروائین است          ہین بعالم پیریش دعوی جوائین است          نام نامہ لامع طرفہ ہر خواہین است          ہجری از نخستین ہاست عیسوی تاہین است          مہر نیمہ در عصر وقف مہر ہائین است          ۱۸۷۵ھ</p>
--	--

## تایخ وفات محمد احمد ابن مشرف حسین ساکن قصبہ مہنوا

<p>بزرگ شرف حسین واویلا          بصفی پور از مہونا خواند پڑ          تار جانش گینخت دست اہل          قدر بر نوشت سال شتقارش          ۱۲۹۵ھ</p>	<p>ستم ایچے چرخ سفلہ بے عدرفت          پور ہمپاے مالک خود رفت          در کیا بجیب مرقد رفت          در ارگہ محمد احمد رفت          ۱۲۹۵ھ</p>
--	---

## تایخ وفات سید خلف علی صاحب مصنف

<p>ز دکن فغان برآمد چو بگو شمش اند آمد          ہمہ سینہ ام دریدہ ہمہ در گم خلیدہ</p>	<p>ہمہ تیغ و خنجر آمد ہمہ تیغ و شتر آمد          ہمہ خون فشانند دیدہ ہمہ دانم تر آمد</p>
---	--

همه خانه آب برده همه دل ز تاب برده همه روز شب نماشده همه شب بکاشده	همه چشم خواب برده همه شوهر محترامه همه ساز سوزر باشد همه پنبه آخگرآمده
پدرم وفات کرده به ابد حیات کرده شده دفن جسم خاکی چو جنجاک در تو گویی	بنغم بر است کرده چو زمان او سرآمده بن اہمات سفلی بکنار مادرآمده
بفراغ عیش خندان چو گزشت از سر جا تن او چو خاک گشته همه خاک پاک گشته	بولاس شاه مردان لب حوض کوثرآمده دل خاک چاک گشته چو جنجاک پیکرآمده
پسے سیر باغ رضوان چو رسید تازه همان پدر اخیار ایگانا من وایزد توانا	روداسے حور و غلمان بدین پریه تاورآمده بنغت تنم همانا همه تار برآمده
من و صبر و صد حکایت از صفیان برایت منم و خیال رویت تنم و هوای موسیت	همه صبر دل فدایت که سپید مجبآمده همه روز و شب بسویت نظریه منظرآمده
من و با هم آووخ آووخ من شام آووخ آووخ بخوش قدر زلالان زان دیده شد پریشان	ز دلم آووخ آووخ بلب من آورآمده چه قیامت است نادان که بهفت کشورآمده
سکه وفات الد تو بخوان ز لطف یزد سکه وفات سید فضل احمد لکهنوی عرف میر سیتا	بجنان گزیده سید خلیف علی درآمده ۱۲۹۵ھ

### تاریخ وفات سید فضل احمد لکهنوی عرف میر سیتا

رفت زین خاکدان بگلشن قدس سال رحلت نوشت خانه قدر	میر قدسی نظیف فضل الله آه جان داد میر فضل الله
--	---

تاریخ وفات خواجہ بدر الدین عرف خواجہ مان بلوئی مترجم بوستان خیال



خواجہ بدرا الدین ہوئے تربت میں دفن قدر نے تاریخ کا مصحح کہا	نور آیا پاکہ چشم کور میں ڈ آہ بدر آیا خوف کور میں ڈ ۱۲۹۷ھ
--	---

## تاریخ جشن سہارا جادو گجے سنگھ صاحب بہادر والی بلرام پور

سہارا جادو گجے سنگھ آج کل پھر اٹھا ہوا مکان تک غفل بلرام پور پھر ہوا ہی ترش علی پر دسہرے کا دماغ بخت چمکے ملگنی جمشید کو سا فیکری حال لکھا جشن کا نشی کشوری لال نے جس کا ہر اک صفحہ رنگین چین کا تختہ ہے نظم ایسی چھپائی باغ میں مرغان فکر شہر توں سے ہر قلہ دا رنگی تخت القلم تخت فصلی بڑھائی قد ریون جرشید را	پھر ہوئے سند نشین سند ایوان جشن پھر سنا کر دیون نے نعمت و احسان جشن پھر ہوئے کر سی نشین انتھار کا جشن لڑ گئی قسمت کہ دارا ہو گیا دربان جشن ہاں نگاہیں رو برویہ نذر ہر شایان جشن جسکی ہر اک طے سہنہر سربستان جشن نثر ایسی لسانی سبزہ دریاں جشن مہر خامہ سے مسجل ہو گیا زبان جشن ہو مبارک یہ دسہر اور یہ سامان جشن ۱۲۹۷ھ
---	---

## تاریخ وفات ڈپٹی مرزا عباس بیگان بہادر دہلوی

ماہ جمادی الاول یکشنبہ دوہم یسے بمرد ڈپٹی عباس بیگان خان برخو اند قدر مویہ تاریخ ہجری شمس	شب آفتاب کے بزین پر فشر وہا ہوے گئے بیاغ امارت فسر دہوا عباس بیگان بہادر بمرد دہوا ۱۲۹۷ھ
---	---

ولہ زبانی کتابہ تاریخی مبر



نشاط خانہ آبادی مبارک	کمایہ قدر نے مصراع تاریخ
ولہ رباعی	
بن صاحب بقعہ آمد اے قدر نوشتیم سچی تاریخ دین عقدہ بشہ فقہ پوش داشت باز ہر دستان مشتری انجاشد ۶۱۸-۸۰	
تاریخ وفات نواب قربان علی گیلانی صاحب شاکر تخلص اگر جناب علیہ الرحمہ	
ساک تخلص دیوی معجز نگار افسوس مر نواب قربان علی ساک ہزار افسوس مر ۱۲۹۴ھ	اے قدر خواجہ تاش مانو قربان علی مصراع تاریخ وصال اندر جزا غدا ۱۲۹۴ھ
تاریخ نسخہ توشہ دار الاسلام مولفہ میر غنایت حسین متین تخلص	
آنکہ متین داغ اوست داغ و دہ کلام ہم غمش پر نمک چون نکل از طعنا اینت دو تا گفت سال قدر شعری تمام مصرع اخلاصے او ہجری خیر الانام زاد و معاد انام توشہ دار الاسلام ۱۲۹۴ھ	سید و الانسب میر غنایت حسین لب بصفائے سخن همچو نبات است شیر نونہ ماتم فزا سے جملہ چا آورد گرد مصرع اولاسے اور سنہ عیسوی آ اوج دہ حور عین طوبی نظم حسین متین ۱۲۹۴ھ
تاریخ ترتیب ترانہ خیال دیوان مشتری از طوالت نامی بلکہ لکھنو	
نغمہ زاشد در سخن ساز بیان مشتری ہم سرود جزا بر آسمان مشتری	چا ماسے خویش را این چو گداوردہ آ شد در و در جبار آسمان آفتاب

ماہ سانش تافت براوج آر فکر قدر	سے بہادر ہر جگہ از زبان شہری
ولہ	
<p>لوحش اند شہری دیوان خود ترتیب داد لالہ خاتون داغ بول لولے اند سوز شک دہن درویزہ گر سلطان اغتافیش قدر برقت مسیحی سکے تاج خیز</p>	<p>ز دوستی سکے شہر بنام شہری مہری و ماہی فدا ہے صبح و شام شہری زار کے احرام بند بارعام شہری گرمی بازار شد محو کام شہری</p>
تاج خنسل صحت مہاراجا گجے سنگھ صفا بہادر والی بلرام پور	
<p>دیکھ گئے سنگھ ازہر کے کسی اس کی خطاب چشمہ برداشت اندر صید شیران در کلام ہر یکے نخل دعا بنشاندش از بہر اثر غسل صحت کرد و آب رفتہ و جو آمدش قدر از دست دعا نوشت سال عیوی</p>	<p>آنکہ اندر زمر پر شیران زندہ و پاش شد زبون چون مردمان چشم تن تبار پاش ہر یکے دست بن برداشت از بہر عاں عمر عیسیٰ از وہ گو آمد ز بہاے شفاں بہر پاس جسم باد آب غسل آب نقاش</p>
قطعہ تاج رحلت صیادق حسین لکھنوی	
<p>مردہ چون صادق حسین دیدہ ور بود زوار حسین ابن علی نوجوان صالح و پیر ہنگار مصرع سال حلیش قدر گرفت</p>	<p>گریہ شد بر چشم مرد فخر حسین مہر دار فساد بد خوئین تاج شمع و مطیع والدین راہی جنت بشد صادق حسین</p>

## تاریخ انتقال شیخ بوسوداگر سالن دہلی

مرد بیدار شیخ بنو نام گفت سانش زبان غامہ قدر	آوخ آوخ نجفت درتہ خاک شیخ بوسوداگر سالن دہلی ۱۲۹۸ھ
تاریخ تعمیر شوالہ واقع بلگرام معمرہ دیہی پر شاہ بلگرامی	
بانی اس عمر شوالہ کے مین بی پشاد سال تعمیر کے گلشن مین کھلا فصلی گل پھر کیا غور تو لکھے یہ سنین ہجری پھر جو کی فکر تو کندی یہ سچی تاریخ آخر الامر کا قدر نے یون بہت مین	خلف الصدق جواہر مل والا تیسر یہ شوالہ چتر کا ہی سر و کبیر ہو گیا عمدہ و نادید شوالہ تعمیر اسکی چوٹی پر کے قبہ بیخ بنی پیر موتوں سی ہوا کیا سیدہ والا تصویر ۱۲۹۸ھ ۱۹۳۵ء
تاریخ وفات عموی میر غلام محیی صنا بلگرامی وطن کوئی فن	
چون نخل قد غلام محیا سے جو سانش زکریا سے خرد جنت حقیر	در آ رہ بڑا رہ اجل در افتاد گفت ہم عموی غلام محیی جان داد ۱۲۹۸ھ
تاریخ ارتحال جناب حمزہ الاسلام مولانا سید علی صنا طباطبائی مجتہد نجف اشرف المخاطب ببحر العلوم ثانی	
آوخ آوخ حمزہ الاسلام در بان شکر ف	راو دین سید علی بردست کردون شہلاک

<p>حیف آن ماکمال آوخ این کوز نژند وسے دلیغا از زمین لرزه غمش گیتی پڑا موسی وواد المقدس عیسی وچارم خلک شد بھینو نغمہ مطوبی لک از طوبی بلبند درد و مصراع زود و تاسخ وفات اورقم مرد قاسوس و سعید علی بح العلوم ۱۲۹۸ھ</p>	<p>حیف آن مہور ہدایت آوخ این تیرہ منک ویرہ اندر مویہ اش ارض نجف شد سینہ چاک خاک پاک آمد تکلف بطرت در خاک پاک موجزن بہر بڑیہ کوثرش با صد پاک قدر با چشم آب و بادل اندوہناک موج دریا سے سیادر نجف آمد بخاک ۱۲۹۸ھ</p>
<p>تاسخ ولادت اطفال تو امان سجانہ ڈھٹی مرزا داد بیگ خان</p>	
<p>ساتھ و طفل خدا واداندون پید ہوئے اک صدف سے نکلے دو گوہر دہ دونوں آب عیسوی سال ولادت قدر زبون لکھیں</p>	<p>ایک لڑکی ایک لڑکا حور و شریعتون شمیم اک کلی سے نکلے دو نفیر دہ دونوں تازہ دم مشرقی دماہ نکلے برج سے توام بہم ۱۲۹۸ھ</p>
<p>تاسخ کہ خدائی مرزا ساجد بیگ دہلوی</p>	
<p>جاگنے ہلین جو تم وادہ میان ساجد بیگ لو سنو قدر سے یون مصراع پنج بچہ کج</p>	<p>بیاد لائے ہو دامن گھر کی ہوئی آبادی لہذا الحمد مبارک تمھیں ساجد شادی ۱۲۹۹ھ</p>
<p>تاسخ انتقال سیرالذلیلہ برالملک سید مظفر علی شاہ بہادر جنگ سب دار استیخلاص</p>	
<p>چون بہادر جنگ امیر از زم نگاہ دہر رفت بر سر الفاظ خود چہل مرکب تیغ راند</p>	<p>جان فن شاعری افتاد اندر وار و گیسر بر گلو سے معنی آمد دشمن رنج کشیر</p>

<p>پا برنجیر حیات بندش اشعار شد گردن علم عروض آمد بطوق دائره قدر تاریخ وفات آورد اند قید نظم</p>	<p>خاکه ز سبزه شد هر بیت نظم دلپذیر قافیه از حرف قید آمد بقیه ناگزیر شد ز سجن المؤمنین آزاد قدسی نفس احرار ۱۲۹۹ هـ</p>
<p>وله فی المثنوی</p>	
<p>تدبیر الدوله مرد آوخ رزم نگار و جنگ قیس طبع و داغ اسیر صائب و فکری فکر طبع سلیمش ناز سلیم قدر و دما تاریخ گفت مات سلیم طاب ثراه ۱۲۹۹ هـ</p>	<p>رخت ز هستی برد آوخ بزم آراس نام و ننگ رشت ظهیری فخر نظیر عرفی رسم و سعدی ذکر برق کاشش داغ کلیم تازه به تازی گوهر هفت فات کلیم طاب ثراه ۱۲۹۹ هـ</p>
<p>در تعمیر کاوان سر ایل هر دوی معمره راجاتلک سنگه که هر مصرع تاریخ است</p>	
<p>ایجاد می داد و از غلام حسین قدرتی اسطی ۱۹۳۹</p>	
<p>سخنی دوا و رواق خنجان کون هوس جو مستعد می ده عدالت کے جوین یحسین نیکان رئیس کیاری پھر اسکے شکر میں ہے پاک طبع راجا نے ۱۲۹۰ ۱۲۹۰ ۱۲۹۹ ۱۲۹۹</p>	<p>حکیم و حاکم و حق جو کمش ز جبار بڑی ادب سے ملک شکر میں پیاس گدا ملا خطا بل نہیں راجا کا و دل آئی بہار کسی یادگار میں ارفع کلان مہر طیار ۱۲۹۰ ۱۲۹۰ ۱۲۹۹ ۱۲۹۹</p>

۱۸۸۲ء	مہور رعایت آمدنی خرچ میں ہزار	۱۸۸۲ء	جو ہتم تمہو رعایت حسین علی پڑودا
۱۸۸۲ء	کودہ تاریخ عیدین حسین ان چا	۱۸۸۲ء	یہ اذن میر وزیر الحسن تھا ہکوجی
۱۹۳۹ء	توہر سچی و سبت میں ہو ہوشمار	۱۹۳۹ء	اگر میں فصل و ہجری میان علی التوب
۱۹۳۹ء	ہر ایک سال میں پڑہیخلاف دوشمار	۱۹۳۹ء	پھلایہ باغ ہر قدر بلگرامی کا

## تاریخ وفات حکیم ابراہیم صاحب لکھنوی

عزیز مص سعادت حکیم طور صفا بصدقہ شراجل زابڑہستی مہوم نونت سال وصال شریف غامقہ	خلیل کعبہ حکمت محمد ابراہیم چکیہ رد در صدت گوشہ چودہم بدراج کعبہ باقی خزید ابراہیم ۱۲۹۹ھ
---	---

### ولہ

چون چراغ دو مان علم ابراہیم مد برد داغ مہر نذران در شہستان ارم از دلش چون ملتہب گردید سوز معرفت قدر از شمع قلم از خشت بزم سال و	ریخت اشک شمع ہر غمخوار ابراہیم شد چشم روشن خلد از دیدار ابراہیم شد ہر گل گلزار جنت نار ابراہیم شد از بارے دوام گلزار ابراہیم شد ۱۲۹۹ھ
--	---

### ولہ

ز سیر بنگدہ عالم فن امتثال بہ دست ہمت مردانہ رضائے قضا دماغ قدر بکبری نشاندار بخشش	بسوسہ دار بقا خشت بست ابراہیم شکست لات جہد حق پرست ابراہیم چہ پایہ صنم جان شکست ابراہیم ۱۲۹۹ھ
--	--

تاریخ کہ خدائی سید مصطفیٰ برادر زاوہ مصنف



ابن برادر م ابن علی باو بهار مصطفوی دست مراد او آراست مصرع سال بتدخیش معنوی و بهم صوری گفت	آب و نگر رخ بهجت نغمه عطسه گل عترت خست عروسی بر قامت قدر سخن گو در ساعت سال الف و نکلانه مائت ۱۳۳
--	---

### تاریخ فسانه آزاد مولفه پندت رتن ناتمه صاحب

پندت رتن ناتمه از سخن فسانه را کرده چمن بن قدر تاریخش نعل بر بالان به چمن	ز نار بستن به بهمن به زار پشنتش شد رفیع شد بخیم حسن آراست ل حالات آزاد بدیع
--	--

### وله

اینست رتن ناتمه در دوزیمه دانی سمر شعرو ک اندر دهن صد چمن اندر چمن مصرع چسپیده اش عرو بالیده اش خامه بجامه نهاد هر عطارد بزاد بست بفکر سامعنی نایاب را مریم او طبع بکر عیسی اوتازه فکر مصرع تاریخ باز قدر چنین داد ساز	آنت فسانه نگر کان همه ایجاد اوست نطق زبان سخن مرغ چمن زاده اوست معنی چسپیده اش طره نشنا د اوست فکر تصور زاده خلج و نوشا د اوست بستن بال بها نشو صیاد اوست روح قدس راه ذکر بهمت پاسا د اوست سرو چمن زار ناز قصه آزاد اوست
--	--

### تاریخ زراعت دکن مولفه حسن بن عبد الله محاسب کا نظام

سخن فرستم و بخور گنج فرد	بهین جوهر معدن سلم و فن
حسن ابن عبد الله بن عبد الله	خداوند تسلیم خلق حسن
حسابش بر دین از حساب کتاب	که فرد و حید است اندر زمین
بعلم فلاح است کتاب بے نوشت	زمین سبز شد مثل چمن
چو زد تیش بر خامه بر کوه منکر	بر آورده این طر فله لعل یمن
صلاح و فساد زمین بر کثاد	شده رخسار زاجنوبی چمن
خوشا تخم ما بچ افشاند قدر	شده سبز گشت صلاح دکن

## تالیه

قطعات تاریخهای طبع کلیات جناب سید احمد سنین قدر  
بلکه ارمی مرحوم از نتایج افکار گنر بار مورخ نغز گفتار حکیم محمد قیام الدین  
صاحب متخلص بنیر سلما صدیق قادر

صورت شمع بزم عالم بین	خوب روشن بواسته نام قدر
بهر سن تین بار بنیر نے	کسیا چھپ گیا کلام قدر
ایضا منہ در فضلے	
شد طبع کلام قدر ذمی قدر	این مزده مرا چو گشت مسموع
نیر گفتم چو صرع سال	بان گشت کلام قدر در مطبع

## ایضاً منہ در فصلی سہمیت

مژدہ باد اہل سخن را کہ ہزاران زین وزیب	طبع شد او گار طبع پاک قد خوش بیان
سال فصلی را دو بار و سال سہمیت را سہ بار	اگفت وہ طوبی حیا جی سیر کج مج زبان
	۱۲۹۸ فصلی شریعت ۱۹۳۷

## ایضاً منہ در صنعت صوری و معنوی

صدنت خدا کہ بصد قدر طبع شد	دیوان قدر شاعر کیا سے روزگار
نیرنش نوشت بصوری و معنوی	آمد چو سال ستہ صد ہم ہشت و یکترار
	۱۳۱۰ھ

## ایضاً منہ در صنعت از حروف منقوطہ

چون گل طبع کلام قدر شکفت و بہن	این نوید تازه آورده چو بو گل نیم
پس نشن نیر بگفتہم از حروف معجمہ	نظم در بلگرامی بہتر از درتسیم
	۶۱۸۹۱

## ایضاً منہ در سہمیت

و ہوم ہے شاعر کیا کا ہوا طبع کلام	کیون زمانہ میں نہون اہل سخن غلام طبع
خوب نیر نے کہا مصرع سال سہمیت	حضرت قدر کا مطبوع ہوا دیوان آج
	سمت ۱۹۳۷

قطعہ تاریخ طبع دیوان از تصنیف سید عبد علی صاحب رضوی بلگرامی

بعد شاعر طبع ہوتا ہے کلام	آج پوری ہو گئی سب عزم قدر
نام روشن اس سخن سے ہے سدا	ہے یہ دیوان یا ہر شمع بزم قدر

<p>کے ہے ہجری کی واحد نے جو فکر عقل نے بڑھ کر کہا۔ وی نظم قدر ۱۳۰۸</p>	
<p>قطعہ تاریخ از حکیم سید بندہ رضا صاحبائیس بلگرام</p>	
<p>واہ و ایک اہی چپا دیوان قدر ایک اوس مرحوم کی ہے یادگار لفظ لفظ او کی ہے مہر کی ڈلی وہ اچھوتی فکر کے صلے سب کو ہی اے آرزو عشرت و چند دوسرے دیوان ہے عالم پسند وہ بیان شیریں کہ پیکا جس سے قدر دل فد الفظون پہ ہے مثل سینہ پیاری پیاری بندشیں مضمون بلند ۱۸۹۱ء</p>	
<p>تاریخ طبع دیوان۔ نتیجہ ناز کنیال شیریں مقال جناب غلام حیدر رضا ارشد تلمذ قدر</p>	
<p>حق جو عمل بے بہا ہے کلیات یہ قدر طبع کی تاریخ یوں لکھتا ہوا ارشد رضا صاحب اسمین مین رنگین مضامین کیا کیا اور پاکیزہ قدر دانو شوق دل سے طبع از دست درلو ۱۳۰۸ھ</p>	
<p>ولہ فصلی</p>	
<p>کلام حضرت استاد اسقدر ہے لطیف کلام یہ خانہ ارشد نے سال فصلی بھی کہ جس سے لطف اٹھائینگے طبع اہل زبان کلام قدر چپا قدر دانو تم ہو کسان</p>	
<p>ولہ وفات حسرت شاعر نامی حضرت استاذی قدر مرحوم</p>	
<p>حضرت قدر غلام سنین اسم شہرینہ بلگرامش وطن و سید ذی رتبہ جہا</p>	

<p>فوت کرد آن شه اقلیم سخن داد و ایللاه شدر روان قدر بسوی ارم انا الله ۱۳۰۱ هـ</p>		<p>روزی که شبیه و سبت و موسم و تقیعه سه رحلت او ارشد مغم و نوشت</p>
	وله	
<p>فوت سوے ملک عقبی ترک نیا کرد حیث قدر از جور فلک زیر زمین جا کرد حیث ۱۳۰۱ هـ</p>		<p>سرور اهل زبان سرور ارباب سخن مصراع تاریخ فوتش خامه ارشد نوشت</p>
	وله	
<p>از جسم سخن روح روان گویا رفت قدر جاد و وقت سال زین دنیا رفت ۱۳۰۱ هـ</p>		<p>صدحیف نه دهر شاعر یکتا رفت آب شد سه وفات او میگویم</p>
	وله	
<p>بر چرخ چنان رسد نفی یارون رحلت ز جهان گزید آستانون ۱۳۰۱ هـ</p>		<p>نالان نشود چون دل ناستاد من تا رخ این الم چو گویم ارشد</p>
	وله	
<p>ذات او عمده اولاد رسول الثقلین زانکه او روح سن بود و دل و جان حسین محفل نکته سرائی شده بوزیر و زین</p>		<p>حضرت قدر سر اهل سخن سحر بیان نام نامیش سجا گشت غلام سنین حیف صدحیف که از دم جان باز گشت</p>

<p>از چه رود غم اول نکتہ نشیون نشین بگلستان ام قدر بود با حسنین ۱۳۰۱ هـ</p>	<p>آه او خاطر ازل و جان داشت عزیز سال رحلت بدعا نیز گویا ارشد</p>
<p>وله فصلی</p>	
<p>آنکه در سخن همچون جامی و نظم می شد باے را بی از عالم قدر بگمای شد ۱۲۹۲ هـ</p>	<p>کرد مرگ او محزون دل شده سراسر خون بشنو ارشد پر غم سال فصلیش گویم</p>
<p>وله فصلی</p>	
<p>که روشن ست بر اهل زبان مراتب قدر زیاده باد بدار جان مراتب - قدر ۱۶۹۲ هـ</p>	<p>چه حاجت ست که شرح ده زبان من دغات یافت بگو سال فصلیش ارشد</p>
<p>وله مسیحی</p>	
<p>جو بر اهل سخن کرده چرخ بے پیر رنگار شد ز جان قدر بکم تقدیر ۱۸۸۳ هـ</p>	<p>برده زیر زمین مت در زبان آور را آمد سال مسیحی ز بانم ارشد</p>
<p>در صورتی هجری معنوی مسیحی</p>	
<p>نکتہ پرداز سخن دان و سخن آگاه قدر در هزار و صد و یک رفت زمین و مهر آه قدر ۱۳۰۱ هـ   ۱۸۸۳ هـ</p>	<p>اندرین دنیا نماند از دست بید اهل عیسوی مصرع عیان هجری زمین ارشد بخوان</p>
<p>وله سبقت</p>	

حیف بگذشت چو بپناه و دو سال از عمرش	حضرت فزیر روانه شده زین دار خراب
نیز سبقت بقلم آمده بنگار شد	از جهان رحلت قدر آه چهره و داشت اب ۱۹۴۱
وله در زبر بنیات حبس	
خسر ملک معانی قدر	کرد جهان فنا پردو
ارشاد ز بر بپین گوشت و	هست قدر وفات نمود ۱۳۰۱ هـ
وله در زبر بنیا فضیله	
قدر استاد من ازین عالم	راهی ملک جاودان گردید
فصلی اندر زبر بسین هست	دایه جاسه مزارت رگ نید ۱۲۹۲ هـ
وله در زبر بنیات سبب	
جان استادم روان شد چون ز تن	ورول من جانم و از لبس ملال
سبب ارشد هم ز بر بایست	قدر از دنیا گزیده انتقال ۱۹۴۱
وله	
استاد بیدیل زمانه جناب قدر	زیب اگر باهل سخن گویش نام
جادو طراز سحر بیان خوش مقام	معجزه رقم محاوره دان افصح نام
در مدح پادشاه دکن اوقصیه گفت	اشعار اندر آن دو صدوی بود تمام

کرده سف بپسندیدیم از جمله  
 اسوار ریل شد بزین اوست حضور  
 خواند آن قصیده را با دین حضور او  
 هم سر فراز گشت به تنخواه چا صد  
 از اخلاف آب هوا مقامها  
 چون بود حکم حضرت محمد و ظل حق  
 ز اینجا بردش بدکن همه رکاب  
 یکماه و چند روز در اینجا صبح ماند  
 شد و بنی نمود بهشت مبارکش  
 اس سال هم که با کبدگی گویش طیب  
 امراض او بطول کشید نیک بیک  
 چون دید جسم لاغرا و رنگ چهره زرد  
 بین قدر دینش زره بنده پروری  
 مداح هر کج که بخوابد دلش رود  
 القصه آمده زد کن سوئے لکهنو  
 ایوا که چون بود بقدر او شفا  
 از سیم آن عوارض مهلک بپند روز  
 ذیقعه ماه و بست سوم بعینه روز  
 معلوم گشت روز گریح حال فوت او

یعنی ز لکهنو به بنارس نماند گام  
 در عرصه قلیل رسیده بآن مقام  
 گردید مورد وصله از حضرت نظام  
 لیکن در آن زمانه که شفا از المرام  
 طبعش ازین بهشت هائل سوز گام  
 همراه فرست جانب کلکته شاد گام  
 بالطف خسروانده اعزاز و احترام  
 بیار گشت بعد از آن رسیده کام  
 آن دین خراب که سرطان بود بنام  
 در هر دو مبتلا شده آن کامل انام  
 تا آنکه نرسد برق آمده و طاققت خرام  
 آگه شد از علامات او خسرو نظام  
 صا در نمود حکم بصیر حسن نظام  
 یا بلصفت خویش دو صد رو پیغام  
 کرده معالجه از اطباء آن مقام  
 سود نداد هیچ علانی و آهنگ  
 آورد قصر طاققت آورد باند نام  
 آخر سفر گزید ازین دار بقیام  
 زان رو که این ستم زده بوده بملکلام



از تیغ تیز کرم خبر مرگ او بنود  
افسوس الهیانه و دهرشیه را گذاشت  
از هفت سال مادر او نیز بیهوده است  
چون ذکر بیوگان بزبان داشت این چنین  
ممدوح او در هر بستاند هر سال  
نامم شدم بگفت به خود زین جوابیل  
ارشد رقم نمود دو سالش بمصرعی  
معراج سال فصلی او نیز گفته شد  
ارشد زهر سال سیجیش هم بگوید  
در یافت سببتش چو کنی بشنوی زمن

زخمی بدل رسید که شد دل تمام  
زان هر دو دوازده سال یک بیهوش تمام  
یعنی نماند و الدآن مودع نظام  
فی الفو گفت دل که نصرت این کلام  
خواهد نمود پرورش بیوگان مدام  
انگاه منکر سال مرا شد با ختام  
گشته ردان بسوی ارم قدر خوش کلام  
رحلت نموده قدر ز دنیا بقیام  
ایوانموده قدر بسبت عدم خرام  
آه از قضا قدر شده که کین بگرام  
سببت ۱۹۴۱

الحمد لله المنة که کلیات سید غلام حسین مرحوم بگرامی المتخلص بـ قدر  
بماه نهم ذیحجه ۱۳۰۳ هجری مطابق هفتم جمادی الاولی ۱۲۸۹  
در شهر اکره بطبع رفیع عالم اکره با اهتمام  
بنده گنام احمد خان صوفی پیرایه انتقام  
در کشید و سرکش چشم  
نظار گیسان  
گر درید

# مثنوی قضا و قدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طرہ دستار کلام کلیم  
ہے وہ جسم اور سمیع و بصیر  
خاک سے آدم کو کیا اُس نے پاک  
خاک کیا خاک سے پھر گل کیا  
عضو ہوئے جسم بنا آدمی  
خاک ہی کو نور پیس بر دیا  
آینہ قدرت رب قدیر  
رہتے تھے حق سے کوئی دم جدا  
وصل یہ تھا سلیک و چاہ تھا  
سایہ صفت سایہ علی کار ہا  
جسم نبی جسم علی کیا تھا  
تھے وہ ہمیں بر یہ امام ہا

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
مالک و جبار و حکیم و تدبیر  
نور سے بہتر ہوئی حوا کی خاک  
گل سے ہر اک عضو کو کامل کیا  
خاک سمجھتا ہی بہ بلا آدمی  
خاک سے صاف آئینے کو کر دیا  
احمد محنت اربشیر و نذیر  
سایہ نہ مر لی تھا مثال خدا  
خالق و احمد دین گزار نہ تھا  
لحمی احمد نے کہا  
خون علی خون نبی کیا تھا  
اُن پہ درود ان پہ سلام خدا

۲۱

مثنوی مثنوی  
سید مثنوی

مثنوی ۱۲

لخصہ

۲۲

مثنوی مثنوی

سید مثنوی

مثنوی مثنوی

مثنوی مثنوی

مثنوی مثنوی

مثنوی مثنوی

مثنوی مثنوی

مثنوی مثنوی

مثنوی مثنوی

مثنوی مثنوی

مثنوی مثنوی

مثنوی مثنوی

مثنوی مثنوی

مثنوی مثنوی

مثنوی مثنوی

مثنوی مثنوی

## باعث نظم

<p>صاحب عز و شرف و ذمی وقار نطق میں گلریز تھی شلخ زبان چھیڑ رہا تھا انہی اک داستان دوسرے کا قول تھا تدبیر خوب جتنے سخن کی ہے بڑی دھوم دھام یاد ہے اے قدر مجھے ایک نقل موج ہے سہ چہرہ تدبیر کی آئینہ طوطی کو دکھا دیجیے ہو گئی آنکھی مجھے خاطر عزیز پھر نہ میں کچھ کم سخن کر سکا رہ گیا تھا جو مرا حصہ لکھا نام ہے اے قدر قضا و قدر</p>	<p>جمع ہوئے ایک ن احباب و یار بزم میں ہر ایک تھا رنگین بیان جلے میں ہر ایک فلک آستان ایک تو کہتا تھا کہ تقدیر خوب اون میں سے اک شاعر شیرین کلام کہنے لگے مجھے وہ ذی فہم و عقل ہے وہ صدف گوہر تقدیر کی نظم اُسے کر کے سنا دیجیے ہیں وہ بہت صاحب عقل و تمیز پھر نہ میں خاطر شکنی کر سکا نثر سنی نظم میں قصہ لکھا ہے جو بنا قصہ کی تقدیر پر</p>
--	--

## آغاز داستان امیر فقیر

<p>بادہ گل رنگ پلاسا قیا ہو یہ خراپات میں مستی و شور ہاتھ میں ستون کے ہون و دونوں سر</p>	<p>آج تو کچھ رنگ جما سا قیا ابر ہے اور فصل ہبائی کلا زور قاضی وز ہا دکی پگڑی گرے</p>
--	--

دور میں جام سے اُگور ہو  
 قاضی و مفتی کو ذرا چھپ کر  
 نیند نہ آئے تو کسائی کہوں  
 اک طرف اک شہر تھا آراستہ  
 خوب سبھی شہر کی ایک اک کمان  
 شہر کے باشندے سخی و کریم  
 رہتا تھا اُس شہر میں اک مالدار  
 جمع تھا اسبابِ معیشت تمام  
 خرچ کا مطلق اسے دہر کا نہ تھا  
 زر ہو نہ زر کا جو دالی تو کیا  
 اُسکی کوئی گود کا پالانہ تھا  
 دل جگر اس سوز سے تھے داغ داغ  
 شب کو دعا مانگتے ہوتی سحر  
 اشک گرے فضلِ خدا ہو گیا  
 کی جو بھلائی تو بھلا ہو گیا  
 آئے کو محتاج نہ جانے دیا  
 نخلِ سخاوت سے اُسے پھل ملا  
 سنتے ہیں درویش کوئی آگیا  
 مسکے کشفِ کرامات تھا

قلمت سے نغمہ طرب ہو  
 سوئے میخانے کے پٹ بھیڑ کر  
 جو جو سنا ہے وہ زبانی کہوں  
 جلوہ گہ حسن ہر اک راستہ  
 طرفہ عمارات عجائب مکان  
 عاقل و دانا و ظریف و حکیم  
 خوب بسر کرتا تھا الیاء نہا  
 سیکڑوں نوکر تھے ہزاروں غلام  
 بیچ ہی تھا کوئی لڑکا نہ تھا  
 ہاتھ بھر اگود ہو خالی تو کیا  
 گھر میں کوئی گھر کا اوجلا نہ تھا  
 گھر میں نہ کھتا تھا وہ گھر کا چراغ  
 روز کو خیرات میں کرتا بسر  
 سینچ دیا نخل ہر اہو گیا  
 صد تہ دیار د بلا ہو گیا  
 اُس نے دیا اُس کو خدائے دیا  
 زر جو دیا غنیمت سے مطلب کھلا  
 جس پہ کہ اُس شخص کا جی آگیا  
 رندِ قدح نوشِ مناجات تھا

ناصیے پر نورِ صباح مید  
 ماتھے پر سجدے کا نشان جلوہ گر  
 لب جو کھلے عقدہ دل وا ہوا  
 ہاتھ میں تسبیح زبان پر عمل  
 کیا ہی ریاضت میں نہ تھا نہ ریا  
 گھس گیا تھا زہد میں ایسا بدن  
 دن جو ہوا دن کو وہ صائم رہا  
 تھا الف لامہ کا قد بلند  
 ایک مشابک کفنِ دوش پر  
 بدستِ معبود میں تھا تر زبان  
 کعبہ مقصود رسید فقیہ  
 آنکھوں میں گھس پایا جو ڈالی نظر  
 اُس نے کہا آپ کا تکیہ کدھر  
 نام جو پوچھا تو فدائے خدا  
 پھر یہ کہا آج ادھر کس طرف  
 جب یہ کہا دست دعا چاہیے  
 جب یہ کہا یاس ہے اب چارو  
 کہنے لگے بھکے وہ پھر آہ سرد  
 طفلِ نہیں پاتے ہیں آغوش میں

چاند سا منہ چاندنی ریش پید  
 مہر تھی گویا خط تقیر پر  
 جو جو زبان سے کہا ویسا ہوا  
 قطع مگر رشتہ طولِ امل  
 جسم ہوا گھس کے نئے بویا  
 رشتہ تسبیح تھا سارا بدن  
 شب جو ہوئی شب کو قاتم رہا  
 نون نبی جھکنے میں تھا بند بند  
 جس سے منون خاک چھنی دوش پر  
 ذکرِ خد او نہ جہان بر زبان  
 بیٹھ گیا آ کے قریب امیر  
 دل میں ہوا گھر تو رہا اسکے گھر  
 بولے کہ تکیہ مرا اللہ پر  
 کام جو پوچھا تو رضا سے خدا  
 بولے ہوا حکم خدا جس طرف  
 ہنس کے کہا فضلِ خدا چاہیے  
 کہنے لگے بہول نہ لا تقظوا  
 ہے عوضِ نخت جبکہ دل میں درد  
 طفلِ شک اتے ہیں آغوش میں

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱

فَقَدْ كَلِمَاتٍ ۚ ثُمَّ

جملنا النطفة علفه  
نحلفنا الر

فلسفة النفس المضمضة

خلفاء

والتفاد منه  
تجديد به جل

لَا يَكُونُ غُلَامًا

وقد  
الكنز لك الله  
الفضل

مکتبہ

حسرت اولاد سے ہو دلین درد کیا ہی موثر تھی دعا سے خفی دو در دعا برس اچھانے لگا میکہ سے میں آج بڑی سیر ہے	اے مے بھپوڑا سے تو نہ فرد ذکر خفی اور ندا سے خفی سبح را از موج پر آنے لگا قدر کد ہر جاتے ہو کچھ سیر ہے
--	---

### پیدا ہونا فرزند امیکہ کا اور انا کا تب تقدیر کا

جوش پہ فصل بہار اندون کالی گٹھا چھائی ہے گلزار پر رعد کا غل ہے کہ خبر دار ہو دلین کھبا جاتا ہے سامان باغ موج میں ہے باغ کے جونہر ہے باغ سے جاتی نہیں اک دم گٹھا ایندڑتے ہیں تاک عجب رنگ ہے تاکتے ہیں رند کھڑے دور سے پیچ ہے ہر بیل میں گیسو کی شکل ساغر لب ز میسر ہو ہے ہم وہ ہیں ساتی جو ترانام لین ہوش میں آساتی نگین لباس دہیان اگر جانب میخانہ آئے	کیا ہی چکتے ہیں ہزار اندون کو کتے ہیں مور بھی دیوار پر برق کی چشمک ہے کہ ہر شبیا ہو تنے اکڑتے ہیں جوانان باغ حوض کے دل میں بھی عجب لہر ہے حوض پہ پھوارون کا ہے جھکٹا عقل فدا طون بھی یہاں دمک ہے آنکھیں بڑی رہتی ہیں انکور سے شاخیں جھکی جاتی ہیں ابرو کی شکل میکہ سے رندوں کے لیے گھر ہو حر سے کوثر کا ابھی جام لین دیکھ ذرا مسکے ہوش دھواس صاف ہونم اور کمین دہبانہ آئے
--	---

آج تو رندوں میں یہ گاڑ ہی چھنی  
 رحمت رب ہو گیا ابرسیاہ  
 فصل بہاری میں ہے ہرست پاک  
 دل میں نہان سکتے ہیں بوتل تمام  
 قاضی اگر دیکھنے آئے تو کیا  
 یونہیں اگر ذلت اٹھایا کرے  
 لاکھ کہے کوئی نہ اسکی سنے  
 لاکھ یہ چاہا کرے افتاے راز  
 یہ کہے اور اور کہیں اور اور  
 ہم وہ ہیں دو جام پیچھے گبڑی  
 جام سے عالم کی خبر گھر میں ہے  
 آج تو نشاے میں یہ جو بھی ترنگ  
 خوب چڑ ہے نشاہ مافی الضمیر  
 قدر یہی دل میں ارادہ کیا  
 تم تو یہ کہتے ہو کہ افشاہ ہو  
 ہے جو فشاہ اُسی دلریش کا  
 دعوت درویش کی تاثیر واہ  
 خوب دعاؤ کا بندہ حاصلہ  
 قفل میں خازن نے لگائی کلید

ناز پری کرتی ہے تر دامن  
 پانی پڑا دھوئے گئے سب گناہ  
 ابر کی چادر سے بنا دست پاک  
 آنکھ کے پردے میں چہا تے ہیں جام  
 میکدے میں کچھ بھی نہ پائے تو کیا  
 پھر نہ یہ میخانے میں جایا کرے  
 سر نہ ہلے لاکھ یہ سر بھی مہنے  
 کوئی نہ میخانے میں بتلاے راز  
 پیٹ کے ہلکے نہ ہوں شیشے کڑو  
 عقل فلاطون سے بھی بڑھ گئی  
 ساغر جوشید بھی چکے میں ہے  
 جام سے گلبائے زمانے کا رنگ  
 بکنے لگیں حال امیر و فقیر  
 خان بکلف کو زیادہ کیا  
 میری ہی دھن ہی کہ افسانہ ہو  
 ذکر کرد دعوت درویش کا  
 جھوٹ جو کہتا ہوں تو آمین گواہ  
 وہ جو عقیقہ تھی ہوئی حاملہ  
 دم میں ہوا ایک خزانہ پید



حامل نطفہ شکم زن ہوا  
گھر میں عجب قہقہے ہونے لگے  
حسل ترقی پہ جو مائل ہوا  
سننے بہن جب نور کا ترکا ہوا  
نام خدا تیری کریمی کی شان  
چھاؤن عنایت کی جو دکھ لایا گیا  
صد قہقہے لے لے مے رب عطا  
کتے بہن جب باپ کو پونجی خیر  
خمس دیا صدقہ دیا خوش کیا  
سکے جمال پر نامدار  
گود میں پر دے سے نکالا اُسے  
ڈال چکا قدموں پہ جدم اسیہ  
منہ میں زبان ڈال لکے معصوم کے  
حفظ کی دو چار دعائیں پڑھیں  
حرزدیے کنڈے بہت پڑھ دیے  
ایک دعا لکھکے عطا کی اُسے  
یہ میرا قبال سلامت ہے  
آگے جو گزرا ہے مقدر کا حال  
ہم نے سنا ہے یہ بہت متبر

گو حشر نیا ب کا محسن ہوا  
چلین ہوئیں چہچہے ہونے لگے  
ماہ ہنس میں مکمل ہوا  
چودہویں کے چاند سا لڑکا ہوا  
دینر سین تو جو ہوا مہربان  
شاخ شکستہ میں شہر آگیا  
جس نے جو مانگا وہ اُسے دیدیا  
خوب لٹایا گھر و مال دوز  
سجدہ کیا شکر کیا ہنس دیا  
دیکھنے آیا پدر نامدار  
پاؤں پہ درویش کے ڈالا اُسے  
بیٹھ گیا گود میں لیکر فقیر  
ہنسنے لگا پیار سے منہ چوم کے  
خوب اثر دار دعائیں پڑھیں  
نقش لکھے سورے کئی دم کیے  
باپ کو پھر دیکے دعا دی اُسے  
تاما صدوسی سال سلامت ہے  
کتا ہے پون راوی شیریں مقال  
قسمت روزی علی خیر و شر

کاتب تقدیر بحکم خدا  
 تھی جو بہت ساعت نیک اور بد  
 کاتب تقدیر بحکم تقدیر  
 کشف و کرامات کا دیکھواثر  
 دیکھکے درویش نے رُکد اُسے  
 خدمت درویش میں آیا ملک  
 دیکھ مجھے کیا میں فرشتہ نہیں  
 ہے مری مٹی میں ہر اک بندوبست  
 ہاتھ بنا آئینہ سر نوشت  
 حال ملک سنکے یہ بول فقیر  
 ٹھہری ہے اس طفل کی تقدیر کیا  
 اُس نے کہا حکم خدا ہے جو کچھ  
 جو جو بتایا ہے بتا سکتے ہیں  
 مفت امانت میں خیانت کریں  
 تم سے کہیں تاکہ کو سب سے تم  
 کہنے لگے آپ سن لے راز دار  
 خلق میں غماز رہیں وہ نہیں  
 ہے قسم حضرت ستر عیب  
 کاش زبان تنہ سے نکالے کوئی

ما تھے یہ لکھ جاتا ہے جسکے جدا  
 بعد ولادت وہیں دم بھسکے بعد  
 لکھنے چلا جہر طفل صغیر  
 حضرت درویش کو آیا نظر  
 لکھنے پایا تھا کہ ٹوکا اُسے  
 کہنے لگا کون بتایا ملک  
 ہے مری قسمت کا نوشتہ نہیں  
 نامہ تقدیر ہے ہر خطر دست  
 اس سے عیاں ہوتا ہے ہر خوب و  
 اب یہ بتا اے ملک بے نظیر  
 ما تھے یہ کرجا لگا تحسیر کیا  
 حضرت روح لکھا جو کچھ  
 جو جو سنا ہے وہ سنا سکتے ہیں  
 صورت ہاروت قیامت کریں  
 شاہ جی کرتے تو ہو مطلب سے تم  
 یہ سنیں داعی ہمارا شعار  
 اسکی سنیں اسکی کہیں وہ نہیں  
 تو جو بتا دے ہیں اسراغیب  
 راز نہ نکالے وہ زبان سے کبھی

کاتب تقدیر نے بہت ملادیا	جب انہیں مضبوط بہت پالیا
لکھ یہ سب جہیہ طفل امیر	حکم خدا ہم کو یہ ہے لے فقیر
اس بک خیر ہے زیر ران	فضل الہی سے جو ہو یہ جوان
اسکی کبھی ران نہ خالی ہے	گھوڑے سے میدان نہ خالی ہے
چین سے کجاے یونہیں عمر بہر	شاد و فرخاک سے یہ پیر
گھوڑے سے اترے تو میان مزار	گذرے یونہیں اہل حق میں نہا
ہاتھ بڑے طفل کے ماتھے ملک	ختم ہوئی بات بڑا وہ ملک
اور جو منظور تھا الکت لکھا	رزق لکھا عم کا نقش لکھا
کر دیکھی اسکی نظر آئی نہ پھر	کام کیا شکل دکھائی نہ پھر

## دیر سے فرزند کا پیدا ہونا اور فستق کا ہوید اہونا

اور چلے اور چلے ساقیا	دیر ہوئی دور چلے ساقیا
مہولب دریا بطامے کا شکار	ابر ہے چلتی ہے ہوا سے بہا
خون کبوتر بطامے میں بھرو	بادہ احمد بطامے میں بھرو
برق چلتی ہو میانِ سحاب	بوتلین بزاوہ رنگین شراب
مژدہ گل باد صبا لائی ہے	رعد کی شورش ہے مہارائی ہے
جموٹا ہے شاد ہے پیر مہمان	جسرخ پہ پونچا ہے سر پہ نغان
بات ہر اک اسکی کرانا ہے	صاحب تاثیر ہے کیا بات ہے
پلکین اٹھیں ابرہہ را گیا	نشاہ مجھے خبر کیا را گیا

ایک لپک مارنے میں آیا ہوا  
 ہے یہ دعا مثل دعا فقیر  
 کہتا ہے اس طرح مرنے سے  
 پھر وہ عقیقہ پہنی ابلستنی  
 طفل طرہ صدارت پیدا ہوا  
 پردے میں جب دیکھنے آیا پدر  
 ہنسنے لگا آپ کا بخشا ہے یہ  
 لکے پدر گود میں لیکر اٹھا  
 خدمت درویش میں آیا گیا  
 پھر وہی درویش سے بائیں ہوئے  
 محرم و ہر از جو پایا انہیں  
 حکم خاوند ہمین یاد ہے  
 جلد پہنچے لے ملک با شہر  
 پونچھے جوانی کو تو استاد ہو  
 ہاتھ سے اسکے نہ پرندہ نہ بچے  
 دام مقدر سے رہائی نہیں  
 راز کا جس گڑا ہو ہوا سب تمام  
 حکم جو حکم کاروا ہو گیا  
 صاحب اولاد ہو واجب امیر

عالم بلا تہ و بالا ہوا  
 پیر بر سر ان لاکھ فدائے فقیر  
 بعد ولادت کے جو گزرا برس  
 وضع کی میعاد پہ لو کا جہنی  
 جسکی نظر گر گئی شیدا ہوا  
 خدمت درویش میں لایا پدر  
 اور انہیں قدموں کا نقشا ہے یہ  
 بوسہ دیا گر کتے دم پر اٹھا  
 کاتب تقدیر اُدھر آ گیا  
 پھر وہی چمیلین وہی گھاتین ہوئے  
 غیب کا احوال بتایا انہیں  
 خالق اکبر کا یہ ارشاد ہے  
 طفل کے ماتھے پہ تیرے ریکر  
 صید گم خلق میں صیاد ہو  
 نذر فلک تک بھی نہ زندہ نہ بچے  
 اسکے سوا اسکی کمائی نہیں  
 جا کے فرشتے نے کیا اپنا کام  
 کاتب تقیر یہ ہوا ہو گیا  
 شاہ کیا شاد ہوا جب امیر

موتیوں کا آسب کا ساحل ہوا

سا منے جو دامنِ سائل ہوا

## تولہ دختر اور آمد کا تمقبہ در

ہوشِ نین تیری قسم ساقیا  
ہوشِ مین آجاتی ہے فصل بہار  
جامِ کمان بزمِ کمان ہم کمان  
دورِ آخِ زمین ترانام ہو  
جائے پاس راہ سے پیاسا نہ جائے  
اسمین تکلفِ نین بہت نہ ہو  
خیشے کنگولِ مین بہر دے شراب  
تو نے سنا ہو مے مرشد کا حال  
شہرِ آفاق ہے وہ دہو م ہے  
سُخِ تناسے ملے تین بار  
کہتا ہے یون راوی طوطی نظیر  
بطن سے اُس بی بی کے لڑکی ہوئی  
نہا ساقی اور جھنڈو لے تھے بال  
ناز کی اندامِ مین آنکھو نین شرم  
گودِ مین لہتا ہوا باہر گیا  
پیار کیا گودِ مین جب لے لیا

آج نہیں آپ مین ہم ساقیا  
تو نے سنا جاتی ہے فصل بہار  
کل یہ بے سلاختگِ جسم کمان  
فصلِ خدا سے وہ سدا انجام ہو  
رند کوئی جب سہیجا نہ جائے  
حاضر اگر شیشہ بساغر نہ ہو  
ہم سے فقیر و مین بہلا کی حجاب  
وضعِ نفاست پہ نین کچھ خیال  
رازِ خدا سب اُسے معلوم ہے  
ہاتھ اُٹھے بہر دعا تین بار  
واہ تاثیرِ دعا نے فقیر  
حاملہ اسکے جو وہ بی بی ہوئی  
حور کا چہرہ تو پر ہی کا جمال  
صاف ہر اک عضو بدن نرم نرم  
باپ جو پردے کے برابر گیا  
دیکھ کے درویش نے ہنس ہنس دیا

چاند سے رخسار کا بونہر لیا  
 اتنے میں ظاہر وہ نہ رشتہ ہوا  
 بولا کہ دوبار بتایا تمہیں  
 رازِ خدایا پوچھ چکے واہ جی  
 آپ بھی مرشد ہوئے اللہِ دوم  
 ہنسکے یہ درویش نے اُس سے کہا  
 اس سے تو دنیا میں نہیں نیکیاں  
 پونجی مے کا لون میں جو داستان  
 اُس نے کہا خیر خبر شرط ہے  
 اپنے فرشتوں کو نہ کیجے خبر  
 جہدِ دخترِ پیہ لکھ لے ملک  
 صبح سے تا شام گدائی کرے  
 حکمِ خداوند سے چارہ نہیں  
 حال یہ درویش کو بتا گیا  
 خامہ تھی انگشتِ ورقِ ناصیا  
 لکھ جو چکا پھل کین سایا نہ تھا  
 پھر کے خزانے میں جو آیا پد  
 زردیا ز یور دیا خلعت دیا  
 شادی نہیں رہنے گا وہ امیر

دیکھے دعا پر دے میں بھیج دیا  
 مذکورہ حالِ نوشتہ ہوا  
 غیب کا اسرار بتایا تمہیں  
 اب نہ بتائیگے تمہیں شاہ جی  
 کون سا ہے آپ کا بانیان قدم  
 میرے ترے کون سا پردہ را  
 تیرے سبب جان گیا ایک بات  
 کچھ کوئی سنتا نہیں وہ کا لون کان  
 میں کہے دیتا ہوں مگر شرط ہے  
 کہتا ہے یوں خالق جن و بشر  
 بھیک یہ مانگا کرے آخر تک  
 چین سے بے فکر گمانی کرے  
 اس میں کچھ انسان کا احساہ نہیں  
 اور وہ دختر کے قریب آگیا  
 حکمِ خداوندِ جہان لکھ دیا  
 عقل یہ کہتی تھی کہ آیا نہ تھا  
 سائلوں کو بخش دیا مال و زر  
 سب کو مگر حسبِ یاقوت دیا  
 جان سے اور دل سے مطیع فقیر

منہ سے جو کچھ اُس نے کہا ہو گیا  
 نحت جگر گو دین دل میں سرور  
 عید کا دن روز تھا مان باپ کو  
 دونوں دو مان باپ تھے مثل سپند  
 بھر دعا ہاتھ اٹھے رہتے تھے  
 پھول جہیز بزم رہے باغ باغ  
 نخل جوانی سے بزم بند ہون  
 پھرتے تھے آنکھوں میں وہ نور نظر  
 جو تھے تھے سب بہن اطفال کے  
 ہا دم لذت کو بھولا نہ کر

چاہا جو کچھ اُس نے روا ہو گیا  
 سامنے آنکھوں کے سب آنکھوں کے نور  
 حق نے دکھایا یہ سماں باپ کو  
 دیہان یہ رہتا تھا نہ پونچھ گزند  
 سو سے خدا ہاتھ اٹھے رہتے تھے  
 باتیں کرین جبکہ یہ چشم و چراغ  
 سامنے آنکھوں کے یہ دل بند ہون  
 یونین نظر رہتی تھی اطفال پر  
 سنتے تھے جدم سخن اطفال کے  
 قدر بہت عیش میں جھولا نہ کر

### شاہ صاحب کا کج کرناماں باپ کا مزا و ملت کی صفائی لڑکوں کی جدائی

کل جو بند ہاتھ سمان کیا ہوا  
 جا کے چھپے ہین کہ ہر آتے ہین  
 ناک میں آتی نہیں بوے کباب  
 سر و صنوبر بھی کھڑے ہین اوداں  
 میسکہ اور ایک جہان مکی  
 قدم چلو ہو گا یہ میدان ہے  
 بزم نہ ساقی نہ صراحی نہ خمر

آج مرا پیہ رنمان کیا ہوا  
 ساقی و مطرب نظر آتے نہیں  
 قلقلینا نہ نہ چنگ و رباب  
 تاک بھی مرجھائے ہین اندر سے اس  
 کیا ہی برستی ہے یہاں بکیسی  
 کوئی نہیں میسکہ سنسان ہے  
 آج یہاں ہوتی ہے کچھ عقل گم

ایک اوداسی ہی فطیحائی ہو  
 سنتے ہیں ہم ایسی ہوا کچھ چلی  
 کون سے جلسے میں پڑی برہمی  
 حشر کا سامان ہے بھل یہ ہے  
 کہتے ہیں طرح کہ مدت تلک  
 رہتے تھے دل شاد و دلچست جگر  
 سر پہ جو تھی چاہنے والوں کی چاؤں  
 فضل خدا سے ہوے وہ جان جان  
 چین سے ان سب کی بسر ہوتی تھی  
 جمع تھا اک جلسہ عجیب غریب  
 چرخ کو منظور ہوا تفرقہ  
 حج و زیارت کو اٹھا وہ فقیر  
 تحفے دیے لڑکوں کے ان باپ نے  
 ولین سماے ہوئے تھی دلوں  
 ہو گئے جو وقت یہ آنکھوں سے اوٹ  
 شاق ہوا جب فقیر جلیل  
 باپ کی پہلے تو قضا آگئی  
 وہ صدق یاس کے درتیم  
 وہ شفقت اور عنایت کمان

خیر سے کچھ فصل خزان آئی ہو  
 شہر میں سنان ہوئی ہر گلی  
 شہر کا شہر آج ہوا ماتی  
 حال جو پوچھو تو مفصل یہ ہے  
 سبکے موافق تھا جو دور فلک  
 ہاتھ میں دل رکھتے تھے مادر پدر  
 سب نے نکالے تھے غضب ہاتھ پاؤں  
 تینوں ملے قدر مراتب جوان  
 عشرتوں میں شام سمہ ہوتی تھی  
 لوگ بھی آتے تھے غریب عجب  
 ہو گئے مجبور ہوا تفرقہ  
 روکتا اس راہ میں کیونکر امیر  
 دے کے قسم کچھ نہ لیا آپ نے  
 کہے کہ وہ قبلہ و کعبہ چلے  
 دونوں کے اک بار لگی دل پہ چوٹ  
 ہو گئے وہ دونوں مر بیض و علیل  
 باپ گیا مان کو جسل کھا گئی  
 بین یہ کرتے تھے کہ دل تھا دو نیم  
 رہے کہیں اس غم کی منایت کمان



شام سے کیونہ بنائے گئے  
 کونسی بستی کو سفر کر گئے  
 جا کے وہاں ہم جو شکایت کریں  
 اُترے ہوئے منہ سے وہ حیران ہوں  
 پہننے لگے چاک گریبان اگر  
 الغرض اُن سبکی وہ حالت ہوئی  
 سب نے گریبان کیے چاک چاک  
 سوچ میں تصویر کا عالم ہوا  
 کوئی بزرگ اٹھانہ سر رہا  
 شہ کے رو بادش بھی جانے لگے  
 مسفت انہیں سونے کی چڑیا ملی  
 جال یہ پھپھلا کہ وہ دولت اڑی  
 جلسے ہوئے بجئے لگا داکرہ  
 ٹھنڈے جو تھے کرنے لگی گریبان  
 کہنے لگے لوگ بدو نیک کی  
 بات یہ بنتی کہ بگاڑین انہیں  
 روز کی آپس میں لڑائی رہی  
 ملکہ انہیں لوگوں نے وہ بات کی  
 جوڑیہ گانٹھے کہ بہت دق ہوے

صبح ہوئی منہ نہ دہلائی گئے  
 ہما کو ذرا بھی نہ خبر کر گئے  
 سنکے وہ منہ چوہین عنایت کریں  
 دیکھکے زلفوں کو پریشان ہوں  
 رونے لگیں دیکھکے مادر پدر  
 خاک وطن گرد ملات ہوئی  
 گر دیتی کی ملی منہ پہ خاک  
 ایک مرقع تھا کہ برہم ہوا  
 تینوں کے تینوں ہے اور گھر ہا  
 چکنے لگے مال اڑانے لگے  
 خاک میں وہ دولت دینا ملی  
 سب انہیں لوگوں کی بدولت اڑی  
 خرمین دولت میں پڑا ناکرہ  
 پردے اٹھے ہو گئیں بے شرمیاں  
 غیبتیں کرنے لگے ایک ایک کی  
 جوڑیہ چلتے کہ اٹھا زین انہیں  
 بگڑے بنے اپنی کمائی رہی  
 دنکو سو جاتے تھے گمراہ کی  
 تینوں کے تینوں متفرق ہوے

<p>لیکے روان ہو گیا اچھٹا بڑا  سننے ہیں وہ تینوں گئے تین راہ  دوست دنیا کا نہیں اعتبار  دم میں سمجھنا نہیں مثل حجاب  ہر گڑھی کھٹکا ہے ہر اک دم خطر  یہ نہیں کرتی ہے کسی سے وفا  جان کھپا دیتے ہیں جب بھی کھو لوگ  مکرو فریب اور دغا بازیان  خسبہ میں مشہور ہوں پھر غفلت مند  مکر میں کب تک یہ کرین گے بسر  یاد ہے نہ ہل من مزید  بچھڑی حشر میں کام آئیگی  جو کوئی دانا ہے وہ نادان ہے</p>	<p>مال وہ جو ہاتھ میں جس کے پڑا  خانہ خرابوں نے کیا گھر تباہ  دیکھ لو اے قدر رزرا ہوشیار  سرجو اٹھایا کہیں مثل حجاب  آپ نے پانی پہ بنایا ہے گھر  قصبہ دینا ہے بڑی بیوفا  حاصل اسے کرتے ہیں مرم کے لوگ  کرتے ہیں کس درجہ سخن سازیان  حیث کی جا ہے کہ وہی خود پسند  حشر کے دن کا نہیں خوف و خطر  خیر رہیں پیر خرد کے مرید  سہ پہی عقل بلالائیگی  قدر تمہیں عقل پہ کیا دیان ہے</p>
---	---

### پہچتیر کی کہانی اور سبکی خبر پانی

<p>اب تو جڑ بجاؤں گے دس دن کلس  ایک سو کیا ہے کہ خم تک چڑھیں  دیکھئے وہ فوج ہزار آتی ہے  ٹوٹے مرغان خوش آسمان گرے</p>	<p>آج نکل جائے گی دل کی بھڑاس  جام تو کیا ہاتھ سب تک بڑھائیں  سننے ہیں پھر فصل بہا راتی ہے  لاکھوں پرے سو گئے گلستان گرے</p>
---	--

اڑتے چلے جاتے ہیں منہ موڑ کر  
 راگ نیا لاتے ہیں گلزار میں  
 بیٹے ہو چپ سطر بوا ندہیں  
 رندو اٹھو لائیں اُسے ہاتھوں ہاتھ  
 پیر مغن کون وہی مرد پیر  
 کعبے سے پٹا جو وہی مرد پیر  
 پھرتے ہوئے یک بیک یا خیال  
 سوچکے یہ دل میں دیکھتا ہے دہر  
 شہر میں پونچا جو وہ مرد فقیر  
 جا کے جو دیکھا تو مچاتے ہیں ہوم  
 خیر سے ہوتا تھا جد کہ گزر  
 دیکھتے جن کو الگ بند ہے  
 دیکھتے درویش نے سردہن لیا  
 سنے صدبر محل آیا وہ مرد  
 آ کے کہا کون بتایا فقیر  
 ہنس کے یہ بولے کہ ادھر آئیے  
 یہ تو کہو کیا ہوئے اسکے کین  
 اُس نے کہا شکر خدا کیجیے  
 خاک کا پتلا یہیں مجبور ہے

باغ پہ کر پڑتے ہیں پر جو کر ۲۲  
 کان اڑتے جاتے ہیں گلزار میں  
 چھپے طرد وطن کو کیا دیر ہے  
 پیر معن ان آئے مشیخت کے ساتھ  
 کاشف اسرار جنت ہے  
 نور خدا قلب میں چسکے رہ کر  
 چلکے ذرا دیکھیے ان سب کا حال  
 شاد و فرحناک گیا سوئے شہر  
 سید ہاجلا سوئے مکان امیر  
 فاخت نہ دواغ و اباسین بوم  
 جھکتے تھے تیکم کو دیوار و در  
 کوئی نہ بوڑھا ہے نہ فرزند ہے  
 ایک پڑوسی نے وہاں سن لیا  
 گھسے جھپٹ کر کھل آیا وہ مرد  
 کہنے لگا پھر کہہ ہر ایا فقیر  
 آئیے اک بات تو بتلائیے  
 خیر تو ہے امین تو کوئی نہیں  
 جہین غنا اسکی ہو کیا کیجیے  
 سعادت زمین اور فلک دور ہے

یہ مرض جس بڑا ہمارے گئے تھی جو نہ سین مرضی رب کریم داغ یہ درویش نے جہدم سہا اب یہ کموتینون کمان ہین وہ طفل اُس نے کہا شہر سے راہی ہوئے ایک توجہ شہر سے باہر ہوا باپ کے مرنے سے ملا اسکو مال دوسرے فرزند کی سینے خبر قلبت زر سے ہی دل ہین ٹہنی ہاتھ مین اور دوش پہ کپنا ہوا دم پوچھتے ہین آپ جو دست کمال مال پر ہاتھ نہ آیا اُس سے دم تم کو ملے گا جو مکان ایک کا اُس نے سنایا جو یہ قصہ تمام	دونوں کے دونوں وہ قضا کر گئے ہو گئے اطفال وہ تینون یتیم دم تھام کے دل اُس سے یہ رو کر کما تم ہین بستلاؤ جان ہین وہ طفل تینون شہر ملک تباہی ہوئے جا کے سوارون مین وہ نوکر ہوا گھوڑا لیا ہو گیا چہرہ بجال شہر سے اُس نے بھی کیا ہوا خبر کرنے لگا پیشہ صید افگنی شام کو بازار مین گنتا ہے دام کرتی ہے اک شہر مین در در سوال کیا کرے آخر یہی بھایا اُسے ایک سے پاؤں کے نشان ایک کا آپ بڑے کیکے علیک اسلام
---	--

شاہ صنا کا بڑے بیٹے کے پاس آنا اور گھوڑوں کی سوداگری کا اس آنا

کل یہ سنا تھا کہ بچہ آئی بہار خارجی گل ہو گئے ندرت یہ ہے طعن سے واعظ نے کیا دلو چاک	آج خدا ہی نے دکھائی بہار جھوٹا اڑی سچ ہوئی قدرت یہ ہے آج تو جھوٹے کوئی آنکھوں میں خاک
---	---

رنگ پڑے اس پہ بھارتی ہے  
 دختِ رزا اور شرابی کے ساتھ  
 دھوم ہے زندہ نہیں غضب دھوم ہے  
 خوب سے ہساتی کی دکان پر ہجوم  
 بادِ صبا باز نہیں پاتی ہے  
 اودھی گھٹا اور گلابی شراب  
 زورِ عبادت کا گھٹ جائے گا  
 توسی زادہ کا وضو ٹوٹ جائے  
 توسی عمامہ بکے شہر میں  
 توسی چوے پیرِ رنجان  
 پیرِ منان اور منان کے مرید  
 جام ہی ہے آنکھ چڑھائے ہوئے  
 دیدہ ساغر کو ہے کیا انتظار  
 قدرِ تمہیں مفت پس پیش ہے  
 لیجیے سن لیجیے آیا فقیہ  
 پہنچا سارے میں جو وہ ذی وقار  
 ایک کے بستر پہ نشانِ ملیکا  
 دوست کا اُنکے وہ کلان تھا پسر  
 باپ کا ہمارا نہیں جان کر

باغ پہ جون ہے گھٹا چائی ہے  
 اور شرابی ہے کبابی کے ساتھ  
 جیتختے ہیں غل ہے عجب دھوم ہے  
 باغ کے درنا ہے برابر ہجوم  
 پھول میں خود پھول کی بواتی ہے  
 مشرب زادہ کو کرے گی خراب  
 ایک ہی چستو میں اُلٹ جائیگا  
 توسی اک جڑے میں جی چھوٹ جائے  
 توسی پا جامہ بکے شہر میں  
 آگے کرے بیعت پیرِ رنجان  
 شاد میں نوروز ہے یارِ ذمید  
 اور سبوتاہ بڑھائے ہوئے  
 دستِ سبوتاہ جھکتے ہیں کیوں بار بار  
 آج یہ سان آمد درویش ہے  
 دیان ادھر کیجیے آیا فقیہ  
 ڈھونڈتا تھا خواجہ ہر سوار  
 پھر تو وہی راحت جان ملیگا  
 آپ قد سوس ہوا دوڑ کر  
 رونے لگا دیکھ کے چچان کر

دیکھ یہ مان باپ کا پر اُسے  
 وہ دن طرے کونکے دفتر گئے  
 وہ جو سنا لانا سین حالِ فراق  
 اُس نے وہیں پاس آتا لانا سین  
 شاہ جی آرام سے رہنے لگے  
 کیا کہیں الفت ہے جو کچھ آپ  
 کیا کہیں ہم جیسے وہ دم جو تھے  
 تم بھی ہو ہر چند بڑے عقلمند  
 اُس نے کہا کون سی یہ بات ہے  
 آپ سے خرمندہ ہوں نادم ہو نہیں  
 مستفاد اس طرح جو پایا اُسے  
 جو کون میں اُس میں نکرتی ن قال  
 دام جو کچھ آئین اُنہیں صفت کر  
 سُنکے ہنسا وہ کہ عجب سیر ہے  
 میچ ابھی اور نہ کچھ منہ سے بول  
 دیکھ کے رخ بولا وہ آگاہ دل  
 چاہیے اس میں نہ ذرا سکر وغور  
 اس میں بھلائی ہے تری جان لے  
 جب یہ سنا پھر تو وہ کا پنا وہیں

رونے لگے اور رولا اُسے  
 جاگے غیب اور مقدر کھلے  
 یہ بھی جہاں سفر اشتیاق  
 حال سنا کیا سارا اُنہیں  
 اُس سے پھر اک روز یہ کہنے لگے  
 تھے سنا ہو گا کبھی باپ سے  
 رہتے ہمارے اُنہیں معلوم تھے  
 کیا ابھی سن ہے جو سنو وعظ و پند  
 مجھ پر بزرگوں کی عنایات ہے  
 جس میں مجھے حکم ہو خادم ہو نہیں  
 وعظ یہ ناصح نے سنا یا اُسے  
 آپ سبکدہرا بھی بیچ ڈال  
 شام تک رہنے پنا لے وہ زر  
 خیر و درویش کو کچھ فریاد ہے  
 واہ جی گھم گھوڑا سخاس ہول  
 واہ یقین واہ جگر واہ دل  
 وہ مرا معبود تجھے دے گا اور  
 بات فقیہ روکی ذرا مان لے  
 کشف و کرامات کو بھاپا وہیں

صفت عقلمند  
 ناعلم و فہم  
 مؤلف اقدس

سید ہا اٹھا اور کیا امتحان مین  
 لا کے رسالے مین دھین ہاتھون ہاتھ  
 پاؤں کو پھیلا کے دھین شام سے  
 کیون نہ بہلا چین سے کاٹے دشب  
 قیمت اپ اُسنے جو پائی تمام  
 کون کہے اس مین بُرائی ہوئی  
 جب نہ رسالے مین رہا سرا  
 دیکھا وہاں جا کے تماشا عجیب  
 جاتا ہے گھسٹنے وہ پیدل سوار  
 روکے وہ کہتا ہے کما می میرے ب  
 یا تو مے یا تو نہ بیمار ہو  
 اسمین یہ درویش نے جا کر کسا  
 چاہے مے ہاتھون سے چچ ڈال  
 اُسنے کما خیر بھی دیتے  
 آپنے منظور کیا لے لیا  
 وہ تو روپے لے کے روانہ ہوا  
 آپنے جو قوت یہ گھوڑا لیا  
 دیکھ لے کما اسکے ابھی دام کر  
 ہے تری تقدیر مین گھوڑا دام

کھول کے نیا اُسے سینڈن مین  
 بیچ لیا اپ اسامی کے ساتھ  
 گھوڑا بکا سورج آرام سے  
 بیچ کے گھوڑے کو وہ سوتا ہی اب  
 ایک ہی دن مین وہ اڑائی تمام  
 بات تھی مرشد کی بتائی ہوئی  
 دونوں گئے جانب جہان سرا  
 ایک سوار مسافر غریب  
 راہ مین بیمار ہوا راہوار  
 گھوڑا نہ جیتا ہے نہ مڑتا ہے اب  
 یا کوئی گھوڑے کا خیر دیا ہو  
 گھوڑے مین کچھ دم نہیں باقی رہا  
 تین روپے دیتا ہوں بے بیچ ڈال  
 خواہ مرے خواہ جیسے ملیجے  
 مول جو ٹھہرا تھا اُسے دیدیا  
 گھوڑا وہ دم جھاڑ کے اچھا ہوا  
 اُس سے لیا اور انہیں دے دیا  
 بیچ اسے چسین کر آرام کر  
 روز کے روزا کین خبردار دام

تو کہی بائع ہو کہی مشتری کتے ہیں درویش جو حامی ہوا خلق میں سا کہا بھی بڑا اس قدر واہری تدبیر جانتا ہے مال و خزانہ اسے حاصل ہوا باتوں ہی باتوں میں کہا ایک دن جاؤ نہیں اسن مہر سے بھائی کی پاس ساتھ نہ کچھ مال و خزانہ کر د اسنے کہا آنکھوں سے منظور ہے طے ہوئی یہ بات تو رہبر ریا تھا جو مقام اسکا وہ جانا ہوا	یونہیں رہے گھوڑوں کی سوداگری پھر تو وہ سوداگر نامی ہوا لاکھوں روپے آنے لگے بات پر ہو گیا دو دن میں ایسے کبیر دیکھ کے درویش بھی خوشدل ہوا ہو جو کوئی نیک گھڑی نیک دن اس سے بھی ہی یونہیں کچھ کالتماس آدمی اک نے کے روانہ کر د سیج ہے جو ما مور ہے معذرت ہے چل دیے اور آگے آئے رہا رہبر رہبر وہ روانا ہوا
--	---

### پھر دو سے لڑ کے کے پاس آنا اور سیادی کا رنگ جمانا

خیر پیالانہ پلا ساقیا طاق پہ پیسا نہ دہر رہتا ہی ہم سے اڑا تو تو اڑا میں گے ہوش تاو میں اگر بھی لیسنکے قدح سو گم گئی ورد و عسایں زبان قہر پھر بھی کوئی لب تر نہو	آنکھ تو یار دن سے ملا ساقیا خیر ہے کیون ہم سے بھرا رہا ہے صورت بادہ بھی آئیگا جوش قدح سننا کر بھی لیسنکے قدح جب کہیں جاری ہوئی تیری کان صورت قارون کہیں بہت نزد
---	--



جی میں ہے سائل کی گرہ کھولے  
 تو کوئی پائی بھی نہ پائے وہ مہین  
 دہیان نگر خیب جو خالی مہین ہاتھ  
 اشک کے سنج کا بیانہ ہے  
 جسا چکچکایا کس پریش ہے  
 ولولہ لے ناز کے بانی یہ ہے  
 چپکے وہ اسد کا پیار افیقہ  
 پہلے تو وہ رہ رہ رہ گیا  
 جبکہ کیا اسکو ادب سے سلام  
 حضرت مردیش کی تدبیر عقل  
 مال کا آنا وہ روپ کا شمار  
 دیر تک اسکو سنایا کیا  
 پھر یہ سنایا اسے حکم امیر  
 خاطر ناز کے ذرا ہوشیار  
 راز آہی سے نگہ برائیو  
 بول اٹھا چونک کے وہ خستہ جان  
 اُس نے کہا آئیے باہر مہین آپ  
 جب یہ سننا اُس نے اٹھا بر محل  
 پاؤں چھتہ کرنے جو پایا اسے

نقد ہی لے دل کی گرہ کھولے  
 چار لے اٹھا اڑائے وہ مہین  
 جسام تو بھبھ ناز و لطافت کی گت  
 چشم و خرد قیمت چمانہ ہے  
 منکر و تر دو مہین درپیش ہے  
 راوی صادق کی زبانی یہ ہے  
 منزل صیبا دیہ پونچا فقیر  
 کھول کے دروازے کو اندر گیا  
 حال برادر کا بتایا تمام  
 گھوڑوں کی سوداگری اور ساری نقل  
 حلق میں ہر بات کا وہ اعتبار  
 اُس نے جو پوچھا یہ بتایا کیا  
 لے تے پاس آیا ہے خود وہ فقیر  
 اکبر و فرق نہوزینار  
 جو کہے آنکھوں سے بجالائیو  
 جبکہ تو رہ رہ رہ رہ رہ گیا  
 دیکھیے کیا جملوہ داوہین آپ  
 سامنے حضرت کے گیا سر کہل  
 سینہ اقدس سے لگایا اسے

پہلے تو کی تعزیت والدین  
 دیر تک یاد میں روتے رہے  
 اشکِ المِ پائس سے بنے لگے  
 پونچھ کے انسوؤں سے لپٹا لیا  
 جب رہا لکبھٹھا گورا انہیں  
 حال سنایا کہ بُرا حال ہے  
 گمنامین ہوتا کسی تدبیر سے  
 ہنسنے کے لگے اے ذی شعور  
 چلکے وہیں حال سنائی گئے ہم  
 اُس نے کہا خیر جو ارشاد ہو  
 کہتے ہیں جب صبح نمایاں ہوئی  
 نور کے تڑکے سے اٹھاؤ جو ان  
 دام لیسادانہ لیا ہاتھوں ہاتھ  
 ایک طرف بڑھ گئے بستی سے دو  
 ایک کھٹ دست بیا بان تھا  
 سبزہ نوخیز نہ بہت لمبے  
 سیدھی درختوں کی قطار اک طرف  
 چاک گریبان سحر اک طرف  
 سخل میں بٹکے ہوئے ہار اک طرف

دو نونکے رونے سے ہوا شور مچا  
 بین بھی مابین میں ہوتے رہے  
 پھسکے صبر کے کینے لگے  
 سینے سے لپٹا کے دلا سا کیا  
 اُس نے وہیں گھس رہی تارا انہیں  
 جال مری جان کا ججال ہے  
 دام بنا ہے خطِ تقدیر سے  
 صبح ترے ساتھ چلے گئے ضرور  
 جو جو بتانا ہے بتائیں گے ہم  
 تم خطِ تقدیر کے استاد ہو  
 زور پہ تقیر یہ بیا بان ہوئی  
 فحج بڑھ ہی اور کیا اپنا دیوان  
 اور وہ درویش چلا ساتھ ساتھ  
 دو نونکے عالم سہتی سے دور  
 صقل علی نور کا میدان تھا  
 اور پرندوں کے کہیں چہچہے  
 لالہ صحر کی بہار اک طرف  
 نالہ مرغانِ سحر اک طرف  
 اور گلِ خودر کی بہار اک طرف

قہقہہ لکبک درہی اک طرف  
 گلشنِ جنت کی ہوا اک طرف  
 چوکھی بھرتے تھے ہر اک طرف  
 اوچرہ ندون کی کلیں اک طرف  
 کھولدے جو روضہٴ جنت کا در  
 تختِ زمردین تھے موتی جڑے  
 ضو سے ہر اک نخل بنا نخل طور  
 پھنس گئے گیسو میں دلِ ناصبور  
 ساری زمین سبزہ تر سے ہری  
 حق نے بنایا تھا عجب مرغزار  
 دم جلیسا جان پڑی جان میں  
 خوب نکالی ہے جگہ واہ جی  
 صید جو چاہو وہ یہیں پھانس لو  
 دام کو پھیلا کے یہ دھوکا دیا  
 جس میں پرندوں کو نہ ہو کچھ خطر  
 آڑ ہوا دامنِ صحرایہ چھپے  
 دانہ انگوڑی جس طرح رند  
 ہاتھ ہلایا وہیں اُستاد نے  
 بیٹھ گئے آڑ کے کسی شاخ پر

جیل لبالب تھی بھری اک طرف  
 مور کی جھل میں صحرایہ اک طرف  
 اژدہ ہے شبِ نیم پگن اک طرف  
 طائرِ دُن کی ریل کی ریل اک طرف  
 صبح کا وقت اور وہ نیم صحر  
 گھانسی پہ تھے قطرہٴ شبِ نیم پڑے  
 نخل پہ سوچ کا جو پڑتا تھا نور  
 شاخ پر اندر سے ہجومِ طیور  
 سرد ہوا اور برودت بھری  
 سبزہ کین اور کین چنہ سار  
 دونوں گئے پھر اُسی میدان میں  
 اُس سے یہ فرمانے لگے شاہ جی  
 دیر ہے کیا اب نہ ذرا سانس لو  
 اُس نے وہیں دامن کو چھٹکا دیا  
 جال میں اک باندہ دیا جانور  
 دونوں وہ پھر ایک طرف جا چھپے  
 تو ٹکے دانے پگڑے یوں پرند  
 دام لیا ہاتھ میں صیاد نے  
 ہاتھ کے اُٹھتے ہی اُٹھے جانور

اُسے کہا آپ نے یہ کیا کیا  
 ہوش میں آپ سے خبردار ہو  
 ڈر نہیں عرصہ جو بہت سا کچھ  
 باز جو پھنسا جائے تو پھر لاکھ  
 اُسے کہا باز نہ آئے اگر  
 تو نہیں کچھ جانتا کیا راز ہے  
 تیرے مقدر میں ہے اک جانور  
 چاہے گا جو کچھ وہ ملے گا تجھے  
 اُسے کہا دام وہ ہی لاؤں میں  
 آپ یہ فرمانے لگے جلد جاو  
 حکم کو سنکر وہ اٹھا چست  
 دانے پگرنے لگے پھر جانور  
 بیٹھا ربا صبح سے وہ شام تک  
 چلنے کو آمادہ ہوا جس گھر  
 ہنس کے کہا فضل خدا کا ہوا  
 باز بھی اتنے میں گرا ٹوٹ کر  
 اُٹھنے کو چاہو وہاں باز نے  
 دونوں اُٹھے دُش سے اگھر گئے  
 پانوں اس باز کی قیمت ملی ڈ

کہنے لگے منہ تجھے تھا کیا  
 دیکھ کر باندہ کے طیار ہو  
 جال میں کوئی نہ پرندہ کچھ  
 شوق سے بے پوچھے ہو کر کینچ دام  
 آپ یہ فرمانے لگے صبر کر  
 باز کا منسا بھی خدا ساز ہے  
 اُڑنے کے لیے گاؤہ تجھے عمر بھر  
 حق سے جو مانگیگا وہ دیگا تجھے  
 حکم جو ہو پھر اسے پہلاؤ نہیں  
 دام کسین اور جگہ جاناگا  
 دام کسین اُسے کیا پھر دست  
 پھر بھی نہ صیاد ہو اکچہ خبر  
 باز کا پھر بھی نگیا دام تک  
 یومین درختوں پر نظر جا پڑی  
 باز ہے اک شاخ پہ بیٹھا ہوا  
 پھر نر وہ پندے سے پھر چوٹ  
 کینچ لیا دام میں جانا باز نے  
 بازیشہ کے راندے گئے  
 اُسکو یہ قیمت بھی غنیمت ملی

<p>پھانس لیس باز کو اور آگیا حضرت بر شد نے سکھائی یہ بات باز نہ آئے تو نہ باز آئیو ۶ ۶ روز جو کچھ آئے وہ ہو جائے صرف بننے لگے سونے کے دیوار دور باز آئے سونے کی چڑیا ہوا دیکھ کے درویش بھی شادان ہوا تمسے ہی حاجت درویش ہے ایک سے بہت رہن مر جان د کھویئے ادا بار کو تدبیر سے لیکے چلا پھر یہ بھلا آدمی</p>	<p>صبح کو چھ جانب صحر گیا خوب اُسے نل سے جو بھائی یہ بات آئیو جب پھانس کے باز آئیو پھر اُسے حضرت نے سنایا پرن تھوڑے سے عرصے میں بڑا سقد کیسے زرد ام کا حلق ہوا فصل آئی سے وہ سامان ہوا پھر یہ کہا ایک سفر پیش ہے آدمی اک راہ بتانے کو دو ہے یخ عرض آپ کی ہم شیر سے اُسے وہین ساتھ کیا آدمی</p>
---	--

### فقیر کا دختر کے گھر آنا اور میری کو پونچانا

<p>حضرت رسانی کا بھلا ہوئے چین کر خوش رہو آباد ہو دیکھے سرکار انہیں کیا دیتے ہیں دیر ہے کیا کوئی ادھر دور آئے پڑھ لیں جس ہی میں دعا قدح سچ ہے مثل سوم سخی سے بھلا</p>	<p>جام جو ایک آدھ بچا ہوئے کچھ تو فقیر دن کو بھی ادا ہو دیر سے بزدل دعا دیتے ہیں آپ ہی کا نام سنا اور آئے ٹوٹا ہے جسم ادھر آئے قدح چلتے ہیں ہم دور نہ اب تک چلا</p>
---	---

جام جو دنیا ہے تو دھتے نشتاب  
 آپ کی خدمت سے کرن درگزر  
 پاؤں فقیر درخشاں کچھ لنگ سے  
 شہر تمہیں چاہیئے اسی مہربان  
 کیون نہ بہلا خلق میں ہو جائے نام  
 بزم سے ہے خانہ دختر غرض  
 آپ کھڑے رہ گئے بیرون در  
 سبائی کی جانب سے دعاوی اُسے  
 ذکر کیا آمد درویش کا  
 منتظر حال جو پایا اُسے  
 گھوڑوں کے بکنے سے وہ پانارچ  
 کوشش درویش جستایا کیا  
 گھڑی میں سنا جب کل آئی دہن  
 ایک گھڑی گرد بھری دوڑ کر  
 آپ نے قدموں سے اٹھایا اُسے  
 جان گئی اپنا سہارا انہیں  
 روکے وہ پھر کہنے لگی اپنا حال  
 کشتی درویش میں ہے آبرو  
 کاسہ گدائی کا ہے اور دست زار

اور نہ دنیا ہو تو دے بچے جواب  
 دیکھ لین ہم جا کے کوئی اور در  
 اور نہ کچھ ملک خدا تنگ سے  
 دیکھیے فیاضی پیہر سخاں  
 بزم میں جا جا کے وہ دیتا ہی جام  
 پونے فقیر اور وہ مرعوب غرض  
 گھڑی میں گیا پہلے وہی راہبر  
 ساری حقیقت وہ بتا دی اُسے  
 حال کما مقصد درویش کا  
 بھائیوں کا حال سنایا اُسے  
 باز کا پنہنا وہ اڑانا روپے  
 ساری حقیقت وہ بتایا کیا  
 شوق میں گھسے محل آئی دہن  
 پاؤں پہ پھیرا کے گرمی دوڑ کر  
 اور دیا خوب دلاسا اُسے  
 جھوپڑی میں اپنے اتارا انہیں  
 ہے مری تقدیر میں در دروہال  
 پھر بھی لگا کرتی ہے وہ کوکبو  
 چاک کی صورت نہیں مہر قرار

اُس نے یہ سب حال جو بتلادیا  
 اور کہا آج سے دل شاد رکھ  
 جا کے سوال اب جو کہیں کہجیو  
 ایک بھی کم ہو تو نہ لینا روپے  
 اُس نے کہا ایسا تو دیکھا نہیں  
 شاہجی کہنے لگے جاؤ شتاب  
 دیگا خدا دل میں جو ہو مانگ لو  
 مانگنے نہ لگے تو لگاوٹ ہے کیا  
 یہ جو سنا مانگنے لگے سے چلی ۛ  
 پوچھتا کوئی تو بتاتی یہ حال  
 وہ کوئی اس کا پیارا ملے ۛ  
 سنکے یہ لاکھون کے وہاں لپے  
 لوگ بہت جمع ہو گئے گرد پیش  
 کہتے ہیں اتنے میں ہوا کرو فر  
 سے آدھرا ایک امیر آگیا  
 پوچھا وہاں اُس کا سبب ماجرا  
 آ کے جو تفتیش کیا اُس سے حال  
 کیا ہی خدا ترس تھا وہ حرم دل  
 تیسری کرسی وہیں توڑا دیا

آپ نے سن سنکے دلاسا دیا  
 بات جو کہد وہی مین اُسے یاد رکھ  
 دے کوئی توڑا تو جب ہی لیجیو  
 دیکے دعا بھیج رہی دینا روپے  
 گانٹھ کا پورا کوئی اندہ نہیں  
 اس میں نہیں جاے سوال جواب  
 مانگنے پر آگئے جو مانگ لو  
 ناپ چنے جب نکلے تو گھونٹ ہی کیا  
 بھیک ملی لاکھ پر اُس نے نہ لی  
 ایک ہزار سے کا ہی اپنا سوال  
 جس سے جو حصہ ہو ہمارا ملے  
 لاکھون یہ کہتے تھے جنون ہی اسے  
 بھیڑ سے حیران تھی وہ نہ نیش  
 ایک سواری نکل آئی آدھرا  
 بھیڑ جو دیکھی تو وہ گھبرا گیا  
 لوگوں نے بتلادیا سب ماجرا  
 کرنے لگی یہ وہی اپنا سوال  
 حال سنا اور ہوا منغسل  
 دیکے محافظ اُسے بھجوا دیا

پہ نہ کہیں اور کسی گھر گئی  
 لائی جو کچھ تھی وہ دکھایا انہیں  
 سنکے کہا آج ہی ہو جائے خرچ  
 اُسے سنا کان سے جہم یہ حزن  
 تھی جو مقدر میں کمائی وہی  
 زرجو ملا غنچہ دل کھل گیا  
 پیسے یہ بات بتائی اُسے  
 ہے یہ گدائی تری تقدیر میں  
 ہو گا نہ اوقات میں تیرے خلل  
 کہتے ہیں ایسی وہ اشارت ہوئی  
 دیکھ کے خوش ہو گیا کیا وہ فقیر  
 عرصہ تک بچہ وہ اسی جا رہا  
 کام جو تھا شکر خدا ہو گیا  
 رشتہ الفت کو کروا قطع  
 کاٹ دو زنجیر و فاجاؤں میں  
 دیکھ کے یہ آپ کا جوش و زور خوش  
 رو کے کہا خیر چلے جائیے  
 حکم جو پایا وہ روانہ ہوئے

سامنے درویش کے لیے گر گئی  
 اور وہ سب حال سنایا انہیں  
 خیر ہے رہے جو کچھ اُٹے خرچ  
 کوڑی نہ رکھی کیا سب مال صرف  
 صبح کو بچہ جا کے وہ لائی وہی  
 تھوڑے سے عرصہ میں بہت مل گیا  
 ساری کرامات بتائی اُسے  
 ہاں یہ ہمت کو نہ تدبیر میں  
 آج دیا جس نے وہی دیکھا کل  
 اُس کو فقیہی سے امارت ہوئی  
 شکر کے سجدے کو جو کا وہ فقیر  
 تذکرۃ ایک دن اُس سے کہا  
 بار سے میں سبکے ادا ہو گیا  
 آج خوشی سے مجھے کر دو دواع  
 شیر سا صحرے کو چلا جاؤ انہیں  
 اُڑنے لگے دختر نادان کے ہوش  
 صبر کیا خیر چلے جائیے  
 جانب صحرا وہ روانہ ہوئے



## صحیفہ انشینی جناب کی ملاقات کا تقدیر کی

ہوش میں اے ساقی محمور آ  
 جام وہ دے دے جسے لاگ ہو  
 آتش دل تیز ہو وہ جام دے  
 جام وہ دے تیغ زبان تیز ہو  
 رونق میخانہ ہو وہ جام دے  
 جام وہ دے جس سے ہو پیری شباب  
 بے پیسے سرشار ہوں وہ جام دے  
 جام وہ دے منکر و تردد ہو گم  
 ناخن تیرے ہو وہ جام دے  
 جام وہ دے کعبہ ہو جو دیر ہو  
 تحت گرمی گرد ہو وہ جام دے  
 جام وہ دے عرش تلک سیر ہو  
 ہونہ فلک سیر تو دے جام بنگ  
 پیکے قح تیرے قدم جو مگر  
 دشت میں اک باد بہاری گئی  
 شہر میں ٹھہرے گا بہلاؤ فقیر  
 راہ راہ آہی ہوا  
 جوش میں اے غیت فنفور آ  
 جام وہ دے غمت مری گ ہو  
 جو آرنی خیز ہو وہ جام دے  
 جام وہ دے رنگ بیان تیز ہو  
 آنکھ سے دیکھانہ ہو وہ جام دے  
 جام وہ دے ہو دل زاہد کباب  
 نشائے میں ہشیار ہوں جام دے  
 جام وہ دے دل ہو فلاطون کا خم  
 پنجہ رقت دیر ہو وہ جام دے  
 جام وہ دے خاتمہ بالخیبر ہو  
 گاوز میں زرد ہو وہ جام دے  
 مے بنین حاضر تو فلک سیر ہو  
 جس سے اڑے گنبد مینا کا رنگ  
 نشائے صبح را کو چلیں جو مگر  
 حضرت مرشد کی سواری گئی  
 کہتے ہیں بستی سے چلاؤ فقیر  
 دشت و بیابان کو وہ راہی ہوا

شیر تو ہیبت سے بہن ہو گئے  
 سامنے انکے جو کیا ذکر ذوق  
 کوک اٹھا تھا کہین طاووس باغ  
 قہقہوں سے بک بک پرایا غضب  
 وہوم ہوئی عشق خداداد کی  
 دیکھ کے دامن پس ہامون چھپا  
 دشت میں جب آپکا جلوہ ہوا  
 رنگ خزان دم میں ہوا ہو گیا  
 نقش قدم سے گل خود روا گے  
 آئے جو صحرایں یہ رشک ملک  
 اور پے تسلیم ادب بار بار  
 نو تو کبھی سطر آتی نہ تھی  
 جھیلین بھرن چشمے بھرے جا سجا  
 سرزمین اور وہ ٹھنڈی کچھار  
 غار کہین اور کہین تھے پہاڑ  
 شیر کہین اور کہین کر گردن  
 ایک وہ بھیڑوہ بیابان تھا  
 صورت انسان نظر آتی نہ تھی  
 اکسکو ہبلا دیکھنے کی تاب ہو  
 سیدہ وہان آپ چلے جاتی تھے

اور ہرن شیر فگن ہو گئے  
 جب سے پڑا گردن قمری میں طوق  
 چرب زبانی سے لگا اسکو داغ  
 آگ جیسی کھاتا ہے یہ بے ادب  
 آب گئی تیشہ زہر ہاد کی  
 دامن کسار میں مجنون چھپا  
 گلشن فردوس وہ صحرایں ہوا  
 پیڑ چوسو کھا تھا ہوا ہو گیا  
 بات میں ایک ایک کے دود داگے  
 راہ میں ہنرے نے بچھا دی ہلک  
 جھکتے تھے کیا کیا شجر بار بار  
 باد صبا خاک اڑاتی نہ تھی  
 اور پروندوں کے پرے جا سجا  
 بانس کی کوٹھی کہین نخل چنار  
 لاکھوں کجورین کہین لاکھوں ہی تاڑ  
 تھے کہین پاڑے کہین کالے ہرن  
 جھاڑیوں سے جھاڑے گنجان تھا  
 وہو پ وہان خوف سے جاتی نہ تھی  
 خضر بھی دیکھیں تو جگر آب ہو  
 سیرکنان آپ چلے جاتی تھے

دل میں خدا اور عینِ نزلِ برزبان	حمدِ خداوند میں تھے ترزبان
غزل	
<p>کعبہ و آتش کدہ چمکا دیا آنکھ جو دی طور کا سا دیا جس کو مناسب تھا جو دینا دیا حسن دیا ناز و کرشمہ دیا ہونٹ کو عجب از سیما دیا بندہ ناچینہ کو کیا کیا دیا حضرت زاد کو مصداق دیا ایسی کوئی راہ بتا دیا</p>	<p>عارض پُر نور جو دکھ لادیا برق تجلیِ نظر لاتی نہ تھی چرخ پیہ تار سے ہیں زمین پر شہر عشق دیا اور دل و چشم بھی آنکھ کو ہمبھاری نادیدہ دی ہوش بھی اور عقل بھی اور فہم بھی دی جو ہر اک زند کو تر دامن بار ہو مجھ کو ترے دربار میں</p>
<p>لیجئے چشم و جگر و دل ابھی ڈ پس جو تھا وقت دے ولایا</p>	
<p>آپ چلے جاتے تھے بڑھتے ہوئے نشاۃ الفت کا مزہ پاتے تھے جذب میں کہتے تھے کبھی اتخف اور کبھی نالہ یا رب کیا گو سنجتے تھے کوہ و بیابان و دشت کو سون اڑے جاتے تھے خوشی چرند</p>	<p>سوزِ جگر سے ہی پڑھتے ہوئے حبوتے صبح کو چلے جاتے تھے منہ سے کبھی آپکے جاری تھا کف لب کبھی آہوں سے لباب کیا نالہ کنان و دشت میں کرتے تھے گشت کان کنرے کرتے تھے سنکر و رند</p>

بس یہ خدا نے خبر ہر از دی  
تھی ہی آواز پہلے واہ جنی پڑ  
سُنکے صدا آپ ذرا تھم گئے  
جھمکے اُدھر غور سے دیکھا اُسے  
آتا ہے وہ گھوڑا اٹھائے ہوئے  
وَمِنْ وَہ اسوار قریب آگیا  
بولانہ غیب آپ مجھے جانے  
کہنے لگے میں نہیں کچھ جانتا  
اس سے کوئی بڑھ کے تماشا نہیں  
سُنکے ہنسا اور کسا واہ جی  
پاس ہے جو کچھ ہی پہچان ہے  
کیا کمون رہتا ہوں عجب حال میں  
راز بتایا تو یہ خدایت ملی  
فکر یہی صبح سے تاشام ہے  
حکم یہ ہے ایک کو گھوڑا ملے  
حال مقتدر جو بیان ہو گیا  
وہ جو گیا آپ یہ بیدل ہوئے  
آئے نہ اٹھ کر کبھی دنیا میں آپ  
دیکھ لے گردشِ خطا تقدیر کی

پشت پر اک شخص نے آواز دی  
ٹھہر دو ذرا ٹھہر دو ذرا شاہ جی  
دشت میں چپہر ایک طرف جم گئے  
آپ نے اس طور سے دیکھا اُسے  
باز لیے توڑا اٹھائے ہوئے  
آنکھ ہوئی چار قریب آگیا  
دیکھیے پہچانے پہچانے  
کون ہو ہرگز نہیں پہچانتا  
آنکھ سے دیکھا کبھی حاشا نہیں  
آپ مجھے بھول گئے شاہ جی  
کاتبِ تقدیر ہوں کچھ بیان ہے  
تجئے پھنسا یا مجھے جن سال میں  
یہ مجھے حضرت کی بدولت ملی  
میرے لیے روزِ یہی کام ہے  
ایک کو باز ایک کو توڑا ملے  
دامنِ صحرا میں نہان ہو گیا  
دشت میں اک جا سو تکل ہوئے  
خفتِ رگہ گئے صحرائیں آپ  
خوب جی درویش نے تیر کی

<p>             ہو گئے آگاہ جو تقدیر سے              تین طرح تینوں کا حصا ملا              ایک نے اسپ ایک نے پایا شکار              اتو ذرا قدر تھیں ہوش ہو              چاہیے تقدیر کے متائل رہو              چاہیے تدبیر یہ دستور ہے              ہی جو جبین میں وہی پیش آنی ہے              ہو جو غرض فکر کیا چاہیے              پایگا قسمت میں جو ہوگی معاش              ہاتھ نہ پھیلے ہی چہ چاہے              خواب تو سوسے کرے ساز باز              طول ہے بیفائدہ المختصر              دل میں جو شیطان کبھی دسواں لاک              بات ہے قدر وہی بات کر           </p>	<p>             خوب بڑیا آنہیں تدبیر سے              جو جو مقتدر میں لکھا تھا ملا              ایک گدائی سے ہوئی مالدار              جو جو سنا ہے وہ درگوش ہو              پھر بھی نہ تدبیر سے غافل رہو              ورنہ یہ انسان تو مجبور ہے              چشمہ قسمت میں جو ہے پانی ہے              درد جو ہوا سکی دوا چاہیے              فرض ہے انسان پہ لیکن تلاش              پاؤں کو توڑے ہی نہ بیٹھا ہے              پاؤں نہ کھلے کبھی ہوں دراز              ہے ہی مضمون قضا و قدر              کیجیے تدبیر خدا رس لاے              حضرت برابری میں مناجات کر           </p>
---	--

## مناجات

<p>             دہوم ہو اے ساتی جام الست              دل میں جو کہیوں نہ کہوں بر ملا              ایک پیالہ جو پیا چیت ہوا           </p>	<p>             میں بھی رہوں بارہ عرفان سکت              خوب چڑا شاہ کا قلوبا بلے              ہوش اڑے بزم میں ساکت ہوا           </p>
---	--

<p>جامہ ہستی کی نہیں کچھ جنبہ خلق میں مجسا کوئی غافل نہیں میں نہ کسی کام کے لائق ہوا خانہ عصیان کا ہوں چشم و چراغ آہ گنہ گرنیکو بے باک ہوں میں جو نموتا تو نموتا گناہ قصر اب کا نپتا ہوں بیدار رات کو چاہے تو ابھی روز ہو تیرا ذرا رسم عصیان کی آڑ رسم کمد کے کہ ہو میری پناہ بخشنے میں دیر جو کرتا ہے تو</p>	<p>عمر تو غفلت میں ہوئی ہے سہر میں ترے دوزخ کے بھی قابل نہیں خلق ہوا ننگ خلایق ہوا دامن آدم میں لگا مجھے داغ جسم گنہ گرنے کے لیے جالاک ہوں صورت ہمراہ ہے میرے گناہ ہاں تری رحمت کا ہوں امیدوار ساز کرے دم میں اگر سوز ہو اوٹ میں تنکے کے ہی سارا پہاڑ آہ ترے قہر سے تیرے ہی پناہ پڑھتا ہوں میں آیہ لا تقطوا</p>
---	---

### خاتمہ کتاب تاریخ لاجواب

<p>دہوم ہے اگر روح قدس دہوم ہے کچھ تب مجھے معلوم ہے کیا شور ہے طبع میں یہ زور ہے اُٹھنے ہے تو طے تہیں عرش کے تارے تو کیا زندہ نہیں آہ جناب حسن سرو ہے بازار کہ سودا غین</p>	<p>دہوم ہے کیوں کچھ مجھے معلوم ہے شور ہے یا طبع میں یہ زور ہے سچ تو یہ ہے فکر ہی ساز ہے قدر جو ہمت بھی نہ ہارے تو کیا شاعر و نکلے شاہ جناب حسن درو نہیں جرات و انشا نہیں</p>
---	--

میر کو پہلے ہی اجل کما گئی  
 آنکھوں میں اندھیرے ہر بختکرت  
 آنکھوں دکھاتے یہ تاسف رہا  
 تازہ ہو غم یاد کرین جسکو ہم  
 وہ تو گئے بحر میں ناسخ کی روح  
 کشتی نوح سخن آنکی ہے ذات  
 ہم بھی ہیں ناجی کہ ہوے شوق  
 نام وہ ہے جس سے ناسخ کا نام  
 اسپہ یکانی ہے دلیل قومی  
 جو جو بتانا تھا بتایا تمام  
 قطرہ شبنم کو بناتے ہیں بحر  
 بات مگر دیان میں آئی ہے  
 غالب دہلی کا بھی ہو کیا بیان  
 قدر سے شاعر کے یہ استاد ہیں  
 دانے کو چاہیں تو بند دین نثر  
 ڈالتے ہیں شوق نثر نگار کے  
 شعر بلیغ آپ کی بندش فصیح  
 کون بہلا جو حد ذاتی نہیں  
 پونہی بیان جب یہ کتاب نثر گون

حضرت ناسخ کو بھی موت آگئی  
 آہ نہیں برق و جناب سحر  
 یہ تو وہ کہتے بہت اچھا کما  
 قدر بہلا روینے کس کسو ہم  
 حضرت باری انین شعر نوح  
 انے ملا جو کوئی پائے نجات  
 حضرت امداد علی بحر سے  
 خاص ہیں جاری ہے مگر فیض عام  
 لیکن ہم کہلے جو شیشہ سنوی  
 جو جو بتانا تھا بنایا تمام  
 بحر کو اک کوزے میں لاتے ہیں بحر  
 کیون نہ ناسخ کی کمائی ہے یہ  
 نام جناب اسد اللہ خان  
 زور کمالات خدا داد ہیں  
 قطرے کو چاہیں تو بنا دیں گہ  
 رنگ اڑا دیتے ہیں از رنگ کے  
 قاعدے جا بچے ہوئے لفظین صحیح  
 عقل وہ ہے عقل میں آتی نہیں  
 ہاتھ غیبی نے سنا حرف حرف

<p>کہنے لگا سنے ہوا میری کتاب اب یہ مناجات کیا چاہیئے دوست دعا ہو کہ جد ہر روز ہے غیر ہو حالت جو کوئی غیر ہو</p>	<p>کان ملاحظہ ہے یہ ساری کتاب حضرت عزت میں دعا چاہیئے عمید ہو اپنی جوا و ہر تو رہے خیر ہے خاتمہ بالغیر رہو</p>
--	--

## استادی جناب شیخ امداد علی صاحب لکھنوی شاعر شریف شیخ ناسخ مرحوم

<p>صل علی خوب کئی شنوی ناظم ہر دی کا ہوا رنگ زرد چھوٹ پڑا ہاتھ سے جامی کی جام آگئی انصاف پہ عقل سلیم گاشن نورستہ میں ابیات کل شعر ہر اک گیسو جانا ہے سلاک جسم مصالیح ہیں نقطہ ہر اک خالص حبیبین کیا ہی ضیا بار ہے یہ شنوی قدر نے کی شنوی اپنی تمام یہ سنہ شنوی قدر ہے</p>	<p>دنگ ہوئے مولوی معنوی گر می بازار ہوئی اُسکی سرد آب خجالت ہو احسن کلام سلک اللہ پکارا سلیم غنج ہر اک نقطہ ہی ہر حرف گل پنچہ مژگان پر پی شانہ ہے نامہ محبوب کی توفیق ہیں بیت ہر اک زلف دو تاج حسین خسلہ کا گلزار ہے یہ شنوی بحر لکھو تم بھی سن ختم شنوی قدر ہے قدر ہے ۱۲۷۲ ہجری</p>
---	--

شیخ غلام حسین دارشد بلگرامی



<p>کیون نہ بھلا تا کرے بلگرام میر غلام حسین اسم ہے سحر بیانی بن عظیم الشنیزہ نظم کیا قصہ تقدیر کو مصنوع تاریخ یہ ارشد لکھو</p>	<p>جس میں رہیں قدرت سے نازک خیال واسطی الاصل میں یہ ذی کمال نکتہ طرازی میں حدیم المثال فضل خدا سے ہے عجب بول چال لکھا گیا کاتب قدرت کمال ۱۲۶۴ھ ہجری</p>
ولہ	
<p>صل علی ثنوی میر قدر ارشد بھی اور کوسال نظم</p>	<p>ہے کوئی دریا کہ روانی میں ہے باد صبا باغ معانی میں ہے ۱۲۶۴ھ ہجری</p>
شکر پر شاد صبح بلگرامی	
<p>نور کا دریا ہے نضا و قدر گوہر تاریخ صبح کو</p>	<p>یا کوئی دُر دانہ تقدیر ہے چشمہ افسانہ تقدیر ہے ۱۲۶۴ھ ہجری</p>
قطعہ تاریخ تالیف از بابہ نزاری ل جوان بناری	
<p>وصف ہو کیا شنوی قدر کا نور کی تاریخ لکھو بے جوان</p>	<p>بس مے استاد میں وہ و اسلام خلق میں آئینہ ہے سارا کلام ۱۲۶۵ھ ہجری</p>
ولہ	

اسمین جو کچھ چاہیے موجود ہے مصنوع تاریخ تو دیکھو جو ان	ساری خدائی کا ہے یہ انتخاب قدرتی آئینہ ہے کیا یہ کتاب ۱۲۷۲ھ ہجری
غلام محمد خلدن واصل بلگرامی	
قدرتِ ناشِ شہرِ ایت در نظمِ نمودست قضاوت در مثنوی و صورتی و فصلی نویسی	شاعرِ غزلی و سراجِ پس در و تاریخ تو واصل بنج سال ہزار و دو صد و نوشت بنج ۱۲۷۵ھ فصلی
شیخ علی بخش ظہیر بلگرامی	
چو از قدر شد مثنوی اختتام ظہیر از پے سال تاریخ او	بنام و نشان قضاوت در نوشۃ بیان قضاوت در ۱۲۷۴ھ ہجری
شیخ محمد حسین مجمل بلگرامی	
عجائبِ مثنوی قدر ہے یہ تجمل نے جو کی تاریخ کا فکر	زمانے میں نہیں ہے جب کا ہمسر ندا آئی مگر ہے یہ بہت ۱۲۷۵ھ ہجری
سید ابن علی بلگرامی	
قَدْ أَتَى بِذِوِجٍ قَلْبُ عَامٍ مَحْمُومَةٍ	مَرْجَبُ دَالِهِ الْقَدَرِ الْقَضَاءُ وَالْقَدَرُ ۱۲۸۴ھ

۱۵۱ جن کی کتابت  
ہزارہ فیہ مکتوبہ  
سکین خط و سبب  
نیت لڑا و دیو کی آواز  
گزشتہ دفتر کے پیچھے  
از زبانِ بظہر و زور  
حسن نگار و تہذیب  
علاوہ و تعلیم بلگرامی  
دریوشاں شاہ و تاریخ  
جلوس مقررین مجملہ  
شاہ شاہ زور و تاریخ  
ہم نظر سے گذریں  
علاوہ از او کہ کہند

# شیخ خلیل احمد جسد بگرامی

قصہ تقدیر ہے کیا واہ واہ  
جسے سنا سننے کہا واہ واہ  
صل علیٰ صل عدا واہ واہ  
ارض سے ہے تلبہ بہا واہ واہ  
نظم یہ ہے صل علیٰ واہ واہ  
۱۲۷۳ھ

ثنوی قدر قضا و قدر  
میرے تو استاد ہیں کیا کہوں  
خوب لکھی خوب لکھی ثنوی  
دہوم ہے انسان و ملائکین ہوم  
وجد نے تاریخ لکھی وجد کی

پندرہ صلیب تالیف  
آپ کا جو کلمہ علیہ صلیب  
شہداء اہل حق مقصود  
عقاد و ثنوی و کلمہ عزت  
میت میں شفا کردہ  
تیار شدہ عدد ۱۲۷۳ھ

کلیات غلام حسین قنبر بگرامی

دہم بوزن تالیف  
۱۲۷۳ھ

# واسوحت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

<p>گھر کسی بندہ وارفتہ کا ویرانہ نہو طاہر روح کسی شمع کا پروانہ نہو</p>	۱۰	<p>یا خدا بیٹھے بٹائے کوئی دیوانہ نہو کوئی دل آئینہ چہرہ جانانہ نہو</p>
	<p>داغ سینے کے نہ دکھیں کہیں اغلوگیر عاشقی آگ میں جو بونکے نہ سمندر</p>	
<p>گل سے خار اور گلستان سے خزان دور ہے نشر عشق سے ہر اک گ جان دور ہے</p>	۱۱	<p>یا خدا لے تپ عشق تیان دور ہے خرمن عیش سے یہ برق تیان دور ہے</p>
	<p>خاک اڑتی ہے جد ہر کو یہ ہوا جاتی ہے گھر لڑ جاتے ہیں بستی پہ بلا آتی ہے</p>	
<p>کوئی سینے پر اتر تک بھی نہیں پاتا ہے جب جگر تھامتے ہیں دل غضب ڈھاتا ہے</p>	۱۲	<p>ہے یہ وہ تیر کہ پیغام قضا لاتا ہے دل سمہا لو تو کلیجا دہن چین جاتا ہے</p>
	<p>جگر و دل پہ بیان ہفتہ دہرے پھرتے ہیں زندہ دل اسکے وہی ہیں جو مے پھرتے ہیں</p>	

<p>اک ہمیں کہ قیامت کی گڑھی سے ہمیں تیر کھائے ہوئے میوے پڑے رہتی ہیں</p>	<p>۴۷ نوتے سے بڑا کیسی تو کچھ کہتے ہیں آنکھ جب کھولے ہیں سنت بگرتے ہیں</p>
<p>دیکھ لو آنکھ لڑائی یہ بڑی ہوتی ہے تظہر یا حقیقت میں چھری ہوتی ہے</p>	
<p>کیا کہیں کہیں مصیبت میں ہنسنی جان حزن دل کا کچھ ہوش نہیں جسم کا کچھ ہوش نہیں</p>	<p>۴۵ ہو بیٹھ میں خشک تویر آب ہے چشم نگین دل کہیں آنکھ کہیں ہاتھ کہیں پاؤں کہیں</p>
<p>پوچھتا ہے جو کوئی دوست کہ یہ کیا تر ہے نکلے گی باندھے کہہ دیتے ہیں منہ سے ہے</p>	
<p>کچھ فرمائیے قصہ کہانی اپنی شکل تو دیکھیے اسی ظلم کے بانی اپنی</p>	<p>۴۶ ہم سے مطلب ہے خبر لیجیے جانی اپنی مفت میں ملگئے ہم ہمارے جوانی اپنی</p>
<p>شمع رخسار سے دیوانہ بنایا تو سہی خیر جی اپنے پروانہ بنایا تو سہی</p>	
<p>کیا تو پتا ہے دل زار تمہیں ہوش نہیں تم پر ہم مرتے ہیں یا تمہیں ہوش نہیں</p>	<p>۴۸ ہے ہمیں موت کا آزار تمہیں ہوش نہیں دونوں آنکھوں کے میں بیمار تمہیں ہوش نہیں</p>
<p>جگر و دل کہی اے جان سہمائے نہ گئے کانٹے پلکوں نے چبوائے تو نکالی نہ گئے</p>	
<p>کوئی ہمسایہ ستا نیکنہ پایا ہوگا کوئی تربت میں سلا نیکنہ پایا ہوگا</p>	<p>۴۹ کوئی یون داغ دکھانیہ کو نہ پایا ہوگا کوئی مٹی میں ملا نیہ کو نہ پایا ہوگا</p>
<p>دم بھر کے جا بیٹھے اہ جان جو دم میں دم ہے خوش رہیں چین کرین آپ یہاں کیا غم ہے</p>	

ایسی تقریر پہلا شہد و شکر کسکی ہے یہ دہن اور یہ ہونٹ اور کمر کسکی ہے	۵۹	پیارے شکل آپسی اور شکستہ کبکی ہے یہ نگاہ اور یہ چوٹن یہ نظر کسکی ہے
	سحر کی شکل ہے عجز کی گویائی ہے مرگ کی آنکھ تو چیتے کی کمر پائی ہے	
نہ یہ سینہ نہ یہ پیٹ اور نہ چھاتی دیکھی نہ یہ پنچہ کھین دیکھا نہ یہ ایڑی دیکھی	۶۰	نہ یہ ناف اور نہ رانیں نہ یہ پٹلی دیکھی نہ یہ تلو اکھین دیکھا نہ یہ ہندی دیکھی
	چلتے ہو پنچون کے بھل خوب تنی پھرتے ہو اپنے جو بن میں چھلا واسی بنے پھرتے ہو	
تم نہ سہراؤ اور نہ ہر آؤ تمہیں پیار کرین مرتے ہیں آؤ اور نہ آؤ تمہیں پیار کرین	۶۱	بس نہ اتر آؤ اور نہ آؤ تمہیں پیار کرین گلے ملجاؤ اور نہ آؤ تمہیں پیار کرین
	حسرتیں دل میں ہیں ایجان نکالیں آؤ دل تڑپتا ہے کلیجے سے لگالیں آؤ	
دہی ملشت اور دہی خنجر دہی دل ہی دہی آنکھ دہی شیشہ دہی پتھر دہی دل ہے دہی آنکھ	۶۲	دہی موم اور دہی انکھ دہی دل ہی دہی آنکھ دہی پھوڑا دہی نشتر دہی دل ہی دہی آنکھ
	ڈھونڈتے ہیں تمہیں اے یار جاری نگین دل تو پھستہ تانہیں بھر جائیں تھاری نگین	
جگر و چشم دل دوسرے جی تپہ نثار لاکھ جانیں ہوں تو کرتے ہیں ابھی تپہ نثار	۶۳	سید ہی باتو نہ ہی ہم سے ہے کجی تپہ نثار ایک جان اور ہے وہ بھی سہی تپہ نثار
	یہی حسرت ہے کہ مر کر نہیں پیدا ہوتے ور نہ سو بار منہ آپ کے شیدا ہوتے	

<p>اپنی باتیں بھی سناتے نہیں تم کیا کہنا          شکل کیا منہ بھی لگاتے نہیں تم کیا کہنا</p>	<p>ہاتھ پھیلائے نہیں آتے نہیں تم کیا کہنا          پیاری صورت بھی دکھاتے نہیں تم کیا کہنا</p>
<p>یہی کہتے تھے کہ دل موم ہے نرمی کھو          گر میان کر کے جھلایا ننگی گرمی دیکھو</p>	
<p>منہ دی ل ل کے یہ ب رنگ جایا ہننے          آپ شکر تمہیں معشوق بنا یا ہننے</p>	<p>بات کرنا تمہیں باتو نہیں بتایا ہننے          چال میں حشر کا انداز سکھایا ہننے</p>
<p>جب سے دل لینے کا اسے یار تمہیں فوج ہوا          اُسی دن سے تمہیں آئینے کا بھی شوق ہوا</p>	
<p>منہ تو پھیر دی ہیرے میں چمک تھی آگے          اپنے سایے سے بھی نکو تو چمک تھی آگے</p>	<p>اک ذرا آنکھ ملاؤ یہ پلک تھی آگے          نہ بکیتی نہ کمر میں یہ پلک تھی آگے</p>
<p>سب سے کہتے تھے یہ سچ دہج کجاوٹ کبھی          آنکھ اور نہیں اٹھتی تھی لگاوٹ کب تھی</p>	
<p>جھکیا رنگ ہزاروں میں ہوئے تم مشہور          زلف سے آئینہ ہے لنگھی ہے یا دستِ حضور</p>	<p>اب تو کچھ اور ہی صورت ہوئی چشم بدور          ماتھے پر روز چنی جاتی ہے نشان ہی خور</p>
<p>بجز آئینہ ہمیں چہرہ دکھاتے نہیں آپ          پان مہی کے سوا منہ بھی لگاتے نہیں آپ</p>	
<p>چہرہ بھی شمع سے طور ہے اللہ اللہ          کیا بھلا حور کا مذکور ہے اللہ اللہ</p>	<p>سبز رنگت پر عجب نور ہے اللہ اللہ          خود طبیعت بھی بہت دور ہے اللہ اللہ</p>
<p>خوبصورت ہو گل باغ جوانی ہو تم          حسن میں پہلے پہل بیفت تانی ہو تم</p>	

فتنہ زنتار ہے کیا تھرکا ڈھنگ آپکا ہے	۱۹	قد تو بوٹا سا ہو کیا پھول سلنگ آپکا ہے چوک کی سیج کرے یہ پنگل آپکا ہے
	تیر کو روک لو کچھ بات تو مانو صاحب راہ چلتوں کے کلیجوں کو نہ چھانو صاحب	
جی آٹھے مردہ جو تربت کو لگا دو ٹھوکر ڈ زہر کھاتے ہیں انہیں باتو نیسرب جادوگر	۲۰	چال وہ بگدری پاؤں پڑے آکر سح کرتی ہے یہ تقریر بشیرین پے
	مردہ آواز سننے آپ کی زندا ہو جائے سیکے تقریر جو زندہ تو مسیحا ہو جائے	
ہے ستم حسن پہ انروزون غور آپکو ہے دبدم حسن پہ ان روزون غور آپکو ہے	۲۱	سمجھے ہم حسن پہ انروزون غور آپکو ہے اے صنم حسن پہ انروزون غور آپکو ہے
	قے آپ کے حق میں یہ کہہ دیتے ہیں زہر سے آپ کے حق میں یہ کہہ دیتے ہیں	
خوب انروزون پر پی سو بھی جا اچھا پیارے کتے تھے دل بھی نہیں آپے پیار پیارے	۲۲	ہو ساعاشق غلے کا غلے گا پیارے اگلی باتوں پہ ذرا دھیان نہ آیا پیارے
	اچھی باتو نہیں کہے لوگ برا کہتے ہیں جڑی چالوں سے ہبلاک کو ہبلا کہتے ہیں	
یہ تو فرمایئے کس سمت کو دھیان آپکا ہے دل میں جب چاہو چلے آؤ مکان آپکا ہے	۲۳	اندون کیسا مزاج اے میرجبان آپکا ہے یون تو کہئے کو زمانہ ہے جہان آپکا ہے
	ہم وہی ہیں مگر آپ اور ہوئے جاتے ہیں طور کچھ آپ کہے بے طور ہوئے جاتے ہیں	



<p>آنکھیں ملتے نہیں پراکھیں دکھاتے ہو گالیان مفت میں دوچار سنا لیتے ہو</p>	۴۴	<p>بات کہنے میں زبان اپنی دبا لیتے ہو کبھی کہتے نہیں ہونٹھو کا مڑا لیتے ہو</p>
	<p>آنکھ پڑتی ہے تو تیوری دہن پڑ جاتی ہے بات تھوڑی سی بھی ہوتی ہے تو بڑ جاتی ہے</p>	
<p>جھوٹی قسین مے سامنے کھاؤ صاحب مجھے اڑتے ہو ذرہ ہوش میں آؤ صاحب</p>	۴۵	<p>کس طرح دہان ہی باتیں نہ بناؤ صاحب کھوکے کیسا ہوں مجھے تم نکھاؤ صاحب</p>
	<p>بت بنا دوں تھیں تقریر میں پھر کی طرح سیکڑوں دل سے تراشوں بھی ذکر کی طرح</p>	
<p>باتیں چہرہ ہاں میں مری لو ہمارا مانتے ہو قدر ہوں قدر ہوں نہیں قدر ہوں تم جانتے ہو</p>	۴۶	<p>میں دہی شاعر بنیں ہوں پہچانتے ہو آستین اُٹتے ہو دامن کو بھی گردانتے ہو</p>
	<p>ہوش جب آپکو آئے تو ادھر آئیے گا اب زیادہ جو بگڑیے گا تو بن جائیے گا</p>	
<p>باتوں باتوں ہی میں مضمون نیا باندھتے ہیں سحر کرتے ہیں پر مرغ قضا باندھتے ہیں</p>	۴۷	<p>ہم وہ شاعر ہیں کہ پر یونہی ہوا باندھتے ہیں بیٹھے بیٹھے جو کہیں دیہان ذرا باندھتے ہیں</p>
	<p>طائر مرگ کو چٹکی پہ اڑا دیتے ہیں ملک الموت کو ہم لوگ دغا دیتے ہیں</p>	
<p>ہم وہ ہیں باتیں میں سب نگ آڑا دیتے ہیں ہم وہ ہیں ہمسے بگڑیے تو بنا دیتے ہیں</p>	۴۸	<p>ہم وہ ہیں جھوٹ کو سچ کر کے دکھا دیتے ہیں ہم وہ ہیں باتوں میں سب سے بنا دیتے ہیں</p>
	<p>ہم وہ ہیں ختم کو پروا نہ بنا دیتے ہیں ہم وہ ہیں پر یوں کو دیوانہ بنا دیتے ہیں</p>	



# صحت نامہ کلیات قد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱۵	۱	پٹان	۱۵	۱	پٹان	بٹان
۲	۱۴	۱۹	جھل	۱۴	۱۹	جھل	چھل
۳	۲۰	۴	جوڑ	۲۰	۴	جوڑ	جور
۴	۲۱	۸	گئی	۲۱	۸	گئی	کئی
۵	۲۲	۱۱	پھیل	۲۲	۱۱	پھیل	گھیل
۶	۲۳	۱۳	چڑاؤ	۲۳	۱۳	چڑاؤ	چڑاؤ
۷	۲۴	۸	سبود	۲۴	۸	سبود	سبوی و
۸	۲۵	۱۶	گمک	۲۵	۱۶	گمک	گمک
۹	۲۶	۱۹	بتشی	۲۶	۱۹	بتشی	متبئی
۱۰	۲۷	۱	بجھا دون	۲۷	۱	بجھا دون	بجھا دون
۱۱	۲۸	۱۶	لکھ	۲۸	۱۶	لکھ	لکھ
۱۲	۲۹	۱۶	آئینہ	۲۹	۱۶	آئینہ	آئینہ
۱۳	۳۰	۱۹	دوڑے لے	۳۰	۱۹	دوڑے لے	دوڑے لے
۱۴	۳۱	۹	خود	۳۱	۹	خود	خود
۱۵	۳۲	۱۰	پنچھور و لکا	۳۲	۱۰	پنچھور و لکا	پنچھور و لکا
۱۶	۳۳	۷	نئے	۳۳	۷	نئے	تھے
۱۷	۳۴	۱۳	نشاہ	۳۴	۱۳	نشاہ	نشاہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸	۱۳	نشہ	نشہ	۴۵	۲	جبتا	جبتا
۲۹	۱۰	بچھا	بچھا	۴۶	۹	پہیچہ	پہیچہ
۳۰	۷	بڑا رہا ہے	بڑا رہا ہے	۵۱	۵	کٹنگ	کٹنگ
۳۲	۳	گمگ	گمگ	۵۲	۱۷	ٹٹیان	ٹٹیان
۳۲	۹	بچتا	بچتا	۵۳	۳	سہارا رکے	سہاری کے
"	۱۲	کٹنگ	کٹنگ	"	۱۶	پٹ پٹ	پٹ پٹ
"	۱۷	سیہ	سیہ	۵۴	۶	بنائی	بنائی
۳۳	۱۷	بینائی	بینائی	۵۵	۱۲	جیریل	جیریل
"	۱۹	لکھا	لکھا	"	۱۸	ہو گئے	ہو ہو گئے
۳۵	۱۵	کینا	کپا	۵۷	۶	دریائی	دریا ہے
"	۱۹	زلیل	زلیل	"	۱۲	پیشہ	پیشہ
۳۶	۹	سہرے	سہرے	"	۱۶	جیم	جیم
۳۷	۶	آئینہ	آئینہ	"	۱۷	سواروں	سواروں
۴۱	۳	"	"	۶۰	۳	گل ہووے	گل سے ہو
۴۲	۹	درودشت	درودشت	۶۲	۱	میٹھی	میٹھی
۴۴	۲	گھلاے	گھلاے	۶۵	۴	اوسپہ	اوسپہ
"	۳	جہا	جہا	۶۸	۱	پیش	پیش
"	۱۷	پھلا	پھلا	"	۱۲	ساقی	ساقی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۸	۱۳	کین	کین	۹۵	۲	ٹھگ جابجا	ٹھگ بین جابجا
۶۹	۴	ہواے	ہوائی	۹۶	۱۶	نئے	نیسے
۷۰	۱۵	داوا	دلاوا	۱۰۰	۵	جبریل	جبریل
"	۱۸	وگرز	وہ گزر	"	۱۷	باگھ	باگ
۷۱	۱۰	دپنکی	وہ پینکی	۱۰۱	۸	جل جلالہ	جل جلالہ
"	۱۶	گمن گئے	گمن گئے گئے	"	۱۱	جبریل	جبریل
۷۲	۱۶	ہوا کبار	ہوا اکبار	۱۰۲	۴	کٹے کا	کٹے کا
"	"	سیٹواو	سیٹواو	"	۱۵	کپا	کپا
۷۳	۴	بڑی	بڑی	۱۰۳	۱۹	تدرو	تدرو
"	۵	جڑی اودھے	جڑی ہر	۱۰۴	۶	گرمی	گرمی
۷۴	۴	جو سودہ ہو	ہونا ہو جو ہو	۱۰۵	۳	دن	دل
۷۵	۲	خدا بنی	خدا بنی	"	۱۳	جو تیرے	یہ تیرے
۷۸	۹	پہ اپنی	پہ اپنی	"	۱۹	مڑہ	مڑہ
۸۰	۱۳	ہندوستان	ہندستان	۱۰۶	۱	پنیرے	پنیرے
۸۳	۲	بن	بن	"	۱۴	جکٹی	جگنی
۸۵	۱۶	خرا	جزا	"	۱۵	اوڑتا	اوڑتا
۹۳	۱۹	دکاٹ	دہ کاٹ	۱۰۷	۱۰	ابرو موے	ابرو موے
۹۴	۲	راضاے	رضاے	۱۰۸	۷	بنو کا	بنو کا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۸	۱۷	اوڑیا	اوڑیا	۱۳۴	۲	سبنہلا	سبنہلا
۱۰۹	۱۶	گڈک	گڈک	"	۱۰	مین توستے	مین توستے
۱۱۲	۲	کپیون	کپیون	۱۳۶	۸	پونچے	پونچے
۱۱۳	۱	نکلتے	نکلتے	۱۴۱	۱۵	جہان کا	جہان کا
۱۱۸	۷	الامان	الامان	"	۱۸	دامن	دامن
۱۲۰	۳	اونچے	اونچے	۱۴۲	۲	اگمہ	اگمہ
۱۲۳	۱۰	جوڑا کا	جوڑا کا	"	۱۸	دوین	دوین
۱۲۵	۲	آب	آب	۱۴۶	۷	پونچی	پونچی
"	۹	جریڈین	جریڈین	۱۴۷	۸	رہی نہ	رہی نہ
۱۲۶	۹	کپا	کپا	"	۸	رہا نہ	رہا نہ
۱۲۷	۳	بکرا کر	بکرا کر	۱۴۸	۱۷	ادن سے	ادن سے
"	۱۰	ڈوٹا	ڈوٹا	۱۴۹	۶	آگے	آگے
۱۲۹	۳	ہونا ہوتا	ہونا ہوتا	"	۱۱	آئینہ	آئینہ
۱۳۰	۲	ایہر	ایہر	۱۵۰	۱	مین	مین
"	۳	ہو امین	ہو امین	۱۵۴	۷	ڈریڑے	ڈریڑے
"	۴	اوڑتا	اوڑتا	"	"	رکتی ہو	رکتی ہو
"	۱۶	نرہ	نرہ	"	۸	ٹہیرے کی	ٹہیرے کی
۱۳۴	۲	ڈوٹا	ڈوٹا	"	۱۳	اٹھلا کے	اٹھلا کے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۴	۱۵	اونگتے	اونگتے	۱۹۱	۱۳	گرمی	گرمی
۱۵۶	۱۱	کل	گل	"	۱۶	مین	ہین
۱۵۹	۸	بیٹھائے	بٹھائے	۱۹۵	۶	تیر کے	پیر کے
۱۶۲	۱۲	آئینہ	آئینہ	"	۱۲	کسے گا	کسائے گا
۱۶۴	۳	لے آیا	لے آ	"	۱۴	تیرا	ترا
"	۱۲	بہر	بھیر	"	۱۹	نگہت	نگہت
۱۶۵	۴	کنڈہ بکر	کنڈہ بکر	۱۹۶	۱۶	ابرؤ	ابرؤ
۱۶۶	۱۰	ٹنھ کابل	ٹنھ بکابل	۱۹۷	۵	ہنسے	ہنسیے
۱۷۱	۴	تنگے	تنگے	۱۹۸	۲	کاتبین	کاتبین
۱۷۴	۸	بدور	بدور	۱۹۹	۱	تاریکی	تاریکی
۱۷۷	۱۱	گھرک	گھرک	۲۰۰	۱۷	چپائے	چپائے
"	۱۵	لکے ٹائین	لکے کوٹائین	۲۰۱	۲	خدا خدا خدا	خدا خدا خدا
۱۸۰	۱۹	وماتے	جوماتے	۲۰۳	۳	چند روز	چند روز
۱۸۲	۳	توٹے	توتے	"	۷	کعبہ و	کعبہ و
۱۸۵	۵	نکلیگی	نکلیگی	۲۰۵	۸	اکڑنا	اکڑنا
"	۱۸	ڈگین	ڈگین	"	۱۰	زلف پہ	زلف پہ
۱۸۸	۶	بڑکے نہ	بڑکے نہ	۲۰۶	۶	مرنے بھی	مرنے بھی
۱۹۱	۳	ذفن	ذفن	۲۰۷	۸	آئینہ	آئینہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۷	۹	کیمیاگر	کیمیاگر	۱۳۲	۱	کرتا کیا	کرتا ہو کیا
۲۰۸	۱۲	چھریوں	چھریوں	۲۲۲	۷	اڑتا	اڑتا
۲۱۱	۹	انگبین	انگبین	۲۲۸	۱۷	گا	کا
۲۱۲	۱	ہر ایک	ہر اک	۲۳۰	۴	روکا دھڑ	رکا دھڑ
"	۱۴	ہون اگر	ہون نہ اگر	۲۳۲	۵	آئینے	آئینے
۲۱۳	۱	یارانہ	یارنہ	۲۳۷	۵	امن	اینٹین
"	۶	اوتارا	اوتار	۲۴۱	۱۲	چھپائے	چھپائیے
۲۱۴	۱۱	آئینہ	آئینہ	۲۴۲	۱۲	آشہ	نشہ
۲۱۶	۱	بکے	بکیے	۲۴۳	۱۲	سکے	کے
"	۱۷	گلگیر	گلگیر	۲۴۷	۱۳	آئینہ	آئینہ
"	۱۹	تاریکی	تاریکی	۲۴۸	۱۷	دیکھا	دکھا
۲۱۷	۷	شمعہا	شمعہا	۲۵۰	۱	جائے	جائے
"	۸	آئے	آئی	۲۵۲	۱۶	روی	روی
"	۱۳	بناموں	بناموں	۲۵۵	۱۲	گھل	گھل
۲۱۹	۱۶	آمن	آمین	۱۵۶	۵	آئینہ	آئینہ
۲۲۰	۲	واقعی	واقعی	"	۱۷	یہ	یہ
"	۸	النیاث الفراق	النیاث الفراق	۲۵۸	۵	کردن	گردن
		الفرق	الفرق والفرق	۲۶۲	۱۴	ابھی	بھی



صفحہ	سر	نقطہ	صفحہ	سر	نقطہ	صفحہ	سر	نقطہ
۲۶۴	۱	سلائیے	۳۲۴	۱۸	جگر	۳۲۴	۱۸	جگر
۲۶۸	۱۴	گتھی	۳۲۹	۷	دل کوہ پر جانگاہ	۳۲۹	۷	دل کوہ پر جانگاہ
۲۶۹	۱۰	یہ	۳۳۰	۱۰	کیسیا کر	۳۳۰	۱۰	کیسیا کر
۲۷۳	۱۱	تباہ	۳۵۹	۳	ہو ہو ہے	۳۵۹	۳	ہو ہو ہے
۲۷۵	۴	طرے	۳۶۳	۱۵	اٹھانگے	۳۶۳	۱۵	اٹھانگے
۲۷۷	۱۹	کم	۳۷۷	۶	بہین	۳۷۷	۶	بہین
۲۷۹	۱۲	ہین	۳۷۷	۱۰	زہر بہین	۳۷۷	۱۰	زہر بہین
۲۸۰	۶	ہوساتی	۳۷۸	۹	کرد	۳۷۸	۹	کرد
۲۸۲	۱۴	جدید	۳۸۰	۱۵	مڑہ	۳۸۰	۱۵	مڑہ
۲۹۱	۷	بنائینگے	۳۸۰	۲۱	بیٹی	۳۸۰	۲۱	بیٹی
۳۰۵	۲	جہل	۳۸۰	۲	صد	۳۸۰	۲	صد
۳۰۷	۳	گیا	۳۹۷	۷	فصل	۳۹۷	۷	فصل
۳۰۹	۱۲	روی	۳۹۷	۱۲	ہی	۳۹۷	۱۲	ہی
۳۲۲	۶	دیئے	۴۱۳	۱۱	کجاوٹ	۴۱۳	۱۱	کجاوٹ
۳۲۴	۱۸	پکڑ	۴۱۳	۱۱	کجاوٹ	۴۱۳	۱۱	کجاوٹ









